تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

ا

انه من سلیما ن و انه بسم اللہ الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ سی و ہفتم (۳۷)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب تحریک ختم نبوت حصہ سی و ہفتم (۳۷)

مولف ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ

صفحات ۴۲۲

سال اشاعت ۲۰۱۴ء

زیراہتمام احیاء التراث پبلی کیشنز

فہرست عناوین

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

مشمولات کتاب کا تعارف

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی سینتیسویں جلد پیش خدمت ہے۔اس کا آغاز میر عباس علی لدھیانوی کے منظوم کلام سے ہو رہا ہے۔میر صاحب قادیانیوں کے سابقون الاولون میں سے تھے اور قادیانیت میں آپ کا مقام حکیم نورالدین کے بعد سب سے بلند تھا۔ تاہم ۱۸۹۱ء میں جب لدھیانہ اور دہلی میں شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا محمد بشیر سہسوانی سے مرزا غلام احمد قادیانی مباحثوں میں شکست سے دوچار ہوئے تو میر عباس علی قادیانیت سے منہ موڑ کر تحریک ختم نبوت کے کارکنوں میں شامل ہوگئے۔اس کے بعد آپ نے مرزا قادیانی کو روحانی مقابلے کا چیلنج بھی دیا اور مرزا کے خلاف تحریری محاذ پر بھی کام کیا۔ رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کی ایک نظم ہمیں دست یاب ہوئی ہے جسے آئندہ صفحات میں نقل کیا جا رہا ہے۔

میر عباس علی لدھیانوی کی نظم کے بعد منشی سعد اللہ لدھیانوی کا کچھ منظوم کلام نقل کیا جا رہا ہے جو قبل ازیں ہمارے اس سلسلہ کتب میں شامل نہیں ہوا۔اس کے بعد قاضی عبدالاحد خان پوری کے دو رسائل شامل اشاعت ہیں جو: اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی، اور: السیف المسلول فی نحر شاتم الرسول ،کے ناموں سے مرزا غلام احمد کی زندگی میں شائع ہوئے تھے۔قاضی عبدالاحد خان پوری، مولانا عبدالجبار غزنوی، اور حضرت سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے کارکنوں میں اہم مقام کے حامل تھے۔قادیانیت کے خلاف بہت تیز زبان استعمال کرتے تھے اور ان رسائل میں بھی ایسا مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ اور مجھے ان رسائل کی جو فوٹو کاپیاں ملی ہیں انہیں پڑھنا بہت مشکل ہے اس لئے جگہ جگہ سے عبارات پڑھی نہ جاسکنے کے باعث حذف کرنا پڑی ہیں۔

اور کئی مقامات پر زبان و بیان کی سختی دور کرنے کے لئے بھی مناسب ردو بدل کرنا پڑا ہے۔ اور یوں قاضی صاحب کی تحریروں کو اختصار کے ساتھ اور بلباس جدید اپنے ریکارڈ کا حصہ بنایا جارہا ہے۔

قاضی عبدالاحد صاحب کے اول الذکر رسالے کے ساتھ بطور ضمیمہ مولانا ہدایت اللہ آف راولپنڈی کی ردّ قادیانیت پر ایک تحریر بھی شائع ہوئی تھی جسے میں نے ،کفریات قادیانی، کے نام سے نقل کر دیا ہے۔ مولانا ہدایت اللہ جو راولپنڈی میں اہل حدیث اکابرین میں سے تھے، تحریک ختم نبوت کے بزرگ کارکنوں میں شامل تھے۔

اس کے بعد ردّ قادیانیت پر شیخ احمد حسین میرٹھی کا رسالہ:

اتمام البرھان علی مخالفی الحدیث و القرآن نقل کیا جارہا ہے۔ اس رسالے کے دو صفحے تو مجھے ملے ہی نہیں اور دو تین صفحات میں نے بعض دیگر وجوہ سے حذف کر کے دیئے ہیں۔ ردّ قادیانیت پر یہ اچھی کاوش تھی جو مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں عمل میں آئی۔ امید ہے قارئین اسے مفید پائیں گے۔

اس کے بعد عیسائیوں کے دو رسائل: مرزا غلام احمد کے فرزند کی وفات؛ اور: شہاب ثاقب اور قادیانی اپریل فول، شامل اشاعت کئے جارہے ہیں۔ تورات وانجیل کی انگریزی عبارات کا اضافہ میں نے مناسب مقامات پر میں نے خود کر دیا ہے

اس کے بعد مولانا شیر نواب خاں حنفی مجددی قصوری کا ایک رسالہ جو بنام :نیام ذوالفقار علی، اپریل ۱۹۱۱ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ میں منظر عام پر آیا تھا، شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

اور اس کے بعد قاضی فضل احمد لدھیانوی انسپکٹر پولیس کی کتاب جمعیت خاطر شامل اشاعت کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ قاضی صاحب کی مشہور کتاب، کلمہ فضل رحمانی، قبل ازیں اس ریکارڈ کا حصہ بن چکی ہے۔ قاضی صاحب ملازمتی مصروفیات کے باوجود ردّ قادیانیت میں سرگرم رہتے تھے۔ جمعیت خاطر دراصل ان کی اس خط و کتابت کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مولوی غلام رسول قادیانی سے ۱۹۰۹ء۱۹۱۰ء وغیرہ میں کی تھی۔ یہ بڑی دلچسپ دستاویز ہے امید ہے قارئین پسند فرمائیں گے۔

والسلام۔ فقیر بارگاہ صمدی محمد بہاء الدین

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

قصیدہ در ردّ قادیانی از میر عباس علی لدھیانوی

مرزا صاحب میں دل سے معتقد تھا آپ کا
حسن ظن سے محض میں ہاتھ پکڑا آپ کا
ہوں مرید خاص حضرت، سب سے پہلا آپ کا
جانتے ہیں سب تعلق تھا جو میرا آپ کا
برخلاف حق اطاعت آپ کی کیوں کر کروں
گرچہ حضرت جان و دل سے تھا میں شیدا آپ کا
کیا خبر تھی ہو کے رد نیچری کے مدعی
نیچریت کی طرف ہوگا تقاضا آپ کا
یوں کہیں معجزات انبیاء کو مسمریزم
اور ہو گا اب پر پھر ایسا تبرا آپ کا
مجھ کو ہے مکروہ ورنہ کم نہیں عیسی سے میں
پھل ہوئے کھٹے نہ جن پر ہاتھ پہنچا آپ کا
حضرت عیسی جلالی طور پر آئیں گے پر
ہم نہ تھے آگاہ کہ ہے یہ محض دھوکا آپ کا
عیسی موعود بن بیٹھیں گے آخر آپ ہی
ہوگی بیماری مبارک زرد جوڑا آپ کا
اس جناب پاک کو سولی پہ بھی لٹکائیں گے
برخلاف قول حق اٹھے گا غوغا آپ کا

جوش تصلیب و اماتت بر عیسی اس قدر
فرض منصب ہے یہی دنیا میں گویا آپ کا
ابن مریم یوسف نجار کا بیٹا ہوا
دیدہء دل ہو گیا سرمے سے اعمی آپ کا
آپ نے باندھا ہے صدیقہ پہ بہتان عظیم
ہے بجا گر قول ہو انا قتلنا آپ کا
لمبی لمبی سن کے تقریر مزخرف کیا کریں
نیچری کے کارخانہ سے ہے سودا آپ کا
نیچریت کھل چکی ہے آپ کی تحریر سے
ہے عبث باتیں بنانا اور مکرنا آپ کا
مار کر اللہ نے زندہ ہزاروں کر دیئے
مانیں اب ہم فیصلہ قرآن کا یا آپ کا
اولیاء سے خرق عادت ہے نبی کا معجزہ
خود نشان آسمانی پر وہ دعوی آپ کا
کہہ دے اسلامی عقائد کو سرے سے خیر باد
واہ اونچی دکان پکوان پھیکا آپ کا
گرچہ ہے مشہور مضمون میں شب قدر اک رات
اب ہوا اقرار سے انکار بے جا آپ کا
شب نہیں وہ اک زمانہ رات کا ہم رنگ ہے
نیچریت نے ڈبویا ہائے بیڑا آپ کا
قادیان کو حضرت اقدس بناتے ہیں دمشق
ہے منارہ اس میں بیت الذکر اچھا آپ کا
نوبت تجدید و تحدیث آپ کی منظور ہے
اب نبوت کے لئے بجتا ہے ڈنکا آپ کا

نام جزوی ہے و لیکن کچھ کمی رکھی نہیں
ہے وہی وحی رسل الہام جیسا آپ کا
عام لوگوں اور نبی میں فرق ہے جزوی کیا
ہو گیا عالم پہ اب سب راز افشاں آپ کا
مرسل یزداں لقب ہے نوح کی کشتی ہیں آپ
اس بھنور میں دعوی تجدید ڈوبا آپ کا
نام استغفار و اقبال خطا اس میں نہیں
میں نے مجموعہ رسائل کا جو دیکھا آپ کا
بڑھ گئے تحدیث میں فاروق اعظم سے بھی آپ
یہ مزاج میرزائی خوب بگڑا آپ کا
حسن ظن کرتے ہوئے مجھ کو برس گذرے بہت
راستی پر ایک بھی دعوی نہ پایا آپ کا
خلق طیر عیسوی کو شرک کہتے ہیں جناب
کیا ہوا وہ غیب کی باتیں بنانا آپ کا
پوشش عیسی پہ استہزاء مسلمانوں کے ساتھ
کس جگہ سے لایا چھینٹے سرخ رو یا آپ کا
دیکھ لی آنکھوں سے میں نے آپ کی بحث بوسعید
کیوں بغل میں رہ گیا آخر کار پرچہ آپ کا
عرض کی گھر پر یہ میں نے چاہیے ایفائے عہد
ہو گیا دل عہد سے بے وجہ ٹیڑھا آپ کا
کی بخاری کے حوالے سے حدیث عرض نقل
نکلا آخر علم کا دعوی بھی جھوٹا آپ کا
علم ظاہر کی بھی قلعی عام جلسہ میں کھلی
زور باطن بھی ہوا آخر نکما آپ کا

کیوں نہ کی لاہور میں بحث عبد اللہ سے
کیا اڑایا دوست نادانوں نے خاکا آپ کا
شرط نور الدین جموں میں نشان کے واسطے
کر گئے منہ خوب ہی عالم میں کالا آپ کا
صادق آیا طالب و مطلوب دونوں ہیں ضعیف
اب بھی گر طالب ہو کوئی دل کا اندھا آپ کا
قادیان کو چلتے چلتے جانب دلی چلے
خوب ہے معلوم وہ جانا تھا کیسا آپ کا
میں نے روکا انتظام قادیان چل کر کرو
بس نہ تھا کچھ ساتھ کہ فتنہ پہ اصلاً آپ کا
طشت از بام آپ ہونے کے لئے دلی گئے
قدرت حق سے ہوا طے جلد جھگڑا آپ کا
سعی مشکور ان کی اہل دین خوش کر دیئے
کیا دکھایا اہل دلی نے تماشا آپ کا
آپ نے جو راہ پکڑی وہ بھی دوڑی ساتھ ساتھ
عذر یا حیلہ کوئی باقی نہ چھوڑا آپ کا
تھے کہاں پر زور حملے آپ کے اور کیا ہوا
وہ نشان آسمانی سے مسیحا آپ کا
کس لئے بھاگے وہاں سے شب کو چوروں کی طرح
پہرہ چوکی جب کہ تھا ہر وقت برپا آپ کا
یاد ہوگا آپ نے لکھا تھا جو خط میں مجھے
مر گیا جس وقت عنموائیل بیٹا آپ کا
ان کا اطمینان کر دے بدظن ہوئے جاتے ہیں لوگ
میں نے حسن ظن سے پھر سکہ بٹھایا آپ کا

پوچھیں کیا اوروں سے کہیے آپ انصاف سے
پہلے کیا اقوال تھے اب حال ہے کیا آپ کا
میں نے جب درخواست کی آخر بطرز صوفیا
رنگ چہرہ ہو گیا دہشت سے پیلا آپ کا
شور تھا ہم زور باطن سے کریں گے فیصلہ
نکلا مذہب وقت پر اس میں بھی ڈھیلا آپ کا
آپ کی ہستی ہے کیا ہے قادیان آئے کوئی
کھل گیا ہے سب پہ راز دین و دنیا آپ کا
حسن و خوبی کہیے کیا ہے ظاہری یا باطنی
سال بھر تک کوئی رہن تمنا آپ کا
راہ دین میں مقتداء میں نے بنایا تھا تمھیں
یاد رکھئے اب بھی چھوڑونگا نہ پیچھا آپ کا
سارے عالم میں کرونگا خوب ہی مٹی خراب
ہے ابھی کیا نام روشن اور ہو گا آپ کا
حق تعالیٰ آپ کو پھر لائے راہ راست پر
پھر بنائے مجھ کو دولت خواہ سچا آپ کا
حضرت صوفی خدا کا شکر کیجئے بچ گئے
ہر دو عالم میں رہے اللہ مولی آپ کا

کلام منشی سعد اللہ لدھیانوی دررّدّ قادیانیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رب نہ غرور خوش بیانی پر ہے
کچھ فخر نہ دل میں نکتہ دانی پر ہے
موجود جو کچھ ہے سب سے بخشش تیری
جو آس ہے تیری مہربانی پر ہے
یہ آنکھ جو فیض آسمانی پر ہو
امید خدا کی مہربانی پر ہو
کاغذ کا صفحہ ہو سپر میرے لئے
خامہ مرزا حربہ قادیانی پر ہو

دجال قادیانی کی فضیحت

اور اس کے چیلوں کو نصیحت

سعدی سے خفا نہ قادیانی ہونا
دور از راہ بغض و بدگمانی ہونا
سچ کہتا ہوں سن کے آ گ مت بن ظالم
لازم تجھے شرم سے ہے پانی ہونا
جفار ہے یا تو قادیانی رمال
مدت سے سمجھ چکے ہیں تیری ہم چال
یہ علم ہے روسیاہ تجھ کو کرتا
دشنام ہمیں نہ دے مثیل دجال

قادیانی رافضی بے پیر ہے
کفر اس کی آج کل جاگیر ہے
یوں صحابہ کا محقر ہے خبیث
ہے فقط نواس بانیء حدیث
اس نے مشرک کر دیئے سارے سلف
ہائے کیا پیدا ہوا ہے نا خلف
کہتا ہے عیسی کا وہ خلق طیور
شرک ہے ذات خدا میں بے قصور
یہ خیال مشرکانہ ہے فقط
اور وہ احیاء موتی ہے غلط
مر کے زندہ ہو نہیں سکتا کبھی
ہیں غلط بے ہودہ تفسیریں سبھی
ابن مریم کو چڑھایا دار پر
جو مناسب ہو وہ اس مکار پر
کچھ یہودی بھی ہے گر کچھ رافضی
کچھ ہے نصرانی بطورے عارضی
قائل ابنیت عیسی ہوا
حامی تثلیث چوں ترسا ہوا
تا کہ ابنیت کا لے خود بھی مقام
کس قدر ظالم ہوا ہے بد لگام
رنگ جوں گرگٹ بدلتا دم بدم
بھانڈ بھی دنیا میں ہوں گے ایسے کم
خارجی بھی ہے کہ مہدی بن گیا
ذات کا چنگیز خانی میرزا

گاہ محدث گاہ مجدد بن گیا
نیچری کا اب مقلد بن گیا
مہدی و عیسی سے کیا ہونا ملول
بن گیا دجال خود احمد رسول
اس کے سرے کی شکایت ہے درست
شعر دو موزوں کئے ہیں خوب چست
بد معاش اب نیک از حد بن گئے
بو مسیلم آج احمد بن گئے
عیسی دوراں بنے دجال ہیں
ہر طرف مارے انھوں نے جال ہیں
مدّعیؔ مسند پیغمبری
اصل میں دجال ہے یہ نیچری
مرسل یزدان مریدوں کا ہے یہ
دشمن جانی سعیدوں کا ہے یہ
قادیان کو خود بناتا ہے دمشق
ہے ریاست کادیان کی دل میں عشق
ہیں یزیدی طبع لوگ اور خود یزید
دشمن جان حسین و بو سعید
یہ خبر ہے سرور عالم نے دی
قاتل دجال ہیں عیسی نبی
جب دوبارہ اس جہان پر آئیں گے
دین کی خدمت بجا پھر لائیں گے
قادیانی فتنہ گر کہتا ہے یوں
میں وہی عیسی نبی اللہ ہوں

مجھ پہ وحی آتی ہے مثل انبیاء
وحی میں میری نہیں دخل خطا
حق سے جو حکم انبیاء کو آئے ہیں
انبیاء نے ان میں دھوکے کھائے ہیں
لیکن اس عاجز کی پیشین گوئیاں
ہیں نکلتی سر بسر حسب بیان
مرگ عنموائیل آتھم کا فساد
اور وہ سلطان کا جینا بامراد
قادیانی کی تباہی کر گئے
خوب روشن روسیاہی کر گئے
لیکن یہ بے شرم باز آتا نہیں
اپنے دعووں سے شرماتا نہیں
مارا اس پر میں نے ایک ثاقب شہاب
آج تک اس سے رہا یہ لا جواب
اور گیدڑ نامہ اک شائع کیا
اشتہار اس کی شغالی کا دیا
لیکن از مرزا صدائے بر نخواست
شد مسلم کان مثال وے بجا ست
اور پنجابی میں دو سی حرفیاں
جس مین دجالی کا تھا اس کے بیان
جب ہوا دلیکا ہنگامہ بپا
انہزام قادیانی بھی چھپا
آتھم و سلطان کا جو قصہ ہوا
نظم پنجابی میں کچھ حصہ ہوا

اس میں حقو حق چھپی دجالیاں
آڑ پوپو کی جو تھی رمالیاں
وہ ستمبر کی چھٹی کے اشتہار
پھر وہ اکتوبر میں ہشتم کی پکار
قادیانی سخت کھسیانہ ہوا
رنج میں غصے سے دیوانہ ہوا
یاوہ گوئی پر دلیری کی بہت
تھا تو گیدڑ لیکن شیری کی بہت
گالیاں لکھ لکھ کے بھیجیں بر ملا
حامد و اقبال کا بھی منہ چلا
ایک ہی تف سن کے حامد بجھ گیا
اور بد اقبال نے پیچھا دیا
گربہ مسکین یہ اب اک اور ہے
جس کا مسکن غالبًا سنور ہے
نام سے معلوم ہوتا ہے وہی
الغرض چیلا ہے اک کوئی سہی
دل میں سازش آریہ سے ہے اسے
ہوگئی ہے ہضم ان کی قئے اسے
رافضی کی روح آئی دانہ کہا
ہے تناسخ اعتقاد آریا
بن کے اس جاہل نے شاعر کیا لیا
قادیانی کا اس پر کیا لیا
ہندو ہندو کو بھی کہتا نا بلد
کہا گیا یوں پائے ہندو بے خرد

کچھ نہیں چیلے گرو کو آگہی
بے محل تشدید ہے اک ابلہی
منع یا تشدید لایا بے شعور
قادیانی جس طرح لفظ غیور
گوست بنیا بولتا ہے جائے گوشت
یا جولاہا دوست کو کہتا ہے دوشت
تہمت تقلید شخصی دی مجھے
طنز ہندو زادہ کہہ کر کی مجھے
پائے جامی دھوتی تگڑی بھینگ وال
دیکھئے رائیں کی ہے کیا بول چال
ہجو گوئی کا لگایا اتہام
کام جو مرزائیوں کا ہے مدام
میں حقیقت اپنی کرتا ہوں عیاں
سنئے گوش دل سے یہ سچا بیان
میرے ماں باپ ہندو تھے سبھی
میں نے پائی کفر سے آزادگی
رحمت حق نے نکالا کفر سے
بن کے ہادی دور ڈالا کفر سے
بحر ایمان میں ہوا گھر سے غریب
نیک بختوں نے کیا مجھ کو قریب
میں تھا عائل مجھ کو حق نے زر دیا
سالک راہ ہدایت کر دیا
خوش لباس کفر سے چھوٹا بدن
جامہ شرعی ہوا ملبوس تن

عقل کی میزان عطا کی پھر مجھے
دے نہ دھوکا تا کوئی کافر مجھے
پاک کھانے بخشے کھانے کے لئے
دال ہیں جو چیز پر ساتھی دیئے
اہل عزت بن گئے سب میرے دوست
و ایں ہمہ فضل و عطاء لطف اوست
میرا دل اسلام پر قائم کیا
اور عقیدہ اہل سنت کا دیا
اہل بدعت سے کیا بیزار دل
راہ سنت میں ہوا بیدار دل
صالحوں سے دل میں الفت دی مجھے
دی نہ صحبت اہل بدعت کی مجھے
اولیاء رحمٰن کے بندہ ہیں جو
جان و دل سے خاک پا ان کا ہوں میں
ہیں جو شیطان او لیاء شیطا ن کے
سخت بغض و کینہ ہے ان سے مجھے
وہ کہیں اس کو تعصب یا حسد
تا بہ مقدور ان میں کرتا ہوں رد
میرے مولا تو صحیح ادراک دے
سعی مشکور اور نیت پاک دے
جو خطا نسیان ہوکر دے معاف
اہل ایمان سے رہوں میں سینہ صاف
نوکری اچھی ملی عزت ملی
مل گئیں ساری مرادات دلی

اور جو حاجت ہو یا رب کر عطا
بے نہایت ہے تیری سب پر عطا
میں نہ منشی ہوں نہ کوئی مولوی
تیری رحمت سے ملی ہمت قوی
و آنچہ از افضال رب اکرم ست
علّم الانسان مالم یعلم ست
بر زبان سے؟ آنچہ از القائے حق
شد ہمہ تحدیث نعمت ہائے حق
ورنہ میں کیا اور میری سعی کیا
رحمت ربی کا ہے سب آسرا
دور رکھے حق غرور و کبر سے
خود پسندی میں نہ عاجز دل پھنسے
لا تزغ یا رب قلبی شد دعا
صبر و تقوی دارم از حق مدعا
حق نے جب بیٹے کو مومن کر دیا
کیا ضرر دے کفر اسے ماں باپ کا
قصہ آذر بہت مشہور ہے
اور انّی ذاهب مذکور ہے
انت ربی انت حسبی انت نور
سیدی لا تحزنی یوم النشور
بالکے دجال کے اوپر جفاء
مجھ پہ ہندو زادگی کا طعن کیا
اس سے دنیا میں نہیں ہے عیب کچھ
تو بتا دے کہ کہیں ہے عیب کچھ

حیف ہے آلن قوا زا دہ ہو جو
یوں نسب میں اپنے افتادہ ہو جو
کچھ بھی شرمندہ نہ وہ بد زبان
بلکہ دے لوگوں کو الٹی گالیاں
غور کر اس میں یہ کیا انصاف ہے
گالیاں خود شیوہ اجلاف ہے
ظاہری اعمال سے کیا بن سکے
ہوں عقائد ہی اگر کفار
سب عمل اسلام کے کرتا قبول
لیکن بنتا خود نبی احمد رسول
لفظ جزئی سے اسے پھر ٹالتا
کفر کو در پردہ اپنے پالنا
وحی میں ہو انبیاء سے ہمسری
بلکہ ان سے دکھانا برتری
گر نہیں یہ کفر پھر ہے کفر کیا
کر نہ یوں بدنام نام اولیاء
کس ولی حق نے یہ دعوی کیا
وحی میں ہوں میں مثال انبیاء
انبیاء کی گو غلط جائے خبر
ہے غلط سے پاک یہ عاجز مگر
مخبر صادق نے ہے فرما دیا
میں ہوں ختم مرسلین و انبیاء
میری جانب سے الٰہی صبح و شام
اس پر اس کی آل پر میرا سلام

بعد میرے اب نبی کوئی نہیں
جو کرے دعویٰ ہے جھوٹا بالیقین
تیس دجالوں کے آنے کی خبر
دے گیا وہ ہادی جن و بشر
ہوں گے اپنے زعم میں وہ سب نبی
یہ نشانی ہے ہر ایک دجال کی
قادیانی کا ہے صاف اس میں بیاں
مرتضٰی ہوں میں رسول غیب داں
ذکر جن کا سورہ جن کے اخیر
غیب کے بارے میں کرتا ہے خبیر
پھر محدث بھی بڑھایا ہے وہاں
فن دجالی دکھایا ہے وہاں
اہل ایمان جب کہ ایسا حال ہو
قادیانی پھر نہ کیوں دجال ہو
گر ہو اس سے شک میں نہ ہرگز آؤ تم
سن کے وہ فتویٰ نہ کچھ گھبراؤ تم
کیا منافق تھے نہ کہتے بر ملا
تو رسول اللہ یا مصطفیٰ
کیا نمازیں ساتھ وہ پڑھتے نہ تھے
جنگ میں ہمراہ کیا چڑھتے نہ تھے
حق نے فرمایا ہے بے شک تو رسول
پر ہے جھوٹوں کی شہادت نا قبول
آڑ میں ایمان کے بے ایمان ہیں یہ
ان سے بچ بد خواہ دین و جان ہیں یہ

آؤ اب مرزائیو عیسائیو
یعنی ان تثلیثیوں کے بھائیو
باز آؤ چھوڑو اس دجال کو
قال میں رمال کو اے بالکو
اس پہلے کیا مسلمان تھے نہ تم
لگ گئی ہے کون سی اب اور دم
ہاں یہ سیکھے ہو کہ عیسیٰ مر گیا
دست اعداء سے وہ سولی پر گیا
نیچری نے یہ سکھایا بیشتر
قادیانی کا ہے اس میں کیا ہنر
میں ہوں عیسیٰ اس قدر ایزاد ہے
فی التحقیق نیچری استاد ہے
قادیانی نے فقط اپنے لئے
مہدی و عیسیٰ کے ہیں دعوے کئے
قادیانی مہدی و عیسیٰ ہے اب
کہتے ہو سید مغل کو ہے غضب ہے
بچہ النقواء کو ظلم سے
مہد صدیقہ میں تم رکھنے لگے
معجزے عیسیٰ کے عجل سامری
یوسف نجار کی کاری گری
پھر بھی کہتے ہو تھا تربی عمل
کشف عیسیٰ میں رہا اکثر خلل
وحی کو سمجھے نہ ختم الانبیاء
قادیانی نے وہ اب ظاہر کیا

دابہ ہے کیا چیز ہے دجال کیا
ہندوؤں عیسائیوں کا رد بہت
چھپ کے شائع ہو چکا بے حد بہت
فی الحقیقت اب کسی میں جان نہیں
کوئی بسمل سا تڑپتا ہے کہیں
کس لئے کوئی نئی تصنیف ہو
کیوں بھلا بے فائدہ تکلیف ہو
فتنہ ترسا فساد آریا
عالمان دین نے ردّ کر دیا
گر دل بینا ہے کافی نوید
کھل گئے ہیں مذہب ترسا کے بھید
بت شکن کا خلعت زیبا ہے خوب
مذہب ہندو کا مرأۃ العیوب
خلعت شش پارچہ بخشا عجیب
ہوسکا ہر گز نہ ہندو مجیب
شوکت اسلام ہے اس میں عیاں
اور بیاں ہیں دین حق کی خوبیاں
پھر ہے سوط اللہ بھی عمدہ کتاب
فتنہ اندر منے کا سدباب
الغرض ایسے رسالے ہیں بہت
دین باطل کے ازالے ہیں بہت
اور کچھ حاجت نہیں تحریر کی
طبع میں ہاں چاہیے کچھ زیرکی
کافر ان کو پڑھ کے ایمان لاتے ہیں
دین حق کے جلوے ان میں پاتے ہیں

کفر کی ظلمت میں جو گھبرا گئے
امت ختم رسل میں آ گئے
تھے جو شپر چشم ہیں وہ لا علاج
دان نہیں رکھی ازل سے احتیاج
کادیانی کی کتابیں دیکھ کر
کون کافر آیا راہ راست پر
گر کوئی ہو تو نشان دیجئے کہیں
جب نہیں انصاف سے کہہ دو نہیں
بلکہ کچھ دین دار کافر ہو گئے
صدق دل سے کادیان میں جو گئے
جس نے مانے ہیں دعاوی اس کے سچ
لگ گیا اس کفر کی کر نے وہ بچ
بعض بھولے بھالے احمق پھس گئے
مثل خر دلدل میں جا کر دھس گئے
کرتے ہیں تاویل ان اقوال کی
کیا حمایت کرتے ہیں دجال کی
مدعی سست اور شاہد چست ہیں
کس قدر تحقیق حق میں سست ہیں
کہتے ہیں مرزا کو کافر مت کہو
حق کو سونپو مشفق من چپ رہو
بیوقوفی کا ہے ان کے کیا علاج
ہم تو سمجھے اس مرض کو لا علاج
راج پور کے ایک فدوی میں کلن
قادیانی سے لگائی ہے لگن

دور ہی سے بھیجتے ہیں نذر بھیٹ
قادیانی کا رہے خالی نہ پیٹ
بعض جاہل امر دین سے بے خبر
کہتے ہیں خذ ما صفا دع ما کدر
قادیانی کے ہیں پیچھے جا رہے
ہیں نجاست میں سے حلوا کھا رہے
اور پھر کہتے ہیں ہم محتاط ہیں
راہ دین میں جانب اوساط ہیں
یہ نہ سمجھے کھا گئے ناپاک وہ
احتیاط اس میں ہے کرتے خاک وہ
قادیانی فتنہ نو زائیدہ ہے
کام اس مکار کا پیچیدہ ہے
سب پہ لازم اس کی سرکوبی ہوئی
حسب طاقت ہے جو حق نے دی ہوئی
عالم اس کے کفر کو ظاہر کریں
عام کی غم خواری اور خاطر کریں
تا کہ اس کے داؤ میں آئیں نہ لوگ
پھیلے اس کے کفر و بدعت کا نہ روگ
ہو مہارت جس کو فن شعر میں
دین کی تائید چوں حسّان کریں
نظم میں لکھیں جو ان کا حال ہو
جس سے کشف سیرت دجال ہو
چاہیے لیکن زبان بھی عام فہم
مٹ سکیں لوگوں کی جس سے شک و وہم

نظم ایسی نیزہ ہے دجال پر
نا گہانی مرگ ہے محتال پر
ہوش اڑ جائیں سنے جب برملا
اپنے اسرار خفیہ کا پتہ
نیچری بھی اس پر پیٹیں تالیاں
واہ مرزا آپ کی رمالیاں
کوچہ و بازار میں ہوں شادیاں
وہ کٹا دیکھو مسیح قادیان
راستوں پر ہوں یہ خوش الحانیاں
کھل گئی جھوٹے کی بے ایمانیاں
قادیانی وائے بر ناکامیت
برد سلطان زوجہ الہامیت
ایسا بکواسی ولیء حق نہیں
جس کو شرم و اتقاء مطلق نہیں
ہے جو ہاجی ہائم فی کل واد
منزل شیطان ہے پاجی نامراد
راہ دین میں شاعری بھی ہے ہنر
انتصار دین حق ہے سر بسر
ہے غرض دجال کی پردہ دری
جس سے ہو اظہار کذب مفتری
ہجو گوئی سے اسے کیا واسطہ
ہے فقط تائید دین کا واسطہ
کفر صادر ہو چکا دجال سے
بے سند کافر نہیں کہتے اسے

ہم جو دیتے ہیں حوالہ دیکھ لو
فتح و توضیح و ازالہ دیکھ لو
اب بھلا توضیح کی توضیح کیا
شک رہا کیا جب ازالہ ہو چکا
ان کی تاویلات ہیں سب چونچلے
ان میں دعوے ہو چکے کھلم کھلے
آئینے میں نقش ہے دجال کا
بن کے اندھا ہو گیا تو باکا
دخل یاں تقلید مطلق کا نہیں
مسلک اپنا غیر راہ حق نہیں
بے سند مانیں نہ کوئی بات ہم
دل سے ہیں مشتاق تحقیقات ہم
بو حنیفہ شافعی مالک تمام
اور احمد ہیں سبھی دین کے امام
بو حنیفہ کو نہیں ہم چھوڑتے
فقہ سے ہر گز نہیں منہ موڑتے
ہم وصیت پر ہیں ان کے کاربند
ویسے کرتے ہیں طریق ان کا پسند
رکھتے ہیں پیش نظر قول امام
فاضربوا اور اترکوا قولی مدام
جب نہ ہو معلوم کوئی مسئلہ
عالموں سے پوچھتے ہیں برملا
دیجئے حضرت از رہ صدق و صفا
کوئی آیت یا حدیث مصطفیٰ

جب کہ دل میں ہوتی ہے صادق طلب
مدعا بھی مل ہی جاتا جب نہ تب
اگر نہیں اس سے تو پھر اس سے سہی
بند کچھ حاجت نہیں اب تک رہی
جس جگہ اجمال ہے قرآن میں
شرح ملتی ہے حدیثوں میں ہمیں
کچھ معانی میں تردد ہو جہاں
ہے حدیث مصطفیٰ قاضی وہاں
شرح قرآن ہے حدیث مصطفیٰ
نور ایمان ہے حدیث مصطفیٰ
مومنوں کے واسطے قرآن کے ساتھ
فضل رحمان ہے حدیث مصطفیٰ
مصطفیٰ کو مثل قرآن جو ملا
وہ میری جان ہے حدیث مصطفیٰ
جنت الفردوس ہے قرآن ہمیں
باغ رضوان ہے حدیث مصطفیٰ
بے خزاں رہتے ہیں اس کے فصل و باب
کیا گلستاں ہے حدیث مصطفیٰ
دین کے بھوکو چلے آؤ ادھر
دین کا خوان ہے حدیث مصطفیٰ
حق نے یسرنا کہا قرآن کو
کیوں کہ آسان ہے حدیث مصطفیٰ
خوان نعمت ہائے قرآن جب بچھے
دان نمک دان ہے حدیث مصطفیٰ

مصطفیٰ جو حکم دیں مانو اسے
حق کا فرمان ہے حدیث مصطفیٰ
اہل بدعت گر کمی بیشی کریں
اس کی میزان ہے حدیث مصطفیٰ
نیچری مرزائیوں پر لا کلام
سخت تاوان ہے حدیث مصطفیٰ
بھرو نیچری مرزائیاں
تیز برہان ہے حدیث مصطفیٰ
آؤ سعدی سے سنو مرزائیو
مثل قرآن ہے حدیث مصطفیٰ
قادیانی کے مریدو بالکو
فیصلہ لو ہو گیا اب مت بکو
ہم نے مانا قادیانی کو مسیح
آئے گا عیسیٰ سے پہلے جو مسیح
یہ مثیل اس کا ہے گو اصلی نہیں
پر تمہارا بند نہ بھی ہو کہیں
اب تو خوش ہو جاؤ جھگڑا طے کرو
بس نہ اتنا شور و غل ہے ہے کرو
لو یہاں اب ختم کرتا ہوں کلام
پیرو راہ ہدایت پر سلام

اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی

بجواب مصالحت پولس ثانی
الملقب بہ
کشط الغشا عن ابصار اھل العمی

مؤلفہ قاضی عبدالاحد خانپوری
مطبع چودھویں صدی شہر راولپنڈی
باہتمام قاضی حاجی احمد مینیجر چھپا

(مجھے جو فوٹو کاپی اس رسالے کی حاصل ہوئی، اس کی عبارت مدھم اور جگہ جگہ سے اڑی ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے روایت بالمعنیٰ کا طریق اپنا کر کانٹ چھانٹ کر کے اس رسالے کو نئے لباس میں پیش کیا۔ تاہم مجھے امید ہے کہ قاضی عبدالاحد صاحب کے مطالب بڑی حد تک ذیل میں موجود ہیں۔ تاہم اگر کبھی اس رسالے اصل نسخہ یا بہتر کاپی مل گئی تو کسی آئندہ موقع پر اسے دوبارہ نقل کر دیا جائے گا انشاء اللہ۔ بہاء)

مرزا صاحب قادیانی نے ایک دفعہ مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے ایک اشتہار الصلح خیر کے عنوان سے شائع فرمایا جو درج ذیل ہے:

اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں، یا اپنے مقصد کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطا

فرمائی ہے، بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں، ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں (سخت زبانی میں یہ بات داخل ہو گی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے بے ایمان ہے فاسق ہے، مگر یہ کہنا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی یا مخطی ہے، سخت زبانی میں داخل نہیں ہو گا۔ مرزا قادیانی) اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انجام کار انہی اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آجاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دنیا میں بکثرت پھیل گیا ہے، جیسا کہ آج کل حنفی شافعی مالکی حنبلی باوجود ان سخت اختلافات کے جن کی وجہ سے مکہ معظّمہ کی ارض مقدسہ بھی ان کو ایک مصلے پر جمع نہیں کرسکی، ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں۔ لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جائے۔ خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے، انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا، اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپئے رہنا طریق تقوی کے خلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں اب جب احمدی فرقہ دنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک اس میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے تو اس زمانہ میں یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائے گا لیکن اس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لئے نہیں ہو گی اور وقت مخالف علماء کا نرمی اختیار کرنا تقوی کی وجہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔ تقوی دکھلانے کا آج ہی دن ہے جب کہ یہ فرقہ دنیا میں بجز چند ہزار

انسان کے زیادہ نہیں ہے اور میں نے یہ انتظام کر لیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کرے گا جس سے آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو اور اس انتظام پر اس وقت سے پورا عمل درآمد ہوگا جب کہ آپ صاحبوں کی طرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلے گا کہ آئندہ آپ پورے عہد سے ذمہ دار ہو جائیں گے کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپ کے زیر اثر ہیں یا زیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں ہر ایک قسم کی بدزبانی اور ہجو اور سبّ وشتم سے مجتنب رہیں گے۔ اور اس نئے معاہدہ سے آئندہ اس بات کا تجربہ ہو جائے گا کہ کس فریق کی طرف سے زیادتی ہے۔ اس سے آپ صاحبوں کو ممانعت نہیں کہ تہذیب سے رد لکھیں اور نہ ہم اس طریق سے دستکش ہو سکتے ہیں۔ لیکن دونوں فریق پر واجب ہوگا کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے منہ بند کر لیں۔ مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار پہنچے گا اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے بھی عمل درآمد شروع ہوگا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آئندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہوتا جائے گا۔ دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں۔

المشتہر میرزا غلام احمد از قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۱ء۔

کم سے کم تین برس کے لئے یہ مصالحہ ضروری ہے اور اس خیال سے کہ حساب میں غلطی نہ ہو اس مصالحہ کی ابتدائی تاریخ یکم اپریل ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ آپ صاحبوں کی طرف سے بعد باہمی مشورہ کب سب کے دستخطوں کے ساتھ جو پانچ علماء سے کم نہ ہوں اشتہار نکلے گا۔

والسلام علی من اتبع الھدی ۔مرزا قادیانی)

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس

اس اشتہار کا جواب مولانا قاضی عبدالاحد خان پوریؒ نے اظہار مخادعت قادیانی کے عنوان سے دیا جو یوں ہے:

اعلان

بعد لکھنے اس رسالہ کے کتاب عصائے موسی تالیف منشی الٰہی بخش صوفی سلمہ ربہ کی اول سے آخر تک دیکھی۔

سبحان اللہ ایسی جامع کتاب مرزا قادیانی کے کذب کے جواب میں مشتمل او پر اکثر حالات مرزا کے ہے اب تک، اور جواب باصواب ہر باب میں نرمی کے ساتھ مع دیگر فوائد عجیبہ کے بڑی متانت کے ساتھ دیکھنے میں نہیں آئی۔ مؤلف اس کا صوفی اور ملہم بھی ہے اپنے الہامات اور دیگر ملہمین کے الہامات بھی مرزا قادیانی کے بارے میں اس میں درج کئے اور صفحہ ۴۱۷ سے لغایت صفحہ ۴۲۳ تک مفصل حالات جلسہ اسلامیہ لاہور منعقدہ جامع مسجد شاہی کا اور کتاب شمس الہدایہ پیر مہر علی شاہ کا اور مرزا قادیانی کے کل عذرات کا جواب جو بذریعہ اشتہارات کے اپنے فرار وقعود مع الخوالف کے بڑی خوش اسلوبی سے درج ہیں اور قیمت اس کی بہت ہی ارزاں ہے کل صفحات ۴۶۰ ہیں...

بھاٹی دروازہ لاہور سے مل سکتی ہے وہ کتاب غنیمت بارہے ضرور اس کو دیکھنا چاہیے

و ما علینا الا البلاغ۔

المعلن : خاکسار عبدالاحد عفی عنہ

واضح ہو کہ اگرچہ یہ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی: الصلح خیر، مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کا ہے لیکن خاکسار (عبدالاحد خان پوری) کو ابھی پہنچا ہے۔

اور بعد پہنچنے کے بلا تراخی جواب لکھا گیا ہے۔ (اشتہار مرزا قادیانی بعینہ اخیر میں طبع کردیا گیا ہے تاکہ مرزائیوں کو یہ عذر نہ ہو کہ مرزا نے یہ باتیں نہیں لکھیں)۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی عادت ہے کہ اپنے اشتہارات کی اشاعت اپنے مریدوں ہی تک محدود رکھتا ہے اور مرید بھی حتی الوسع اہل اسلام کو نہیں دکھاتے، الا ماشاءاللہ لہذا جواب میں تاخیر ہوئی۔

قادیانی کی اپنے دعوی سے توبہ اور علماء سے صلح طلبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ودّوا لو تدھن فیدھنون (القلم: ۹)

(دوست رکھتے ہیں کفار اگر نرمی کرے تو پس نرمی کریں وہ بھی)۔

و لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسّکم النار (یونس: ۱۱۳)

(اور نہ میل کرو ظالموں کی طرف پس پہنچے گی تم کو آگ)

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی محمد سید الاولین و الآخرین و خاتم النبیین و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد

پس ارباب بصائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ ان دنوں میں نے ایک اشتہار مطبوعہ ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کا دیکھا اس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے علمائے اسلام کو طرز جدید کے ساتھ مخاطب کیا ہے اور درخواست مصالحت کی ہے لیکن پر از مکروفریب و بہتان۔

سو جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہم اہل اسلام، مرزا غلام احمد قادیانی کے مخاطب ہونے سے اہل جلسہ اسلامیہ لاہور منعقدہ جامع مسجد شاہی لاہور مورخہ ۲۷۔ اگست ۱۹۰۰ء کی جانب سے بالکل روکے گئے ہیں، روئداد جلسہ اسلامیہ مطبوعہ مصطفائی لاہور ملاحظہ ہو۔ لیکن یہ اشتہار بظاہر صلح کا استدعا ہے اور پیشانی اس کی الصلح خیر کے ساتھ مزین ہے۔ لہذا ہم پر واجب ہوا کہ اس کا جواب دیں معذرۃ الی ربکم و لعلّھم یتقون (الاعراف: ۱٦٤)

پس مخفی نہ رہے کہ جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت ذلیل و خوار ہوئے، جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے وہاں سے حکماً روکے گئے، تو نہایت تنگ ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی سے اجازت مانگی کہ مسجد نئی تیار کریں۔

تب مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کو کہا کہ صبر کرو، میں لوگوں سے صلح کرتا ہوں۔ صلح ہو گئی تو مسجد بنانے کی کچھ حاجت نہیں۔

اور نیز اور بہت قسم کی ذلتیں اٹھائیں۔ بند ہو گیا۔ عورتیں منکوحہ و مخطوبہ بوجہ

مرزائیت کے چھینی گئیں ۔مردے ان کے بے تجہیز وتکفین بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے وغیرہ وغیرہ، تو کذاب قادیانی نے یہ اشتہار مصالحت کا مضطر ہو کر دیا، لیکن وہ اشتہار بھی مکروفریب اور خداع سے مملوء مشحون ہے ۔ یہ ہے شیوہ اس زمانے کے مرسل یزدانی کا۔

فالآن نشرع فی الجواب بعونه و حوله و قوته

قولہ (یعنی مرزا قادیانی): الصلح خیر

اقول (یعنی قاضی عبدالاحد): نعم ، اگر واقعی صلح ہو، دھوکا و نفاق نہ ہو، اور اس میں تحریم حلال اور تحلیل حرام نہ ہو

قال رسول الله ﷺ الصلح جائز بین المسلمین الّا صلحاً حرم حلالاً او احل حراماً۔ الحدیث رواه الترمذی و ابن حبان و صححاه۔

اور اس صلح میں دھوکا و نفاق اور روباہ بازی وحیلہ سازی اور ظلم ہے تمام علمائے امت پر بلکہ تمام انبیاء و دیانات پر،کما سیظھر ان شاء الله تعالی

قولہ: اے علمائے قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں ۔

اقول: جو مکذب اور مکفر ہیں وہ بصدہا دلائل قاطعہ و حجج بینہ و براہین ساطعہ کتاب و سنت اور اجماع امت سے تکفیر کررہے ہیں، جس کا جواب تم نے اب تک کوئی نہیں دیا ۔بلکہ جواب کی امید تمہاری طرف سے بالکلیہ منقطع ہوگئی ہے بسبب کثرت تجارب کے اب نئے تجربہ کی کوئی حاجت نہیں۔

ہر چند آزمودم از وے نبود سودم
من جرب المجرب حلت به الندامة

اور متذبذب تمہاری تکفیر وتضلیل میں مسلمانوں میں سے کوئی نہیں قطعاً۔

پس یہ بھی تمہارا افتراء ہے ۔ہاں بعضے مرزائی بعد ملاحظہ ومشاہدہ ہزارہا دلائل وامارات کذب و بہتان ودجالیت وفریب بازی تمہاری کے البتہ متذبذب ہوگئے ہیں اور جن کو توفیق الٰہی نے یاری دی، ارتداد سے نکل کر تمہارے سخت مکفر و مکذب ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ سخطة لدینك ۔(واسطے برا جاننے دین تیرے کے) جس سبب

سے تم مصالحت کی طرف مضطر ہوئے۔ اور انشاء اللہ رفتہ رفتہ تم تن تنہا رہ جاؤ گے۔ تمہارا کفر و بے ایمانی سب علماء امت پر طشت از بام ہو گیا ہے۔ کوئی نہیں جو تمہارا مکفر نہ ہو، بجز چند کور باطن مرزائی کے، یا جو کوئی تمہارے حال سے بخوبی واقف نہ ہو۔ پس یہ بھی افتراء ہے اور فریب تا کہ لوگ جانیں کہ بعضے مکفر ہیں اور بعضے متذبذب۔ حاشا و کلا کہ یہ طرز مرسلین کی ہو۔

قولہ: آج پھر میرے دل میں آیا کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ انتہی

اقول: یہ بھی افتراء ہے۔ کب تم نے درخواست مصالحت کی کی ہے۔ ابھی چند روز گذرے ہیں کہ تم نے تحریف سورہ فاتحہ کی لکھی اس میں پیر مہر علی شاہ صاحب وغیرہ علماء کو کیسے بے ادبانہ گستاخانہ اوباشانہ الفاظ اور سبّ وشتم سے یاد کیا کہ جیسا تمہارا منہ نجس و پلید تھا، ایسے ہی پلید الفاظ تمہارے منہ سے نکلے۔ ایسا منہ کب مصالحت کے لائق ہے۔ اگر حالت اضطراری مجبور نہ کرے اس مونہہ سے لفظ صلح و مصالحت کا ایسا اچنبا اور بیگانہ ہے جیسا ہندوؤں کے منہ سے لفظ محمد رسول اللہ کا۔

پھر سبحان اللہ کیا کیا حقائق و معارف اس میں بیان فرمائے۔ پولس ثانی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر دجال کوئی شخص ہوتا، تو اللہ عز وجل سورۃ فاتحہ میں و لا الضالین نہ کہتا، بلکہ و لا الدجال کہتا۔ چونکہ و لا الضالین کہا، صاف معلوم ہوا کہ دجال کوئی نہیں۔

دیکھو اور غور کرو یہ کیسے معارف ہیں اور اس میں ایسے معارف وتہذیب کے انبار ہیں۔ حاشا وکلا کہ مرسلین کا یہ شیوہ ہو اور ان کی یہ تہذیب۔

قولہ: مصالحت سے میری یہ مراد نہیں کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ ہونے کے لئے مجبور کروں۔

اقول: یہ اور جھوٹ اور افتراء ہے اور دھوکہ۔ اگر تم اپنا ہم عقیدہ بنانے پر مجبور نہیں کرنا چاہتے تو یہ تمہاری کتابیں زہریلی... جو علمائے اسلام کو کافر ملعون دجال ضال وغیرہ کہنے سے مملو ہیں، کیوں شائع ہوئیں۔ ان کو جلا دینا چاہیے۔ کیا تم نے اپنی جماعت کو مخالفین کے پیچھے اقتداء کرنے سے نہیں روکا۔ یا مولوی نورالدین نے بجواب غلام حیدر

ہیڈ ماسٹر چکوال کے مخالفین مرزا کو گرچہ ما جاء به الرسول علیه الصلوۃ و السلام کے ساتھ ایمان رکھتے ہوں خارج از اسلام نہیں لکھا، اور الحکم میں شائع نہیں ہوا۔ اب تمہارا یہ لکھنا کہ میں کسی کو اپنے ہم عقیدہ ہونے پر مجبور نہیں کرتا، چونکہ تمہارے دعوے مامور من اللہ اور مرسل یز دانی ہونے کے بالکل منافی ہے، تو صاف صریح لفظوں میں کیوں نہیں کہتا کہ میں نے اپنے دعوے سے توبہ کی ہے۔ پھر اگر تم اپنے ہم عقیدہ ہونے پر مجبور نہیں کرتے تو یہ بے حساب شکایات بذریعہ اخبارات و اشتہاروں اور میموریل کے سرکار والا مدار کے آگے کیوں پیش کرتے ہو، اور کہتے ہو کہ صرف میں اور میری جماعت سرکار کے خیر خواہ ہیں اور باقی تمام مسلمان سرکار کے بدخواہ اور باغی ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ تم مجبور ہو قوت و طاقت و استطاعت نہیں رکھتے ہو، ورنہ اگر تمہارا بس چلتا تو مسلمانوں کا تخم روئے زمین پر نہ چھوڑتے

گربہ مسکیں اگر پر داشتے
تخم کنجشک از جہاں بر داشتے
آں دو شاخ گاؤ ھر خر داشتے
ہیچ کس را گردِ خود نگذاشتے

اپنی طرف سے تم نے کوئی دقیقہ مسلمانوں کی تباہی کا فروگذاشت نہیں کیا اور پوری پوری زہر اگلی۔ سرکار کو مسلمانوں پر بدظن کرنے کی سخت کوشش کی، اور پورا زور لگایا۔ شکایات سرکار کے آگے کیں، چغل خوری کی، بہتان باندھے، پیشین گوئیاں ہلاکت کی کیں، بددعائیں دیں، لیکن بحکم:

لا یحیق المکر السّیء الا باھله (فاطر: ۴۳)
کما قیل

یا ناطح الجبل العالی لیکلمه
اشفق علی الرأس لا تشفق علی الجبل

اسی سبب سے کہ تم اسلام اور اہل اسلام کے سخت دشمن ہو۔ تمہارے فرقہ کا نام ابوجہلیہ رکھا گیا کہ جیسا فرعون اس امت کا ابوجہل علیہ اللعنۃ سخت دشمن تھا، رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کا، ایسا ہی تمہارا فرقہ سخت دشمن ہے امت محمدی کا علی صاحبها الصلوۃ و السلام

غرض کہ تم نے مسلمانوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے پر مجبور کرنے کی سخت کوشش کی ہر ممکن کے ساتھ حتی الوسع ،لیکن تقدیر نے یاوری نہ کی اور نا مراد و نا کام ہی رہا، پھر یہ کذب صریح نہیں تو اور کیا ہے۔

یا در پردہ تو بہ وندامت و پشیمانی ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہے اعمال نامہ مرسل یزدانی اس زمانہ کا۔ تمام دنیا کی بے ایمانیاں وایذارسانی میں لا ثانی اور نام حضرت اقدس مرسل یزدانی۔

قولہ: یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

اقول: یہ فقرہ اگلے فقرہ کے بالکل ومن کل الوجوہ مناقض ومخالف ہے۔ کیونکہ اسی بصیرت کی رو سے جو تم کو عطا ہوئی علمائے اسلام کو یہودی، ضال، دجال، غوی اغوی، اعمی وغیرہ سے یاد کیا، اور کیا جو کچھ کہ اوپر ہم نے ذکر کیا، اور حضرت عیسی کے حق میں جو کچھ انجام آتھم اور ضمیمہ میں بکا، بارہا مشتہر ہو چکا ہے اور کچھ عنقریب ذکر ہو گا۔ اور ازالہ اوہام میں کہا کہ:

> یہ سبّ (گالیاں) نہیں بلکہ امور واقعیہ ہیں۔ اگر اس کو گالی کہا جاوے
> تو تمام قرآن مجید گالیوں سے پر ہے

الی غیر ذلك من الهزليات و الكفريات۔

یہ ہے بصیرت جو مرزا صاحب قادیانی کو عطا ہوئی۔ اور وہی بصیرت اب بھی ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا تو خود کمی بیشی ہوگئی پھر نہ مجبور کرنا اور یہ بصیرت عطائی یعنی دریدہ دہنی وزہریلی خبث باطنی، مناقض ومخالف ہوئیں آپس میں یا نہ۔

اور اگلی عبارت میں مصالحت اور عہد پختہ سے کیا مراد ہو سکتی ہے۔ بجز تناقض وتہافت کے۔ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔ واہ واہ

حضرت	اقدس	مسیح	زمان
اپنے	چیلوں	کے	مرسل یزداں

عجائب معجزات ہیں مرسل یزدانی کے۔ اس زمانے کے مرسل یزدانی ایسے ہی چاہیے کہ اپنی عزت و مال وجاہ کے لئے اپنا دین وایمان اور تمام عالم کا ایمان برباد کرنا مناع

للخیر اپنے لئے اور تمام عالم کے لئے بننا۔ مع ذلک ان کے مال اور جان کا بھی دشمن ہونا اس کا فرض منصبی ہو فلا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قولہ: بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں۔ اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔

اقول: یہ گویا مرزا قادیانی کی جانب سے توبہ ہے، کیونکہ آگے خدا سے الہام پا کر علمائے اسلام کو حرام زادہ، بد ذات، لعنتی، ضال، دجال، شیطان وغیرہ کہا۔ اور کہا کہ یہ امور واقعیہ ہیں نہ سبّ وشتم۔ اور اب عہد پختہ ومصالحت اس بات پر کرتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے باز رہیں، اور کسی تحریر تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ یہ توبہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اس سے مرزا غلام احمد قادیانی کی اگلی شریعت حربی وجنگی و دریدہ ذہنی منسوخ ہوئی، اور اس کی غلطی وخطا کاری ظاہر ہوئی۔ جس کو امور واقعیہ کہتا تھا، خلاف واقع ثابت ہوا۔ اور اب از سر نوئی شریعت مصالحت و مدارات و مداہنت والی کا نزول ہوا۔ یہ سب نسخ وتبدیل وتغییر بخاطر حضرت ابیض چہرہ شاہی علیہ ماعلیہ کی خاطر ہے جو آلہ اعظم ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کا ان حضرات مبیضات الوجوہ کی توجہ میں فرق آ گیا ہے جنگ وجدل کی صورت میں لہذا مرزا صاحب نے دوسری کروٹ بدلی ہے۔ رسول ہوں تو ایسے ہی ہوں فاعتبروا یا اولی الالباب۔

پھر بیشک ہم کو درخواست مصالحت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بسر وچشم منظور ہے اگر بشرط انصاف اور قانون عدالت پر مبنی ہو اور اخلاص واستقامت سے، نہ نفاق وخداع سے۔

مرزا صاحب قادیانی کا قاعدہ مستمرہ ہے کہ اول علمائے اسلام کو دھوکہ دیتے ہیں اور پھر اگر ان کی دھوکہ بازی پر گرفت اور مواخذہ کیا جائے تو فوراً یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اپنے لئے فتوی تکفیر علماء وقت سے لے کر فریب سے جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مولف اشاعۃ السنہ پر ناحق جڑھ دیا۔

جب کہا گیا کہ یہ کیسا فریب ہے؟ تو جھٹ فرماتے ہیں کہ یہ فریب جائز ہے کہ الحرب خدعۃ۔

پس ہم کو بھی یہی فکر ہے کہ علاوہ ان فریبوں کے جو اس اشتہار میں درج ہیں اور بصیرت والے پر پوشیدہ نہیں، کوئی اور فریب مخفی مرزا صاحب کا ہو، بحکم الحرب خدعۃ کے صلح کے ذریعہ سے مسلمانوں کو اس میں پھنسانا چاہتے ہوں۔ اس لئے ہم دو شرطیں پیش کرتے ہیں جو محک و معیار ہیں صداقت اور مخادعت کے پرکھنے کے لئے۔ اگر مرزا صاحب قادیانی منظور کرلیں تو بیشک راستی کی صلح ہے، ہم بھی فوراً صلح کا اشتہار حسب منشاء مرزا صاحب قادیانی کے دے دیں گے انشاء اللہ تعالی، و ہیہات ہیہات کہ قبول کریں کیونکہ کاذب ہیں اور وہ دونوں شرطیں یہ ہیں:

صلح کے لئے شرط اول:

مرزا صاحب قادیانی تمام علماء اسلام سے جن کے حق میں سوء ادبی کی، عموماً، اور پیر مہر علی شاہ گولڑہ والے سے خصوصاً معافی طلب فرماویں، بایں الفاظ کہ

میں نے جو آپ کی نسبت گستاخی و سوء ادبی کی ہے وہ بسبب اغوائے شیطانی و حرص و ہواء نفسانی کے کی تھی، نہ بالہام ربانی و وحی آسمانی۔ اور میں نے خطا کی ہے کہ جن علماء اسلام کی میں خاک پا اور شاگردوں کی شاگردی کی بھی لیاقت نہیں رکھتا، بباعث حرص جاہ و مال کے بے ادبی کر کے اپنا روسیاہ کیا ہے، اور اب میں تائب و نادم ہوں۔ برائے خدا میرا یہ قصور معاف فرماویں اور مجھ کو اپنے اتباع میں داخل فرماویں۔ اور میں بعد ازیں ہمیشہ مہاجرین و انصار و باقی صحابہ اخیار رضی اللہ و تابعین و تبع تابعین و سائر آئمہ دین رحمهم الله کا متبوع و مطیع رہونگا، جب تک زندہ ہوں ہرگز خلاف نہیں کرونگا، اور جمیع بدعات و محدثات سے مجتنب رہونگا۔ اب میں نے ان چند شبہات فلسفی و شکوک نیچری کو جن کا بخار و غبار میرے دماغ میں گھس گیا تھا اور اس کی وجہ سے میں نے مخبوط الحواس ہو کر بڑی بڑی خرمستیاں کیں، یہاں تک کہ دعوی الہام و مجددی و مسیحائی و مہدویت و نبوت

ورسالت کا بلکہ الوہیت وخدائی وابنیت کا بھی کیا، اورفرعون کی طرح منارہ بنانے کی بھی ریس کی، وغیرہ وغیرہ، اور کیا جو کچھ کہ کیا، ان شبہات کے نشہ سے کیا۔ اب میں نے ان کو اپنے دماغ سے نکال دیا ہے اور نہایت نادم و پشیمان ہوں۔ پس آپ صاحبان اللہ میری یہ خطا وگستاخی معاف فرماویں۔

صلح کے لئے شرط دوئم:

یہ کہ تالیفات مرزا غلام احمد قادیانی کی جو سب کی سب توہین اسلام وتحقیر انبیاء و صدیقین وشہداء وصالحین اور ہتک علماء امت موجودین سے مالا مال ہیں۔

علماء اسلام کو ان میں ان الفاظ سے یاد کیا ہے:

حرام زادہ، بدذات، ضال، دجال، کاذب، شیطان، شیطان اعمی، غول اغوی، شقی، ملعون، بدذات، لعنتی، خنزیر، کتا، احمق، یہودی۔ تمام علماء امت کو یہودی کہا۔

اور حضرت عیسی کی نسبت یہ الفاظ بولے:

چور، شعبدہ باز، نادان، موٹی عقل والا، بیجا حرکت کرنے والا، علمی وعملی قوی میں بہت کچا، شریر، مکار، فریبی، شعبدہ باز، ترکھان کا بیٹا،

اور انجام آتھم کے صفحہ ۴۱ پر لکھا:

مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا، (اور کشلیا، رام چندر کی ماں کا نام ہے)،

اور بدچلن، متکبر، ناپاک خیال، راست بازوں کا دشمن، اس کی تین دادیاں نانیاں کسبی وزنا کار تھیں۔ نعوذ باللہ من ھذا الکفر و الارتداد۔ ایسے پاک اور مقدس پیغمبر کہ اولوالعزم میں سے ہے فداہ وبی وامی جس کی تعریف سے تمام قرآن شریف اور حدیث نبوی پر ہے۔ ایسے پلید الفاظ استعمال کرنا اسی مرتد کا کام ہے لعنت اللہ علیہ۔ قال اللہ تعالی:

ان اللہ اصطفی آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین (آل عمران:۳۳)

وغیرہ آیات بینات جو متفرق سورتوں میں موجود ہیں۔

اور تمام امت محمد یہ مہاجرین وانصار سے لے کر آج تک سب کو کور و اندھا کہدیا۔ یہ بھی اسی مجتری کا کام ہے۔

اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعضے سور و آیات کا مطلب نہیں سمجھا، جیسے سورہ زلزال وغیرہ۔ اور نہ حقیقت دجال، و دابۃ الارض، و یاجوج ماجوج وغیرہ کی حقیقت انہوں نے سمجھی جیسا مرزا سمجھتا ہے نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

اور آریوں اور پادریوں سے سیدنا محمد ﷺ کو ہزار ہزار گالیاں دلوائیں، وغیرہ کفریات جو شمار میں نہیں آسکتے۔ جیسے ملائکہ وجن کا انکار اور قیامت و بعث ونشور کا انکار۔ غرض کہ تمام شرائع انبیاء ومرسلین کے ساتھ صریح کفر۔

پس ان سب کتابوں کو جن میں یہ بے ایمانیاں، کفر، نفاق، زندقہ والحاد ہے، علی رؤس الاشہاد جمع کر کے جلا دیں۔ اور اشتہار عام کے ذریعہ اپنی برأت و بیزاری ان کتابوں سے ظاہر وشائع کر دیں۔ پھر آئندہ عزم بالجزم کریں کہ ہمیشہ جب تک زندہ رہونگا، مذہب اہل سنت و جماعت کی تائید و خدمت کرونگا۔ اور جو کچھ میں نے حق کا کتمان کیا ہے، اب خوب بیان کرونگا اور اس استثناء الٰہی میں داخل ہونے کی پوری کوشش کروں گا الّا الّذین تابوا و اصلحوا و بیّنوا فاو لئك اتوب علیھم۔ و انا التّواب الرّحیم (البقرۃ:۱۶۰) اور توبہ نصوح کریں۔

جب مرزا صاحب قادیانی ایسا کریں گے تب پیر مہر علی صاحب اور ہم سب اہل اسلام مرزا صاحب قادیانی کو از سر نو اسلام میں داخل ہونے کی مبارکبادی دے کر مصالحت کا عہد و پیمان موافقان کی مرضی کے شائع کریں گے اور مشہور کر دیں گے کہ مرزا صاحب قادیانی کفر و ارتداد سے نکل کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں، جیسا اور مسلمانوں سے معاملہ و برتاؤ ہے ان سے بھی ایسا ہی چاہیے۔

اور اگر ایسا نہ کریں تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا صاحب دھوکہ بازی اور فریب کرتے ہیں۔ اور نہ ہم بجز ان دونوں شرطوں کے مصالحت کرتے ہیں اور نہ ہم کو جماعت علماء اسلام اہل جلسہ اسلامیہ لاہور جن کا امیر وسپہ سالار پیر صاحب گولڑہ

والے ہیں اجازت دیتے ہیں (روئداد جلسہ اسلامیہ لاہور مطبوعہ مصطفائی لاہور منعقدہ ۲۷۔ اگست ۱۹۰۰ء ملاحظہ ہو)

اور شرائط توبہ کی بھی یہی ہیں:

ایک، اقلاع عن الذنب۔

دوم، ندم و پشیمانی علی ماضی۔

سوم، عزم جزم بر عدم عود،

چہارم، معافی خواستن از صاحب حق، جس پر ظلم کیا ہو مال و جان یا آبرو کا۔ اگر حقوق العباد سے ہو۔

پس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اگر ہوائے نفسانی کے مجبور و مجذوب نہیں، تو میدان میں نکلیں اور برخلاف ہوائے نفس فروتنی و تواضع کر کے سب مسلمانوں سے معافی مانگیں ورنہ

انّ الذین یجادلون فی آیات اللہ بغیر سلطان أتاھم ان فی صدورھم الّا کبر مّا ھم ببالغیه فاستعذ باللّٰہ انّه ھو السّمیع البصیر (غافر:٥٦)

آپ کے ساتھ مداہنت و مدارات و ملائینت کرنے سے، ہم بسبب دلائل بینہ کے منع کئے گئے ہیں، جن میں چند بطور اختصار کے ذکر ہوتے ہیں:

....

قولہ فی الحاشیہ: سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے، یا بے ایمان ہے، یا فاسق ہے..

اقول: ازالہ اوہام میں یہ باتیں امور واقعیہ تھیں، نہ سخت زبانی۔ اب سخت زبانی میں داخل ہوگئیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ الہامی تھا، یا یہ الہامی ہے، یا دونوں۔ برتقدیر اول مرزا صاحبقادیانی اول کافر ہوئے اپنے الہام کے ساتھ،

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

برتقدیر ثانی مرزا صاحب قادیانی باوجود مرسل یزدانی ہونے کے اور معصوم ہونے کے اتنی مدت خطا و جہالت پر مستقر رہے، اور انبیاء کو خطا پر استقرار نہیں ہوتا

اجماع امت سے۔ یہ گویا ان کی نبوت و رسالت پر دھبہ لگا اور معیوب ہوئے۔
و بر تقدیر ثالث ملہم ان کا متناقض و متہافت ہوا، اور خطا کار۔ فا عتبروا یا
او لی ا لا بصار

قولہ: اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے، فریق ثانی مدارات سے پیش آئے۔

اقول: تہذیب و شائستگی و مدارات جب اپنے موقعہ پر ہو، تو محمود اور مرغوب اور لائق تحسین ہے۔ اور اگر بے موقع و بے جا واقع ہو، یعنی تغلیظ چاہیے، لا سیما ایسے مرتدین کہ تمام انبیاء اور مومنین کی تنقیص و توہین کرتے ہوں، اور علو و عتود و فساد میں حد سے گذر گئے ہوں، حتی کہ خود مدعی نبوت و رسالت بلکہ مدعی الوہیت و ربوبیت کے ہوں، اور داعی الی الضلال و الارتداد، از جنس دعاۃ علی ابواب جہنم کے ہوں، تا بحدیکہ فتنہ اور فساد و زندقہ و الحاد ان کا مشرق سے مغرب تک پہنچ گیا ہو، ایسوں کیساتھ مدارات سخت ظلم ہے۔ اور دلائل اسکے بے شمار ہیں کچھ بطور اختصار کے مناسب مقام کے ذکر ہوتے ہیں:

قا ل الله تعا لی :

یا ایّها النّبی جا هد الکفّار و المنافقین و اغلظ علیهم و مأ واهم جهنم و بئس المصیر (التو بة :۷۳)

ا ذلّة علی المؤ منین اعزّة علی الکا فرین (الما ئدة:٥٤)

محمد رسو ل الله و الذین معه اشداء علی الکفار ر حما ء بینهم (الفتح:۲۹)

ودو ا لوتد هن فید هنو ن (القلم :۹)

و لا یطؤن مو طئاً یغیظ الکفار و لا ینا لو ن من عدوٍ نیلاً الا کتب لهم به عمل صا لح ان الله لا یضیع اجر المحسنین ۔ (التوبة:۱۲۰)

قد کا نت لکم اسوة حسنة فی ابرا هیم و الّذین معه اذ قا لوا لقو مهم انّا برا ء منکم و ممّاتعبدون من دو ن الله کفرنا بکم و

بدا بيننا و بينكم العداوة و البغضاء ابداً حتّى تؤ منوا با لله وحده ۔ (الممتحنة:٤)

قا ل رسو ل الله ﷺ لحسا ن بن ثا بت شاعر ا لاسلا م:

اهجهم و رو ح القدس معك

اور اللہ عز وجل جو کافروں سے تہذیب و شائستگی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کو جاہل، مسرف، کافر، مجرم، فاسق، منافق، مشرک، ظالم، مکذب، لعنتی وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا ہے بلکہ آپ جیسوں کے یہ اوصاف بیان فرماتا ہے:

و لا تطِع كلّ حلّا ف مّهين۔ همّاز مشّاء بنميم۔ منّا ع للخير معتد ا ثيم۔ عتلّ بعد ذا لك ز نيم۔ ان كا ن ذا ما ل و بنين ۔اذا تتلى عليه آ يا تنا قا ل اسا طير الا ولين ۔ سنسمه على الخرطو م۔ (القلم:١٠۔١٦)

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

من تعزى بعزاء الجا هلية .. ابيه و لا تكنوا ۔ قا ل فى المر قا ت اى قولواله امضض بذ كر ابيك او ا يره او فر جه لا تكنوا بذ كر..... بآ له ابيه التى كا نت سببا فيه ... ؟؟ ...

اور حضرت ابوبکرؓ نے حدیبیہ میں روبرو رسول اللہ ﷺ کے فرمایا عروۃ بن مسعود ثقفی کو جو مشرکین کی طرف سے سفیر ہو کر آیا تھا:

امصص بظر اللات قال فى مجمع البحار البظر بفتح الباء النسبة التى تقطعها الحا ففة من فرج المر أة عند الختا ن و منه يا ابن مقطقه النظور جمعه و كانت امه يتختن النساء و قد ذم به وان لم يكن امه خا تنة ن هو بسكو ن معجمة .. عند شغر تى الفر ج و ا للا ت صنم وفيه ان التصريح باسم العورة عند الحا جة ليس خرو جا عند المروة ۔انتهى ۔

پس ہم بسبب ان دلائل بینہ وغیرہ کے منع کئے گئے ہیں آپ کے ساتھ مداہنت و مدارات و ملائمت کرنے سے، اس واسطے کہ آپ مرتد کافر ہیں بفتوی علماء

اسلام مگر بعد بجا لانے آپ کے دونوں شرطوں مذکور کے ہم مجاز ہیں کیوں کہ اس وقت آپ سے لفظ کافر و مرتد رفع کا رفع ہو جائے گا ظاہراً و اللہ یحاسبك علی السریرۃ

قولہ: یہ ظاہر ہے کہ انجام کار انہی اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آجاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دنیا میں بکثرت پھیل گیا ہے جیسا کہ آج کل حنفی شافعی مالکی حنبلی باوجود ان سخت اختلافات کے جن کی وجہ سے مکہ معظّمہ ارض مقدسہ بھی ان کو ایک مصلے پر جمع نہیں کر سکی ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں

اقول: یہ دھوکا ہے اور رجم بالغیب اور قیاس مع الفارق من جنس قیاس البیع علی الربوا اور قیاس المیتۃ علی المزکی۔ بلکہ اس فرقہ ابوجہلیہ و طائفہ احمقیہ کو اتباع مسیلمہ و اسود عنسی و امثالھما پر قیاس کرنا چاہیے نہ حنفی شافعی و غیرھما پر۔ اور عنقریب انشاء اللہ ان کی طرح خدا اس کو مضمحل و نیست و نابود کر دے گا۔ جیسا ان کو کیا۔ اور اب بھی رسوائی پر رسوائی اور ذلت پر ذلت اور لعنت پر لعنت پے در پے تم پر پڑتے جاتے ہیں۔....

انّ شانئك ھوالا بتر

فقطع دابر الّذین ظلموا و الحمد للہ رب العالمین (الانعام ۴۵:)

و مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار۔(ابراھیم: ۲۶)

فاما الزبد فیذھب جفاء۔ (الرعد:۱۷)

انّ الباطل کان زھوقا۔ (الاسراء:۸۱)

قل جاء الحق و ما یبدی الباطل و ما یعید۔ (سبا:۴۹)

یہ مذہب باطل مثل شجرہ خبیثہ نابود ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

قال اللہ تعالی: انا لننصر رسلنا والّذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھاد۔ یوم لا ینفع الظالمین معذرتھم ولھم اللعنۃ و لھم سوء الدار۔ (غافر:۵۱)

الم تر الی الّذین بدّ لوا نعمت اللّٰہ کفرا و احلّوا قو مھم دار البوار۔ جھنّم یصلو نھا وبئس القرار ۔(ابراھیم :۲۸۔۲۹)

اور اب بھی رسوائی پر رسوائی اور ذلت پر ذلت اور لعنت پر لعنت پے در پے تم پر پڑتے جاتے ہیں۔

اور اللہ عز وجل احکام وقضایا شرعیہ وقدریہ، دونوں، سے تم کو روسیاہ کرتا جاتا ہے کہ ہر پیش گوئی مصنوعی میں تمہارے کذب کو ظاہر کر دیتا ہے خواص وعوام میں، جیسے عبداللہ آتھم ومنکوحہ آسمانی وغیرہ کے مقدمہ میں۔ لیکن تم بسبب ختم طبع خذلان کے نہیں جانتے....

پھر یہ دھوکہ ورجم بالغیب وقیاس مع الفارق نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اپنے اتباع مخذولین وملعونین مطرودین کو آئمہ اربعہ کے اتباع منصورین مرحومین ماجورین پر قیاس کرنا فاسدترین وباطل ترین قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ وہ سب اصول پر متفق ہیں اور بعض فروع میں مختلف، اور وہ اختلاف ان کا فرع ہے اختلاف صحابہ کا آپس میں بعض فروع میں۔ وہ سب حنفی شافعی مالکی حنبلی آپس میں بھائی ہیں انما المو منین اخوۃ الآیہ متبع ہیں اصل میں مہاجرین وانصار وآئمہ خیار کے۔ اسی واسطے ان کو ثبوت وشیوع واستقرار ہے۔

و امّا ما ینفع النّاس فیمکث فی الارض ۔ کذلك یضرب اللہ الامثال۔(الرعد:۱۷)

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمةً کشجرة طیبة اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء ۔تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ و یضرب اللہ الامثال للنّاس لعلّھم یتذکّرون۔(ابراھیم :۲۴۔۲۵)

نہ تمہاری طرح بدلگام، وشتر بے مہار ۔کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار ۔..پھر اس فرقہ ابوجہلیہ کا کثرت سے پھیلنا ممکن نہیں بلکہ محالات سے ہے جیسا کہ فرقہ مسیلمہ واسود وابوجہل کا۔ قال تعالی

فاوحی الیھم ربّھم لنھلکنّ الظّالمین۔ و لنسکننکم الارض من بعدھم ذلك لمن خاف مقامی و خاف وعید۔ و استفتحوا

و خاب کل جبار عنید۔ (ابراھیم۱۳۔۱۵)

قولہ: لیکن بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کے ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جاوے..الی...اپنے اخلاق دکھلائیں۔

اقول: علماء اسلام نے بڑی خوبی و شائستگی کے ساتھ اس فرقہ ابوجہلیہ سے اخلاقی برتاؤ کیا جیسا ان پر واجب وفرض تھا حجت و بیان سے بموجب تقوی واجب کے اور اچھی طرح سے تم سے اخلاقی معاملہ کیا جیسا حکم شرع کا تھا تغلیظ وتہدید وتوبیخ و قول بلیغ سے، بحکم

فاعرض عنھم و قل لھم فی انفسھم قو لا بلیغاً (النساء:۶۳)

اور جہاد حجت و بیان کا پورا پورا کیا، بحکم

یا ایّھا النّبی جا ھد الکفّار و المنا فقین و اغلظ علیھم و مأوا ھم جھنّم و بئس المصیر (التوبۃ:۷۴)

تابحدیکہ تم مصالحت وصلح کا نام مجبور و بےبس ہوکر لینے لگے۔ یہ انہی کے مساعی حسنہ ومجاہدات جمیلہ کا اثر ہے۔ جزا ھم اللہ فی الدا رین خیراً، خصوصاً پیر صاحب گولڑہ والے کہ انہوں نے تو تمہاری کمر توڑ ڈالی اور سر پھوڑ ڈالا اور تمہارا خاتمہ ہی کر دیا اور سوائے اضطراب وحرکت مذبوحی کے اور کچھ تم میں باقی نہیں چھوڑا، اور نہ امید ہے کہ پھر تمہارا کوئی فریب چل سکے جزا ھم اللہ عنا و عن سا ئر المسلمین خیر الجزا ء۔آمین

اور یقیناً معلوم ہے کہ یہ تمہارا نامبارک مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ ایسا ناپاک وخبیث و بےبنیاد مذہب کہ تناقض واختلاف میں اس کی دنیا میں کوئی نظیر نہ پائی جاوے، اور استقامت سے یوں بعد رکھتا ہو، ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل علیم وحکیم کی جانب سے ہو۔

قال اللہ تعا لی : لو کا ن من عند غیر اللہ لو جدوا فیه اختلا فاً کثیراً (النساء:۸۲)

چنانچہ قدرے قلیل اس کی خباثت آگے ہم بیان کر آئے ہیں اور اگر سب اس کی ہفوات وکفریات نقل کئے جائیں تو مجلدات ضخام میں بھی نہ آسکے۔ پس

باعتراف خودمرزا صاحب خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں، اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔ انتہی

پس بقول خودمرزا صاحب یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جاوے گا اور خدا نے اس کو نیست و نابود کرنا چاہا ہے، اسی واسطے علماء اسلام خصوصاً پیر صاحب گولڑہ والے کے ہاتھ میں علم ونشان دے کر اس کے برباد و نیست و نابود کرنے پر متعین و مسلط کر دیا اور تمہارے چند مہزوم و مخذول کو اسیر ومحبوس کر دیا....

قولھم: ورنہ یہ احمدی فرقہ

اقول: ابوجہلی فرقہ کا نام احمدی رکھنا تمہارا ہی کام ہے۔ تمہارے شیخ معلم اول نے شجرة نہی عنها کا نام شجرة الخلد رکھا: قال تعالی: هل ادلكم علی شجرة الخلد و ملك لا يبلى (طہ:۱۲۰)۔ ایسا ہی آپنے پوری پوری تقلید اپنے استاد کی کی۔ کیوں نہ ہو کہ شاگرد رشید ہیں اسی واسطے آپ نے فرقہ کا نام احمدی رکھا: برعکس نام نہند زنگی کافور

قولہ: چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔

افسا حدود الله و لن تعدوا قدرك

بل انت اهون على الله من ذلك

اقول: ..ابھی بہت لوگ فرنٹ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں سخطةً لد ینك یہ سب بہتان و دجالیت تمہاری ہے ایسا مذہب خبیث ناپاک بے بنیاد عقل اور نقل دونوں کے خلاف متناقض ومتہافت کبھی نہیں پھیل سکتا.....

قولہ: بجز چند ہزار انسان کے زیادہ نہیں۔

اقول: لعنة الله على الكا ذبين۔ یہ صریح بہتان ہے مجھ کو یقین نہیں کہ یہ فرقہ ابوجہلیہ مخذول ومطرود تعداد میں دوسو تک بھی پہنچے اگر تم اس دعوی میں سچے ہو کہ چند ہزار ہیں تو تم سب کی فہرست بقید ولدیت وقومیت وسکونت کے شائع کرو کبھی نہ کر سکو گے تم بیشک مفتری ہو بشہادت ہزارہا دلائل عقلی ونقلی کے اور بشہادت علماء اسلام و

اہل اسلام مع باقی اہل ملل کے۔ پس جب تم ایسے اکذب الکاذبین ہوئے تو تمہاری بات بغیر بینہ و برہان کس طرح مانی جاوے۔ قل ھا توا بر ھا نکم ان کنتم صادقین (البقرہ:۱۱۱) ۔اور چونکہ تم بڑے جھوٹے ہواس واسطے تم کبھی یہ فہرست شائع نہ کرو گے اور نہ کرسکو گے۔

قولہ: جیسا کہ خدا تعالی کا وعدہ ہے۔

اقول : اور خدا تعالی نے کہاں تم جیسے بے ایمانوں مفتریوں سے وعدہ کیا ہے، اور کیا اس کی دلیل ہے۔ اب بھی بے حیائی کو نہیں چھوڑتا۔ کیا وعدہ موت آتھم کا بھول گیا ،کیا وعدہ منکوحہ آسمانی نے تمہارا منہ کالا نہیں کیا جس وعدہ میں لا تبدیل لکلمات اللہ تھا وغیرہ وغیرہ کہ حد حصر سے تجاوز کر گئے ہیں۔

لطیفہ: ایک شہدے کو ایک مجلس سے بے عزت کر کے لوگوں نے نکال دیا۔ وہ کہنے لگا کیا چوتیا مجلس ہے ہم بڑی بڑی عظیم الشان مجلسوں سے بے عزت ہو کر نکالے گئے۔ یہ کیا وعدہ ہے کہ بڑے بڑے شدومد کے ساتھ وعدے ہوئے اور خلاف ہوا سچ ہے بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن اذا لم تستحی و اصنع ما شئت

فائدہ: صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ غریب پریشان بالوں والا غبار آلودہ گمنام مومن بھی اگر خدا پر قسم کھائے تو اللہ عزوجل پاس خاطر اس کی کے اس کو سچا کرتا ہے اگر چہ اس کے ساتھ وعدہ سابق اور الہام نہ ہو۔

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ رب اشعث اغبر... لو اقسم علی اللہ لابرہ رواہ مسلم۔

وعن انس قال قال رسول اللہ ﷺ کم من اشعث اغبر ذی ... لو اقسم علی اللہ لابرہ منھم البراء بن مالک رواہ الترمذی و البیھقی فی دلائل النبوۃ۔

و عن انس ان الربیع بنت نضر عنہ ... ثنیۃ جاریۃ فطلبوا الیھا العفو فابرا فامر رسول اللہ ﷺ بالقصاص فقال انس بن ... یا رسول اللہ انک و .. لا و الذی بعثک بالحق لا تکسر ثنیتھا فقال رسول اللہ یا انس کتاب اللہ القصاص

... فرضی القوم فعفا فقال رسول اللہ ﷺ ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لا برہ متفق علیہ و اللفظ للبخاری

اور مرزا صاحب کو ڈپٹی عبداللہ آتھم کے بارہ میں الہام سے وعدہ ہوا، چنانچہ مرزا صاحب قادیانی جنگ مقدس میں بایں الفاظ لکھتے ہیں:

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے، تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا کرے گا ضرور کرے گا اس میں زمین و آسمان ٹل جاویں گے پر اس کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔

اور منکوحہ آسمانی کے حق میں یہ الہام ہوا زوجنا کھا لا مبدل لکلمات اللہ۔ دیکھو مرزا ایسی ایسی پکی قسمیں کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے، پھر وقت پر اللہ عزوجل اس کو جھوٹا اور روسیاہ ذلیل کرتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا مفتری اور کافر مرتد ہے، کیونکہ اگر ایمان رکھتا تو کبھی خدا اس کو اس قدر ذلیل نہ کرتا۔ یہ بہت بڑی دلیل ہے اس کے کاذب اور کافر ہونے کی۔ فاعتبروا یا اولی الالباب

قولہ: اور میں نے انتظام کرلیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کرے گا جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔

اقول: تم اور تمہارے حواری جب بک بک کے منہ میں جھاگ آگئی اور تھک گئے اور اللہ عزوجل و ملائکہ کے نزدیک مبغوض و مقبوح و ملعون ہوئے وبحکم

ثم یوضع لہ البغضاء فی الارض

تمام لوگوں کے نزدیک مخذول و مطرود ہوئے ملعونین

اینما ثقفوا اخذوا

کا مصداق بن گئے۔ معاملہ و برتاؤ تم سے روکا گیا۔ عورتیں چھینی گئیں۔ مردے خراب و بے جنازہ پھینکے گئے۔ مال وآبرو کا نقصان روپیوں کی آمدنی میں خلل آگیا، بحدیکہ مردوں کے خیرات کا مال تیجا سا تواں چہلیہ اور مردے کے کپڑے یہاں راولپنڈی سے قادیان بھیجے گئے اور مردہ یہاں بے خیرات چھوڑا گیا کہ خیرات قادیان بھیج دی ہے۔ اور نہ مسجدوں میں جا سکو، نہ مجلسوں میں، اور بحکم سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب تمہارے دلوں میں رعب قہر الرجال ڈالا گیا۔ اور یہ سب اس سبب سے ہوا کہ تم نے اللہ کے پاک بندے عیسیٰؑ پر سخت ظلم کیا۔ تو اب آگے تم کیا کر سکتے ہو؟ عصمت بی بی از بے چادری۔ لاچار ہو کر درخواستیں صلح کی شائع کرو اور گھر بیٹھے بیٹھے انتظام کرتے رہو۔ اور قسم قسم کے فریب و دجالیت بناتے جاؤ (کیا مرزا قادیانی کی طرف سے کوئی ایسا سرکلر اپنے مریدوں کو جاری کیا گیا تھا کہ دیکھو میں یہ اعلان جنگ بندی کا کرنے جا رہا ہوں، کیا کیا مرزا نے کوئی ایسی تقریر کی تھی، ان کا کوئی ایسا ملفوظ، اس اشتہار سے معاً پہلے کا ہے کہ دیکھو میں یہ کرنے یا کہنے جا رہا ہوں۔ اگر ایسا کوئی لفظ نہیں ملتا، تو مرزا نے اس کہنے کا کیا مطلب ہوا کہ میں نے انتظام کر لیا ہے۔ بہاء) اب مسلمان تمہارے دام میں نہیں پھنسیں گے انشاء اللہ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ اب تو واقعہ لاہور نے تمہارا کام ہی تمام کر دیا ہے اور پیر صاحب موصوف نے بحکم لکل فرعون موسی و لکل دجال عیسی آخری فیصلہ کر دیا اور روئداد چھپ گئی۔ اب تم خاطر جمع ہو جاؤ اور تسلی فرماؤ، نہ ہم کوئی تمہارا ردّ لکھتے ہیں اور نہ کوئی اشتہار مصالحت کا کبھی تمہاری نسبت نکالیں گے جب تک تمہاری طرف سے ہماری دونوں شرطوں کی قبولیت و منظوری کا مفصل اشتہار نہ نکلے اور علی رؤس الاشہاد تم تائب و نادم نہ ہو۔

قولہ: مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار نکلے گا۔

اقول: یہ خوشی کبھی قیامت تک تم کو نصیب نہ ہوگی انشاء اللہ جب تک ہماری شرطیں معروضہ قبول نہ کرو۔

قولہ: دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں۔

اقول : سچ ہے :ان الکذو ب قد یصدق کما ل قا ل رسو ل الله ﷺ لا بی هر یرة

اما انه صد قك و هو کذو ب

جیسے مذہب مہا جرین وانصار کا اول غریب تھا بد أ ا لاسلا م غر یباً ..

پھر کس طرح عزیز وغالب ہو کر بحکم لیظهره علی الدین کله تمام جہان میں ہر ستارے کے نیچے پھیل گیا اور پھول اور پھل لا یا اور لا وے گا ۔اور حق جوئی کے پرندے ہر زمانہ میں اس میں آرام کرتے ہیں

الم تر کیف ضر ب الله مثلاً کلمةً کشجرة طیبة ا صلها ثا بت و فر عها فی السما ء ۔تؤ تی اکلها کل حین با ذن ر بها۔ و یضرب الله ا لا مثا ل للنّاس لعلّهم یتذ کّرو ن۔(ابرا هیم :٢٤۔٢٥)

اورتمہارا جھوٹا اور نا پاک مذہب کس طرح اول دھوئیں کی طرح آ سمان کو جا تا نظر آ یا اور پھرتھوڑی دیر میں کیسا نیست و نا بود ہو کر زمین میں گھس گیا

کا ن لم تغن با لا مس (یو نس :٢٤)

۔کشجرة خبیثة اجتثت من فوق ا لا ر ض ما لها من قرار

(ابرا هیم : ٢٦)

قو لہ فی الحا شیہ: کم سے کم تین برس تک یہ مصالحت ضروری ہے۔

اقول: یہ قول تمہا را کیسا مشا بہ ہے مشرکین مکہ کے قول سے

؟ سنة فی تعظیمنا آ لهتنا ثم نطیعك

جس پر اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل فرمائی

ودوا لو تد هن فید هنو ن

اتنا فرق ہے کہ انہوں نے ایک سال میعاد رکھی اور تم نے تین سال :

اتوا صوا به بل هم قو م طا غو ن (الذار یا ت:٥٣)

کذ لك قا ل الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلو بهم (البقرة: ١١٨)۔

اہل اسلام اس سے ہرگز نفس صلح کو بھی نہیں مانتے، خواہ ایک ساعت کی ہو۔

اور وہ آگے ہی تین تین سال کی میعادیں مقرر کرتا ہے۔..

قولہ۔المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۱ء

اقول: المجیب دشمن نفاق خاکسار عبد الاحد خان پوری از راولپنڈی ۲۷ مئی ۱۹۰۱ء فقط والسلام

و صلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد سید المرسلین و خاتم النبیین و علی آلہ الطاہرین و علی اصحابہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین

کفریات قادیانی

تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے ایک اور کارکن مولانا ہدایت اللہ امام مسجد موحدین راولپنڈی نے بھی ردقادیانیت اور تبصرہ بر اشتہار مرزا صاحب قادیانی پر مشتمل ایک مضمون لکھ کر اظہار مخادعت قادیانی کے اخیر میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے، مولانا ہدایت اللہ لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی خاتم النبیین

جس کے دل میں رائی کے دانہ کی تہائی چوتھائی کے برابر بھی ایمان ہوگا، وہ ہرگز ہرگز کبھی مصالحت نہ کرے گا ایسے شخص سے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کریم ﷺ کا مقابلہ کر رہا ہو، اور ان کی دشمنی پر کمر باندھی ہو، اور ساری دنیا کے سمجھانے سے مقابلہ نہ چھوڑے، اور دشمنی سے باز نہ آوے، اور الٹا ناصحوں سے جنگ کو تیار رہے۔ مگر بعد شائع کرنے قبولیت دو شرطوں مذکورہ کے۔

وہ ایسا جری کون ہے؟ وہ تو ابلیس اور فرعون کیسا ساری دنیا میں مشہور و معروف ہے۔ قصبہ یزیدیاں (اس شخص نے خود اس قصبہ کو یزیدیوں کا قصبہ کہا ہے ازالہ اوہام حصہ اول) المعروف قادیان شریف کا رہنے والا پھٹیا ہوا ایک جاٹ ہے (خود اس شخص نے حارث کی حدیث سے تمسک کر کے اپنے حارث، جاٹ، ہونے پر فخر کیا ہے۔ ازالہ اوہام۔ دافع الوساوس)

۔اس نے خدا تعالی اور رسول کریم ﷺ کا کیا مقابلہ کیا ہے؟ سبحان اللہ! آپ کیا بیس برس سے اب تک سو رہے ہیں جن کو اب تک اتنی خبر بھی نہیں پہنچی؟

ا۔ اللہ تعالی نے جب سے انسان کو پیدا کیا ہے اس وقت سے آج تک ایک لاکھ چوبیس ہزار اشخاص کو انسان کی رہنمائی کے واسطے برگزیدہ اور مقدس بنایا ہے اور معجزات اور پیشین گوئیوں سے ان کی تائید کی ہے، اس غرض سے کہ انسان کے دل میں ان کی بزرگی جگہ پکڑے اور انسان ان سے خدا تعالی کی راہ سیکھے۔ خرق عادت کو دیکھ کر انسان خواہ مخواہ قائل ہو جایا کرتا ہے۔ یہ دین و ایمان کی قید سے آزاد جاٹ ان برگزیدگان کی برگزیدگی کو مٹیا میل کرتا اور مقدسوں کو مکدر بناتا ہے۔ معجزات کو مسمریزم (ازالہ اوہام۔ص ۲۹۵۔۳۰۰) اور شعبدہ بازی کہتا ہے اور صراحۃً اور استلزاماً کہتا ہے کہ سب کی پیش گوئیاں غلط نکلیں (ازالہ اوہام۔ص ۶۔۷)۔ جب بعض پیش گوئیاں غلط نکلیں، تو ان کے غلط نکلنے سے دوسرے بعض کو ساقط الاعتبار کر دیا۔ تو یہ نادان جاٹ لوگوں کو ان مقدسوں سے بد اعتقاد کر کے نفرت دلاتا ہے کہ کوئی ان سے خدا کی راہ نہ سیکھے۔ یہ مقابلہ اور دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۔ اللہ تعالی نے محمد ﷺ کو ساری دنیا سے زیادہ عقل مند دیکھ کر اپنے ایک خاص پیغام رسانی کے واسطے برگزیدہ کیا، اور اپنے ایک خاص فرشتہ جبریلؑ کی زبانی اپنے سارے پیغام ان کو پہنچا دیئے۔ بلکہ بعض باتیں ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے پاس بلوا کر روبرو بھی کہہ دیں۔

سبحان الّذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الّذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انّہ هو السّمیع البصیر (الاسراء: ۱)۔

و لقد رآہ نزلۃ اخری۔ عند سدرۃ المنتهی۔ عندها جنّۃ الماوی۔(النجم:۱۳۔۱۵)

اور معراج کی احادیث ملاحظہ ہوں۔ تو قیامت کے دن جب میدان حشر میں سب انسان خدا کے سامنے پیش ہوں، کسی کو ناواقفی کا عذر کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ یہ جہل مرکب مجسم جاٹ بکتا ہے کہ فرشتہ کوئی چیز نہیں (رسالہ رفع الالتباس ملاحظہ ہو

) اور بحکم دروغ گوئے را حافظہ نہ باشد، پھراس کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ جبریل ایک ایسی روح کا نام ہے جس کا سورج سے ایسا شدید تعلق ہے کہ سورج سے جدا ہونا اس کا محال ہے (توضیح مرام۔ص ۱۸، ۳۷، ۳۸ وغیرہ)۔ پھر نہ تو یہ اختراعی جبریل ایسی سخت قید سے چھوٹ کر ساتوں آسمانوں پر اللہ کا کلام سننے کو جا سکا، اور نہ وہاں سے سن کر کروڑوں کوسوں کی مسافت طے کر کے زمین پر محمدﷺ کے پاس سنانے آ سکا۔ اور نہ محمدﷺ کرہ زمہریر اور کرہ ناری سے عبور کر کے اور ساتوں آسمانوں کو پھاڑ کر خدا کا کلام سننے کو جا سکے (یہ شخص معراج کا منکر ہے ازالہ اوہام۔ص ۴۶، ۴۷ وغیرہ)، اور نہ خود خدا تعالی زمین پر سنانے کو آیا۔ پھر یہ مشرف بہ مکالمہ الٰہی فائق بر ہمہ انبیاء (سب انبیاء کی پیش گوئیاں غلط نکلنا بتاتا ہے دیکھو ازالہ ...اپنی پیش گوئی کا غلط نکلنا سن کر ہر ایک سے الجھتا ہے اور گالیاں سناتا ہے) ایک موٹی بات کا جواب نہیں دے سکتا کہ قرآن کریم خدا تعالی کا کلام کیوں کر کہلا سکتا ہے۔ اس جاٹ دشمن اسلام کے نزدیک قرآن شریف محمدﷺ کا اللہ پر افتراء ہے (نزول وحی سے سورج کی روح کی اثر اندازی مراد لیتا ہے اور پھر اس میں زانیہ کا عین حالت زنا میں بھی حصہ ٹھہراتا ہے)

۳۔ خدائے علیم وحکیم اپنے رسول اعقل البشر کو خطاب کر کے فرماتا ہے:

کتا ب ا حکمت آ یا تہ ثمّ فصّلت من لّد ن حکیم خبیر۔(ھود

۱):

و انز لنا الیك الذّ کر لتبیّن للنّاس ما نزّ ل علیھم و لعلّھم یتفکّرو ن (النحل ؛٤٤)

اور یہ الو جاٹ بولتا ہے کہ محمدﷺ نے بہت باتوں کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ لیلۃ القدر غیر معین گمراہی کے زمانہ کا نام تھا، آپﷺ اس کو غلط فہمی سے ایک خاص رات سمجھ کر اسکی تلاش میں راتوں کو جاگتے رہے اور اپنے اور بے گانوں کو بھی جگاتے رہے۔ خود بھی نافہمی سے مدت العمر بیداری کا رنج اٹھاتے رہے اور لوگوں کو بھی ناحق راتوں کی بیداری کی تکلیف میں ڈالا۔ سورت تکویر وغیرہ میں دنیا کی آبادی کی ترقی کے اسباب پیدا ہونے کا بیان تھا (ازالہ اوہام) اس کو غلطی سے مقدمات قیام قیامت سمجھ کر اور فکر و اندیشہ میں پڑ کر اور ڈر ڈر کر پیش از وقت ہی بوڑھے ہو گئے (۸) علی ہذاالقیاس دابۃ الارض اور طلوع آفتاب از مغرب اور دجال اور خر دجال اور یاجو

ج ماجوج وغیرہ (دافع الوساوس۔ص ۴۸۵ وغیرہ) بہت سی باتوں کی حقیقت کو سمجھنے میں غلطی کھائی۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی بہت غلطیاں اس کور باطن اجہل جاٹ نے آج تک نکالی ہیں، اور آئندہ غلطیاں نکالنے کے واسطے چند مغلوں کو جمع کر کے ایک کمیٹی قائم کر رکھی ہے خدا جانے کہاں تک نوبت پہنچے گی۔ اور اصل میں کام تو ابھی سے تمام ہو چکا جب بعض باتوں کے سمجھنے میں غلطی کا وقوع تسلیم ہو چکا، تو باقی میں وقوع غلطی کا احتمال قوی پیدا ہو گیا، اور ساری شریعت پایہ اعتبار سے ساقط ہو چکی۔ اور غیر ملت کے لوگوں کے واسطے اسلام پر اعتراض جمانے کے لئے اس جاٹ بوٹا پٹ نے خوب پٹڑی جمادی۔ ایسے اظلم سے خدا آپ سمجھے۔ اب کہیے یہ مقابلہ اور دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

۴۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں عیسیٰ کے معجزات (احیائے موتی وابراء اکمہ وابرص واخبار بخوردہ و درخانہ ذخیرہ کردہ) ایسے صاف لفظوں میں بیان کئے ہیں جن میں دوسرے معنوں کا ہرگز ہرگز احتمال ضعیف بھی نہیں ہے اور ہم مسلمان لوگ قطعاً جانتے ہیں کہ ہمارے خدائے پاک کی مراد بھی یہی تھی جو ہم نے سمجھا ہے، اور ایک لاکھ اور کتنے اصحاب اور بے شمار تابعین اور ربع تابعین اور آئمہ محدثین اور مفسرین اور فقہاء مجتہدین نے ان معجزات کا مطلب یہی سمجھا تھا جو ہم نے سمجھا ہے۔ اور یہ خدا اور رسول اور سارے مسلمانوں کا دشمن پھٹیا ہو یا جاٹ کہتا ہے کہ جس کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک ہے (ازالہ اوہام۔ص ۲۹۶۔۲۹۷) خدا و رسول اور کروڑوں مسلمانوں اولیاء وعلماء کو مشرک بناتا ہے اور بابا نانک ہندو کو ست بچن میں موحد مسلمان (ست بچن۔ص ۳۱، ۴۱، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹) صاحب کرامات بتاتا ہے اور جو اس کی مسلمانی کو نہ مانے اس پر لعنتیں بھیجتا ہے۔ یہ خدا اور رسول سے دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟ تف ہے ان پر جو ایسے شخص کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

۵۔ اگر کوئی بھانڈ ایک نبی کا سوانگ بنے تو سارے مسلمان اس کو کافر بتادیں۔ یہ پھٹیا ہوا جاٹ سارے پیغمبروں کا سوانگ (مثیل) (ازالہ اوہام) بنتا ہے اور باایں ہمہ کمالات و لایت اور امامت وخلافت کلی اور مجددیت ومحدثیت اور مہدویت اور نبوت (توضیح المرام، تختی خورد۔ص ۱۶، ۱۸، ۱۹ وغیرہ اور ازالہ اوہام، ص ۶۷۳ تا ۶۷۷، دافع الوساوس۔ص ۴۰۳) اور

رسالت کا دعویدار اور الوہیت (دافع الوساوس۔ص ۶۴۰) کے دعوی کا امیدوار ہے اور اگر یزیدیوں کے قصبہ قادیان میں جا کر کر دیکھو تو گوپیوں کے ساتھ ہولی کھیلتا ہوا کاہن دکھائی دیتا ہے۔

۶۔ خدا تعالی اور اس کے رسول کریم ﷺ نے کسی کو خدا کا بیٹا کہنے کو خدا کو ایسی گالی دینا ٹھہرایا ہے جس سے ساتوں آسمان و زمین پھٹ جاویں اور ساری دنیا کے پہاڑ گر کر خاک ہو جاویں

تکاد السّماوات یتفطّرن منه و تنشقّ الارض و تخرّ الجبال هدّا۔ ان دعوا للرحمن ولداً۔ و ما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولداً (مریم: ۹۰۔۹۲)

یہ پھٹیا ہوا جاٹ خود بھی خدا کا بیٹا (توضیح مرام۔ص ۳۱۔۳۲) بنتا ہے اور عیسیٰؑ کو بھی بتاتا ہے اوروں کو بھی خدا کا بیٹا بنانے کی راہ بتاتا ہے اور ایک قسم کی تثلیث کا بھی قائل ہے۔ یہ مقابلہ اور دشمنی نہیں تو کیا ہے؟

۷۔ خدا تعالی نے قرآن مجید میں حشر اجساد کے مسئلہ کو اور میدان محشر میں رب العالمین کے سامنے پیش ہونے کے مسئلہ کو صدہا آیتوں میں اور اس کے رسول کریم ﷺ نے بے شمار حدیثوں میں بیان فرمایا ہے۔ یہ جاٹ بادام روغن کے ترڑکے کے نشہ میں آکر سب کا منکر ہے (ازالہ اوہام۔ص ۳۵۰)

۸۔ خدا پاک اور رسول کریم ﷺ نے عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنے کو اشراک فی التسمیہ حرام ٹھہرایا ہے اس احمق جاٹ نے حرمت منسوخ کر کے جائز کر دکھایا ہے (دافع الوساوس۔ص ۱۸۹۔۱۹۲)

۹۔ خدا تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے زانیہ کی اجرت کو حرام قطعی ٹھہرایا ہے۔ اس پیٹ کے بندے جاٹ نے اللہ دیا تائب از طوائف کا اسی قسم کا مال کھا کر کہا کہ خدا و رسول کی ضد سے حرام کو حلال بنانے کا قانون وضع کر کے اپنی الہامی کتاب دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں درج فرمایا۔

۱۰۔ خدا تعالی و رسول نے تصویر کا بنانا اور بیچنا حرام ٹھہرایا۔ اس بت فروش جاٹ یا مثیل فرعون نے تیرہ سو برس کے بعد اس کو منسوخ کر کے ترویج عبادت صنم کا

بیڑا اٹھایا۔ (توضیح المرام)

۱۱۔خدا تعالی ورسول اللہ ﷺ نے معراج کا اثبات کیا اور امت نے اس کو پڑھا پڑھایا۔ ان سب کے دشمن جاٹ نے معراج کا نام لینے کو گناہ کبیرہ ٹھہرایا (ازالہ اوہام۔ص ۱۴۶) جسکا ارتکاب پہلے خود خدا نے کیا، پھر اس کے رسول نے، پھر ساری امت نے۔ نبی کی شان میں گستاخی گناہ کبیرہ ہے؟

۱۲۔رسول کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک کے کلمات طیبات سے امت کو دجال سے ڈرایا اور امت نے ان کلمات کو پڑھا اور پڑھایا اور جن کتابوں میں درج کیا ان کی تلاوت کو موجب استجابت دعا کا مجرب پایا۔اس مست جاٹ نے فرمایا،

ہم اس قریب الشرک بلکہ سراسر شرک سے بھرے ہوئے کلمے کو کیوں منہ سے بولیں۔

دیکھو ان کلمات کو سراسر شرک سے بھرے ہوئے الفاظ ٹھہرایا اور ان کے زبان سے نکالنے کو جرم بتایا جس سے منہ کا پلید ہونا جتایا۔ پہلے پیغمبر کو مجرم قرار دے کر ان کا منہ پلید بتایا پھر ساری امت کا نعوذ باللہ۔

۱۳۔خدا تعالی اور رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ نبوت کو ختم کر کے اس پر مہر لگا چکے تھے، اس زبردست جاٹ نے دونوں کو جھگڑے سے مغلوب کر کے، اور مہر کو توڑ کر اور اپنے حصہ کی نبوت وصول کر کے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے دوبارہ مہر لگوا کر نبوت کو ختم کروایا۔ خدا اور رسول کے ساختہ پرداختہ پر صبر نہ ہو سکا۔

۱۴۔خدائے پاک کا یہ دعوی تھا کہ میرے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا اور میں اپنے رسولوں کے سوا کسی کو اپنے علم غیب کی اطلاع نہیں دیتا

وما کا ن اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکنّ اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران:۱۷۹)

اللہ ایسا نہیں کہ تم کو (اے ابوبکر و عمر عثمان و علی وغیرہ موجود ہو اور جو آئندہ پیدا ہو گے) اپنے علم غیب پر مطلع کرے

عا لم الغیب فلا یظھر علی غیبہ ا حدا۔ الا من ار تضی من رسو ل فا نہ یسلك من بین ید یہ و من خلفہ ر صدا (الجن:۲۶۔۲۷)..

تیرہ سو برس تک یہ خدائی دعوی چلتا رہا۔ ...اب اس زور آور جاٹ نے آ کر توڑ دیا اوراڑ پو پو بننے کے واسطے کفر کو بالائے طاق رکھ دیا۔

۱۵۔اللہ تعالی و رسول اللہ ﷺ نے گالی دینے کو حرام ٹھہرایا تھا،اس شیر بہادر نے از خود خدا کو چھوڑا ، نہ رسول کو۔ نہ ان کے پیارے اولیاء و علماء کو، نہ کسی مسلمان اور عیسائی و ہندو کو، کہ جسے کچھ نہ کچھ ناگفتنی نہ سنایا ہو۔ اگر اس کے آگے چوں و چرا کرو تو سارا قرآن گالیوں سے پر بتاتا ہے۔

۱۶۔رسول اللہ ﷺ نے يد الله على الجماعة فرمایا اس خود کور باطن جاٹ نے ایسی جماعت کو کور باطن بنایا ہے۔

۱۷۔اللہ تعالی و رسول اللہ ﷺ نے علماء کو سارے بنی آدم سے افضل بتایا۔ان سب کے دشمن جاٹ نے ان سب کو بدذات اور سب سے بدتر یہودی قرار ٹھہرایا

(فتح اسلام۔صفحہ ۴۲، ۵۸ ملاحظہ ہو۔ دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری جز ۱۴ص ۳۵۳)

۱۸۔اللہ تعالی و رسول اللہ ﷺ نے اپنی اطاعت پر نجات کا انحصار رکھا اس زبر دست جاٹ نے وہ انحصار توڑ کر اپنی مریدی اور ادائے نذرانہ کو نجات کا موقوف علیہ قرار دیا (۳)

۱۹۔حضرت رسول اللہ ﷺ نے نزول مسیح کے وقت لوگوں کو اپنے صحابہ کی مثل یا ان سے افضل بتایا (۳) اس غرض کے بندے جاٹ نے ان کو ساری مخلوق سے بدتر یہودی ٹھہرا کر اپنے مبعوث ہونے کی ضرورت و اقتضاء کو ثابت کر دکھایا۔

۲۰۔خدا تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے کسی پر قطعی جنتی ہونے کا حکم لگانے سے سخت منع کیا تھا اس جاٹ نے دونوں سے مصارعت کر کے اپنے واسطے دس برس پہلے سے جس کو آج تک تخمیناً تیس برس گذرے ہوں گے قطعی جنتی ہونے کا حکم لگوائے بغیر ان کو نہ چھوڑا (دیکھو ازالہ اوہام۔ص ۳۹۰) تب ہی دین و ایمان کی قید سے آزاد ہے۔

سلامتی ایمان کے طالبوں کو اس مقابلہ عداوت کا مشت نمونہ از خروارے اسی قدر کافی ہے خدا تعالی و رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کی بیس برس کی لڑائی کے حالات چند پرچوں میں کب سما سکتے ہیں

عذر: (مرزا قادیانی نے لکھا ہے) بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام

دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے بلکہ ہر ایک ایسی بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کا ل کو لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں حالانکہ دشنام اور سبّ وشتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے اور اگر ہر ایک سخت اور آزار دہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے .. دشنام دہی میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔ (ازالہ اوہام۔ صفحہ ۱۳۔۱۴)

قرآن پر تو ہمارا ایمان ہے، لہذا اس کی گالیوں سے پر ہونے کا اقرار تو ہم نہیں کر سکتے۔ باقی سب مسلّم ہے۔ بنا برآں جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ سب دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہے اور اپنے محل پر چسپاں ہے، آزار رسانی کی غرض سے نہیں ہے۔ خاکسار ہدایت اللہ راولپنڈی صدر

قادیانی اشتہار

الصلح خیر

شیخ یعقوب علی اڈیٹر الحکم قادیان بتاتے ہیں:

یہ امر پبلک پر بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ مرزا نے ۵۔ مارچ ۱۹۰۱ء کو الصلح خیر کے عنوان سے ایک اشتہار بایں مراد شائع کیا تھا کہ ہمارے مخالف الرائے علماء اپنی زبانوں کو بدگوئی اور سخت کلامی سے روک لیں۔ امید کی جاتی تھی کہ علماء کا گروہ جو اپنے آپ کو خادم دین اور مصلح قوم سمجھتا ہے اس اشتہار پر نہایت فراخ دلی اور وسیع الاخلاقی کے ساتھ آگے بڑھ کر اپنی سعادت مندی اور تقوی شعاری کا ثبوت دے گا، اور ملک کے ہر حصہ سے اس قسم کے اشتہار شائع ہوں گے جن میں یہ لوگ آئندہ کیلئے اپنی زبانوں اور قلموں کو اعتدال پر لانے کا سچا عہد کر لینگے۔ مگر ہم نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ خلاف امید علماء نے اس بہترین طریق مصالحت پر التفات

نہیں کی۔ ہاں امرتسر سے ایک اشتہار شائع کیا گیا ہے جس پر امرتسر کے کسی نامی مولوی کے دستخط نہیں ہیں...

(ہم) اس اشتہار پر مختصر ریویو کرتے ہیں جو منشی غلام احمد امرتسری کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس اشتہار کو ہم علماء کا جواب قرار نہیں دیتے، اس لئے کہ کم از کم امرتسر کے ان علماء کے تو اس پر دستخط ہوتے جو عام طور پر علماء قرار دیئے جاتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ ہیں یا نہیں، مثلاً مولوی احمد اللہ، مولوی عبدالجبار غزنوی۔ یہاں تک کہ مولوی ثناء اللہ کے بھی دستخط نہیں جو ایسے کاموں میں بڑے شوق سے شریک ہوا کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی مولوی رسل بابا کے بھی دستخط نہیں...

اس اشتہار میں وہ طریق اختیار کیا گیا ہے جو ایک سلیم الفطرت رشید پسند نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب پر بدزبانی کی ابتداء کا الزام لگانا دیانتداری اور تقوی کے خلاف ہے۔ کاش ان لوگوں کو اتنا ہی پتہ ہوتا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جس قسم کے مضامین اشاعۃ السنہ میں طبع کئے تھے اور عدالت نے ان کو پڑھ کر اور سن کر سخت تنفر ظاہر کیا اس قسم کے مضامین حضرت اقدس کی طرف سے یا آپ کے مریدوں میں سے کسی نے شائع کئے؟ ہرگز نہیں۔

پھر اس شرط کا پیش کرنا کہ ہم مرزا جی کو کذاب یا دجال سمجھتے ہیں، اس واقعی بات کا اظہار کس طرح کریں، سخت دل آزار بات ہے۔ الصلح خیر میں یہ بات لکھ دی گئی تھی کہ سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے، مگر یہ کہنا اس بیان میں داخل نہ ہوگا کہ اس بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی ہے یا مخطی ہے۔ سخت زبانی میں داخل نہ ہوگا۔

ان کلمات کے روکنے ہی کے لئے تو الصلح خیر کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے ورنہ اس سے بڑھ کر اور کون سے الفاظ ہیں جو تم بول سکتے ہو۔ قانون خود اس کی تدبیر کر لے گا۔ یہ کام گورنمنٹ کے انتظام میں داخل ہے کہ وہ فحش نویسی سے منع کرے اس کے لئے تو کسی عہد نامہ کی ضرورت نہیں اگر ان الفاظ کو تم نہیں چھوڑ سکتے تو اور تم سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ خود مرزا صاحب نے الصلح خیر میں بتا دیا ہے کہ اظہار اخلاق کا

وقت تو یہی ہے، اور ایک وقت آتا ہے کہ احمدی فرقہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں پھیل جائے گا۔

اور پھر دوسری شرط یہ پیش کی کہ پچھلی کتابوں کو جلا دیا جائے اور ان میں سے انجام آتھم کا نام بھی لیا ہے۔ یہ کس قدر تقوی کے خلاف بات ہے کہ مرزا صاحب کی کتب کا تو نام لے مگر اپنی طرف سے کسی کتاب یا اشتہار کا نام تک نہیں لیا۔ اگر انصاف پڑ دہی اور خوف ہوتا تو کم از کم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین کے رسالہ جات اشاعۃ السنہ اور کفر نامہ لودہانوی نومسلم سعد اللہ کے گندے رسالہ جات کے جلانے کا بھی ذکر کیا جاتا کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات و رسالہ جات میں نہیں دی۔ ہم کہتے ہیں کہ گذشتہ را صلوۃ آئندہ را احتیاط، پچھلی باتوں کو چھوڑو آگے ہی کیلئے انتظام کرو اور حتمی وعدہ تہذیب اور شائستگی کا کرو۔

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو متنازعہ فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بدتہذیبی کریں۔ اور جب آپ بدتہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا۔

آخر میں جو مرزا صاحب کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ، مرزا کی نیت بخیر نہیں، یہ حملہ، متقی اور خوف الٰہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر حملہ کریں اور بدظنی کر کے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہیے۔ آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشاء ہونا چاہیے تھا کہ آپ بلا چون و چرا مان لیتے مگر افسوس کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا...

(اخبار الحکم قادیان ۱۰۔اپریل ۱۹۰۱ء ص ۹۔۱۰)

کمیشن قائم کرنے کی بات نہایت مناسب تھی، اس میں قادیانی حضرات، مسلمانوں کی سابقہ کتب اور آئندہ کی تحریریں رکھ کر اپنے حق میں فیصلہ لے سکتے تھے

کیونکہ ان کے زعم میں سارا فساد تو مسلمانوں کی ہی کا پیدا کردہ تھا۔ کمیشن کی تجویز جہاں مسلمانوں کی نیک نیتی کی مظہر ہے، وہیں اس تجویز سے انکار قادیانیوں کے دل کے چور اور آنکھ کے شہتیر کو منظر عام پر لاتا ہے۔

اور اسی کمیشن سے فیصلہ لے کر محمد حسین بٹالوی اور منشی سعد اللہ لدھیانوی کے رسالے بھی قادیانی حضرات جلا سکتے تھے، لیکن انہیں ڈر تھا کہ کوئی بھی غیر جانبدار کمیشن قادیانیوں ہی کا قصور نکالے گا، اس لئے وہ اس تجویز کے خلاف تھے۔ ان سے کوئی پوچھے، کہ دو مخالف ایک دوسرے پر فحش گوئی، فحش نویسی وغیرہ کے الزامات لگا رہے ہوں تو قصوروار فریق کی نشان دہی کیسے ہوسکتی ہے، ظاہر ہے کہ کوئی ثالث، یا کوئی غیر جانبدار افراد پر مشتمل کمشن ہی ایسا کرسکتا تھا۔

السیف المسلول
فی نحر شاتم الرسول

المقلب به
سوط الابرار علیٰ متنِ الاشرار

مصنفہ قاضی عبدالاحد خان پوری راولپنڈی
مطبوعہ ایجرٹن پریس راولپنڈی

اللھم اھدھم فانھم لا یعلمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انعم عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ و الصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و علی آلہ و اصحابہ

الذین بهم قا م الدین و به قا موا و جعلهم حز به و جنده

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را
عیسی نتواں گشت بتصدیق خرے چند

اما بعد۔ پس ارباب بصائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ جناب مولانا مولوی ہدایت اللہ صاحب نے مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض کفریات بطور فہرست مشتہر کیئے تاکہ عوام اہل اسلام اس کے کفریات سے مطلع ہو کر اس غدار کے دام میں نہ پھنسیں بحکم الدین نصیحه اور جب وہ اشتہار راولپنڈی کے نئے عیسائیوں (مرزا قادیانی کے چیلے چانٹوں) نے دیکھا تو نہایت غیظ وغضب میں آ کر (قل موتو بغیظکم) ایک چھوٹا سا پرچہ جس میں مجذوموں کا نزلہ ٹپک رہا تھا اور بجز بے مہذبانہ کلمات کے اس میں کچھ مطلب نہ تھا، مشتہر کیا۔

اس پر خاکسار (عبدالاحد خان پوری) نے ایک اشتہار جیسا کہ اہل اسلام پر پوشیدہ نہیں مدلل ومبرھن جن میں ہر پہلو پر مرزا کے کفریات کا ثبوت تھا مشتہر کیا جس کو پڑھ کر نئے عیسائی (مرزائی) ورطہ حیرت وتردد میں سرنگوں اور درنگ ہیچو صم بکم عمی رہ گئے اور اپنے دارالامان رکبت الشیطان کادیان میں اپنی کونسل میں استغاثہ پیش کیا اور ایک دوسرے سے تناصر کر کے عرصہ دراز کے بعد ایک اور اشتہار رسالہ کی صورت میں نکلا جس کے اول میں نہ بسم اللہ اور نہ آخر میں نام مشتہر۔ باوجودیکہ وہ تمام مرزائیوں کا معہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عرق متعفن دست نکلا ہے کوئی دلیل عقلی یا نقلی برائے نام ہی سہی نہ تھی بجز شکوہ وشکایت و بے فائدہ لغویات کے، بلکہ اس رسالہ پر ضلالہ کے شرونامبارک ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اس کے اول میں تیمن وتبرک و استعانت بسم اللہ کے ساتھ نہیں کی گئی۔ ...

اب ہم چاہتے ہیں کہ اہل بصیرت کے لئے اس رسالہ پر ضلالہ کا جواب لکھنے سے پہلے مرزا غلام احمد کادیانی کا مختصر سا حال اور اسکی حکمت عملیوں کا بیان کریں تاکہ پڑھنے والے پر حقیقت ظاہر ہو جائے۔

پس جاننا چاہیے کہ مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد کادیانی حقیقت میں دہریہ، ملحد اور زندیق ہے اور سب انبیاء کا دشمن اور محمد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی خاتم

النبیین اور عیسیٰ بن مریم کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ساتھ سب سے بڑھ کر عداوت رکھتا ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ در پردہ اور حضرت عیسیٰ کی بے حجابانہ ہتک اور تکذیب واستہزا کرتا ہے جن کی تفصیل پہلے اشتہار میں آ چکی ہے اور اس رسالہ میں بھی ہوگی ۔اور حضرت محمد ﷺ کی بے حجاب ہو کر اس واسطے ہتک نہیں کرتا کہ مبادا یہ چند احمق ناعاقبت اندیش جو میرے دام میں پھنسے ہوئے ہیں نکل نہ جائیں...ورنہ اپنی ابلہ فریبیوں سے تو حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ہتک میں بھی اس دشمن اسلام نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ان کے خاتم النبیین کی مہر توڑ کر خاتم انبیاء بن بیٹھا، اور سورہ صف میں جو خدا تعالی نے حضرت عیسیٰ سے نقل کیا

و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد (الصف:٦)

جو باتفاق ملت اسلامیہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں ہے، اس سے ان کو معزول کر کے خود غلامی کے پردہ میں مبشر بن بیٹھا۔ اور ان کی پیش گوئیوں کو تو غلط ثابت کرتا ہے اور اپنی پیشگوئیوں کو جو سراسر جعل سازی ہیں سچی بتلا کر کہتا ہے کہ اگر کوئی میری ایک پیش گوئی بھی غلط ثابت کر دے تو میں ہزار روپیہ تاوان دینے کو تیار ہوں۔

اور اس طرح سے شب وروز شریعت محمدی کی بیخ کنی میں سرگرم وساعی رہتا ہے علیه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين ۔

یہ خبیث الباطن کھل کر اکابرین کو گالی دے کر احمقوں کو خوش کرتا ہے، باوجودیکہ خداوند کریم اہل اسلام کو ہدایت کرتا ہے کہ

ولاتسبّوا الّذين يدعون من دون اللّه فيسبوا الله عدواً بغير علم (مت گالی دو مشرکوں کے معبودوں کو، پھر گالی دیں گے وہ اللہ کو ضد سے بغیر سمجھے)

چنانچہ اس آیت کا خلاف کر کے اس مفتری علی اللہ والرسول نے اول ہندوؤں کے بزرگوں کو سخت سست کہا۔ جس کے عوض انہوں نے بھی رسول اکرم ﷺ کی ہتک کی (نعوذ باللہ) اور ہجو اور بے ادبی میں وہ وہ الفاظ کہے اور لکھے جنہیں سن کر سنگ خارا کا سینہ بھی پھٹتا ہے۔ مگر یہ ملعون معہ اپنے چیلے چانٹوں کے خوشی سے سنتا اور سناتا ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھرام اور دیگر رسالے ان کے پڑھ لے۔

بارہا اہل اسلام نے ان کی تحریروں کے برخلاف گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنے کا ارادہ کیا مگر کچھ نہ بن سکا۔ کیونکہ غیر اسلام اس (قادیانی) کو مسلمان مانتے ہیں اور ابتداء اسی کی طرف سے ہے۔ اگر چہ اہل اسلام نے اس کو باتفاق اسلام سے ہی خارج کر دیا ہے۔ اگر یہ دجال کذاب گالیوں کی سلسلہ جنبانی نہ کرتا، تو ہندوؤں سے ایسی گستاخیوں کی امید نہ تھی۔ اب جو گالیاں مخالفین نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں لکھیں ان سب کا وزر اسی خناس کے سر پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

المتبان؟ ما قا لا فحق البادی منها حتی یعتدی المظلو م رواہ مسلم

وایضاً:

قا ل رسو ل الله ﷺ من الکبا ئر شتم الر جل وا لد یه قا لوا یا رسو ل الله و هل یشتم الر جل وا لد یه قا ل نعم ، یسب ابا الر جل فیسبت اباه و یسب امه فیسب امه۔ متفق علیه

اور جب (یہ مرزا قادیانی) ہندوؤں سے اشرف المخلوقات خاتم الانبیاء ﷺ کو گالیاں دلوا چکا تو پھر حضرت عیسیٰؑ کی طرف متوجہ ہوا جسے مسلمان اولوالعزم نبی مانتے اور نصاری غلط فہمی سے خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور اس کے حق میں سبّ و شتم اور بیہودہ کفریات بکے تاکہ ہنود کی طرح نصاری بھی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے حق میں جو نہ کہنا چاہیے، سو کہیں۔

غرض اس مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تھی جواب میں یہ کہ مخالفین اسلام جو کچھ کہیں گے، اور بانی اسلام ﷺ کے حق میں گالیاں وکلمات بے ادبانہ کہیں گے، تو میں ان کا برائے نام مقابلہ کر کر اہل اسلام کا پیشوا بن جاؤنگا۔ اور احمقوں کو چونکہ اپنے دام تزویر میں لانے کا آج کل یہ ایک سہل نسخہ ہے، یہ ملعون اسکے ذریعہ اپنا الوسیدھا کر رہا ہے اور برائے نام مخالفین اسلام کا مقابلہ کر کے اپنی یہودیت کفر اور زندقہ والحاد کو رواج دے رہا ہے۔

اور یہ کتب فروش پیغمبر اپنی پر از کفر والحاد وزندقہ کتابوں سے اسلام کی بیخ

کنی کی کوشش اور دنیاوی مفاد حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوتا ہے کیونکہ جہلاء میں حامی دین اسلام مشہور ہو رہا ہے اور رسول اکرم ﷺ و حضرت عیسیٰؑ کی ہتک اور بے حرمتی بھی دل کھول کر کر رہا ہے۔

اس کذاب نے یہودیت کی پوری پوری داد دی ہے کیونکہ یہود لوگ بھی ان دونبیوں سے بالخصوص عداوت رکھتے ہیں۔...

آپ عبداللہ آتھم پادری کے بارے میں اپنی جنگ مقدس میں لکھتا ہے:

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جوخدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا اس میں آسمان زمین ٹل جائیں گے پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی

زمین و آسمان تو نہ ٹلے لیکن کہ آپ بدمعاش کا الہام شیطانی ٹل گیا اور پادری عبداللہ آتھم کی موت اس تاریخ سے ٹل گئی اس پیش گوئی کے ہندو مسلمان عیسائی مرزائی اور مہتر سب منتظر تھے اور اس ملعون اسلام نے بھی بہت سا سامان چاول گھی وغیرہ اس خوشی کے واسطے کہ میری جفری جوتشی اور نجومی پیش گوئی ٹھیک نکلے گی جمع کر رکھا تھا مگر جب چھٹی ستمبر کی آدھی رات کو تار آیا کہ پادری عبداللہ آتھم صحیح وسلامت جیتا جاگتا ہے

رگ جان کاٹنے آیا تھا تیری
ستمبر کی چھٹی کا تار مرزا

ایسا ہی احمد بیگ کی لڑکی کے واسطے بہت ہی کوشش کی کہ کسی طرح نکاح میں آجاوے۔ زمین دینے کی اور اور کئی طرح کی سازشیں کیں۔ جب پہلی بیوی اور لڑکوں نے چاہا کہ وہ لڑکی کسی اور کو دے دی جائے تب بیوی کو طلاق دے دی اور بیٹوں کو محروم الارث کر دیا، اور الہام بازی شروع کی۔ چنانچہ یہ الہام تراشا کہ مجھ کو اللہ کی طرف

سے یہ الہام ہوا ہے

زوّ جنا کھا لا مبدّ ل لکلما ت اللہ

یعنی ہم نے وہ عورت تجھ کو نکاح کر دی اللہ کی باتوں کو کوئی نہیں بدلا سکتا تھا۔

اور کہا کہ اڑھائی سال کے اندر مجھ کو مل جاوے گی خواہ وہ کنواری خواہ بیوہ ہوکر۔اب مدت سے وہ میعاد بھی گذر گئی ہے اور سلطان احمد اس عورت سے خوب لطف اٹھا رہا ہے اور دھڑا دھڑ بچے جنا رہا ہے اور مرزا دیکھ رہا ہے اور کرے تو کیا کرے۔

تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

پس بعض بے وقوف نہیں سمجھتے کہ ہم دیوث بے عزت اور لعنتی کی امت بن رہے ہیں

اسی طرح اس پیش گوئیاں اس دجال کی گوزشتر سے بھی کم وقعت والی اور جھوٹیاں ہیں ایک بھی اب تک صحیح نہیں نکلی۔

پھر کبھی مجدد، کبھی محدث ملہم، کبھی رسول و نبی، کبھی خدا کا بیٹا، کبھی نا مبارک اپنے بچے کو کأنّ اللہ نز ل من السماء کبھی خود خدا کا بیٹا، کبھی حضرت رسول اللہ ﷺ کی غلطیاں غلط فہمیاں نکالتا، کبھی حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرا کر صلیب پر چڑھا خود عیسی موعود، مثیل مسیح، کبھی احمد مبشر، کبھی کیا اور کبھی کیا بنتا ہے فلعنة اللہ علیہ و علی اعوانہ

اب راولپنڈی کے نئے عیسا ئیوں (مرزائیوں) کے اشتہار کا جو رسالہ کی صورت میں انہوں نے شائع کیا ہے جواب ہوتا ہے فاستمع ولا تکن من الغا فلین

قولھم: نحمدہ نصلّی علی رسو لہ الکر یم

اقول: انہوں نے اپنے پہلے اشتہار میں بھی یہی لکھا تھا بعدہ سورۃ یسین لکھی تھی یاحسرۃ علی العباد الآ یہ ۔تو خاکسار نے لکھا تھا کہ مراد ان کی رسو لہ سے مرزا غلام احمد قادیانی ہے بسبب چند قرائن و دلائل کے۔

پھر رسالہ میں انہوں نے خاکسار (عبدالاحد خان پوری) کے دلائل وشواہد سے کچھ نقیض نہیں کیا، بلکہ ہمارے دعوی کو ثابت کر یا۔اور پھر بھی نام مبارک حضرت خاتم انبیاء ﷺ کا نہ لیا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے مان لیا کہ ہمارے دلائل کے مطابق بیشک مراد ان کی رسو لہ سے حضرت اقدس مسیح زمان، اپنے چیلوں کے مرسل مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

اور اس اشتہار کی پیشانی پر یہ آیت لکھی ہے:

جعلنا کم شعو باً و القبا ئل لتعارفوا ..الآ یہ

اس میں لفظ و القبائل کا اپنی طرف سے ایزاد کیا، قرآن میں نہیں ۔ یہ سورہ حجرات کی بارھویں آیت ہے۔ دیکھ لیں۔ اس آیت میں و الله اعلم ....ان کا کیا مطلب ہے۔ ہم تو ان کو اسی قوم وقبیلہ کے ساتھ پہنچانتے ہیں جو ان کا ہے اور ان میں تقوی کا نام و نشان بھی نہیں دیکھتے اس واسطے اکرم نہیں جانتے لیکن چور کی داڑھی میں تنکا، ہم نے تو بجز لفظ مکرمت اور شرافت کے کچھ نہیں بولا ۔ اگر جناب مولوی ہدایت اللہ صاحب کو برا بھلا نہ کہتے تو ہم کو کیا ضرورت تھی کہ ان کی ذاتی شرافت کو ٹٹولتے ۔ جب انہوں نے سخت بے جا الفاظ بولے، تو ہم نے سبب دریافت کیا تو شرافت ذاتی و لطافت جبلی وجوہری نکلی۔ ہاں اگر تقوی اختیار کرتے تو سب شرافتیں؟؟ مٹ جاتیں۔

بعدہ آیت جاء الحق و زهق البا طل لکھی ہے۔

ہم کہتے ہیں کلمة حق ار ید بهاالبا طل ۔ اور گو یا ہمارے واسطے فال نیک نکل آیا ہے ۔ اب مرزا قادیانی کا مذہب باطل عنقریب زاہق ہو جائے گا ۔ ان البا طل کا ن زهو قاً (الاسراء: ۸۱)

قولھم: مولوی ہدایت اللہ صاحب نے اب تک ہمارے اشتہار کی تردید نہیں کی۔

اقول: مولوی صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کے مقابلہ میں اشتہار لکھا، اب تک مرزا قادیانی دم نہیں مار سکا اور چپ چاپ صم بکم رہ گیا گو یا اس نے سنا ہی نہیں۔

آپ نہ جناب مولانا ہدایت اللہ صاحب کے مخاطب، نہ اس کے لائق کہ مولانا صاحب آپ جیسے جاہلوں کو مخاطب کریں۔

اور خاکسار عبدالاحد نے بارشاد مولانا ہدایت اللہ صاحب آپ کے اشتہار کی کما حقہ پوری پوری مع آپ کے کاذب رسول کے قلعی کھول دی..مرزائیوں کو خوب نیچا دکھایا آپ نہ مانیں تو کیا حرج

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

قولھم: خواہ مخواہ ایک اور صاحب نے ..الخ

اقول: واہ صاحب یہ بھی مسیح کاذب صاحب کا ایک معجزہ ہے کہ بے فائدہ اور لغو باتوں میں ٹالتا ہے۔ ایسا ہی مرزا غلام احمد قادیانی نے لاہور بٹالہ سیالکوٹ پٹیالہ دہلی وغیرہ مواضع کیا۔ دیکھو (الحق الصریح، دہلی میں)... قادیانی فضول باتیں بنا کر اور صریح دم دبا کر بھاگ نکلا۔ ہمارا اشتہار تو منصف کے نزدیک دنداں شکن اشتہار ہے۔ لیکن آپ بتایئے کہ تمہارے رسالہ کے کس فقرے میں اشتہار کا جواب ہے۔.. فقط فضول خارج از بحث اور لغویات ہیں کہ نہ سر نہ پاؤں اور شکائتیں

و الله ما جئتم بقتال الله او
قال الرسول و نحن فی المیدان
ما عند کم الا الاعادی و الشکا
اوی او شهادات علی البهتان
هذا الذی و الله قلنا؟ منکم
فی الحرب اذ یتقابل الصفان

قولھم: بٹیاریوں کی طرح ..الی قولہ ..ذاتیات کو درمیان میں لا دیتے ہیں۔

اقول: ذرا اپنا چھوٹا سا اشتہار دیکھنا اور اپنے رسالہ کو پھر ملاحظہ فرمانا کہ یہ کلام کس کا ہے جب تمہارے رسول کاذب کی گالیوں، بدزبانیوں سے اولوالعزم پیغمبر نہ چھوٹے، تو تمہاری گالیوں اور بٹیاریوں کی طرح بدزبانیوں سے اور کون چھوٹ سکتا ہے۔ بکو اور بکے جاؤ۔ ہم کہاں ذاتیات کو درمیان میں لاتے ہیں۔ دروغ گوئم برروئے تو۔

ہاں جب آپ نے مولانا مولوی ہدایت اللہ صاحب کو بہت برا بھلا کہا اور سخت بدزبانی سے پیش آئے، تو ہم نے تمہارے اشتہار کے اخیر میں، جب بالکل مضامین سے فارغ ہو گئے ،نہ کہ درمیان میں،آپ کے ذاتی کمالات اور جوہری فضائل اور جبلی شرافتوں پر نظر ڈالی،تو معلوم ہوا کہ

نیش کژدم نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعت ش ایں است

وایضاً جب آپ صاحب ہم کو منطقی صاحب کا خطاب بھی دیتے ہیں تو منطقی ذاتیات و عرضیات دونوں سے ضرور بحث کیا کرتے ہیں۔ پھر خفا کیوں ہوتے ہو اور شکایت

کیوں فرماتے ہو۔
قولھم : اس مغلوب الغضب مفسر کو الزامی یا حقیقی جواب دینا تو آتا نہیں۔
اقول : خاکسار تو مغلوب الغضب لیکن آپ کا جھوٹا اور بے مغز اشتہاری کتب فروش مہدی تو بڑا حلیم الطبع ہے۔

دیکھو اس کی کتابیں، حرامزادہ اور بدذات وغیرہ اس کا ورد زبان ہے۔ شیخ الکل سید مولوی محمد نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی وغیرہ علماء کو سخت سخت گالی دیں۔ کسی کو ضال دجال، کسی کو دجال کاذب، کسی کو شیطان اعمی و غول اغوی و شقی و ملعون لکھا۔ پھر سب کو بدذات لعنتی کی نسبت کی اور تمام علماء اسلام کو یہودی کہتا ہے اور بابا نانک کو پاک وجود اور جو اس کے برخلاف کہیں ان کو لعنت دیتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۴۱ ست بچن۔ اور بابا نانک کی بعض کرامتوں کا ذکر صفحہ ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹ وغیرہ ست بچن تالیف مرزا قادیانی۔

اور صفحہ ۱۲ ست بچن میں لکھتا ہے کہ میں تیس برس تک گرنتھ پڑھتا رہا۔

بابا نانک مسلمان مقبول، اور برخلاف اس کے علماء اسلام لعنتی اور یہود۔ اور حضرت عیسیٰؑ اس کے نزدیک چور اور جھوٹا اور نادان اور موٹی عقل والا، بے جا حرکت کرنے والا، علمی و عملی قوی میں بہت کچا، اور شریر، مکار، فریبی، شعبدہ باز، جس کی تین دادیاں نانیاں کسبی زنا کار تھیں، متکبر، ناپاک خیال، راست بازوں کا دشمن وغیرہ وغیرہ

نعوذ باللہ من ھذا الکفر الجسیم و النفاق العظیم و الانذار الفخیم

پھر ہندوؤں کے معبودوں اور عیسائیوں کے معبود کو برا بھلا کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو سب سے گالی دلوائیں۔

یہ ہے حلم اور تہذیب تمہارے رسول صاحب کی۔ واہ رے تہذیب و مجددی و محدثی تمہارے رسول ملعون کی، اور آپ ہی ماشاءاللہ چشم بد دور اس تہذیب و حلم میں پیر و مرشد و رسول کی سنت پر پورا پورا عمل درآمد کرنے والے ہیں۔ دیکھو آپ کا چھوٹا سا پرچہ اشتہار کہ گویا دریائے حلم و تحمل و تہذیب کو ایک کوزہ میں بند کر دیا۔ خصوصاً آخر کی دو تین سطریں فلا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نعوذ باللہ من الخذلان،

ہم کو الزامی اور حقیقی جواب نہیں آتا لیکن آپ کو تو الزامی حقیقی (لوگ تحقیقی کہا کر

تے ہیں شائد صحیح حقیقی ہوگا جو قسیم کا مجازی کا کیونکہ ہم کو تو آتا ہی نہیں پھر نام. کیا جانیں)۔ خوب آتا ہے ذرا سنائیے تو سہی کہ آپ نے کون سا الزامی یا تحقیقی جواب لکھا ہے۔

قولھم: پھر اس کو جواب کوئی دے تو کیا دے اور کس بات کا جواب دے۔

اقول: آپ نے سچ کہا الکذوب قد یصدق ۔آفرین صد آفرین۔ آپ کے رسالہ میں بفرض محال اگر کوئی سچ ہے، تو یہ ہے۔ اس واسطے کہ خاکسار کے اشتہار کا جواب واقعی سخت و ناممکن ہے آپ اگر جواب دیتے تو کس کس بات کا دیتے ؟ کیا اس کا جواب دیتے کہ رسولہ سے مرزا کادیانی مراد نہیں؟

یا اس کا کہ پیشانی کی آیت میں من رسول سے مرزا قادیانی مراد نہیں؟

یا اس کا کہ ازالہ اوہام اور دافع الوساوس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے رسالت و نبوت کا دعوی نہیں کیا ؟

یا اس کا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی آل کو محروم الارث نہیں کیا ؟

یا اس کا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰؑ پر بہتان و تصرف بے جا کا الزام نہیں لگایا؟

یا اس کا کہ تم نے مولوی ہدایت اللہ صاحب پر بہتان نہیں باندھا ؟

یا اس کا کہ اپنے قادیانی رسول کی سنت پر عمل نہیں کیا ؟

یا اس کا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یسوع مسیح کی تکذیب و بدزبانی و تفریط و انکار معجزات عیسوی کا نہیں کیا ؟

یا اس کا کہ جس جس نمبر سے تم نے اپنے اشتہار میں سکوت کیا ہے وہ تسلیم نہیں کیا ؟

یا اس کا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسوی معجزے کو خلاف واقع، سراسر مشرکانہ باتیں اور کفر سے بدتر اور الحاد اور سخت بے ایمانی نہیں کہا ؟

یا اس کا کہ پیغمبر ﷺ، دجال دابۃ الارض و ابن مریم اور یاجوج ماجوج کی حقیقت کما حقہ نہیں جانتے تھے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جانتا ہے۔

یا اس کا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی احمد مبشر ہونے کا نہیں کیا ؟

یا اس کا کہ علمائے ہندوستان و پنجاب نے مرزا غلام احمد قادیانی پر فتوی کفر کا دے کر شائع نہیں کیا؟

یا اس کا کہ مرزا غلام احمد قادیانی معجزات حضرت عیسیٰؑ کو جو کلام اللہ میں آیات بینات

مذکور ہیں، نہیں مانتا؟

یا اس کا کہ آپ نے جو مولوی ہدایت اللہ صاحب کو برا بھلا کہا وہ آپ کی طبعی شرافت نہیں ہے۔ الی غیر ذلك من الاشکالات۔

آپ بالکل سچ کہتے ہیں اگر جواب دیتے تو کس کس کا جواب دیں اور کیا دیں؟ یہاں خالہ جی کا گھر تو نہیں آپ تو آپ اگر قادیانی مرزا جی کی ساری نسل چنگیز خان و ہلاکو مل کر مقابلہ میں نکل آئے پھر بھی جواب نہیں دے سکتی۔ پھر آپ کیا دے سکتے ہیں۔ اسی واسطے آپ نے دور اندیشی کی اور الزامی و تحقیقی جواب سے اعراض کر کے شور وغوغا، لغویات وشکایات کی طرف توجہ فرمائی اپنے اسلاف کے طریق پر

و قال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن و الغو فیه لعلکم تغلبون۔ (فصلت: ۲۶)

تاکہ عوام جان لیں کہ جواب ہو چکا

قولھم: امت محمدی میں فتنہ وفساد ڈالتے ہیں۔۔

اقول: امت مرزائی جو اس قدر فساد کی مدعی اصلاح ہے صدق الله العلی العظیم:

و اذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انّما نحن مصلحون۔الا انّهم هم المفسدون و لکن لا یشعرون۔ و اذا قیل لهم آمنوا کما آمن النّاس قالوا أنؤمن کما آمن السّفهاء الا انّهم هم السّفهاء و لکن لا یعلمون۔ (البقرة: ۱۱۔۱۳)

قولھم: بات تو ہمارے اور مولوی ہدایت اللہ صاحب کے درمیان ہے اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے تجھ سے کس نے بلایا پوچھا۔

اقول: بات تو مولوی ہدایت اللہ صاحب اور مرزا قادیانی کے مابین تھی آپ کو کس نے بلایا تھا؟ چونکہ مولوی ہدایت اللہ صاحب اس وقت تالیف رسالہ رفع الالتباس بین الناس میں (کہ وہ بھی آپ کے اور آپ کے رسول کا ذب کی خدمت ہے) مصروف و مشغول تھے، اس واسطے اس فقیر نے (کہ ان کے خادموں میں سے ہے) آپ کے اشتہار کا (جو مجموعہ لغویات و ہزلیات اور بہتانوں کا تھا،) جواب دنداں شکن و مدلل ومبرھن دلائل قاطع سے ثابت کیا اور ثابت بھی انہی کے نصوص وظواہر سے کر دکھایا۔

اسی واسطے تو آپ سے اور آپ کے رسول کاذب سے کوئی جواب نہ بن آیا، سوائے دجل اندازی ولغویات و ہزلیات کے۔ بھلا خاکسار تو مامور تھا آپ کیا ان کے چوہدری بن کر آ بیٹھے کہ ہمارا نام بھی لیجیئو اور خواہ مخواہ اپنے رسول کو رسوا اور بدنام کیا۔ مرید اور چیلے ہوں تو آپ ہی جیسے لائق فائق ہوں۔ ہائے افسوس مرزائیو! روتے کیوں ہو، اور یہ زنانہ شکائتیں کیسی؟

اگر آپ اور آپ کے جھوٹے رسول سے جواب نہیں ہوسکتا تھا، تو خاموش ہو رہو۔ یا تو یہ کہہ کر کہ کذاب کے مرتدوں سے باہر آ جاؤ توبہ کا دروازہ تو کھلا ہے رونا اور شکائتیں کس کی اور آپ مولوی ہدایت اللہ صاحب کے مخاطب نہیں و نہ ہو سکتے ہیں

قولھم: اگر کچھ علمیت کا گھمنڈ ہے..

اقول: علمیت کا گھمنڈ تو آپ کو اور آپ کے جاہل رسول کو ہوگا، ہم تو مہاجرین وانصار اور آئمہ ہدی کے متبع ہیں جن کو تمہارا رسول کذاب کہہ بیٹھا ہے اور الہامی گوزیں مار رہا ہے اور جہان کی لعنتوں کا ہار پہن چکا ہے۔

پڑے گی ہر طرف سے تجھ پہ لعنت
بس اب ہر وقت رہ طیار مرزا
خوش ہو کے گھر جا کر دکھاتا
گلے میں لعنتوں کا ہار مرزا

قولھم: مرزا کی کتابیں لے کر اول سے آخر تک پڑھو قادیان میں چلے جاؤ کتاب کو.. دیکھی نہیں وغیرہ

اقول: حسب الارشاد کتابیں دیکھیں ان میں سوائے ابلہ فریبی دجل اندازی و بے ایمانی وکفریات لغویات جہالت اور فضلہ خوری و کاسہ لیسی نیچری کے اور کچھ نہیں لعنة الله علی مولفها۔

اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں نہ دیکھتے تو آپ کو اس طرح اسفل السافلین کی سیر نہ کراتے۔ اور معاذ اللہ ہم قادیان کے دجال خانہ میں جائیں اور اس منحوس شکل اکذب الکاذبین و رأس المفترین و مثیل مسیح الدجال کی زیارت کریں ہم تو نماز میں دعا پڑھا کرتے ہیں اعوذ بك من فتنة المسيح

الدجال

قولھم: تمہارا ایسا کرنا گویا مخالفین اسلام کو سبق دینا ہے۔

اقول: کیا آپ موافق اسلام ہیں؟ کلا کہ آپ جیسی شکلیں اسلام کے موافق ہوں۔ تمہارے رسول نے لغت ولسان سے امان اٹھا دی، استعارہ ومجاز کا نشان کھڑا کر کے خواہ مخواہ کا رسول محدث ملہم مجدد مہدی مثیل مسیح بن بیٹھا عیسی بنا، ان کو سولی چڑھا کر قاتل بنا۔ احمد رسول مبشر بنا، خدا کا بیٹا رسول ﷺ کا معبود بنا،

قل ان کان للرّحمن ولد فانا اوّل العابدين. (الزخرف: ۸۱)

اور اپنے نامراد بیٹے کو کأنّ اللّٰه نزل من السماء کہا،

عیسی سے بہتر بنا

ان کے معجزوں کو مسمریزم سے شعبدہ بازی کہا.

ص ۱۰۔..(یہ صفحہ بالکل نہیں پڑھا جاتا)

اور کہا کہ اگر میں اس امر کو مکروہ قابل نفرت نہ جانتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

عیسی کو یوسف نجار کا بیٹا کہا۔ صاف تکذیب صدیقہ کبری بنص قرآن محصنہ بقول رحمان المصطفاة علی نساء العالمین کی علی رؤس الاشھاد کی

قالت انّی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اك بغيا۔
قال كذلك قال ربك هو علی هين ولنجعله آية للناس و كان امراً مقضياً۔ (مریم: ۲۰۔۲۱)

فرشتہ کے تبدل کا انکار کیا... وغیرہ وغیرہ کفریات اپنے آپ کو مسلمان لکھیں گے۔ اس واسطے آپ اور آپ کا رسول کاذب یہودوں عیسائیوں اور ہندؤوں سے بڑھ کر مخالف اسلام ہے۔ اسلام کو ہرگز دوسرے مخالفین سے ...

قولھم: مرزا صاحب کے کلام پر معاصرین عام لوگ..

.اقول: ہم مرزا قادیانی کو کذاب دجال مفتری شاگرد سید احمد نیچری اور اس کا چور جانتے ہیں اور آپ (مرزائی) اسے مسیح موعود لکھے جاتے ہیں اگر دلیل کا مطالبہ ہو تو کہتے ہیں کہ مجدد الف ثانی نے فلاں جگہ لکھا ہے جب مسیح یا مہدی آئے گا تو لوگ اس

کی مخالفت کریں گے ۔..

نادان مرزائی اب تک نہیں سمجھے کہ دلیل و حجۃ کس حیوان و پتھر یا درخت کا نام ہے۔آ ؤ میں تم کو یہ سبق پڑھاتا ہوں ۔

دلیلیں شرع کی چار ہیں: اول کتاب اللہ، دوم سنت رسول اللہ، سوم اجماع امت ، یہ تین ادلہ معصوم ہیں، چہارم قیاس جو غیر معصوم ہے۔

پس مرزا قادیانی کے مسیح موعود وغیرہ ہونے کے بارے میں کون سی دلیل ہے بتا دیں، ورنہ گوزشتر کہیں گے کیونکہ ہم تو اس کے کافر دجال مرتد ہونے پر بہت سے دلائل منطقی لکھ دی ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار ...

کیا حضرت مجدد الف ثانی کے یہ فرمانے سے کہ بدعتی مخالفت کریں گے یا مہدی پر فتوی لگائیں گے، دجال قادیانی کا عیسی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ان دونوں باتوں میں کس قسم کی ملازمت ہے۔ اگر ہے تو وجہ تلازم کی بیان کیجئے ورنہ کچھ تو شرمائیے

قولھم: حدیث صحیح میں ہے: من مات ولم یعرف امام زمانہ ....

اقول: آپ اور آپ کا کذاب رسول بھی حدیث شریف کے مصحح بن بیٹھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ...

اگر یہ حدیث آپ کے نزدیک صحیح ہے تو ہم اس کی صحت کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کس نے اہل صحاح وسنن و مسانید میں سے اس کو صحیح کہا اور کس اہل حدیث نے اس کی تصحیح کی ۔..

اگر نہ بتاؤ تو بغیر اس کے کیا کہا ئے کہ تم دجال کذاب کی امت ہو اور کذب بہتان وافترا آپ کا عین دین وایمان ہے...

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ منہاج السنہ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث خلیفہ وقت اور امیر امہ کے حق میں وارد ہے۔

اس لئے تمام اہل اسلام اس حدیث کو کتاب الامارۃ میں لائے ہیں ....

الآئمۃ من قریش ... ہمیں معلوم ہے کہ یہ دجال بھی مدعی امامت کا اسی واسطے حضرت سلطان المعظم کے حق میں جو کہ خلفاء عثمانیہ میں سے ہیں اس منحوس مقبوح ملعون

نے الفاظ بے ادبانہ بکے ہیں تاکہ کسی طرح وہ عام رہیں اور یہ خبیث امام زمان بن جاوے۔

قولھم: ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں

اقول: مسیلمہ کذاب بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا تھا اور منافق بھی اس کلمہ کو پڑھتا تھا۔ جب تک اس کلمہ پر اعتقاد عمل نہ ہو تو ہرگز آپ لوگ مسلمان نہیں ہوتے۔ تم تو صریح حکم کے مخالف ہو اور ایک کذاب کو نبی بنا بیٹھے ہو اور وہ برابر محمد ﷺ کی غلطیاں نکالتا چلا جاتا ہے تم کو اس کلمہ شریف سے کیا نسبت؟

تم تو زبان حال وقال سے کہہ رہے ہو، مرزا غلام احمد رسول اللہ، پھر منافقانہ طور پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان سے کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور آگے بیان ہوگا کہ آپ اور آپ کا رسول یہودی بھی ہیں اور عیسائی بھی اور منافق مسلمان بھی۔

قولھم: ہم کو عیسائیوں سے کیا نسبت

اقول: بالکل مسیح آپ کا امام (مرزا قادیانی) تو عیسی کو قتل کرنے والا، یہودوں کی طرح بڑا اور سخت گالی بکنے والا اور جان وعزت کا دشمن،

اور عیسائی ان کی تعظیم میں افراط کرنے والے اور خدا یا خدا کا بیٹا کہنے والے،

پھر آپ کو ان سے کیا نسبت۔

اگر ہے تو یہودوں سے ہے کیونکہ وہ عیسی کے تمہارے رسول کی طرح سخت دشمن ہیں۔ جیسا تمہارا امام۔

لیکن ہم نے آپ کو نئے عیسائی اس واسطے کہا تھا کہ تمہارا رسول اپنے آپ کو ابن اللہ اور قائل تثلیث اور عیسی ومسیح موعود کہتا ہے۔ اس اعتبار سے آپ عیسائی اور پہلے اعتبار سے آپ یہودی اور منافقانہ اقرار سے آپ منافق مسلمان۔

پس آپ یہودی بھی ہیں اور عیسائی بھی اور منافق مسلمان بھی۔ آپ کا عجیب رنگ اور ڈھنگ ہے۔ اسی واسطے آپ کی تحریر کا بھی عجیب رنگ ہے۔ کہیں کچھ اور کہیں کچھ ہیں۔ اقرار اور کہیں انکار فاعتبروا یا اولی الابصار

قولھم: ہمارے امام علیہ السلام نے تو حضرت عیسی کا داخل جنت ہونا..الخ

اقول: اول مرزائیوں کی حدیث صحیح کی کچھ خبر لے کر پھر انشاء اللہ اور بحث کریں گے۔
اولاً ہم کہتے ہیں کہ کس نے آئمہ حدیث میں سے اس کی تصحیح کی
اور کس نے اس کی تخریج کی
اور کس کتاب میں صحاح وسنن ومسانید سے یہ حدیث موجود ہے
اور اس کا اسناد کہاں ہے
اور آئمہ جرح وتعدیل میں سے کس نے اس کی توثیق کی ہے تو ضرور بتاویں،
ورنہ آپ کے دجال کذاب کادیانی کی سنت پر عمل کرنے میں کیا شک۔
ایسا دھوکہ دینا بے ایمانوں کا کام ہے نہ مسلمانوں کا۔

نہ صاحب یواقیت نے اس کا مخرج بیان کیا اور نہ اس کی سند۔ تفسیر ابن کثیر میں اس کی سند ومخرج کا پتہ ہے۔ پس یہ حدیث بھی مثل حدیث سابق کے بے اصل اور مجہول ہے پھر اس کو صحیح کہنا بڑا ظلم و بہتان ہے۔ ہاں حدیث

لو کان موسی حیا لما وسعه الا اتباعی

امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے

قال ... لکن فی اسناده خالد بن سعید و هو ضعیف قال ابن حبان کان ردی الحفظ یقلب الاسناد و یرتع المراسیل لا یجوز الاحتجاج به قال الشافعی الحدیث عن حرام بن عثمان حرام و عن مجاهد بخالد و عن ابی العالیه الریاحی ریاح قال احمد بن حنبل حدیث مجاهد حلم؟

پس چونکہ وہ لفظ جو مسند احمد و بیہقی میں موجود ہے ضعیف ہے جس میں عیسیٰ کا نام ونشان بھی نہیں پھر وہ لفظ جس کا وجود اصول وامہات میں بالکل نہیں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ایسی حدیث کو اہل حدیث لا اصل له کہتے ہیں پھر اس کو صحیح کہنا بے دینی نہیں تو کیا ہے اور اگر بفرض محال صحیح بھی ہو جاوے تو روایت احمد

لو کان موسی حیا بین اظهرکم

مفسر اس کی ہوگی کیونکہ قید بین اظهرکم منافی ان کی حیات کو ملاء اعلیٰ میں نہیں فتدد

بر۔

اور باوجود بے اصل ہونے کے مخالف ہے دلائل قاطعہ کے آیات بینات و احادیث متواترہ سے جو حیات حضرت مسیح پر دال ہیں اور کچھ عنقریب بیان بھی کیا جائے گا انشاءاللہ۔

پس اصولاً جاننا چاہیے کہ ہم اہل سنت والجماعت کا قول ہر مسئلہ و ہر باب میں خواہ اصول ہو یا فروع، اعتقاد ہو یا عمل، وہ ہے جو اللہ تعالی اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اور جو فرمایا مہاجرین و انصار نے جو افضل خلق اللہ ہیں علی الاطلاق بعد النبیین، اور جو باقی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے فرمایا، اور جو فرمایا آیات ہدی اور مصابیح دینی آئمہ اربعہ وغیرھم نے رضی اللہ عنھم اجمعین۔اور یہی ہے دین اسلام جس کو اللہ تعالی نے کامل کیا اور اپنی کتاب میں خبر دی

الیوم اکلمت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ:۳)

اور یہی لوگ منعم علیھم ہیں جن کا راستہ ہم کو مانگنے کا حکم ہے ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں

اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم (الفاتحۃ: ٦-٧)۔

اللہ تعالی سورہ نساء میں فرماتا ہے

و من یطع اللہ و الرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء والصالحین و حسن اولئك رفیقا (النساء:٦٩)

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جھنم و ساءت مصیرا ۔(النساء:۱۱۵)

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

و السا بقو ن ا لا ولو ن من المها جر ين و الانصار و الذين اتبعو هم با حسا ن رضی الله عنهم و ر ضوا عنه(التو بة:۱۰۰)

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

ام لهم شر کا ء شر عوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله (الشوری:۲۱)

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

من ا حد ث فی امر نا هذا ما ليس منه فهو رد۔

اور فرمایا: كل محد ثة بد عة و كل بد عة ضلا لة،

حضرت امام احمد بن حنبل کو خلیفہ وقت سخت مارتا اور عذاب کرتا اس بات پر کہ کہو قرآن مخلوق ہے۔اور وہ محبوب رب العالمین کہتا

كيف اقول ما لم يقل

یعنی کس طرح کہوں میں وہ بات جو خیر قرون میں نہیں کہی گئی۔

اور فرماتے تھے:

ايا ك ان تتكلم فی مسئلة ليس لك فيها اما م

یعنی پرہیز کر بات کرنے سے اس مسئلہ میں کہ اس میں کوئی تیرا امام نہ ہو مہاجرین وانصار میں سے،

اور جو بات اعتقاد ہو یا عمل قرون ثلاثہ میں بغیر نکیر نہ پائی جاوے وہ بدعت ہے اور ضلالت، اور علماء سلف نے فرمایا ہے

البد عة بر يدالكفر (بدعت کفر کا قاصد اور بلانے والا ہے)

اس لئے کہ بدعتی اللہ عزوجل پر بدظنی کرتا ہے۔یعنی یہ کہ اللہ تعالی نے اپنے دین کو کامل و پورا نہیں کیا بلکہ بعض عقائد حقہ و اعمال صالحہ اور علوم نافعہ وغیبیہ سے مہاجرین وانصار تابعین اخیار کو محروم رکھا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی خبیث گمان کرتا ہے کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک تمام عباد اللہ الصالحین کو عقاید حقہ سے محروم رکھا اور مجھ کو مخصوص اور مشرف کیا۔کسی کو مہاجرین وانصار وصدیقین وشہداء وصالحین وآئمہ مجتہدین میں سے

وہ عقاید حقہ نہیں بتائے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اور مجھے بتا دیئے اور اجماع امت کا کورانہ اجماع ہے اور کہا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مضامین کے سمجھنے میں غلطی کی تو امت کا کورانہ اجماع کیا اعتبار رکھتا ہے۔

دیکھو تمام امت کور اور اندھی ہوئی اور علماً وفضلاً آئمہ رحمهم الله اندھے ہوئے اور یہ ایک ملعون دجال آلنقوی، بےزوج اور بوزنجر خان بے پدر کا نسبی بیٹا بینا (سوجاکھا) اور بصیر نکلا۔ نعوذ بالله من الجرأة فی دین الله۔

فما احسن ما قال الحافظ ابن القیم فی النونیة

و الله لو لا الله ناصر دینی
و کتابه بالحق و البرهان
و حققتموا للحق اذ حرموه فی
اصل الیقین و معقل العرفان
و هدیتمونا للذی لم یهتده
ابدا به وا شدة الحرمان
او سلکتموا طرق الهدی و العلم
دون القوم وا عجبا لذا البهتان
و الله ثم رسوله قد بینا
طرق الهدی فی غایة التبیان

ثانیاً جاننا چاہیے کہ تفسیر قرآن وہی چاہیے جو سلف صالحین مہاجرین وانصار سے (جو حاضرین وحی تھے) منقول ہو۔ جو شخص برخلاف ان کی تفسیر کے اپنی رائے وتخمین سے کسی آیت کا معنی کرے تو وہ گمراہ اور مورد اس وعید کا ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے

قال رسول الله من قال فی القرآن برأیه فلیتبوا مقعده من النار۔ و فی روایة ۔ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار رواه الترمذی

و قال ﷺ من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطأ

رواه الترمذی و ابو داؤد و ایضا قال ... فی القرآن کفر و سمع صلی الله علیہ وسلم قوماً یتدارؤن فی القرآن فقال انما هلك من كان قبلكم بهذا ضربوا کتاب الله بعضه ببعض و انما نزل کتاب الله یصدق بعضه بعضاً فلا تکذبوا بعضه ببعض فلما علمتم منه فقولوا و ما جهلتم فکلوه الی عالمه رواہ احمد وابن ماجہ۔ مشکوۃ کتاب العلم

جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ یہ مرزا قادیانی دجال اور مرزائی دجالچے اسلام کی جس کی بنا ان دونوں اصول پر ہے صریح مخالف ہیں۔ تمام امت مرحومہ جو خیر الامم اور امت وسط بنص قرآن ہے صحابہ سے لے کر اس وقت تک باتفاق قائل و معتقد ہیں علی اختلاف المذاہب کہ عیسی کو مع جسد و روح زندگی کی حالت میں اللہ عز و جل نے آسمان پر اٹھا لیا اور پھر قریب قیامت نزول فرمائیں اور مسیح الدجال کو قتل کریں گے اور یہ دجال تمام امت مرحومہ و خیر الامم کو اندھا کہہ کر تخطیہ کرتا ہے۔ وایضاً تحریف قرآن وحدیث کی اور از خود معانی مستحدثہ موافق مطلب خود تراشتا تو یہودیوں سے بڑھ کر کرتا ہے اور اس کے ہر فقرہ سے بے ایمانی وا ثار و شواہد کذب و کفر کالشمس فی ربقة النهار ظاہر ہیں لیکن یہ اندھے بے عقل احمق مرزائی بالکل نہیں سمجھتے کیسے مرزا خبیث کی تراشی کہ عقل اور آنکھ سب کو جواب دے بیٹھے

و لقد ذرأنا لجهنّم كثيرا من الجن و الانس لهم قلوب لا يفقهون بها و لهم اعين لا يبصرون بها و لهم اذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضلّ اولئك هم الغافلون ۔ (الاعراف:۱۷۹)

مرزائیوں نے حضرت عیسیٰؑ بن مریم کی وفات پر کئی چیزوں کے ساتھ کہ کبیت العنکبوت ہیں، تمسک کیا ہے

و ان اوهن البيوت لبيت العنكبوت لو كانوا يعلمون (العنكبوت:۴۲)۔

اول۔ تفسیر متوفيك مميتك کے ساتھ جو ابن عباس سے بطور تعلیق بخاری

میں ہے۔
دوم۔حدیث بے اصل جس کا حال اوپر گذرالو کا ن موسی و عیسی حیین۔
سوم۔آیت و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افا ن مت فهم الخا لدو ن۔
كل نفس ذا ئقة المو ت۔(الانبیاء:۳۴۔۳۵)
چہارم۔ لا نبی بعدی۔
پنجم۔آیت مبشرا برسو ل یا تی من بعدی اسمه ا حمد۔(الصّف)

پس مولوی محمد بشیر صا حب بھو پا لی نے ان سب تمسکا ت وا ہیہ کو ھبا ء منثوراً کر کے حیات حضرت مسیح علیہ السلام بدلائل قاطعہ ثا بت کر دکھا ئی اور مرزا غلام احمد قا دیا نی کو ایسا مبہوت بطور مصداق فبهت الّذی کفر کا بنا یا کہ دہلی سے دم دبا کر بحث کو نا تمام چھوڑ کر بھا گا۔اور رسا لہ کا نا م الحق الصریح فی ا ثبا ت حیات المسیح ہے۔اوس کا جوا ب نہ مرزا قا دیا نی سے ہو سکا، نہ اوس کے چیلو ں سے، اور بے حیائی سے انہیں مردودہ دلائل کے ساتھ بغیر جواب تمسک کر تے جا تے ہیں۔

قولھم: ممیتك .. الخ..

جواب اس کا بچند وجوہ ہے۔وجہ اول یہ کہ روا یت ممیتك کی بخاری میں ابن عباس سے معلق ہے اور بخاری جو اصح الکتب ہے، اس سے مراد بخاری کی وہ احا دیث ہیں جو مرفوع ومسندا اپنی کتاب میں لا یا ہے نہ تعلیقا ت۔اور راوی اس کا علی بن ابی طلحہ ہے۔ چنا نچہ قسطلا نی شرح بخاری میں لکھا ہے اس کو ابن عباس سے ملاقا ت نہیں ہے اور ضعیف ہے۔اور تقریب میں ہے

علی بن ابی طلحه سا لم مو لی بنی العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس و لم یره ۔ من السا دسة صدوق قد یخطی- انتهی۔

خلا صہ میں ہے

عن ابن عباس مر سلاً و عن مجا هد و القا سم و عن هثور بن یز ید و معمر و الثوری قا ل ا حمد له اشیاء منکرات

کا شف میں ہے:

قال احمد اشیاء و منکرات ۔

میزان میں ہے:

قال احمد ابن حنبل له اشیاء منکرات و قال دحیم لم یسمع علی ابن ابی طلحه التفسیر عن ابن عباس۔ انتهی ملخصاً کما فی الحق الصریح ۔

وجہ دوم یہ کہ یہ روایت باوجود ضعیف ہونے کے مخالف ہے اس اثر صحیح کے ساتھ جو ابن عباس سے بسند صحیح مروی ہے ۔ پہلا وہ جو تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں مذکور ہے:

عن ابن عباس و ان من اهل الکتاب الا لیو منن به قبل موته قال قبل موت عیسی بن مریم ۔

دوسرا اثر یہ ہے جو تفسیر فتح البیان وغیرہ میں اس طور ہے :

عن ابن عباس قال لما اراد الله ان یرفع عیسی الی السماء خرج الی اصحابه و فی البیت اثنی عشر رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین فی البیت و رأسه یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشرة مرة بعد ان آمن بی ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی و یکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سناً فقال له اجلس۔ ثم اعاد علیهم ثم قام الشاب ۔ فقال اجلس۔ ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال انا ۔ فقال انت ذاك ۔ فالقی علیه شبه عیسی و رفع عیسی من روزنة فی البیت الی السماء

و جاء الطّلب من الیهود فاخذوا الشّبه فقتلوه ثمّ صلبوه فکفر به بعضهم اثنی عشر مرّة بعد ان آمن به و افترقوا ثلاث فرق فقالت طائفة کان اللّه فینا ما شاء ثمّ صعد الی السماء فهؤلاء الیعقوبیه۔ و قالت فرقة کان فینا ابن اللّه ما شاء ثمّ رفعه اللّه الیه و هؤلاء النسطوریه۔ و قالت فرقة کان فینا عبد

اللّٰه و رسوله و هؤلا ء المسلمون. فتظاهر ت الكافرتان على الملة فقتلوها فلم يز ل الاسلام طامساً حتّى بعث اللّٰه محمّد ﷺ فا نزل اللّٰه عليه فآ منت طا ئفة من بنى اسرائيل يعنى الطائفة التى آمنت فى زمن عيسى و كفرت طائفة يعنى التى كفرت فى زمن عيسى فايّدنا الّذين آمنوا فى زمن عيسى باظهار محمّد دينهم على دين الكا فر ين -

قال ابن كثير بعد ان سا قه بهذا اللفظ عند ابن ابى حا تم قال حدثنا ا حمد بن سنان حدثنا ابو معا وية عن الاعمش عن المنهال ابن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عباس فذكره و هذا اسناد صحيح الى ابن عباس و صدق ابن كثير فهؤلا ء كلّهم من رّجال الصحيح و ا خر جه النّسائى من حديث ابى كر يب عن ابى معا و ية بنحوه و قد رو يت قصة عليه السلا م من طرق بالفا ظ مختلفة و سا قها عبد بن حميد و ابن جر ير و ابن المنذر على صفة قر يبة مما فى ا لا نجيل

ترجمہ: روایت کیا سعید بن منصور ونسائی وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ اٹھاوے حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف، نکلے حضرت عیسیٰؑ اپنے یاروں کی طرف اور گھر میں بارہ مرد تھے حواریوں میں سے۔ پس نکلے ان پر ایک چشمہ سے جو گھر میں تھا اور سر سے ان کے پانی ٹپکتا تھا۔ پس فرمایا کہ تحقیق بعض تم میں سے وہ ہے کہ کفر کرے گا میرے ساتھ بارہ بار بعد اس کے کہ ایمان لایا مجھ پر۔ پھر فرمایا کہ کون ہے تم میں سے کہ ڈالی جائے اس پر شبیہہ میری۔ پھر قتل کیا جاوے وہ میری جگہ اور ہو میرے ساتھ میرے درجہ میں۔ پس کھڑا ہوا ایک جوان نوعمروں میں سے۔ پس فرمایا واسطے اسکے بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا ان پر اس بات کا۔ پھر کھڑا ہوا وہی جوان۔ پھر فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا ان پر اس بات کا۔ پھر کھڑا ہوا وہی جوان۔ پس کہا اس نے میں۔ پس فرمایا کہ تو وہی ہے۔ پس ڈالی گئی اس پر شبیہہ عیسیٰ کی اور اٹھائے گئے عیسیٰ روشن دان سے جو گھر میں تھا آسمان کی طرف۔ اور آئے تلاش کرنے والے یہود کی طرف سے۔ پس پکڑ لیا انہوں نے شبہ کو پس

قتل کیا اس کو پھر سولی پر چڑھایا اس کو۔ پس کفر کیا ساتھ ان کے بعض ان کے نے بارہ بار بعد اس کے کہ ایمان لایا ان پر۔ اور متفرق ہو گئے تین فرقے۔ پس کہا ایک فرقہ نے رہا اللہ ہم میں جب تک کہ چاہا اس نے پھر چڑھ گیا آسمان کی طرف، پس یہ یعقوبیہ ہیں۔ اور کہا ایک فرقہ نے تھا، ہم میں بیٹا اللہ کا جب تک کہ چاہا اس نے پھر اٹھالیا اس کو اللہ نے اپنی طرف اور یہ نسطوریہ ہیں۔ اور کہا ایک فرقہ نے تھا ہم میں بندہ اللہ کا اور رسول اس کا، یہ مسلمان تھے۔ پھر چڑھائی کی کافروں نے مسلمانوں پر، پس قتل کیا ان کو پس ہمیشہ رہا اسلام مٹا ہوا یہاں تک کہ بھیجا اللہ نے محمد ﷺ کو پس اتاری اللہ نے ان پر یہ آیت فآمنت طا ئفة من بنی اسرا ئیل یعنی پس ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے یعنی وہ گروہ جو ایمان لایا حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں اور کفر کیا ایک گروہ نے یعنی اس نے کہ کافر ہوا حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں۔ پس تائید کی ہم نے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کے اس طرح پر کہ محمد ﷺ نے ان کے دین کو کافروں کے دین پر غالب کیا۔ کہا ابن کثیر نے بعد اس کے کہ چلایا اس حدیث کو اس لفظ سے نزدیک ابن ابی حاتم کے کہا حدیث کی ہم کو احمد بن سنان نے حدیث کی ہم کو ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے منہال بن عمرو سے انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے پس ذکر کیا اس کو اور یہ سند صحیح ہے ابن عباسؓ تک اور سچ کہا ابن کثیر نے پس یہ کل رجال رجال صحیحین میں سے ہیں اور روایت کیا اس کو نسائی نے حدیث ابی کریب سے انہوں نے معاویہ سے مثل اس کے۔

وجہ سوم یہ کہ توفی کا معنی موت حقیقی لیا جاوے تو آیت میں تقدیم تاخیر ہو گی، جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے اور حضرت ابن عباس وضحاک وقتادہ وغیرھم سے منقول ہے۔ پس معنی یہ ہوئے کہ میں تجھ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پھر بعد ازاں مارنے والا ہوں۔ اس طرح توفی کے معنی موت بھی ہو گئے اور کچھ حرج نہیں معنی بھی موافق مذہب تمام امت کے ہو گئے۔

وجہ چہارم یہ کہ موت نوم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ دعا جو جاگنے پر پڑھی جاتی ہے الحمد لله الذی احیا نی بعد ما اما تنی و الیه النشور۔ توفی کے حقیقی معنی پورا لینا ہے اور موت اس کے مجازی معنی ہیں۔ چنانچہ آگے بیان ہو گا انشاء اللہ۔ اور آیات و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افا ن مت فهم

الخا لدو ن۔ کل نفس ذا ئقة المو ت۔ (الانبیاء:۳۴۔۳۵) عمو مات میں سے ہیں و ما من عام ا لاقد خص منه البعض ۔ اور عا م معارض خا ص کے نہیں ہو تا ۔ اصول فقہ د یکھو ۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ عیسی کے وا سطے خلد نہیں اور بعد نزو ل کے وفات پا ئیں گے اور مسلما ن ان پر نماز جنا زہ پڑھیں گے اور رسو ل اللہ ﷺ کی قبر کے پاس مدفو ن ہوں گے ۔ و ایضاً آ یت و ان من اهل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل مو ته اس عموم کی مخصص ہے اور آ یت مبشرا برسو ل یا تی من بعدی کے سا تھ مرزا ئیوں کا عجیب تمسک ہے من بعدی سے موت کہاں نکلتی ہے ہاں اگر من بعد مو تی ہوتا تو درست تھا۔ بلکہ معنی اس کا یہ ہے من بعدی اے بعد رفعی علی السماء اور لفظ بعد سے موت ...نہیں ہوئی مگر بقر ینہ بینہ قال تعالی

فا نا قد فتنا قو مك من بعد ك و ا ضلّهم السا مری (طه :۸۵)

وغیرہ ذ لک من الآ یا ت اور حضرت موسی اس وقت زندہ تھے اور حد یث لا نبی بعدی کسی طرح ان کے مدعا پر دا ل نہیں کیونکہ عیسی کی نبو ت قبل مو ت محمد ﷺ کے ہے اور جب آ خر زما نہ میں نزو ل فر ما ئیں گے تو شر یعت محمدی کے مطا بق عمل کر یں گے۔حتی کہ نماز بھی اما م مہدی کے پیچھے پڑھیں گے ۔ رسو ل اللہ ﷺ تشر یف لا ئے اور حضرت عیسیؑ کے نز و ل و رفع کی خبر دی ور نہ کون جا نتا ۔ پھر مرزا د جا ل کے پیرو کہتے ہیں اگر مسیح اب تک زندہ ہے تو احمد رسو ل اللہ اب تک تشر یف نہیں لا ئے ۔ اب جب ہم مرزا ئیوں کے دلائل کا جوا ب دے چکے تو مختصراً بعض دلا ئل حیا ت مسیح کے لکھتے ہیں ۔ زیا دہ تفصیل دیکھنی ہو تو رسا لہ الحق الصریح تا لیف مولا نا مولوی محمد بشیر صا حب سہسوا نی کا مطا لعہ کر یں

دلیل اول : آ یت سورہ نساء

و ان من اهل الکتا ب الا لیو منن به قبل مو ته و یو م القیامة یکو ن علیهم شهیدا۔

دلیل دوم: آ یت سورہ نساء کی

و ماقتلو ہ یقیناً بل رفعه الله الیه و کا ن الله عزیزا حکیما

دلیل سوم: آ یت سورہ آل عمران کی

و مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الما کر ین ۔ اذ قال اللہ یا عیسی انی متو فیك ورا فعك الی و مطهر ك من الذین كفروا و جا عل الذین اتبعو ك فو ق الذین كفروا الی یو م القیا مه ۔

تو فی کا حقیقی معنی پورا لینا، واخذ تام وقبض تمام ہے۔

قاموس میں ہے:

و او فی علیه اشرف و فلا ناً حقه ا عطا ه وا فیاً تو فاه ۔
و او فا ه فا ستو فاه و تو فا ه

اور صحاح میں ہے:

او فا ه حقه و وفاه بمعنی ای اعطا ه حقه وافیاً و استو فی حقه و تو فا ه ۔

مصباح المنیر میں ہے:

و تو فیته و استو فیته بمعنی۔

مجمع البحار میں ہے:

و استو فیت حقی ای ا خذ ته تا ما۔

صراح میں ہے:

ایفاء گذاردن حق کسے بتمام و یقال عنہ اوفاہ حقہ ووفاہ استیفاء توفی تمام گرفتن حق ۔

قسطلانی میں ہے:

التو فی ا خذ الشیء وا فیاً و المو ت نوع منه

ایسا ہی بیضاوی کبیر وغیرہ تفاسیر میں ہے ۔ اور موت اور نوم توفی کے مجازی معنی ہیں بغیر دلیل صاف کے بجرد لفظ سے نہیں سمجھا جاتا کذا فی الحق الصریح مبسو طاً۔

پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے ، میں تجھ کو پورا مع الجسد والروح لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں ۔ مرزائی اس آیت کو ہٹ دھرمی اور بے انصافی سے اپنی دلیل بغیر علم کے بناتے ہیں اس واسطے لغت کی نقل کی گئی ہے ۔

چوتھی دلیل سورہ مائدہ کی یہ آیت:

و کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلما تو فیتنی کنت انت الرقیب علیهم ۔

اور تو فی کے معنی ا خذ الشیء وا فیا عنی مع الرو ح و الجسد جیسا کہ اوپر گذرا

پانچویں دلیل سورہ آل عمران کی یہ آیت ہے:

و یکلم الناس فی المهد و کهلا و من الصا لحین

وجہ استدلال کی یہ کہ رفع ان کا قبل سن کہولت کے واقع ہوا ۳۳ سال کی عمر میں جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں فا نه رفع و له ثلا ث و ثلا ثو ن سنة فی الصحیح پس سن کہولت بعد نزول ہوگا جب آخر زمانہ میں نزول فرمائیں گے موافق آیات و احادیث کے یعنی جیسا کلام فی المہد ایک آیت و معجزہ ہے ایسا ہی کلام فی الکہولت معجزہ ٹھہرتا ہے کیونکہ اس زمان دراز تک جسم کا بغیر طعام و شراب رہنا اور اس میں کچھ تغیر نہ آنا خارق عادت ہے۔ ورنہ کلام فی الکہولت تو سب ہی کہول کیا کرتے ہیں حضرت مسیح کا اس میں کیا کمال ہوا جسکو اللہ تعالی عز وجل نے فہرست نعم جلیلہ میں ذکر فرمایا کذا فی الحق الصریح

چھٹی دلیل سورۃ زخرف کی یہ آیت:

و انه لعلم للساعة فلا تمتر ن بها و اتبعو ن هذا صرا ط مستقیم

شاہ ولی اللہ یوں ترجمہ لکھتے ہیں:

و ہر آئینہ عیسی نشانست قیامت را۔ الخ۔

اور شاہ عبد القادر فائدہ میں لکھتے ہیں:

حضرت عیسی کا آنا نشان ہے قیامت کا

ساتویں دلیل سورہ حشر کی یہ آیت:

و ما اتا کم الرسو ل فخذو ہ و ما نها کم عنه فا نتهوا

(یعنی جو دیوے تم کو رسول لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو)۔

اورحسب ارشاد اس آیت کے جب احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کیا تو بکثرت پایا

عن ابی ھر یرہ قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ و الذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینز ل فیکم ابن مر یم حکما عد لا فیکسر الصلیب و یقتل الخنز یر و یضع الجز یۃ و یفیض الما ل حتی لا یقبلہ ا حد حتی تکو ن السجد ۃ الوا حد ۃ خیر من الد نیا و ما فیھا ثم یقو ل ابو ھر یرہ فا قر ؤا ان شئتم ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن بہ قبل مو تہ .. ا لآ یہ متفق علیہ

اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں چنانچہ حجج الکرا مہ میں بعد بیان احادیث کثیرہ کے امام شوکانی سے نقل کیا کہا :

فھذہ تسعۃ و عشرو ن حد یثاً تنضم الیھا ا حا دیث ا خر ذکر فیھا النزو ل عیسی منھا ما ھو مذ کور فی ا حا دیث الد جا ل و منھا ما ھو مذ کور فی ا حا دیث المنتظر و تنضم الی ذلك ا یضاًا لآ ثار الواردۃ عن الصحا بۃ فلھا حکم الر فع اذ لا مجا ل للا جتھاد فی ذلك . الی ان قا ل .و جمیع ما سقنا ہ با لغ حد التواتر کما لا یخفی علی من لہ فضل اطلاع فتقرر بجمیع ما سقنا ہ فی ھذا ان ا لا حا دیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متوا ترۃ و ا لا حا دیث الواردۃ فی الد جا ل متوا ترۃ و الاحادیث الواردۃ فی نزو ل عیسی متوا ترۃ و فی ھذا المقدار کفا یۃ لمن لہ ھدا یہ ۔ انتھی

صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۰ میں امام شوکانی سے نقل کیا ہے:

و اما ا لا حا دیث الواردۃ فی الد جا ل فا لذی ذکرہ ھما مأۃ حد یث ..الخ ۔

اوراس طرح احادیث مہدی بہت کثرت سے لایا۔

ان سب آیات واحادیث متواترہ کے ساتھ یہ طائفہ مرزائیہ دجالیہ کفرو تکذیب کرتے ہیں اور تمسخر کے ساتھ کہتے ہیں اگر عیسی آسمان پر زندہ ہیں تو ان کے

لئے روٹی کون پکا تا ہے، کپڑے کون بنتا ہے، اور ٹٹی ان کی کہاں ہے۔ چنانچہ دجال کا دیانی پولس ثانی بچہ ہلا کو بکتا ہے لعنة الله عليه فلا حول و لا قوة الا با لله۔ یہ فقط اس اخنس کی نیچریت اور خوشہ چینی وکاسہ لیسی اور فضلہ خوری سید احمد نیچری کی ہے جس کا یہ عاق شاگرد اور چور ہے اس سے نیچریت چرا کر الہام کے سانچے میں ڈھال دی۔ اس نے کہا نبوت ختم نہیں ہوئی، اس نے کہا پھر میں نبی و رسول و مرسل یزدانی ہوں۔ اوس نے کہا حضرت عیسیٰؑ ، یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ اس نے بھی وہی الہام بنا لیا۔ اوس نے معجزوں کا انکار کیا اس نے بھی اس کی قدم بقدم تقلید کی اس نے رفع عیسیٰ کا انکار کر کے سولی پر چڑھا کر قتل کیا اس نے بھی ویسا ہی کیا اس نے معراج نبوی کا بجسد مبارک انکار کیا۔ اس نے بھی یہ سب باتیں اس کی تفسیر سے چرا کر ملہم و مجدد و نبی وغیرہ بن بیٹھا۔ اس نے نقطے ڈالے اس نے اس پر لکیر کھینچ دی۔ اس کی نیچریت پر محدث و نبی و رسول بن بیٹھا جیسا ایک چوہے کو سونٹھ کا ٹکڑا مل گیا، پساری بن بیٹھا۔ اس بے ایمان کی نبوت و رسالت و مجددیت و مہدویت کا سارا سرمایہ وغرا وہی نیچریت سید احمد خان کی ہے وبس۔ اگر وہ اپنی نیچریت مستعار اس خبیث سے واپس لے لے تو پھر یہ تو فقط ایک الو کا الو، بلکہ الو کا پٹھا رہ جاتا ہے۔ لیکن یہ عاق شاگرد اور ناشکرا نمک حرام اس محسن کو بھی صلواتیں سناتا ہے۔ فلعنت الله عليه و على اعوانه و انصاره۔ حافظ ابن قیم انہی کے مناسب حال ایک لطیفہ سناتے ہیں۔

فالحكم ما حكما به الا راى اهل
الاختلاف و ظن ذى الحسبان
آراهم احداث اهل الدين
قالوا قضة لاصل طهارة الايمان
آرا ئهم ريح المقاعد اين تلك
الريح من روح و من ريحان

پس آراء و نیچریت ان کی ریح المقاعد ہے اور قرآن و حدیث روح و ریحان۔ سعدی دوم کہتا ہے

تصدیق دین بود ہمہ آساں بمومناں

تکذیب میکنی و بعسری میسری
انکار قدرت از رہ الحاد میکنی
رہن تعجبی بہ تقاضاء نیچری
نیچر فسوں کفر بروح تو دردمید
نا ممکن است رفعت العباد عنصری
منکر ز رفع عیسی و معراج احمدی
بر رد دین ز کوری نیچر شدی جری

قولہ: یعنی عیسی نازل تو ہوگا مگر ان معنوں سے کہ دوسرے بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہوگا۔

اقول: ان بے دینوں کا کوئی اپنا مذہب نہیں سوائے دجالیت کے

کالذی استہوته الشیاطین فی الارض حیران له اصحاب یدعونه الی الهدی ائتنا۔ (الانعام:۷۱)

اب آریوں سے تناسخ کا مسئلہ سیکھ کر اپنے دجال کو مسیح موعود بنانے کے لئے تناسخ پر قائم ہوگئے ہیں چنانچہ قیامت کا انکار بھی اس پر دال ہے۔ جیسا عیسائیوں سے مسئلہ تثلیث کا سیکھا، اور یہودوں سے عیسی کی بے حرمتی اور گیروں ستارہ پرستوں سے یہ کہ ملائکہ ستاروں کی روحانیات ہیں۔ اور نیچریوں سے اکثر مسائل۔ ان کا اپنا کوئی مذہب نہیں گویا سب کفاروں کا کفر مل کر مرزائیوں کا کھچڑی مذہب بنا ہے لیکن زیادہ تر ڈول و شباہت یہودوں سے ہے اور بڑا حیرت انگیز تعجب وافسوس یہ کہ رسول کادیانی ان کا انجیل کو پہاڑی تعلیم اور یہودوں کی طالمود سے چرائی ہوئی تعلیم نکمی کہتا ہے جس سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی، اور عیسی کی اس بے جا حرکت سے شرمندہ ہیں۔ بتاتا ہے۔ اور یہ اس کے مرتد خود کہتے ہیں کہ یہ وہ انجیل نہیں جو عیسی پر نازل ہوئی پھر وہی انجیل سے اپنے مدعا کے واسطے نقل کیا بلکہ استدلال کرتے ہیں۔

نعوذ باللہ من الالحاد و الزندقه
و الکفران۔ و الخزی الهوان و الخذلان
فعلیهم لعنة اللہ و الملائکة و الانس و الجان

الی یوم الدین و قیامۃ الابدان

اور پھر وہ بھی مخالف ہے انجیل کے چنانچہ ان کے رد میں سعدی دوم فرماتا ہے

یحیٰ سے یہ بات کاہنوں نے پوچھی سچ ہم کو بتا

الیاس ہے یا مسیح تو یا وہ نبی، انکار کیا

بولا نہیں یسیعاہ والی ہوں ندا کا صاف ہو راہ

انجیل نے دیکھ کادیانی ڈھادی کیا تیری بنا

And this is the record of John, when the Jews sent priests and Levites from Jerusalem to ask him, who art thou?

And he confessed, and denied not; but confessed, I am not the Christ.

And they asked him, What then? Art thou Ellas? and he saith, I am not. Art thou that prophet? and he answered, No.

And they said unto him, who art thou, that we may give an answer to them who sent us. what syaest thou of thyself?

He said, I am the voice of one crying in the wilderness, Make straight the way of the Lord, as said the prophet Esaias. (John 1 : 19-23)

قولھم : بس منصف مزاج بلکہ تمام اہل اسلام کو اس زمانہ میں لازم ہے کہ وہ مرزا کے معاملہ میں خوب غور کریں

اقول : ہم نے اور تمام اہل اسلام نے بجز چند احمقوں اور نالائقوں کے خوب غور کیا تو اس کو کافر بے ایمان دجال کذاب مفتری غدار دھوکہ باز، سید احمد نیچری کا چور اور ابن عربی اتحادی و جودی کی تالیفات سے چورانے والا اور پھر مدعی الہام بننے والا عیسی و خاتم الانبیاء ﷺ کا مکذب، کفر کرنے والا اور فرشتوں، رسولوں اور آسمانی کتابوں کا، منکر قیامت، مدعی ابنیت خدا و تثلیث، و خدا کا بیٹا اور استعارہ کی آڑ میں خدا کا باپ بننے والا، اور احمد مبشر کا مدعی پایا۔ لعنہ اللہ و حزبہ الشیطانی ۔پس ہم تم کو بھی نصیحتاً کہتے ہیں کہ اس شیطان بصورت انسان کو چھوڑ دو اور اگر خدا تعالی کی رضا کی کچھ خواہش ہے تو مہاجرین و انصار کی اطاعت اختیار کرو قال تعالی :

والسابقون ا لاو لو ن من المها جر ین و ا لا نصار و الذین
اتبعو ھم با حسا ن ر ضی اللہ عنھم و ر ضوا عنہ۔ (التوبہ:۱۰۰)

اور اگر تمہارے دلوں پر کفر کی مہر لگ گئی ہے اور بل طبع اللہ علیھا بکفر ھم کا مصداق بن رہے ہو، تو پھر نہیں سمجھتے ہو۔ تم کو اس وقت ہوش آ ئے گی جب تم کو کہا جائے گا

لقد کنت فی غفلة من ھذا فکشفنا عنك غطا ء ك فبصر ك
الیو م حد ید (ق:۲۲)

اور جب دوزخ کے داروغوں کو کہو گے

لو کنّا نسمع او نعقل ما کنّا فی ا صحا ب السعیر ۔(الملک:۱۰)

اور جواب ملے گا

فا عترفوا بذ نبھم فسحقا لا صحا ب السعیر ۔ (الملك : ۱۱)

اسمع بھم و ابصر یو م یأتو ننا لکن الظا لمو ن الیو م فی
ضلا ل مبین (مریم:۳۸)

قولھم ۔ اسی قوۃ و اختیار سے ..الی.. بیس ہزار روپیہ تاوان کے

اقول: یہ اعور دجال کی گوزیں ہیں اور وہ پرلے درجہ کا جھوٹا اور مفتری ہے۔ اگر یہ بے ایمان سچا ہے تو جب مولوی محمد بشیر صاحب نے دہلی میں اس کا منہ کالا کر کے عیسی کا صعود ونزول بجسد عنصری کے ساتھ ثابت کیا اور اس کی سب ناجائز شرطیں بھی مانیں اور تمام عذرات توڑے، یا جب کہ مولوی ابوسعید (محمد حسین بٹالوی) صاحب نے اشاعۃ السنہ میں اس کی دھوکہ بازیوں کی قلعی کھولی اور عیسی کا صعود ونزول بجسد عنصری ثابت کیا اور مرزا سے اب تک کوئی جواب نہ بن آیا، کیوں بیس ہزار روپیہ نہ دیا۔

وہ دجال تو پیسے کے واسطے اپنا دین وایمان بیچ کر حرام کھا رہا ہے، ٹکا اوسکا دین وایمان ہے۔ براہین کے نام پر دس ہزار روپیہ دھوکا دے کر لوگوں سے لے لیا اور اب تک اوس تین سو دلائل والی کتاب کا نام تک نہیں۔ اس کی نبوت ورسالت کے دعوے اور لوگوں کو دھوکے دینے وغیرہ بدمعاشیاں پیسے کے واسطے ہیں پھر وہ ایسی عزیز چیز اوروں کو کب دینے لگا۔ یہ سب خاندان ہی پاک ومطہر ہے۔ ایک بھائی اس کا مہتروں (بھنگیو

ں) کا مرشد بنا دوسرا بھائی ذکر بریدہ ہیجڑوں (مخنثوں) کا پیر۔ تیسرے (غلام احمد قادیانی) کذاب نے چاہا کہ میں نیچریوں اور احمقوں کا پیغمبر بن جاؤں۔ آپ کا سب خاندان ہی نورعلی نور ہے اور یہ نور آلنقوی سے ان کو بوراثت ملا ہے فا فهم و تد برق

قولھم: تم کو عیسیٰ کا بھاٹ کہنا مناسب ہے۔ الخ

اقول: تمہارے بے ایمان پیغمبر نے تو اولوالعزم رسولوں کی ہتک و بے حرمتی کر کے لعنت کا تمغہ حاصل کیا ہے اور ہم نے عیسیٰ کی وہی تعریف کی ہے جو خداوند کریم اور رسول اکرم ﷺ نے اور مہاجرین وانصار نے اور آئمہ اسلام اور جملہ اہل اسلام نے کی ہے اور اس پر اجماع واتفاق امت مرحومہ کا ہے جس کا اجماع خطا سے معصوم ہے اور منکراس کا کافر اور مرتد ہے اور سیوم حجۃ اسلام کی ہے۔ اگر ہم عیسیٰ تک کے بھاٹ ہیں تو یہ الزام تمام امت پر بلکہ خدا و رسول پر ہے۔ بقول تمہارے یہ سب بہاٹ بنے۔ نعوذ باللہ ایسے بے باکانہ اور پرازکفر کلمات سوائے کسی کافر مرتد اور خدا و رسول کے دشمن کے اور کسی کے منہ سے نہیں نکلتے

کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذباً

اور یہ استہزا ہے نبی برحق عیسیٰ کے ساتھ جس سے تم بنص قرآن کافر ہو گئے ہو۔ قال اللہ؛

ا باللہ و آیاته و رسوله کنتم تستهزؤن ۔لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ الآیه (التوبة:٦٥۔٦٦)

قولھم: بقول مرزا صاحب:

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند

مگر مدفون یثرب را ندادند این فضیلت را

اقول: لعنت اللہ علی الدجال الکادیانی۔ یہ شعر اس خبیث کا کیسا خباثت سے پر ہے۔ ایسی خبیث کلام اسی خبیث کو زیبا ہے (الخبیثات للخبیثین)۔ یہ انوکھی بدمعاشی ہے کہ درازی عمر کو موجب فضیلت بنایا۔ اس خیال خبیث کی خرابیاں بھی سنیئے۔ دیکھو حضرت نوح کی عمر بعد نبوت جو طوفان سے پہلے ساڑھے نو سو برس بنص قرآن ثابت ہے لقد لبثت فیکم الف سنة الا خمسین عاماً اور قبل

نبوت اور طوفان سے پیچھے ملا کر ہزار سے بڑھ جاتی ہے۔ پھر بقول اس خبیث کے حضرت نوح بھی رسول اللہ ﷺ سے افضل ہوئے۔ ان کے علاوہ جن لوگوں کی عمر ۶۳ سال سے بڑھ جاوے، وہ رسول اکرم ﷺ سے افضل ہوئے۔ بالآخر ابلیس لعین جس کی عمر تمام بنی آدم سے بنص قرآن لمبی ہے سب سے افضل ہو، انعوذ باللہ۔ اور دیکھو یہ بے ایمان کہتا ہے کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ میری عمر اسی (۸۰) کی ہوگی۔ اب رسول اللہ ﷺ کی عمر ۶۳ برس اور اس پلید کی اسی (۸۰) برس تو بقول خود یہ ملعون الکل رسول اکرم ﷺ سے بہتر بنا علیه لعنة الله و الملا ئكة و الناس اجمعين

ثم اقول:

ا خسأ عدو الله و لن تعد قدر ك ۔ جس کام کے واسطے رسول اللہ ﷺ آئے تھے وہ بخوبی کام کامل ہو گیا اليو م اكملت لكم د ينكم لہذا اتمام و اکمال دین برغم انف مرزا دجال بکمل وجہ ہو چکا اس واسطے وہ رفیق اعلیٰ کو تشریف لے گئے اور عیسیٰ کا کچھ کام ابھی باقی ہے اور وہ قتل دجال اعور کا جس کا تمہارا کذاب مثیل ہے اور کسر صلیب وقتل خنزیر وغیرہ وغیرہ جو صحیح حدیثوں میں آئی ہیں اس واسطے اب تک زندہ ہیں جب ان کا کام بھی ختم ہو جائے گا وہ بھی وفات پا کر .. متصل قبر شریف رسول اللہ ﷺ کے دفن ہوں گے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ پھر بڑا افسوس ہے کہ اس بے ایمان کی دجالیت ہر ہر فقرہ سے کالشّمس فی النہار ظاہر ہو رہی ہے:

قد بدت البغضاء من افوا ههم و ما تخفي صدور هم اكبر

پھر بھی مرزائی اندھے ایسے لایعقل ہیں کہ نہیں سمجھتے

و الله ما يدرى الفتى مصابه
القلب تحت الختم و الخذلان
و سوف تر ى اذا انكشف الغبار
أ فرس تحت رجلك ام حمار

قولھم: ہاں ہم لوگ مثیل عیسیٰ کے مرید ہیں

اقول: بیشک آپ مسیح الدجال کے مرتد ہیں، جو کہ دشمن ہے عیسیٰ کا اور ان کو گالی دیتا ہے۔ چنانچہ مفصل گذرا۔ اور پہلے اشتہار میں مذکور ہوا۔ پس ہم بفضل خدا مسلمان متبع

سلف صالحین اور دشمن نئے و پرانے یہودوں دجالیوں مرزائیوں کے ہیں۔ الحمدللہ
قولھم : امت محمدی میں نام رکھوا کر ..الی ..زمین پر نازل ہوں گے۔
اقول : ہم تو خدا و رسول سے شرم کرتے ہیں تمہاری طرح تکذیب و تمسخر و استہزا شریعت کے ساتھ نہیں کرتے لیکن تم بڑے بے حیا، بے شرم اور شوخ دیدہ ہو، کہ دیدہ دانستہ عمداً قرآن و حدیث اور انبیاء پر بہتان و افتراء باندھتے ہو، باوجودیکہ نہ کوئی آیت قرآن کی، نہ حدیث نبوی، نہ مہاجرین و انصار یا دیگر اماماں دین متین کا کوئی قول عیسی کی موت پر دلالت کرتا ہے، نہ دلالت مطابقی نہ تضمنی نہ التزامی ۔ اور حیات مسیح قرآن و حدیث و اجماع سے بیشمار دلائل ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ پھر مرزائیوں کی بے حیائی . . .

اذا لم تستحی فا صنع ما شئت

مشہور ہے :

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

اب تمام انبیاء کرام اور تمام امت مرحومہ پر یہ الزام ان بدبختوں نے لگایا کہ سب وفات حضرت مسیح کے قائل ہیں. فلعنة الله علی الکا ذبین ۔ بکو اور بکے جاؤ زمانہ آزادی کا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں
قولھم : ایک طرح ہم کیا (الی)..ترغیب دیتا ہے یا ایھا الذین آ منوا کو نوا انصار الله۔
اقول : اس آیت میں خداوند کریم فرماتا ہے کہ تم انصار اللہ بنو، جیسا کہ حواریوں نے کہا تھا نحن انصار الله جیسے کہ ہم اہل سنت و الجماعۃ انصار اللہ ہیں ، اور اعداء اللہ مرزائیوں سے مقابلہ و جہاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

اللھم انصر د ینك و کتا بك و رسو لك و عبا د ك المو منین و اخذ ل من اعر ض عن دینك و کتا بك و رسو لك و عبا د ك المو منین یا ارحم الرا حمین

پھر اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ مرزا دجال، ابن مریم ہے اور ابن مریم فوت ہو گیا اور بجائے اس کے یہ مثیل بن کر آیا ہے کچھ تو شرمایا کرو خدا سے نہیں تو دنیا

سے سے ہی ظاہراً تو کفار بھی شرما جایا کرتے تھے۔
دیکھو ابو سفیان کا قصہ کفر کی حالت میں ہرقل کے سامنے مشہور اور اول بخاری میں مسطور ہے جھوٹ بولنے سے کیسا شرم کیا۔
آپ شائد اس واسطے شرم نہیں کرتے کہ آپ مرتد ہیں اور ابوسفیان ابتدائی کافر تھا۔ اور مرتد بڑا بے ایمان ہوتا ہے اور آپ لوگ شرم وحیا و ایمان سب مرزا غلام احمد کی نذر کر چکے ہو۔ اب خالی ہاتھ ہو کر طوفانوں کا کمر باندھ کر یا دغا یا فریب کا وظیفہ کمانے لگ گئے۔ ہم نے سچ کہا تھا کہ تمہارے پیغمبر کا یہی ایک بڑا معجزہ ہے کہ اپنے مرتدوں کو ایک نظر سے دین و ایمان وشرم وحیا اور راستی وصداقت کی آلائشوں سے صاف و پاک کر کے اپنی مثل مثیل مسیح الدجال بنا دیتا ہے۔
قولھم: ان مبارک کلمات سے ...الی..مرزا صاحب سے ہرگز مراد نہیں۔
اقول: اگر مرزا مراد نہ ہوتا، تو تم ہمارے دلائل وشواہد کا جو اشتہار میں ہم نے لکھے تھے جواب حرفاً حرفاً دیتے جب تک ہمارے دلائل قائم ہیں تب تک آپ مجرد دعوی بے دلیل کے ہمارے الزام سے نہیں چھوٹ سکتے، بلکہ تم نے تو ہمارے دلائل و مدعی کو اور پختہ ومضبوط کر دیا۔ ساتھ ہی لکھتے ہو کہ منطقی صاحب کو شائد معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں مومنوں پر بھی صلوۃ ہے ھو الذی یصلی علیکم و ملا ئکتہ اولئك علیھم صلوات من ربھم و رحمہ ۔یعنی صلوۃ تو ہم نے مرزا ہی پر بولی ہے لیکن کوئی ممانعت نہیں ۔اس واسطے کہ صلوۃ مومنوں پر بھی آئی ہے ۔ان دونوں آیتوں میں یہ قول آپ کا ہمارا اور نیا گواہ نہیں بن سکتا کہ مراد آپ کی مرزا ہے نہ محمد ﷺ لیکن یہ لکھتے ہوئے بمقتضائے: دروغ گورا حافظہ نباشد، یہ یاد نہ رہا کہ وہاں تو رسول کا لفظ بھی موجود ہے۔ تو پھر صلوۃ عامہ مراد نہ ہوگی بلکہ صلوۃ خاصہ جو انبیاء اور رسولوں کے ساتھ خاص ہے، مراد ہوگی۔ جیسا کہ حافظ ابن قیم نے جلاء الافھام میں لکھا ہے

و اما صلوۃ اللہ سبحانہ علی عبادہ فنوعان عامۃ و خاصۃ اما العامۃ فھی صلوتہ علی عبادہ المومنین قال اللہ تعالی ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ .. الی قولہ .. النوع الثانی صلوتہ الخاصۃ علی انبیاءہ و رسلہ خصوصاً علی

خا تمهم و خير هم محمد ﷺ انتهی ۔

یہ بھی ایک قسم کی دجالیت ان کی ہے کہ عام لفظ کے ساتھ استدلال کرنا اور مراد خاص لینا۔ آگے جا کر پھر صاف نبوت کا اقرار کیا گو ودھیا (بہتر، عمدہ) نہ ہو، گھٹیا ہی سہی ۔ کہتے ہیں:

مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ وہ حامل شریعت رسول ہیں ۔ انتہی ۔

ناظرین انصاف کریں یہ نبوت ورسالت کا صریح دعوی ہے یا نہ۔ پھر توضیح سے دجال کا قول نقل کیا

انما النبوة التی تا مة کا ملة جا معة لکما لا ت الو حی فقد آمنا بانقطا عه الخ ۔

دیکھو مطلق نبوت کو ختم شدہ نہیں مانتا اور صاف مدعی نبوت ہے گو ناقصہ ہی ہو ۔ پھر مرزا دجال سے فرق نبی ومحدث کا نقل کیا ہے جو اسی کا تراشا ہوا خانہ زاد فرق ہے کہ نبی نبی بالفعل ہوتا ہے، اور محدث نبی بالقوۃ یعنی رفتہ رفتہ نبی بالفعل بن جاتا ہے ۔ یہ فرق اب تک کسی نے نہیں کیا، اور نہ کسی نے تحدیث کو نبوت کہا ہے ۔ یہ اس دجال کی چالاکی ہے۔ تاکہ میں کسی وقت نبی بالفعل بن جاؤں ۔ پھر آگے جا کر لکھتا ہے کہ،

ان کو رسول اور مرسل کہنے میں کچھ حرج نہیں ۔

خیال کرو یہ اقرار رسالت کا نہیں تو اور کیا ہے ۔ پھر آگے جا کر صفحہ ۱۰ میں اپنے اور اپنے رسول پر لعنت کر کے اور لعنة الله علی الکا ذبین کر کے لکھتے ہیں،

امت محمد میں جو محدث ہوں گے وہ امتی بھی ہوں گے اور رسول بھی نہ رسول حامل شریعت یا صاحب نبوت تامہ ، وہاں یہ الفاظ ہیں یعنی ازالہ میں، میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی ۔

دیکھو اس دجال کی چالاکی یہ صاف دعوی نبوت نہیں تو اور کیا ہے

آگے جا کر صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں:

مرزا صاحب کسی حالت میں اگر اپنے آپ کو محمد کہہ بھی دیں تو کونسی غضب کی بات ہے۔

دیکھو یہ دعوی رسالت ونبوت کا صریح ہے یا نہ۔ یہ دجال کسی جگہ دھوکا دینے کو نبوۃ ناقصہ کا دعوی کرتا ہے اور کسی جگہ اولوالعزم نبیوں سے بھی بڑھ جاتا ہے چنانچہ بکتا ہے:

عیسی کجاست تا بنہد پا بہ ممبرم

ان سب قرائن وشواہد ودلائل سے مع ان شواہد کے جو اشتہار میں لکھے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ صلوۃ میں رسول سے مراد ان کی مرزا کادیانی ہے۔ اور وہ مدعی نبوت ورسالت کا ہے۔

پھر جو ہم نے صریح عبارات دافع الوساوس کے صفحہ ۴۸۳ سے

(مرزا کہتا ہے: حکم است نہ آسمان بزمیں میرسانش۔ اور توضیح کے صفحہ ۱۸ میں اپنی وحی کو انبیاء کی وحی کی طرح دخل شیطان سے مبرا لکھتے ہوئے لکھتا ہے۔۲۔ مرزا لکھتا ہے... و بخدا سخت کافرم).

اور ترجمہ اس کا صفحہ ۴۹۴ سے نقل کیا ہے اس کا کوئی جواب بہ لا ونعم کیوں کچھ نہ دیا۔ غرض کہ صاف وصریح دعوی نبوت ورسالت کا کرتا ہے لیکن دجالیت کے سبب بعضے جا انکار بھی کر جاتا ہے جیسا کہ جھوٹوں کا شیوہ ہے کہتا ہے

من نیستم رسول نہ آوردہ ام کتاب

اسی واسطے احمق فریب میں آجاتے ہیں۔ سعدی ہندی اس کے قصیدہ کے رد میں فرماتا ہے

منکر شدہ ز ختم نبوت...
تا گستر و برائے تو فرش پیمبری
حکم آیدت از چرخ رسانیش بر زمین
وحیت کند بوحی رسولاں برابری
اکنوں بگو رسالت حق چیست غیر ازیں
ایں است کفر تو بخدا سخت کافری
من نیستم رسول چرا بر زبان تست
با ادعا خویش مکن جنگ زرگری

خودگفتہ کہ احمدم و کردہ بہر من
عیسی مبشراً برسول مبشری

الی آخر فما احسنہ

ہر جا یہ بدمعاش محدثیت کے ساتھ تمسک کر کے اس پر پاؤں رکھ کر نبوت کے زینہ پر چڑھتا ہے اسی واسطے کچھ محدثیت کا معنی ومطلب حافظ ابن قیم کی کلام سے لکھتا ہوں۔

قا ل رحمہ اللہ فی مدار ج السا لکین فصل المر تبۃ الرا بعۃ مرتبۃ التحدیث و ھذہ دو ن مر تبۃ الو حی الخا ص و قد یکون دو ن مر تبۃ الصدیقین کما کا نت لعمر بن الخطا ب کما قا ل النبی ﷺ انہ کا ن فی ا لا مم قبلکم محدثو ن فا ن یکن فی ھذاہ ا لا مۃ ا حد فعمر بن الخطا ب و سمعت شیخ الاسلا م ابن تیمیہ یقو ل جز م با نھم کا ئنو ن فی ا لا مم قبل؟؟. و علق و جو دھم فی ھذہ ا لا مۃ با ن الشر طیۃ مع انھا ا فضل ا لا مم لا حتیا ج ا لا مم ... کما ل نبوۃ نبیھا و رسا لتہ فلم یخر ج اللہ ا لا مۃ بعدہ الی محد ث و لا ملھم و لا صا حب کشف و لا الی منا م فھذہ التعلیق لکما ل ا لا مۃ .... و المحد ث ھو الذی... و قلبہ با لشیء فیکو ن کما یحدث بہ قا ل شیخنا و الصدیق اکمل من المحد ث لا نہ ... بکما ل . قا ل و کا ن ھذا المحد ث یعرض ما یحد ث بہ علی ما جا ء بہ رسول اللہ فان وا فقہ قبلہ و الا ردہ فعلم ان ... التحد ث ۔

دیکھو کیسا اس دجال کا منہ کالا کیا،اور صاف فرمادیا کہ محدث صدیق کے درجہ سے کم تر ہے۔اور اس امت کو کسی محدث وملہم وصاحب کشف ومنامات کی کچھ حاجت نہیں۔اسی واسطے رسول اللہ ﷺ کی کلام معجز نشان فصاحت بنیان میں ان شرطیہ واقع ہوا ہے،بخلاف اگلی امتوں کے اور عمر فاروق کہ راس المحدثین تھے۔اپنی محدثات

کوقرآن وحدیث پر عرض کرتے۔ اگر موافق ہوتے تو قبول کرتے، ورنہ رد کر دیتے ۔برخلاف اس جھوٹے محدث کے جس کو ابلیس کی طرف سے تحدیث ہوتی ہے۔ اور عمر فاروق نے کبھی نہیں کہا کہ میں نبی ہوں بلکہ کہتے ہیں احاد مومنین عامہ میں سے ہوں ،اور یہ کذاب دجال جھوٹا ابلیسی محدث وشیطانی ملہم کہتا ہے کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی ایک بے ایمانی دجل یہ بنایا کہ میں رسول صاحب شریعت نہیں ہوں یعنی میرے اوپر کوئی کتاب جامع احکام نہیں اتری جیسے محمد ﷺ وموسی پر، یہ فقط اس کی دھوکہ بازی اور مکر ثعلبی ہے کیونکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش نبی آئے ہیں ان میں صاحب شریعت بہت کم ہوئے ہیں چنانچہ انبیاء بنی اسرائیل بعد موسی کے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کذاب بے ایمان نبی بننا چاہتا ہے بلکہ صریح مدعی نبوت و رسالت کا ہے اور کبھی کبھی مدعی کتاب کا بھی بن بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ:

براہین احمدیہ میں مجھ کو خدا تعالی نے مامور کیا ہے اور میں نے براہین خدا کے الہام سے لکھی ہے اور بے ایمان برابر اپنی کتابوں سے تحدی بھی کری جاتا ہے مثل قرآن شریف کے۔

قولھم: علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل

اقول: اس کا جواب بدو وجہ ہے اول یہ کہ اس حدیث میں علماء اس امت کو ساتھ انبیاء بنی اسرائیل کے تشبیہ دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان مغائرت ہوتی ہے یعنی وہ انبیاء تھے اور علماء اس امت کے انبیاء نہیں

ص ۲۶۔ کیونکہ نبوت مطلقاً ختم ہوچکی ہے کوئی نبی آنے والا نہیں۔ ان کی جگہ دین کی خدمت علماء کریں گے۔ اور قائم مقام انبیائے بنی اسرائیل کے ہوں گے۔ یہ علماء امت کے حق میں ہوگی نہ دجال کذاب کے حق میں۔ اگر ثابت وصحیح ہو تو وہیہات ہیہات کے ثابت ہو۔

وجہ دوم: یہ کہ حدیث بے اصل ہے۔ ملا علی قاری ہروی نے موضوعات میں لکھا ہے حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل لا اصل لہ کما قالہ الدمیری والزرکشی والقسطلانی ۔انتھی۔

اور امام شوکانی نے اپنی موضوعات میں کہا، حدیث:

علماء امتی کا نبیاء بنی اسرا ئیل قا ل ابن حجر و الزر کشی لا ا صل له ۔ انتهی ۔

ان بے حیاؤں کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مطلب کے واسطے موضوع و بے اصل حدیث کو صحیح کر کے دلیل بنا لیتے ہیں اگر چہ اس حدیث میں ان کے دعوی پر کوئی دلالت نہ ہو ۔ نہ مطابقی نہ تضمنی نہ التزامی ۔ اور اس میں دو بے ایمانیاں ہیں۔ ایک یہ کہ حدیث موضوع کو صحیح کہہ کر دھوکہ دیا۔ دوم یہ کہ اس حدیث میں کسی قسم کی دلالت نہیں ہوتی محض دھوکہ اور فریب دینے کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے، تاکہ جاہل جان لیں کہ اپنے دعوی کے ثبوت میں حدیث دلیل لائے ہیں ۔اور اگر اپنا مطلب برآمد نہ ہوتا ہوتو احادیث صحیحہ صریحہ قطعیۃ الدلالت کو اور قرآن مجید کو صاف جواب دے بیٹھتے ہیں۔ فلعنة الله علی من حر ف و بد ل و کذ ب با لصدق ا ذ جا ء ہ الیس فی جهنم مثوی للکا فرین

قولھم : مرزا کے ٹائٹل پیج پر مرزا کا اپنا کلام نہیں ہے۔

اقول : آرے ۔ ولیکن مرزا غلام احمد نے دیکھا اور پسند کیا۔ اور کاپی دیکھی پروف دیکھا۔ اس کے اپنے مطبع میں چھپا۔ پھر تمام کتاب میں آخر تک نہ لکھا کہ یہ کلمہ غلطی سے لکھا گیا ہے، اور پھر جب لوگوں نے اس کا اخذ کیا تو بھی اپنے ہٹ پر قائم رہا اور اس لفظ کو لکھ کر خدا اور اس کے بندوں سے نہ شرمایا، بلکہ اپنی کتاب میں جا بجا دعوی نبوت و رسالت کا کیا اسی واسطے اس کا اپنا کلام سمجھا جاتا ہے اور مکتوبات مجدد الف ثانی ان کی وفات کے بعد چھپے ہیں اور ملہم ربانی کوئی کلمہ بے جا خلاف شریعت نہیں جیسے مرسل یزدانی اور مامور رحمانی فا فتر قا من کل و جه اور ثابت ہوا کہ مرزا اس پر راضی ہے اور خوش و الر ضا بالکفر کفر

قولھم : ذوق فرماتے ہیں :

کہانیاں ہیں حکایات ہیں خضر و آب بقا
بقا کا نام کہاں اس جہان فانی میں

اقول : مرزائیوں کا اس شعر کو عیسی کی حیات کے انکار میں پڑھنا مشابہ ہے قول کفار مکہ کے جو قرآن کو کہتے تھے

اسا طیر الا ولین اکتتبها فھی تملی علیه بکرة و ا صیلاً
(الفرقان :۵)

اتوا صوا به بل هم قوم طا غو ن (الزار یا ت :۵۳)۔

کذ لك قا ل الذین من قبلهم تشا بهت قلو بهم (البقرة: ۱۱۸)

قولھم: مرزا صاحب انہی معنوں سے رسول ہیں..الخ

اقول:تفسیر جا مع البیان میں ہے:

اذ جا ء ها المر سلو ن، رسل الله

اور: رسل عیسی با مر الله

الی قو له ..

انا الیکم مر سلو ن ، من ر بکم

اور من رسو ل ر بکم۔ انتھی ۔

پس اگر رسل اللہ مراد ہوں تو استد لا ل رأساً باطل ہوا یا ادعا رسا لت مرزا درست نکلا ۔ اور اگر رسل عیسی مراد ہوں تو بھی استد لا ل با طل ہے اس وا سطے کہ اس زمانہ میں فقط حضرت عیسی ہی رسول نہ تھے بلکہ اور بھی رسل اللہ تھے ۔ نبوۃ ختم نہیں ہوئی تھی جیسے حضرت یحی و غیرہ ۔ ایک زمانہ میں متعدد انبیاء ہوا کر تے تھے۔ بعض مفضل بعض مفضل علیہ جیسے کہ حضرت موسی وحضرت ہارون وحضرت شعیب اور حضرت ابراہیم وحضرت لوط ۔ پس حضرت عیسی نے دونبیوں کو با مر خدا اصحاب القریہ کی طرف بھیج دیا جیسا کہ تفسیر مذکور میں تحت اذ ار سلنا الیهم ا ثنین ، و ادعیا الرسا له لکھا ہے اور ایسے ہی اور بہت سے قرائن ان آیتوں میں ہیں جو سائل پر پوشیدہ نہیں ۔ رسل اللہ اور رسل عیسی دونوں میں کسی قسم کا تضاد وتناقض نہیں ہوسکتا ہے کہ رسل اللہ بھی ہوں اور رسل عیسی بھی ۔ دیکھو اگر حضرت موسی کسی شہر کی طرف حضرت ہارون کو بھیجتے یا حضرت ابراہیم ۔ حضرت لوط کو دعوۃ حق کے لئے کسی طرف روانہ فرماتے، تو ہارون ولوط رسل اللہ بھی ہوتے اور رسل موسی وابراہیم بھی ۔ ان کے رسول و نبی ہونے میں کیا نقصان آتا ہے ۔ اور اگر مان لیں کہ وہ رسل عیسی تھے اور رسل اللہ نہ تھے تو بھی تمہارے دعوی کی دلیل تو نہیں ہوسکتی کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود اور تم اس کو ظاہر خدا کا رسول

کہتے ہو جیسا کہ اوپر گذرا۔ اگر خدا کا رسول نہیں تو کس کا رسول ہوگا؟ شیطان کا یا اپنے بھائی لال بیگ یا دوسرے ذکر بریدہ بھائی یا مولوی نورالدین بھیروی یا کسی اور کا ذرا بیان فرماویں۔ پھر تو کچھ نہ بنا۔ ان مرزائیوں کے سب دلائل ایسے ہی واہی تباہی اور کبیت العنکبوت ہی ہوا کرتے ہیں

و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون

تا اللہ قد روح الصباح لمن لہ

عینان نحو الفجر ناظرتان

و احو العمایة فی عمائیة یقو۔

ل اللیل بعد یستوی الرجلان

قولھم: جناب ابن عباس نے و لا نبی کے بعد و لا محدث بھی فرمایا ہے۔

اقول: و لا محدث حضرت عبداللہ ابن مسعود کی قرأت ہے، نہ حضرت عبداللہ ابن عباس کی۔ اور وہ بھی قرأت منسوخہ۔ ذرا سوچ کر لکھا کرو۔ اور پھر ہم مطلق محدث کے منکر تو نہیں، ہاں محدث کے نبی ہونے کے منکر ہیں، اور وہ اب تک نہ تم نے نہ تمہارے کذاب نے دلیل سے ثابت کیا ہے۔ پس آیت سورہ حج کی پڑھنا کیسا بے موقع ہے، کیونکہ مرزا دجال اب تک مسلمان نہیں بنا، پھر محدث و ملہم و مخاطب کس طرح بن سکتا ہے ثبت العرش ثم انقش۔ پھر عجب یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نزول ملائکہ کے ساتھ کا فر و منکر، اور یہ چیلے چانٹے تتنزل علیھم الملا ئکة سے حجت پکڑیں اور وہ بھی بے موقعہ۔ سچ ہے من چہ می گوئم وطنبورہ من چہ مے سرائد۔ پھر وہ آیت تمام مومنین صادقین مستقیمین کے حق میں ہے:

تتنزل علیھم الملا ئکة قال ابن عباس عند الموت قال قتادہ و مقاتل اذا قاموا من قبورھم قال و کیع بن الجراح البشری تکون فی ثلاث مواطن عند الموت و فی القبر و عند البعث انتھی۔ معالم التنزیل

اور یہ امت غضبیہ کے پیرو مرزا قادیانی دجال کی نبوت پر دلیل لائے ہیں ۔مرزا غلام احمد قادیانی تو کافر ہے مومن بھی نہیں اس سے اس کو کیا نسبت۔ مثل مشہور

ہے میں تو تمہارا ناک کاٹنے کو تیار اور تو مجھ سے تھڑی مانگتی ہے۔ ایسا ہی آیت کتب فی قلوبھم الایمان (المجادلۃ :۲۲) مومن صادق کے حق میں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دل میں تو کفر لکھا ہوا ہے۔ یہ مرزائی آیت تو لکھ لیتے ہیں لیکن وجہ دلالت واستدلال ندارد ہے۔

قولھم: یہی نعمتیں ہیں جن سے اسلام کو زندہ مذہب کہا جاتا ہے..الخ

اقول: بے شک یہی نعمتیں ہیں جن سے تمام مہاجرین وانصار سے لے کر آج تک اور آئندہ بھی تمام سچے مسلمان زندہ دل چلے آئے اور چلے آئیں گے لیکن بڑا افسوس کہ تم کو مرزا قادیانی نیچری المذہب دجال نے اکثر اصول اسلام بلکہ کل ہی کا منکر بنا کے مردہ دل اور اسلام سے خارج کر دیا انا للہ و انا الیہ راجعون

قولھم: حضرت مولوی صاحبان..الخ

اقول: مولوی صاحبان تو ان نعمتوں سے ہرگز خالی نہیں رہتے جو اللہ کی مسجدوں میں علم منزل حاصل کرتے ہیں و الذین یجاھدون فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ مع المحسنین لیکن آپ تو مڈل تک پاس کر کے مسجدوں سے بالا بالا اور دور دور عیسائی سکولوں میں ان نعمتوں کو حاصل کر کے مرزا قادیانی کی کون ایسی اور گوز سونگھنے سے مشرف ہو گئے ہیں تازہ تازہ ونو بنو گوزیں حضرت دجال صاحب کی سونگھتے ہو... بھلا ہم کو یہ نعمتیں کب حاصل نعوذ باللہ منھا۔ اور اس دجال کذاب کو نبی صادق خیال کر بیٹھے ہیں اس کے دھوکوں نے تم کو ایسا اندھا اور کور باطن کر دیا ہے کہ باوجود ہزار ہا دلائل اور نشانوں کے درمیان صادق المصدق اور کاذب المکذوب کے فرق نہیں کر سکتے، باوجودیکہ ہزار ہا نشان و دلائل بینہ اس کے کذب پر شاہد عدل دیکھتے ہو پھر اسی کی متعفن گوزوں کو سونگھنے چلے جاتے ہو:

و من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا

(الاسراء:۷۲)

و من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ (النور:۴۰)

و من یھن اللہ..

قولہ۔ فضائل مہدی کو کتاب حجج الکرامۃ صفحہ ۳۸۶ نواب صدیق حسن خاں صا

حب مرحوم میں دیکھو

اقول: حجج الکرامہ حسب الارشاد دیکھا تو آپ کی خباثت اور خیانت پر اور یقین ہوا کہ مرشد آپ کذاب خائن ہے۔ مرزا قادیانی رافضی بے پیر ہے۔ کفر آج کل اس کی جاگیر ہے۔ اسی واسطے آپ نے بھی اس سے خباثت و بے ایمانی سیکھی ہے۔ بعینہ یہ عبارت تو نہ تھی لیکن کچھ تھا اس میں ہے

قال کاد یفضل علی بعض الانبیاء

اور تم نے یوں لکھا:

فقال ما ابو بکر ھو افضل من بعض النبیین۔

اور دونوں لفظوں میں بڑا فرق ہے کیونکہ لفظ کاد اثبات میں نفی اور نفی میں اثبات کرتا ہے بخلاف اور افعال کے جیسا کہ بعض علماء نے چیستان کے طور پر کہا ہے

اتحوی ھذا العصر ما ھی لفظۃ
جرت فی لسان جرھم و ثمود
اذا استعملت فی صورۃ النفی اثبتت
و ان اثبتت قامت مقام حجود

پس کاد یفعل کا معنی یہ ہوا کہ افضل تو نہیں لیکن قریب افضل ہونے کے ہے، یعنی انبیاء سے افضل نہیں۔ اور ہوافضل کا یہ معنی کہ بیشک وہ افضل ہے، لیکن آپ نے یہ تحریف وتبدیل لفظ کی اس واسطے کی ہے تاکہ مرزا قادیانی، کافر کو بعض انبیاء سے افضل بتاویں جیسا کہ خود وہ دجال کہتا ہے:

عیسی کجاست تابنہد پا بمنبرم

یہ تو آپ نے دیکھ لیا لیکن متصل اس کے اسی سطر میں یہ نہ دیکھ سکا کہ فرمایا:

و الاوجہ عندی تاویل اللفظین علی ما اول علیہ بل اجر خمسین منکم .. الی قولہ.. الاحادیث الصحاح و الاجماع علی ان ابا بکر و عمر افضل الخلق بعد النبیین و المرسلین .. الی قولہ.. بعد اس طرح گوئم قول ابن سیرین اگرچہ سندش صحیح باشد در ماحن فیہ وقتے حجہ است کہ ماخذ ان مشکوۃ نبوت باشد والا فلا۔ انتہی

معلوم شد بافندگی نیم تن در گور باشد نیم تن در زندگی

شاید خیانت در نقل وتضعیف وکذب وافتراء تمہارے رسول کی شریعت میں تقوی ہوگا ،اسی بنا پر رسالچہ کی پیشانی پر ان اکر مکم عند الله اتقا کم لکھا اور یہی نعمتیں ہیں جو ملا صاحبان ساری عمر مسجد میں گذار کر ان سے خالی رہتے ہیں اور آپ اور آپ کے رسول پر باران رحمت کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ ایسی خباثتیں اس رسالہ میں باران کی طرح بے حساب ہیں ۔اور ہم اہل سنت والجماعت بے چارے سوائے امانت وانصاف اور راستی وصداقت کے اور کچھ نہیں جانتے۔ لہذا ان نعمتوں سے محروم رہنا ہمارے لئے لازمی ہوا۔ پھر اگر مہدی کو انبیاء سے افضل بفرض محال مان بھی لیں اور تسلیم کرلیں تو بھی آپ کا دعوی افضلیت مرزا غلام احمد قادیانی بعض انبیاء پر تب ثابت ہوسکتا ہے جب کہ مرزا قادیانی ، مہدی بن جاوے۔ اب تک تو آپ نے کسی دلیل شرعی یا عقلی سے اس کو مسلمان بنا کر کفر سے بھی نہیں نکالا ،مہدی تو بجائے خود رہا۔

واہ رے چالاکی بعکس نہند نام زنگی کافور

قولھم : چونکہ مرزا صاحب ..الی قولھم ..ان کو رسول اور مرسل کہنے میں کچھ حرج نہیں۔

اقول : یہ دیکھو دجال کے چیلوں کی اور بے ایمانی۔ اگر فی الواقع بات اسی طرح ہے،تو آگے دوسرے صفحہ پر لعنة الله علي الكا ذبين کہہ کر کیوں انکار کیا۔ کبھی اقرار اور کبھی انکار۔ اب لعنت کا مورد سچ بتاؤ تم ہو یا کوئی اور۔ صدق اللہ۔

بل كذّ بوا بالحق لمّا جاء هم فهم فی امر مريج (ق:٥)

تم اور تمہارا رسول کسی ایک بات پر ثابت نہیں رہتے بہتیری روباہ بازیاں کرتے ہو۔ تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے۔

قولھم : جیسا کہ آج کل مرزا صاحب سے ہو رہا ہے۔

اقول : نعو ذ با لله من الخذ لا ن خداوندکریم نے ایسا سلوک کسی ادنی مسلمان بلکہ کافر کے ساتھ بھی بہت کم کیا ہوگا جیسا کہ اس دجال کذاب کے ساتھ کیا۔ تمام جہان کا ملعون، ہرطرف سے لعنتوں کی بارشیں اور طرح طرح کی رسوائیوں ذلتوں اور پھٹکاروں کی باڑیں، حتی کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کے مقدمہ میں اپنے منہ سے بے ایمان، ملعون، روسیاہ، ہرسزا اٹھانے کو تیار ہوا ،اور کہا کہ مجھ کو ذلیل کیا جائے ،میرے گلے

میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے

رگ جان کاٹنے آیا تھا تیری
ستمبر کی چھٹی کا تار مرزا
غضب فتاد نہ جا ماند کادیانی را
نہاد سیخ بہ بستر چھٹی ستمبر کی
جو ہم نے کی تیری تکفیر تو خفا تھا لیک
اب اپنے منہ سے کافر چھٹی ستمبر کی

اور منکوحہ آسمانی جس کے حق میں یہ الہام ہوا:

زو جنا کھا لا مبدل لکلمات اللہ

اس سے اور شخص عیش اور لطف اڑا رہا ہے اور تمہارا بے غیرت رسول دیکھ رہا ہے۔

اور عنوائیل جس کے حق میں کانّ اللہ نزل من السماء احتلام ہوا، وہ بار بار تمہارے رسول کا منہ کالا کر کر نامرادلڑکپن میں مرگیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مخلوق کے سامنے بھی روسیاہ، مطرود، ومنحوس اور خالق کے نزدیک بھی مقبوح ملعون ہوا۔ لیکن افسوس کہ تم کو نہ عقل، نہ دین، نہ شرافت جبلی، جس سے سمجھو یا غیرت کرو۔ اگر تم کو کہا جاوے کہ یہ دریا ہے، تو ضد سے کہو گے نہیں سراب ہے۔ کما قیل:

لو قلت هذا البحر قال مكذبا
هذا السراب يكون بالقيعان
او قلت هذا الشمس قال مباحثاً
الشمس لم يطلع الى ذا لآن
او قلت قال الله قال رسوله
غضب الخبيث و جاء با الكتمان
او حرف القرآن عن موضوعه
تحريف كذاب على القرآن

قولھم: علماء کو سلاطین اسلام ..الی.. خدا کا فضل ہے کہ گورنمنٹ منصف مزاج ہے۔

اقول: گورنمنٹ کو کیوں منصف مزاج نہ کہو کہ تم اس کے سایہ میں عیسی کو گالی بکتے ہو، انبیاء کی غلطیاں نکالتے ہو۔ تمہارا رسول کبھی نبی، کبھی رسول، کبھی مرسل، کبھی ابن اللہ استعارہ کی آڑ میں کبھی خدا کے باپ کی جگہ نعوذ باللہ بن بیٹھتا ہے۔ کبھی کہتا ہے:

عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم

الی غیر ذلک من الکفریات۔

سلاطین اسلام کب ایسا حوصلہ کر سکتے ہیں اگر حکومت اسلام ہوتی تو اب تک فیصلہ ہو جاتا اور تم کو اور تمہارے رسول کو خطاب ذو قوا مسّ سقر کامل جاتا یا تائب ہو جاتا، گو نفاق ہی سے توبہ کرتا۔

قولھم: گذشتہ صدی کے اوپر...

اقول: کوئی لازم نہیں کہ مجدد وہ ہو جو دعوی مجددیت کا کرے۔ دیکھو حجج الکرامۃ صفحہ ۱۳۴۔ و معلوم نمی شود مجدد مگر بغلبہ ظن معاصرین وہی اہل علم و بقرائن احوال۔ تمہارے رسول کی طرح جو جاہل ہو کر بے ہودہ دعوی کرے وہ دجال ہوتا ہے نہ مجدد

قولھم: سوائے اس مرد میدان کے.. الی .. الحق یعلو و لا یعلی

اقول: مرزا غلام احمد قادیانی بے شک مرد میدان ہے مثل اپنے استاد و شیخ کی، جیسا وہ مرد میدان، میدان میں بڑے دربار میں روبرو احکم الحاکمین کے کھڑا ہو کر بڑی دلیری سے سینہ سپر لعنت کر کے کہنے لگا فبعزتك لا غوینھم اجمعین۔ قادیانی مرزا جی بڑی استقامت سے معلم الملکوت کا خلیفہ بنا ہے۔ بے شک وہ دجالیت میں یکتا ہے۔ ہم جادہ انصاف سے منحرف نہیں ہوتے، دیکھو اس کی اور اس کے شیخ کی بہادری کا کیسا اقرار کرتے ہیں، اور ہزار ہزار نفیریں دیتے ہیں کہ ایسا بہادر ہے کہ خدا تعالی سے بھی نہیں ڈرتا۔ ہاں البتہ آریوں سے ڈرتا ہے اور پاد نکلتی ہیں انصاف کرنا چاہیے دیکھو اس کا عریضہ گورنمنٹ کی خدمت میں جو اپنی حفاظت کے لئے بھیجا تھا اور کس قدر جھوٹی خوش آمد منافقانہ کر کے اپنی حفاظت کے واسطے پولیس مانگی اور خدا کو بھول گیا۔ بلکہ اس الہام کی بھی پرواہ نہ کی جس میں اس کی عمر اسّی (۸۰) برس دی گئی ہے۔ اس بات کا ہم اقرار کرتے ہیں کہ وہ بہادر خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ تم اس سے انکار مت کرو کہ آریوں سے بہت ڈرتا اور پاد نکلتی ہے اور پاجامہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ ایسا کہ خدا کو

چھوڑ کر اس کے وعدہ کا کہ اسّی (۸۰) برس عمر دی ہے، کا ہی کچھ اعتبار و بھروسہ نہ کر کے گورنمنٹ کے آگے ایڑیاں رگڑتا ہے۔ واہ واہ پڑھنا آپ کا الحق یعلو و لا یعلی ہم پھر کہتے ہیں کلمة حق ارید بها الباطل

قولھم: اس امت میں ایک گروہ گذرا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اناالحق کہلا یا سبحانی ما اعظم شانی انا محمد تو درکنار

اقول: پھر عیسائی جو ابن اللہ یا اللہ مسیح کو کہتے ہیں کیوں کافر ہیں، یا فرعون نے جو انا ربکم الاعلی کہا کیوں کافر ہوا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے فتوی میں منصور کے بارے میں کہا:

قتل ظالما غير مظلوم و قتل على الزندقه التى اقر بها بلسانه و قالها صاحيا غير سكران لا سكر حال و لا سكر خمر و من قال انه قتل مظلوماً فانه لا يعرف حاله و ان الذى قاله كفر باطناً و ظاهرا يجب قتله باتفاق اهل الاسلام . و فقرائهم فان اصر على خلاف ذلك عوقب عقوبة ترد .. و لا ينتصر الحلاج منافق عدو الله و رسوله و الله اعلم و اخبار الحلاج مذكورة فى كتب المصنفين كابى بكر الخطيب و ابى الفرج ابن الجوزى و سبطه . و قد ذكر ابو عبد الرحمن اسلمى ان جمهور المشائخ اخرجوه عن الطريق و كان ساحراً و له مصنف فى السحر . انتهى

..تقصار میں لکھا ہے:

شیخ الاسلام ابواسماعیل انصاری ہروی گفتہ بر بایزید در ..اند یکے کہ آتت؟ کہ برآسمان شدم خیمہ زدم بر عرش و بعض اہل علم قائل صحت آنند از ایشاں در حالت سکر نہ در حالت صحو امام ذہبی نوشتہ و من الناس من يصحح هذا عنه و يقول قال هذا فى حال سكره ۔ شعرانی در طبقات کبری نوشتہ سئل ابو على الجوزجانى عن الالفاظ التى تحكى عن ابى يزيد فقال رحمه الله ابو يزيد نسلم له حاله و لعله تكلم

علی حال غلبة او حال سکر
ومویداین ست آنچہ صاحب تذکرہ الاولیاء ازخودایشاں نقل نمودہ یکبار در خلوت بز بالش رفت کہ سبحانی ما اعظم شانی چوں باز بخود آمد مریدان گفتند شما چنیں لفظے گفتید شیخ گفت کہ خداعز وجل شمارا خصم باو اگر یک بار دیگر بشنوید ومرا پارہ پارہ نکنید پس ہر یکے را کاردی دادتا وقتے دیگر اگر ہماں لفظ بگوید اورا بکشند ومع ہذا حسین بن علی بسطامی؟ کہ از آئمہ حدیث است ویرااز بسطام اخراج نمودہ وتاحیوۃ محدث مذکور باز بہ بسطام نامد۔
وشعرانی درطبقات نوشتہ و نقل الثقات عن ابی یزید البسطامی انهم نفوه من بلده سبع مرات امام ذہبی درمیزان نوشتہ قال ابو عبد الرحمن السلمی انکر علیه اهل بسطام و نقلوا الی الحسین بن عیسی البسطامی بانه یقول له معراج کما ... فاخرجه من بسطام فحج و رجع الی جرعان و قد امات الحسین رجع الی بسطام .. انتہی۔

پس مرزا قادیانی کذاب کہ اپنے الفاظ کفریہ پر حالت صحو وہوش میں دعوی هل من مبارز یبارزنی کا کرتا ہے اس کے حال کا قیاس منصور کے حال پر ہے اور سزا بھی موافق سزا منصور کے ہوگی اور اس کے حال کو بایزید بسطامی کے حال پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ اور ابن عربی کے عقاید باتفاق ملت اسلامیہ کفر ہیں اگر بعضے علماء بسبب حسن ظن تاویل کرتے ہیں اور تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں پھر اس کے ساتھ استدلال کیسا ہوگا۔...

الغرض ہم کو ان کے کفر و ایمان سے کیا بحث۔ مقصود یہ ہے کہ ان کے کلام سے کسی طرح استدلال درست نہیں جو ان کے مخترعات سے دلیل پکڑے وہ بے شک ملحد وزندیق ہے

قولھم: ابومحمد بن حزم محدث یہ حضرت بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ایسا ہی امام مالک، محقق ابن تیمیہ، ابن قیم، امام بخاری وغیرہ محققین۔

اقول: سبحانك هذا بهتان عظيم و لعنة الله على الكاذبين امام ابن قیم

اپنی مشہور کتاب قصیدہ نونیہ میں لکھتے ہیں

و کذ لك رفع الروح عیسی المرتضی
حقا الیه جاء فی القرآن

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتوی حمویہ وعقیدہ واسطیہ ، والجواب الصحیح وغیرہ تصانیف میں تصریح کی ہے اسی طرح امام مالک اور تمام علماء اسلام متفق ہیں عیسی کی زندگی اور رفع ونزول پر لیکن آپ نے جو کذب وافتراء اور دجالیت کا سبق اسلام کے ملعون سے سیکھا ہے اس کے کیا کہنے ہیں ۔ بس یہی نعمتیں ہیں جن سے ہم محروم ہیں والحمدللہ علی ذلک کہ ہم ایسی بے ایمانیوں اور دھوکہ بازیوں سے محروم رہے ہیں

قولھم : جو مطابق حدیث لا مھدی الا عیسی مسیح بھی ہیں اور مہدی بھی دیکھو ابن ماجہ اور حاکم اور کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۰ لا مھدی الا عیسی

اقول : حوالہ بالکل غلط بلکہ صفحہ ۳۸۴ میں یہ حدیث مذکور ہے اس طرح پر ، اور آنکہ در بعضے احادیث آوردہ لا مھدی الا عیسی .. حدیث ضعیف است نزد حفاظ تاویلش واجب است ۔ پھر چند ایک تاویلیں کر کے شوکانی سے نقل کیا ہے :

و هذا التا و یل متحتمل لمخا لفة ظا هرة با حا دیث المتواتره

پھر حافظ ابن قیم سے وجہ ضعف نقل کر کے کہا ہے :

فر جع الحد یث الی روا یة محمد بن خالد و هو مجهو ل من
ابا ن و هو متروك من الحسن و هو منقطع ..

ایسے بے ایمان ہم نے نہیں دیکھے جیسے اس دجال کی امت میں دیکھے ۔ حدیث تو نقل کی لیکن تضعیف اس کی سے اعراض کر کے صریح خیانت کیا اور پھر اس کو صحیح کہہ دیا اور حوالہ اور صفحہ کا دے دیا ۔ دھوکہ دینے کو ہر جگہ ایسا ہی کرتے ہیں مرزائیوں کا بالکل

یو م یقو م النا س ر ب العا لمین

کے ساتھ ایمان نہیں ۔ ورنہ حدیث میں ایسی خیانت نہ کرتے ..

مرزائی جا بجا نواب صاحب کے حجج الکرا مة وغیرہ سے نقل کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو فہرست دجاجلہ میں شمار کیا ہے ..

قولہ: حضرت عیسی کوکہیں برانہیں کہا..الی قولہ...قرآن کا مسیح اور ہے اورانجیل کا مسیح یا یسوع اور ہے۔

اقول: یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے اور یہ اول دلیل ہے ان کے کذب وافتراء کی اور دجالیت وحیلہ گری وفریب پر۔ ہم پہلے بھی اشتہار میں لکھ چکے ہیں کہ اس مرزا کادیانی متنبّی کا یہی، معجزہ ہے کہ اپنے مرتدوں کوایک نظر توجہ سے ایمان وراستی و صداقت وشرم وحیا کی آلائشوں سے پاک وصاف کرکے وہی مثل کان کترابنادیتا ہے کہ ضروریات بدیہات کے صریح انکار سے بھی نہیں...تو تمام اہل ملل و مذہب متفق ہیں کہ یسوع اور مسیح ابن مریم اورعیسی صاحب انجیل ایک ہے۔اسی کو یہودی برا کہتے ہیں اور اسی کی ماں صدیقۃ الکبری المصطفاۃ علی نساء العالمین کو بہتان عظیم کی نسبت کرتی ہیں، اوراسی کونصاری ابن اللہ یا اللہ یا ثالث ثلاثہ کہہ کر پرستش کرتے ہیں،اور اسی کواہل اسلام اولوالعزم انبیاء میں سے رسول برحق خاتم انبیاء بنی اسرائیل اورکلمۃ اللہ وروح اللہ جانتے ہیں اوراس کے آسمان پراٹھایا جانے اورآخرزمانہ میں قرب قیامت نزول فرمانے ودجال کوقتل کرنے پرایمان رکھتے ہیں اور وہ ایک ہی ہے نہ متعدد خلا فاً للز نا دقہ المستحد ثہ المرزا ئیہ لعنہم اللہ

وایضاً عیسائیوں نےقبل بعثت محمدﷺ کےاورقبل نزول قرآن مجید کےعیسی کو ابن اللہ یا اللہ یا ثالث ثلاثہ کہا تھا جس کا فیصلہ قرآن شریف نے یوں کیا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وغیرہ آیات میں۔ پھر بعد میں عیسائیوں نے اپنے معبود کو ہرگزنہیں بدلا۔ وہی ہے جواس وقت تھا۔اگر بدلا ہے تو بیان فرماویں۔

ثانیاً ہم کہتے ہیں انتم اعلم ام اللہ کیاتم زیادہ جانتے ہو یااللہ۔

قال اللہ تعالی:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم، (فی موضعین)۔

و قال اللہ تعالی:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ۔

و قا ل الله تعا لی :

و قو لهم انا قتلنا المسیح عیسی بن مر یم رسو ل الله ۔

و قا ل الله تعا لی :

و اذ قا ل الله یا عیسی ابن مر یم أأنت قلت للناس اتخذو نی و امی الهین من دو ن الله ،

الی غیر ذ لک من الآ یا ت ۔

کیا یہ مسیح اور ہے اور عیسا ئیوں کا معبود صا حب انجیل اور ہے ۔ کچھ تو شر ما ؤ ۔ اللہ عز و جل منزّل قر آ ن کی غلطیا ں تو نکا لو ۔ تمہارا رسول کا ذ ب تو پیغمبروں کی غلطیا ں اور غلط فہمیا ں بیا ن کرتا ہے ۔ جب آ پ لا ئق فا ئق چیلے بنو گے تو رب العا لمین کی خطا ئیں پکڑ و ۔ وا ہ سبحا ن اللہ ۔ کیا یہ وہ یسوع نہیں جس کو عیسا ئی پو جتے ہیں اور تمہارے رسول صا حب اس کو گا لیا ں دیتے ہیں ۔ کیا یہ عیسی بن مریم نہیں ۔ کیا معا ذ اللہ خدا نے خلاف واقعہ بزعم تمہارے لکھا ہے

لقد کفر الذین قا لوا ان الله هو المسیح بن مر یم ..

کیا ایمان وحیا تو نہیں کیا عقل وتمیز بھی اڑ گئی ۔ دن اور رات میں بھی فرق نہیں کر سکتے ۔ اسی شیخی پر جواب لکھنے بیٹھ گئے صدق رسو ل الله ﷺ اذا لم تستحی فا صنع ما شئت ۔ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

ثالثاً ہم کہتے ہیں قر آ نی مسیح وہی ہے جس پر انجیل شریف اتری نہ کوئی اور قال اللہ تعا لی ؛

و قفینا علی آ ثار هم بعیسی ابن مر یم مصدقا لما بین ید یه من التوراة و آ تینا ه ا لانجیل فیه هدی و نور و مصدقاً لما بین ید یه من التو راة و هدی و مو عظة للمتقین۔ و لیحکم اهل ا لا نجیل بما انز ل الله فیه و من لم یحکم بمما انز ل الله فأولئك هم الفا سقو ن ۔ (الما ئدة: ٤٦۔٤٧)

و قا ل الله تعا لی :

و یعلمه الکتا ب و الحکمة و التوراة و الا نجیل۔ و رسو لاً الی

بنی اسرائیل.(آل عمران:۴۷۔۴۸)

.الی غیر ذلک من الآیات

کیا یہ انجیلی مسیح نہیں ،یا قرآنی مسیح اور کوئی ہے جس پر سوائے انجیل کے کوئی اور کتاب اتری ہے۔ہم نے تو سارا قرآن مجید پڑھا مگر اس قرآنی مسیح کا پتہ نہ ملا۔ مہربانی کرکے ذرا بتلادو یا کوئی اور قرآن تمہارے قادیانی رسول پر نیا اترا ہے۔

هذا جزاء المعرضين عن الهدی معترضين زخارف الهذیان

تمہارے جیسا عقل مند کہہ سکتا ہے کہ قرآنی مسیح اور ہے اور انجیلی مسیح یا یسوع اور تمام عقلاء بنی آدم اس کو خبط اور ہذل وہذیان جانتے ہیں۔

لواب تو آپ کے نزدیک چار مسیح بن گئے :

ایک وہ مسیح جس کو ہم اہل اسلام عیسی بن مریم علیہ السلام رسول برحق جانتے ہیں۔

دوئم وہ جس کو عیسائی پوجتے ہیں اور ابن اللہ کہتے ہیں۔

سوم وہ جس کو یہودی برا کہتے ہیں۔

چہارم وہ جس کو مرزا برا بھلا کہتا ہے۔اور اس کے مرتد اس کو فرضی قرار دیتے ہیں۔ بلکہ پانچ ہو گئے۔

پنجم،خود بذات خاص مرزا صاحب کہ مسیح موعود ہیں بزعمه الكاذب۔

لواب تو مسیحوں کے انبار چڑھ گئے۔اب جس کو چاہو گالی دو۔میدان کشادہ نکل آیا۔ نعوذ باللہ۔

رابعاً ہم کہتے ہیں کہ ہاں صاحب دال میں کچھ کالا کالا تو نظر آتا ہے۔خود آپ نے بذات خود اپنی تکذیب کی اور نمبر ۴ میں صاف اعتراف فرمایا کہ

ہم بھی مانتے ہیں کہ اس یسوع کے اصل وہی مسیح ابن مریم ہیں، انتہی

اقول : پھر صریحاً ہم بھی آپ اور آپ کے رسول صاحب کادیانی اپنے اعتراف سے کافر اور مرتد اور بے ایمان اپنے منہ سے ہیں کیونکہ جس یسوع کو تمہارے کذاب رسول نے گالی بکی وہ وہی مسیح ابن مریم ہیں

فاعترفوا بذنبهم فسحقاً لاصحاب السعير

کیوں صاحب: دروغ گوئم برروئے تو

کا مصداق کون بنا۔ ہم یا تم۔..

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیونکر ہو علاج

کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

خامساً ہم کہتے ہیں کہ اگر یسوع اور ہے اور عیسی بن مریم اور تو پھر آپ نصاری کو عیسائی کیوں کہتے ہو بلکہ تمام جہان ان کو عیسائی کہتا ہے حتی کہ وہ خود اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ جیسے یہودوں کو موسائی اور مسلمانوں کو محمدی۔ کیا یہ آپ کے کذاب ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا یہ آپ کا منہ کالا نہیں کرتی۔

سادساً ہم کہتے ہیں کہ آپ کے حضرت مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے:

آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی جن جن پیش گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توراۃ میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں ملتا۔

کیوں صاحب توراۃ میں کس یسوع مسیح کی پیش گوئیاں ہیں مسیح ابن مریم کی یا اور کی ..کیا یہ صاف یہودیت نہیں تو اور کیا ہے اور کیا یہ بات انجیل میں تم بتا سکتے ہو۔ کیوں یہ الزامی جواب ہے یا صریح کفر و بے ایمانی و یہودیت ہے توراۃ میں صریح لکھا ہے

جاء الله من طور سينا و اشرف..... من جبال۔

اس میں مسیح اور محمد رسول اللہ ﷺ دونوں کی بشارت اور پیش گوئی ہے لیکن تمہارا رسول مفتری قرآن وانجیل وتوراۃ تینوں کا مکذب ہے...

اور ایسا ہی ایلیا نبی نے کہا ہے

اری راكب الحمار و راكب الجمل۔

راکب الحمار حضرت عیسیؑ ہیں اور راکب الجمل محمد ﷺ ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی بے ایمان ملحد زندیق دہریہ پولس ثانی ہے۔ وہ تکذیب اور حیلہ گری میں بے نظیر ہے۔

سابعاً ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرزا قادیانی کہتے ہیں:

اور نہایت شرم کی بات ہے کہ اپنی پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودوں کی کتاب طالمود سے چورا کر لکھا ہے..الخ

ذرا غور کرو یہ انجیلی مسیح ہے۔ انجیل میں کہاں لکھا ہے کہ مسیح نے انجیل کو یہودیوں کی کتابوں سے چرا کر لکھا۔ یہ تو یہود کا قول ہے جو مکذب انجیل ہیں۔ یہ مسیح ابن امریم اور انجیل کی تکذیب نہیں تو بتائے کیا ہے۔ کیا یہ الزامی جواب ہے کیا یہ بات انجیل میں موجود ہے کیا عیسائی اس کے قائل ہیں کہ مرزا مکذب دجال ان کو الزام دیتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس کا دیانی یہود یکا خبث وکفر باطنی ہے جو عیسی کے ساتھ رکھتا ہے۔

ثامناً پھر لکھتا ہے:

لیکن جب سے چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔

اگر عیسی چور نہیں تو عیسائی کیوں شرمندہ ہیں۔

تاسعاً پھر کہتا ہے:

لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی۔

اگر یہ بے جا حرکت عیسی کی نہیں تو عیسائیوں کی کیوں سخت روسیاہی ہوئی۔

عاشراً کہتا ہے:

، پھر اس کا استاد یہودی جس سے توراۃ سبقاً سبقاً پڑھا تھا بتا کر اور ہجو تشنیع کر کے کہا کہ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا

عیسائیوں نے عیسی کے معجزے نہیں لکھے تو اور کس نے لکھے۔ اور پھر ان کو عیسائی کون کہتا ہے۔

حادی عشر: پھر صفحہ ۷ میں لکھتا ہے:

آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

پھر تم ان کو عیسائی کیوں کہتے ہو۔

ثانی عشر: پھر لکھتا ہے کہ:

پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلے مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائے کہ اس کو نبی قرار دیں۔

کیا عیسائی اور مسلمان کس کو نبی قرار دیتے ہیں اور پھر ان کو عیسائی بار بار کیوں کہتا ہے۔ اگر وہ یسوع مسیح ابن مریم نہیں تو دیکھو کذاب مفتری بے ایمان کس قدر سینہ کھول کھول کر اس نبی صادق بن صدیقہ العبد الصالح مقرب عنداللہ و رسول اللہ کو صریح صریح بے حجاب ہو کر گالی بکتا ہے پھر یہ مرزائی چیلے چانٹے اس کے عقل کے مارے نہیں سمجھتے سچ ہے:

ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ و لھم عذاب عظیم ۔(البقرۃ:۷)

کذلك یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب (غافر:۳۴)۔

کذلك یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار (غافر:۳۵)

ثالث عشر: پھر حضرت عیسی کے معجزات کی نسبت جو قرآن میں موجود ہیں یوں کہتا ہے:

ممکن ہے کہ اپنی معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شبکور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی ہی بیماری کا علاج کیا ہو۔ الی قولہ:

اگر آپ سے ایسا کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو، تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے پاس سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا

پھر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

کیا تالاب کا قصہ عیسوی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

اگر حضرت مسیح کے معجزات کی تکذیب اور انکار نہیں تو اور کس کی ہے۔ اور پھر عیسائیوں کو عار اور الزام کیسا ہے۔

رابع عشر: توضیح المرام کے صفحہ ۳ میں کذاب قادیانی لکھتا ہے:

پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائیبل اور ہماری احادیث کی کتابوں میں جن نبیوں کا وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا

ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جن کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسی اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ انتھی

دیکھو صفائی بیان۔ کیسا صاف بیان لکھا کہ یسوع وہی مسیح و عیسی بن مریم ہیں مع اقرار نبوت کے۔ پھر کادیانی صاحب کے کفر و بے ایمانی میں اب بھی شک ہے۔ باوجود اس اعتراف صحیح و واضح کے فاعترفوا بذنبھم فسحقا لا صحاب السعیر

اب بھلا توضیح کی کیا توضیح، شک رہا کیا جو ازالہ ہو چکا، پھر مرزائیوں کا یسوع و مسیح میں فرق کرنا از قبیل تاویل القول بما لا یرضی بہ قائلہ نہیں تو کیا۔ مرزا قادیانی کیا کہتا ہے اور چیلے چانٹے کیا فرماتے ہیں۔ من چہ میگوئم وطنبورہ من چہ می گوید۔ ہم کو تو کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اول سے آخر تک دیکھو اور خود بدولت توضیح تک نہ دیکھا العجب فالعجب کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ الی غیر ذلک من الوجوہ۔

کیا ہم اگر یہود و نکا مقابلہ کریں تو یہودوں کے الزام دینے کے لئے ہم موسی کو گالی دے سکتے ہیں۔ یا روافض کے مقابلہ میں ہم حضرت علی کو یا خوارج کے مقابلہ میں اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنھم کو برا کہہ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ احمق نئے عیسائی (مرزائی) کہتے ہیں کہ یہ الزامی جواب ہیں عیسائیوں کو۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بے شک یہ الزامی جواب ہیں لیکن یہودیوں کی طرف سے، نہ مسلمانوں کی جانب سے۔ عیسائیوں کے مقابل دو گروہ ہیں۔ ایک مسلمان، دوم یہود۔ یہ مرزا بھی یہودوں کی طرف سے عیسائیوں کا مقابلہ کر رہا ہے، اسی واسطے یہودیت کا پورا پورا داد دے رہا ہے، اور امت غضبیہ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور مطلب اصلی اس کا، کہ پولس ثانی ہے، یہ ہے کہ میں عیسائیوں کے معبودوں کو یہودیوں کی طرف سے برا کہونگا، اور گالی دونگا تو وہ مجھ کو مسلمان جان کر انتقام لینے کو محمد ﷺ کو سینہ کھول کر گالی بکیں گے تو مریداں کو شاو رآنکھیں سرد ہوں گی۔ خدایا ایسا کبھی نہ کریو۔ اور پھر میں ان کا نام برائے نام مقابلہ اور جنگ زرگری کرونگا تو احمق نام کے مسلمان جو میرے مرتد بنائے ہوئے ہیں مجھ پر فدا ہو کر چندہ دیں گے اور کتابیں میری جو بظاہر ان کے جواب اور حقیقت میں مجموعہ کفر و الحاد و جالیت کا ہوگا خوب خریدیں گی، دنیا حرام بھی کماؤنگا اور

اپنے پیرو ملہم ابلیس لعین کا بھی مقرب اور برخوردار بنونگا۔ ورنہ تو مشرکوں کے معبودوں کو، اگرچہ ذی حرمت ورسول نہ ہوں تو بھی، گالی بکنی منع ہے

لا تسبّوا الذین ید عو ن من دو ن اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم

لیکن یہ قادیانی دجال قرآن مجید کو کب مانتا ہے۔عیسی نصاری کا معبود بھی ہے اور رسول برحق بھی ،دونوں وجہ سے ان کو گالی دینی منع وکفر ہے لیکن مگر کوئی ایمان رکھتا ہو فا عتبروا یااو لی ا لا بصار ...

قولھم : تم کو یسوع سے کیا غم خواری ہے کچھ دال میں کالا کالا تو نہیں جبھی ہم کو نئے عیسائی لکھا تھا۔ انتہی

اقول : ہم کو یسوع سے کیوں غم خواری نہ ہو۔ ان کے ساتھ بدل و جان ایمان رکھتے ہیں اور محبت اللہ اور سب رسولوں کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں قا ل اللہ تعا لی :

آ من الرسو ل بما انز ل علیه من ربّه والمو منو ن ۔ کل آ من باللہ و ملا ئکته و کتبه و رسله لا نفرق بین ا حد من رسله و قا لوا سمعنا و اطعنا غفرا نك ر بنا و الیك المصیر(البقرة:۲۸۵)

وقا ل اللہ تعا لی :

قو لوا آ منا با للہ و ما انز ل الینا و ما انز ل الی ابرا هیم و اسما عیل و اسحاق و یعقو ب و ا لاسبا ط و ما او تی موسی و عیسی و ما او تی النبییون من ر بهم لا نفرق بین ا حد منهم و نحن له مسلمو ن (البقرة: ۱۳۶)

ہم آپ کی طرح نؤ من ببعض و نکفر ببعض نہیں کہتے۔

افتؤ منو ن ببعض الکتاب و تکفرو ن ببعض فما جزا ء من یفعل ذا لك منکم الا خز ی فی الحیوة الد نیا و یو م القیا مة یردو ن الی اشد العذا ب و ما اللہ بغا فل عما تعملو ن

چنانچہ اللہ عزوجل آپ اور آپ کے جھوٹے (پیر) کے حق میں فرماتا ہے:

ان الذین یکفرو ن با لله و رسله و یر یدو ن ان یفر قوا بین الله و رسله و یقو لو ن نؤ من ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلك سبیلا ۔ او لئك هم الکا فرو ن حقا و اعتد نا للکا فرین عذا باً مهیناً ۔ (النساء : ۱۵۰۔۱۵۱)

اور ہمارے حق میں فر ما تا ہے:

و الذین ء امنوا بالله و رسله و لم یفر قوا بین ا حد منهم اولئك منهم او لئك سو ف یو تیهم اجور هم و کا ن الله غفوراً ر حیماً (النساء:۱۵۲)

پھر ہم مسلمان ہو کر کیوں مسیح کی غم خواری نہ کریں ،تم کو تو مرزا قا دیانی کے مرتد رہنا ہی ہے نعوذ با للہ۔ اور ہم نے تم کو نئے عیسائی اس وجہ سے کہا ہے کہ تم تثلیث کے قائل ہو اور رسول تمہا را جس کی تم نئی امت بنے ہو، اپنے آپ کو ابن اللہ اور عیسی مسیح کہلا تا ہے اور علی رؤس الاشہا د باآواز بلند اس کا دعوی کرتا ہے پس جب وہ عیسی بنا تو تمہارے عیسائی ہونے میں کیا شک ہے۔

قولھم : جب عام مسلمانوں کے قدیم اعتقاد کے مطابق ظاہری معنوں میں کسر صلیب ہو..الخ

اقول : یہ بھی ایک بے ایمانی دجالوں کی ہے کہ کسر صلیب قتل خنز یر و غیرہ کے حقیقی و موضوع لہ معنوں سے انکار کر کے یہ معنی مجازی بغیر قرینہ صارفہ کے مراد لیتے ہیں اور تمام صحابہ و علماء مجتہدین کے اجتماعی اعتقا د کو عام مسلمانوں کا قدیمی اعتقا د بیان کر نا اور پھر اس کو قتل عام وغیرہ سے تعبیر کرنا اور بے فائدہ بتا نا، اس کا الحاد و زندقہ ہے ۔.. منافقوں کا حال بھی ایسا ہی ہے جب ان کو کہا جا تا ہے کہ جس طرح سب مسلمان ایمان لے آئے تم بھی ایمان لا ؤ عیسی کے رفع ونزول وحیات وقتل خنز یر و کسر صلیب و خروج امام مہدی اور خروج دجال و دابۃ الارض و یا جوج ما جوج اور فرشتوں وغیرہ مومنوں کے ساتھ تو کہتے ہیں کہ

أنؤ من کما آ من السّفهاء ا لا انّهم هم السّفهاء و لکن لا یعلمو ن (البقرة : ۱۳)

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی ہمیشہ سے استعاروں اور مجاز و تاویل کی آڑ میں کفر بازئیں کھیلتے ہیں اس واسطے یہ ضرور جانا کہ اس خس اور خاشاک کی ٹٹی میں مٹی کا تیل ڈال کر آتش زنی کریں۔ سو جاننا چاہیے کہ معنی لفظ کا وہی ہوتا ہے جو طبعی اور موضوع لہ ہو۔ جو معنی حقیقی کا مدعی ہو وہ اصل کا مدعی ہے اس کو کسی دلیل کی حاجت نہیں اور جو معنی حقیقی کو چھوڑ کر معنی مجازی کی طرف رجوع کرے اس پر لازم و واجب ہے چار دلیلیں قائم کرنی تاکہ دعویٰ صحیح ہو ورنہ کاذب ملحد ہوگا اور وہ چار دلیلیں یہ ہیں۔

اصل اول دلیل صارف یعنی اصلی و حقیقی و موضوع لہ معنی سے پھیر دینے والی دلیل جس سے ثابت ہو کہ معنی حقیقی یہاں مراد نہیں ہو سکتے۔

اگر یہ دلیل قائم ہو جائے تو پھر دلیل دوم کا مطالبہ ہوگا۔ اور وہ دلیل احتمال اللفظ ہے یعنی وہ لفظ لغت عرب میں اس معنی میں مستعمل ہے اور احتمال و برداشت اس معنی کی رکھتا ہے۔

اگر یہ دونوں دلیلیں قائم ہوگئیں تو پھر تیسری دلیل کا مطالبہ ہوگا اور وہ دلیل تعیین مراد ہے کہ یہی مراد ہے اور نہیں۔

ہم نے مانا کہ حقیقی معنی مراد نہیں ہو سکتی، لیکن ممکن ہے کہ یہ معنی مجازی مراد نہ ہوں اور ہوں۔ اس واسطے کہ ۲۴ علاقہ مجاز مرسل کے ہیں۔ اور ایک علاقہ تشبیہ کا چنانچہ علم بدیع و معانی و بیان و علم اصول فقہ و علم میزان میں ہے بلکہ بعضوں نے مجاز مرسل کے علاقہ تیس تک بیان کئے ہیں چنانچہ امام شوکانی نے ذکر کیا۔ پس جائز ہے کہ وہ معنی مجازی مراد نہ ہو، اور دوسرا معنی مجازی مراد ہو۔

اگر یہ دلیل بھی ثابت ہوگئی تو دلیل چہارم کا مطالبہ ہوگا اور وہ دلیل جواب عن العارض ہے، یعنی جو دلائل متصل یا منفصل کہ معارض ہیں اس معنی مجازی کے ان کا جواب دینا۔ پس جب تک تم اے جہال مرزائیو یہ چار دلیلیں نہ لاؤ تو ہرگز ہرگز ظاہری معنی سے عدول نہیں کر سکتے۔ مرزا جیسے بہت دجال آئے۔ اگر یہ تاویل کا راستہ آسان ہوتا تو اب تک اسلام کا نام و نشان بھی نہ رہتا۔ لیکن یہ دعویٰ بڑا مشکل ہے۔ پھر اب تم کو بھی لازم ہے کہ صلیب کے کسر وغیرہ کے حقیقی معنی ہونے پر بھی چار دلیلیں لاؤ۔ ہم تم

سے سخت مطالبہ کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہو تمام مرزائیوں کو جمع کرو ہرگز نہ کرسکو گے

و ان لم تفعلوا و لن تفعلوا فا تقوا النار التی وقود ھا الناس و الحجا رۃ اعد ت للکا فر ین ۔(البقرۃ:۲٤)

قولھم: حالانکہ انجیل میں لکھا ہے۔

اقول: پہلے صفحہ پر مقابل اس کے سامنے تم نے لکھا۔ انجیل کے باب میں محرف اور باطل اور نا قابل تعظیم، پھر اس صفحہ پر اسی سے استدلال، کچھ تو شرم کرو۔

قولھم: حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کا طرز تحریر محققین کے مطابق بھی ہے اور بالکل نرالا بھی ہے۔

اقول: اس واسطے کہ حضرت اخبث (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب منافق زندیق ملحد ہیں کبھی موافق کبھی مخالف، کہیں کچھ کہیں کچھ، کہیں اقرار کہیں انکار، ظاہر کچھ باطن کچھ، کبھی مدعی نبوت و رسالت کبھی نبوت و رسالت سے دست بردار

بین ذ لك لا الی ھؤلا و لا الی ھؤلا و من یضلل اللہ فلن تجد له سبیلا ومن یکن الشیطا ن له قر یناً فساء قر یناً

قولھم: اس سلطان القلم نے تمام مخالفین اسلام کو عموماً..الخ

اقول: اس شیطان القلم نے تمام علماء اسلام کو یہودی ملعون وغیرہ سے یاد کیا، اور بابا نانک کو مقبول مسلمان، صاحب کرامات بتایا، اور عیسی کو گالیاں دیں، اور رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دلوائیں، اور اس کے چیلے جب عیسائیوں کے مقابلہ میں ہار گیا امرتسر میں تو عیسائی ہو گئے اور خود ان کے مقابلہ میں الہام مثل شیطانی احتلام نکلا۔ روسیاہ ہوا، پرلے درجے کا فریبی، بے ایمان، دجال، کذاب بنا، اور ملعون سارے جہاں کہ

انه لیس له سلطا ن علی الذین آ منوا و علی ر بھم یتو کلو ن۔ انما سلطا نه علی الذین یتو لو نه و الذین ھم به مشر کو ن (النحل:۹۹۔۱۰۰)۔

ان عبادی لیس لك علیھم سلطا ن الا من اتبعك من الغاوین۔ و ان جھنم لمو عد ھم اجمعین ۔(الحجر:٤٢۔٤٣)

و آ خر دعوا نا ان الحمد لله رب العا لمین ۔
و سبحا ن ر بك رب العزة عما یصفون۔ و سلا م علی المرسلین۔ و الحمد لله رب العا لمین(الصا فا ت :۱۸۰۔۱۸۲)

فتوی:

قا ل القا ضی عیا ض فی الشفاء

اعلم و فقنا الله و ایا ك انّ جمیع من سبّ النبی ﷺ او عا به او الحق به نقصاً فی نفسه او نسبه او دینه او خصلة من خصا ئله او عر ض به او شبهه بشیء علی طر یق السّب و ا لا زراء علیه او التصغیر لشا نه او الغض منه و العیب له فهو سا ب له و الحکم فیه حکم السا ب یقتل کما بنیته و لا نستثنی فصلاً من فصو ل هذا البا ب علی هذا لمقصد و لا نری فیه تصریحاً کا ن او تلو یحاً ۔و نقل عن ابن عتا ب انه قا ل الکتا ب و السنة مو جبا ن ان من قصد النبی ﷺ با ذی او نقص معر ضاً او مصر حاً و ان قل فقتله وا جب

جان تو توفیق دے اللہ ہم کو اور تجھ کو، تحقیق جس نے گالی دی نبی ﷺ کو یا عیب لگا یا اس کو، یا کوئی نقص لگا یا اس کو اس کے وجود میں، یا نسب میں، یا دین میں، یا کسی خصلت میں اس کی خصلتوں سے، یا اشارہ کنایہ کیا اس کے ساتھ یا تشبیہہ دی کسی شئے گالی اور نقصان لگانے کے طریق پر، اور اس کی شان کو ہلکا سمجھنے یا بے قدری ذات کو عیب لگانے کے طریق پر، ۔پس وہ شخص گالی دینے والا ہے اس کے واسطے حکم گالی دینے والے کا قتل کیا جاوے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا اور یہ عام حکم ہے ہم جدانہیں کرتے کسی بات کو اس باب سے اس مقصد پر اور نہ شک کرتے ہیں اس میں تصریح ہو یا اشارت ۔ اور نقل کیا ابن عتاب سے یہ کہ اس نے کہا قرآن و حدیث دونوں واجب کرنے والے ہیں کہ جو شخص قصد کرے نبی کا ساتھ گالی یا نقصان و بے ادبی کے اشارۃً یا صراحۃً اگرچہ تھوڑی سی ہو پس قتل اس کا واجب ہے

پس اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ اشارے کنائے سے پیغمبرونکی نسبت کچھ عیب وغیرہ لگانے والے پر اسلام یہ فتوی لگائے تو پھر مرزا قادیانی جب منہ پھاڑ پھاڑ

کر تحریروں اور تقریروں میں فاحش بکواس کرے اس کا کیا حشر ہونا چاہیے اور اس کے چیلوں کی نسبت اپنی طرف سے یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں ہے اس لئے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے دوشعروں پر اکتفا کیا جاتا ہے

زنان بار دار اے مرد ہوشیار
اگر وقت ولادت مار زائند
ازاں بہتر بنزدیک خرد مند
کہ فرزنداں ناہموار زائند

خاکسار: عبدالاحد خان پوری مقیم راولپنڈی

اتمام البرھان

علی مخالفی الحدیث و القرآن
لاثبات الحق الصریح فی حیات المسیح

(شیخ احمد حسین میرٹھی اورسیئر ریٹائرڈ)

احقر (شیخ احمد حسین) نے بعد حصول پنشن جب اپنے وطن میں مراجعت کی یہاں آ کر اکثر نو ایجاد من گھڑت طریقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے چرچے اور تذکرے گوش زد ہوئے بلکہ عقائد عیسائیان آسمانی باپ کے لے پاک جو اپنے لئے بحوالہ الہام ربانی انت منی بمنزلۃ ولدی اپنی خودستائی کرتا ہے۔ بہت سے خام طبیعت غیر مستقل الایمان متزلزل الاعتقاد سادہ لوحوں کو راہ راست سے گمراہ کر دیا۔ لہذا اس رسالہ کی تکمیل پر کمر ہمت چست کی۔

عنوان اول

سبحان اللہ! کیا زمانہ انقلاب ہے سابق زمانوں میں بھی طرح طرح کے ذریات شیاطین نے وہ رنگ وظہور پکڑا کہ کسی نے دعویٰ خدائی کیا اور کسی نے دعویٰ نبوت، مگر بفضل الٰہی وہ سب خود فنا فی السقر ہوگئے وہی بزرگان دین حق غالب ہوئے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

و من یتول اللہ و رسولہ و الذین ءامنوا فانّ حزب اللہ ھم الغالبون۔ (المائدۃ: ۵۶) (اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو وہ جو کہ ایمان لائے ہیں پس گروہ وہی ہیں غالب)

اب غور فرمانا چاہیے کہ کیسے کیسے عظیم الشان فتنے برپا ہوئے مگر بمدد ایزدی اہل حق نے سب کو دفع کیا اور دین اللہ کا مستحکم اور قائم ہوگیا۔

عنوان دوم

اسلام میں سوائے تحقیقات بزرگان دین وآئمہ اربعہ کے کہ اسلامیان کی تحقیقات میں دائر ہے اور اس پر اتفاق اجماع بھی ہے کسی اور کے اقوال پر چلنا اور یقین کرنا محض ضلالت وگمراہی ہے اور جب کہ ان اکابر کی ہی شرح وقول جن کا زمانہ قرب رسول ﷺ تھا قابل نہ رہیں تو اس زمانہ بعید از بعید میں کسی کا قول وفعل قابل قبول ہوسکتا ہے ہرگز نہیں کیونکہ خلاف اجماع ہے۔

قولہ تعالیٰ:

و من یشاقق الرسول من بعد ما تبیّن لہ الھدی و یتّبع غیر سبیل المؤمنین نولّہ ما تولّی و نصلہ جھنّم و ساءت مصیرا۔ (النساء:۱۱۵)

اور نیز اسی طرح حدیث میں آیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر۔ جس نے جدی راہ پکڑی وہی جا پڑا دوزخ میں۔ پس جس بات پر امت کا اجماع ہو وہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو وہی دوزخی ہے۔ (موضح القرآن)

عنوان سوم

وہ بات جو سب کے نزدیک مسلم ہے یہ ہے جو فرمودہ رسول اللہ ﷺ متفق علیہ ہر جمعہ کے خطبہ میں ہر شخص سنتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (بخاری ج ا۔ص ۵۱۵)۔

یعنی میرا زمانہ خیر کا زمانہ ہے بعد اس کے صحابہ اور بعد ازیں تابعین کا۔

اسی زمانہ کے لوگ ہیں جو خیر القرون مذکور میں داخل ہیں۔..

اس زمانہ بدتر میں جو کوئی شخص قرآن وحدیث میں رائے زنی کرے اور جدید طریق اختیار کرے تو وہ البتہ وسوسہ شیطانی ہے ... پس جو شخص اپنے آپ کو مثل عیسی یا مثل نبی یا امام مہدی قرار دے تو اول ان آیات متذکرہ بالا کا مصداق ہو کر دعوی کرے تو کچھ خیال بھی ہو ورنہ مجسم شیطان لعین مثل مسیلمہ کذاب معہ اپنی ذریات کے ہے... یارو خدا سے ڈرو اور اس آیت کے مصداق نہ ہو:

انّ الذین فرّقوا دینھم وکانوا شیعاً لست منھم فی شیء۔ انما امرھم الی اللہ ثمّ ینبّئھم بما کانوا یفعلون۔(الانعام:۱۵۹)

چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے:

عن عائشه ومن احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد

(بخاری۔ج ا ص ۳۷۱) کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں (یعنی دین اور شریعت میں) جو اس میں نہیں۔

سو وہ نئی بات یا اس کا نکالنے والا مردود ہے۔

قولہ تعالی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب) آیا ہے تو جب آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہوئے تو پھر آئندہ نبی یا مثل نبی کی امید کیونکر۔ جب کہ اصل نبوت کا ہی خاتمہ ہو چکا تو مثل نبی کس غرض اور کس ڈربے سے برآمد ہوا ہے کیا خاتم نبی سے کام انجام نہیں ہوا جو ایسا دعوی ہے۔ کوئی ثبوت قرآنی ہے یا کوئی ان کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ قرآن مجید میں تو کہیں اس کا پتہ نہیں۔

عنوان چہارم

اور جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ سلسلہ اسلام دینی ان سے مستحکم ہو جائے ان کی خبر قرآن میں صاف دے دی۔

وعد الله الذين آمنوا منكم و عملوا الصالحات ليستخلفنّهم في الارض كما استخلف الّذين من قبلهم و ليمكننّ لهم دينهم الذي ارتضى لهم و ليبدّلنّهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا و من كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون (النور: ۵۵)

(یعنی وعدہ کیا اللہ بعضے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اس بات کا کہ ان کو زمین میں خلیفہ اور بادشاہ بنا دے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کے لئے چھانٹ رکھا ہے پسند کر رکھا ہے۔ خوب جما دے گا ان کو بعد اس کے کہ اندیشہ وخوف رہا کرتا تھا امن دے کہ وہ پھر میری عبادت ہی کیا کریں گے اور کسی ذرہ برابر عبادت میں میرا شریک نہ کریں گے اور جو لوگ بعد اس نعمت کے کفران نعمت کریں اور ناشکری کریں وہی ہیں اصلی فاسق طاعت سے نکلے ہوئے)۔

یہ وعدہ ہر کسی سے نہیں، اسی زمانہ کے مومنین سے ہوا یعنی صحابہ سے کیونکہ الذین کے بعد منکم بھی بڑھایا ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ یہ انہیں سے وعدہ ہے کہ تمہارے زمانہ کے پچھلے مومنین کو اس لفظ کے ذکر کرنے سے اس وعدہ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ پس جب خدا نے جو دین چھانٹ رکھا تھا اور پسند کر رکھا تھا اس کو اس پر خوب جما دیا جو آج تک برابر چلا جاتا ہے اب کوئی شخص نبی یا مثل نبی بن کر خلاف ان کے جدی راہ نکالی تو تم ہی کہو کہ وہ مردود ہے یا نہیں کیونکہ وہ آیت کا منکر ہے گویا اسکے نزدیک ابھی تک وہ دین ہی نہیں جمایا گیا۔ یہ کسی عاقل کی سمجھ میں آ سکتا ہے ہرگز نہیں طفل مکتب بھی سمجھ جائے گا کہ یہ شخص برہم زن دین، مردود اور کذاب ناشکرا اور طاعت سے نکلا ہوا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے مومنین سے دین اسلام کی پختگی کا وعدہ کیا اور کہیں یہ نہیں فرمایا کہ نبی یا مثل نبی یا موعود مسیح اس برگزیدہ اور پسندہ دین کو جماوے گا۔ اے صاحبو! ذرا بغور کلام الٰہی کو سوچو سمجھو اور اس آیت کے مصداق نہ ہو:

و یجعل الرّ جس علی الذین لا یعقلون ۔(یونس:۱۰۰)

(وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو نہیں سمجھتے)

اور سنئے کہ بعد نزول سورہ نصر جس کی شرح وترجمہ کی ضرورت نہیں طفل مکتب بھی جانتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی جس سے ہر نعمت اور ہر امر کا خاتمہ ہو گیا :

الیو م یئس الّذین کفروا من دینکم فلا تخشو هم و ا خشو ن الیو م اکملت لکم د ینکم و اتممت علیکم نعمتی و ر ضیت لکم الاسلا م دینا ۔(المائدۃ:۳)

(آج مایوس ہو گئے کافر تمہارے دین سے پس نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے آج کامل کر دیا میں نے تمہارے واسطے دین)۔

اب مقام غور ہے کہ اس کے مخاطب رسول اللہ ﷺ وتمام صحابہ ومومنین ہیں مگر رسول اللہ ﷺ برائے چندے کیونکہ آپ کی اب ضرورت نہیں رہی وصال قریب کی خبر اس سے سابق دے دی گئی تو اصل مخاطب صحابہ ومومنین ہی ہیں اور کیا صاف فرمایا کہ اب وہ رسول ﷺ دنیا میں نہ رہیں گے مگر وہ دین جو تم نے اختیار کیا ہے اس سے سب کفار مایوس ہو گئے اب تم ان سے مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرنا، کامل کر دیا تمہارے لئے دین تمہارا اور اپنی نعمتیں پوری کر دیں ۔یعنی قبل اس کے لیستخلفنّھم میں جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ ہم تم میں سے بعض کو زمین کا خلیفہ کریں گے اور اس پسندیدہ دین اسلام کو جس کی خبر حکم آخر میں ہے جو تمہارے لئے چھانٹ رکھا ہے قائم کر دیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور واقع بھی اس بات کی پوری شہادت دیتا ہے تو کچھ ان کے زمانہ میں ایجاد بھی ہوا۔ وہ سب پسندیدہ حق اور حسن فرمودہ خداوند تعالی ہے اور یہی لوگ اصلی اولی الامر ہیں ان کی پیروی خدا تعالی ورسول کی پیروی ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

و السّا بقو ن ا لا وّ لو ن من المها جر ین و ا لا نصار و الّذین اتّبعو هم با حسا ن ر ضی الله عنهم و ر ضوا عنه ۔(توبہ:۱۰۰)

(سابقین جو اولین مہاجرین وانصار سے ہیں اور جن لوگوں نے سابقین پیروی کی ومتابعت کی

نیکی سے ۔یعنی ایمان اور طاعت سے خدا ان سے راضی ہوا اور وہ لوگ خدا سے راضی ہوئے)

پھر آگے ان کے لئے و اعدّ لھم جنّات تجری ... الخ فرمایا۔یعنی وعدہ جنت جس میں نہریں بہتی ہیں ابدا لآباد کا فرمایا اس وجہ سے رسول مقبول ﷺ نے خیر القرو ن قر نی فر ما دیا کہ زمانہ قرب رسول اللہ ﷺ کے وہی لوگ ہیں ۔ان پر اتفاق ہے انہیں کے وقت اسلام دین بسیط و کامل ہو گیا۔..پس جو ان کے خلاف نیا طریق ہے وہ مردود ہے کہ خلاف قرآن و حدیث ہے اور جب کہ از روئے اسلام یہ بات صحیح ہے کہ واقعی مخالف کلام اللہ نہ کسی محدث کا قول معتبر ہے نہ کسی مفسر کا بلکہ خود حدیث مخالف کلام اللہ ہو تو منسوخ سمجھی جاوے گی مگر تخالف و توافق سمجھنا ایسے لوگوں کا کام نہیں ۔از روئے نص قرآنی و باتفاق سابقین دین اور مثیل روافض خوارج تاویلات باطلہ سے احتراز کریں اور اتباع سابقین اختیار کریں ورنہ خاموش رہیں ۔مباحثہ علمی میں ناحق پاؤں اڑایا اور چوٹ کھائی ۔زبان کو اپنے منہ میں لئے بیٹھے رہتے تو اچھا تھا

غنچہ لب بستہ سے باد صبا کو ضد نہ تھی
منہ کھلا گل کا تو دامن بھی ہوا پھر چاک چاک

اور یہ جو کچھ در پردہ کیا ہے، انہوں نے ہی کیا ہوگا ۔

موافق شعر

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری کا
ہے کوئی اور ہی اس پردہ رنگ گاری میں

کون نہیں جانتا گرو جی کے بھائی مسیح ہی ملاں جی کے سر بول رہے ہیں ۔ بقول شخصے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ۔مگر کہنے کو تو خاکہ ملاں جی کا ہی اوڑے گا۔ مہملات مندرجہ اشتہار گم نام کے بدلے ادھر سے بے نقطہ ملا جی ہی سنیں گے۔ سنئے اگر کچھ دم درود ہے تو مقابل آ ییئے ، نام بتا ییئے مگر آپ ایسے نہیں ہیں آپ اپنی لیاقت کے موافق سمجھ کو اپنیوں پر آ گئے اور گوز معکوس کی طرح منہ پر جو آیا بکنے لگے ۔ملاں صاحب یہ تو آپ کی بے سمجھی کا سمجھنا ہے اور ایسی الٹی سمجھے بھی تھے تو پیٹ میں رکھنا تھا اور فرض کیا ہضم دشوار تھا تو کیا منہ کی راہ اگلنا تھا وہ بھی ہمارے سامنے جس کے یہ معنی کہ پیشوایان دین پر آوازہ کستے ہیں تو ہمیں کو سناتے ہیں کہ وہ سب سابقین گویا گمراہ

اور کاذب تھے اب یہ تحقیق طریق جدید صحیح ہے۔

ہماری سنئیے۔ اس کے جواب میں تم کو کچھ کہیے تو تم کس کھیت کے باتھو اور موافق مثل مشہور: کیا پدی کے پدی کا شوربا۔ تمہاری حقیقت ہی کیا ہے جو تم کو کہہ کر دل کے ارمان نکلیں اور تمہارے بڑوں کو سنائیں تو ان بچاروں کا کیا قصور اور کچھ نہ کہیے تو موافق مصرعہ مشہور: ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

غرض کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ تسلی ہے تو اس مثل پر ہے کہ کھانا گو رائیگاں گیا پر بلی کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ ان باتوں سے آپ کی لیاقت کھل گئی۔ مردان والا اور معرکہ جنگ میں دشنام زبان پر نہیں لاتے اور دانشوران علم پروَر مناظر میں خلاف تہذیب کسی کو نہیں سناتے۔ البتہ زنانے ہیجڑے و نامردی کمینے ضرب پاپوش کے بدلے گالیاں دیا کرتے ہیں۔ اور جاہل نادان کودن بے ہنر جواب کے بدلے دشنام سے کام لیا کرتے ہیں اور دور کی گیدڑ بھبکی عدالت کی دکھلاتے ہیں۔

اب بجز اس کے کیا کہیے مرحبا آفریں ہزار آفرین، ایں کار از تو آید مردان چنیں کنند۔

دیگر افسوس یہ ہے کہ منجملہ گم گشتہ ایک شاگرد رشید کو راہ ہدایت کا کچھ شائبہ سا نظر پڑا۔ خواب غفلت سے چونک اٹھا کہ یہ کیسا مثیل نبی ہے جس میں یہ صفت شعراء نہیں۔ فوراً ففرو ہو کر چھاؤنی سے شہر میں جا کر دم لیا۔ کسی نامی گرامی کا مرید ہوا۔ چند یوم نہ گزرنے پائے تھے کہ منجملہ حواریان نیم ملاں مسیح موعود نے سنا۔ فوراً مثل کرگس (یعنی گدھ) جو مردار آسمان سے جھپٹا مارتا ہے، اس نے آدبایا اور اپنے پنجوں سے نکلنے نہ دیا۔ مقام افسوس و مجبوری بقول مولانا شیخ نظامی

نر حکیمے کے ان در از ل رانده
نگرد و قلم رانچہ گر دانده

اور بقول شیخ صاحب:

تربیت نااہل را چوں گردگان بر گنبد است

غرض ناظرین اوراق حقیقت شناساں کو یہ راہ یابی کا طریقہ واضح طور پر عرض کیا گیا ہے تا بفضل ایزدی کامیاب ہوں۔

اب ہم اس اشتہار کی جو کسی گم نام نے بحوالہ المشتہر خادمان مسیح موعود بلا تاریخ وسنہ مطبع صادق المطابع میرٹھ میں چھپوا کر شائع کیا ہے، اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔مگر اول یہ عرض ہے کہ ناظرین صاحب نے اشتہار ضرور ملاحظہ کیا ہوگا کیسے کیسے الفاظ ناملائم خلاف تہذیب کسی عالم کی شان میں کہنا ایسے لوگوں کا کام ہے جن کی نسبت کچھ کم وبیش عبارت مذکور بالا میں تحریر کر چکے ہیں اگر آپ کو مناظرہ کرنا ہے تو اہل فہم کی طرح کیجئے اور ان بدزبانیوں کو جانے دیجئے ورنہ ہم کو بھی کیا کچھ نہیں آتا

لاکھوں سنائیں گے جو کہو گے کبھی ایک

ہر چند اہل ضبط ہیں پر بے زبان نہیں

اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا، آئندہ ہم عرض کیے دیتے ہیں:

ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرا

ناظرین اوراق دل لگا کر سنیں ۔یعنی اس اشتہار خلاف تہذیب میں جو کچھ ہے وہ تو ہے، اس میں غلطیاں بھی بہت جابجا ہیں جن کو بعد چھپ جانے کے قلم سے درست کیا ہے جو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ فلاں ملا جو لڑکے پڑھاتے ہیں ان کے قلم سے درست ہوا ہے ۔تاہم غلطیاں موجود ہیں شاید یہ بھی بانی مبانی ۔در پردہ فساد عقائد ہیں مگر ان کی ذات شان سے یہ بعید ہے کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ ۔زمانہ رسول ﷺ میں بھی منافق رہتے تھے غرض کوئی شخص کیوں نہ ہو ہم کو اس کے جواب دینے سے غرض ہے ۔مگر ضروری امر کا اثبات جو دار و مدار اصول ایجاد طریق کا دعوی ہے کسی سے نہ خود خادمان مسیح سے ہوا اور نے اشتہار میں اس کا ذکر قطعاً اڑا دیا اور مولوی صاحب مندرجہ اشتہار سے حیات وممات حضرت عیسی کی بابت سائل ہوئے غرض نوبت یہاں تک ہوئی کہ بوجہ عدم لے قت تاب مقابلہ کی نہ لا سکے اور ایسے بدحواس ہوئے کہ معہ اپنی ذریات کے یہ جا وہ جا پتہ نہ لگا پس بباعث ندامت وسوختگی دل بعد چلے جانے مولانائے مناظر کے اشتہار میں جو چاہا دھر گھسیٹا جس کے کذب ہونے کی خبر منصفان موجود موقع بحث رجمن بازار وغیرہ نے بذریعہ اشتہار دے کر سب کو اطلاع دے دی وہ بھی نظر سے گذرا۔

پہلے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے چند فقرے جو انہوں نے اپنی نبوت کے اثبات وعقائد کی نسبت تحریر کیے ہیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت قرآن کریم کے الہامی ہونے کے اثبات پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دے کر اپنے آپ کو الہام کی ان متعدد صورتوں کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا ہے۔ اور آیات قرآنی کو اپنی نسبت منسوب کیا ہے۔ منجملہ ان کے بعض آیات بطور نمونہ از خروارے ناظرین کے لئے ذکر کرتے ہیں۔ مگر قبل اس کے ہم ان جملہ ہفوات قادیانی کا جواب دیں جو انہوں نے الہام کی حقیقت کے متعلق لکھا ہے ہم اولاً عارف شعرانی کی میزان کبری سے کشف والہام کی صداقت اور من جانب اللہ یا من جانب شیاطین ہونے کا ایک معیار پیش کریں کیونکہ اللہ کے اسی ارشاد کے مطابق کہ

انّ الشّیاطین لیوحون الی اولیاء ھم۔ (الانعام: ۱۲۱)

(یعنی شیطان بالضرور اپنے دوستوں کو القاء کرتے ہیں)

لازم ہو کہ الہام شیطانی اور وحی ربانی کی تفریق کے لئے کوئی میزان معین ہو۔

پس اس میزان کے متعلق عارف شعرانی کتاب میزان کبری کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں:

> غیر معصوم کا کشف سوائے حضرت ابوبکر صدیق کبھی قطعی نہیں ہوتا کیونکہ صاحب کشف کے کشف میں تلبیس ابلیس کا دخل بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ابلیس کو یہ قوت دی ہے۔ جیسے امام غزالی وغیرہ نے کہا کہ کبھی صاحب کشف کے روبرو ان مقامات کی صورت کھڑی کر دیتا ہے جس سے وہ علوم اخذ کرتا ہے آسمان ہو یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح۔

پس کبھی کشف والوں کو اس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ علم اللہ کی طرف سے ہے اور اس وجہ سے اس کو اخذ کر لیتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے چنانچہ بایں وجہ اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کشفی علم کو قبل از عمل کتاب وسنت کے سامنے مطابق کریں اگر موافق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ہو تو عمل کے قابل ہے ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے پس یہ امر ضروری ہے کہ کشف

صحیح کبھی شریعت منقولہ سے باہر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ شریعت کے موافق ہوتا ہے جیسے کہ علماء امت کے نزدیک ... ہے

حضرت صدیق اکبرؓ کے کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہیں۔ چنانچہ اس کے ہم وزن بلکہ پر لطف قول امام ربانی مجدد الف ثانی جو جلد اول مکتوب ۴۹ میں یوں فرماتے ہیں:

> نظر علماء از صوفیہ بلند آمدہ و موافق معارف باطن با علوم شرعیہ ظاہر تمام و کمال بحدیکہ در حقیر فقیر مجال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است کہ بالاتر مقام ولایت است چوں مقام صدیقیت مقام نبوت است علومیکہ بر نبی علیہ الصلوۃ والسلام بر طریق وحی آمدہ است صدیق مخالف را چہ مجال باشد و در مادون مقام صدیقیت ہر مقامے کہ باشد نحوے از سکر متحقق است صحو تام در مقام صدیقیت است وبس۔ وفرق ایں دو علوم آنست کہ در وحی قطع است و در الہام ظن زیرا کہ وحی بتوسط ملک است و ملائکۃ معصوم اند احتمال خطا در ایشاں نیست و الہام اگر چہ محل عالی دراد کہ آں قلب است کہ آن از عالم امر است اما قلب را با عقل و نفس نحوی از تعلق متحقق است و نفس ہر چند بہ تزکیہ مطمئنہ گشتہ است اما: ہر چند کہ مطمئنہ گردد۔ ہرگز ز صفات خود نہ گردد پس خطا را دراں موطن مجال پیدا شد

پس امام شعرانی کے قول سے ظاہر ہے کہ غیر معصوم کا کشف اور الہام کبھی قطع اور یقین کا افادہ نہیں دے سکتا اور نہ کامل روشنی حاصل کرسکتا ہے جب تک کہ شریعت منقولہ کے معیار سے اس کا کھرا کھوٹا معلوم نہ ہو۔ اور میزان کتاب وسنت کے کسی پلہ پر نہ رکھا جائے۔ یہ ضروری امر ہے کہ صحیح کشف و صحیح الہام کبھی شریعت کے مخالف نہیں ہوسکتا اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے قول سے صریح ظاہر ہے کہ علماء شریعت کا پلہ صوفیہ کے پلہ سے ہمیشہ غالب رہا اور ان کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی ہے کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہری شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنی امر میں بھی مخالف نہ ہو یہ فقط انہیں افراد کے علوم میں ہے جو کہ بعد نبی لسان کے مقام صدیقیت سے مبشر ہوئے اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام

تحتانی میں ایک قسم کا سکر متحقق ہے جن میں خطا کا آنا بالکل بجا ہے اور جب تک کہ شریعت منقولہ کے مطابق نہ ہو، غیر صدیق کا الہام علوم ظاہری شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنی امر میں بھی مخالف نہ ہو یہ فقط انہیں افراد کے علوم میں ہے جو کہ بعد نبی لسان ﷺ کے مقام صدیقیت سے مبشر ہوئے اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام تحتانی میں ایک قسم کا سکر متحقق ہے جن میں خطا کا آنا بالکل بجا ہے اور جب تک شریعت منقولہ کے مطابق نہ ہو غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہیں ہو سکتا اور اسی وجہ سے چاروں مذہبوں کے اماموں نے باوجود یہ کہ کشف میں درجہ اول رکھتے تھے لیکن بقول عارف شعرانی انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد شریعت اور حقیقت ہر دو پر چلنے سے کی باوجود ان کو قدرت تھی کہ ہر ایک امام ان کے اپنے قواعد کے ادلہ کے علاوہ دوسرے آئمہ مذاہب کے ادلہ بھی امر حق کے وزن کرنے کے لئے مرتب کرتے تا کہ بعد ازاں کوئی بھی کسی دوسرے امام کے قول کا محتاج نہ رہے لیکن چونکہ وہ اہل انصاف اور اہل کشف ہونے کے سبب سے جانتے تھے کہ یہ امر اللہ تعالی کے علم میں چند مخصوص مذاہب میں جداگانہ طور پر مرتب و مکمل ہونا قرار پا چکا ہے پس ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کی مقتضا پر مذاہب کے مسائل بھی مرتب کئے اور یہی مراد اللہ کی تھی پس انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد حقیقت کے ساتھ قواعد شریعت پر چلنے سے اس لئے ان کے مقلدوں کو معلوم ہو کہ ان کے آئمہ دونوں طریقوں کے علماء تھے اور ان آئمہ مجتہدین کا قول تمام اہل کشف کے نزدیک کبھی جادہ شریعت سے باہر ہونا صحیح نہیں اور جب کہ وہ اپنے اقوال کے مواد سے کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کے موافق ہیں اور باوجود ان کو روحانی معیت نبی ﷺ کی روح مبارک کے ساتھ ہوتی رہی اور وہ ہر امر متوقف علیہ میں آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ اور بیداری کی حالت میں پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ آپ کا قول ہے یا نہیں۔

پھر ایسی تحقیق کے ساتھ فرمایا ہوا ان کا کیوں کر شریعت سے باہر ہو سکتا ہے اور یہی آئمہ درحقیقت علم احوال اور علم اقوال ہر دو میں رسول اللہ کے وارث تھے اور بعض بناوٹی صوفیوں نے جو کہا ہے کہ حضرات مجتہدین فقط علم قال کے وارث ہیں۔سو یہ قول اسی صوفی کا ہے جو ان آئمہ مذاہب کے احوال سے جاہل ہے جو کہ زمین کے

اوتاد اور دین کے قواعد اور بنیاد ہیں اور جس کا دل اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے وہ پالیتا ہے مجتہدین اور ان کے تابعین کے مذاہب سب کے سب رسول اللہ ﷺ تک بسند ظاہر اور متصل بھی ضرور پہنچتے ہیں اور نیز بطریق سلسلہ روحانی اور قلبی بھی پہنچتے ہیں۔

اور اسی میزان کبریٰ کے صفحہ ۲۵ میں حضرت امام شعرانی خود اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عین الشریعت کی آگاہی کا اکرام فرمایا تو میں نے دیکھا کہ کل مذہب ان آئمہ ہی سے عین الشریعت کے ساتھ پیوستہ ہیں اور میں نے چاروں مذہبوں کی نہریں جاری دیکھیں اور یہ بھی دیکھا کہ وہ تمام مذاہب جو پرانے اور بوسیدہ ہو گئے ہیں پتھر بن گئے ہیں اور سب سے لمبی نہر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی دیکھی اور اس سے چھوٹی نہر امام مالک کی اور اس سے چھوٹی امام شافعی کی اور اس سے چھوٹی امام احمد بن حنبل کی اور سب سے چھوٹی امام داؤد کی جو پانچویں قرن میں ختم ہو گیا۔

پس اس کی تاویل میں نے یہ کہ کہ طول نہر سے مراد ان کے مذاہب پر عمل کی طولانی ہے جو ایام طویل تک ہوگا اور قصر سے مراد قصر عمل ہے جو ایک زمانہ قلیل تک رہے گا پس جس طرح امام ابوحنیفہ کا مذہب باعتبار تدوین کے سب سے اول ہے اسی طرح باعتبار انقراض کے سب سے اخیر ہے اور یہی قول جملہ اہل کشف کا ہے۔ انتہی

اور حضرت امام شعرانی کے اس قول کی تصدیق کہ آخر مذہب حضرت امام ابو حنیفہ کا ہوگا حضرت مجدد الف ثانی کے قول سے بھی ہوتی ہے جو مکتوب ۲۸۲ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بہ فقہ شافعی است و کمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی۔ اگر فرضاً دریں امر پیغمبرے مبعوث می شد موافق فقہ حنفی عمل می کردد دریں وقت وقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰ بعد از نزول بمذاہب امام ابوحنیفہ عمل خواہد کرد

غرض اس تمام معروضہ بالا کی تشریح مفصل صفحہ ۷۵ میں بہت کچھ ہے بوجہ طول اس پر اکتفا کیا گیا کہ ناظرین کو اب بخوبی یقین ہوگیا ہوگا کہ جس قدر طریق خلاف آئمہ مجتہدین مندرجہ بالا کے ایجاد ہوئے ہیں سب مردود ہیں کیونکہ ان کی پیروی از روئے نص و اجماع ثابت ہے اب قادیانی اور ان کے چیلوں کو لازم ہے کہ از روئے نص و اجماع اپنے نص و اجماع اپنے طریق کے ایجاد کا ثبوت دیں اور نیز اپنی وحی اور الہام وغیرہ کا کوئی ثبوت ہو تو پیش کریں جو حسب معیار مذکورہ کتاب اور سنت رسول اللہ کے خلاف نہ ہو ورنہ خواہ مخواہ قلم کو نہ گھسائیں بلکہ از روئے انصاف ایمان لائیں کیونکہ اثبات معروضہ بالا قادیانی کے الہام و وحی کے بنیاد ہی اکھڑ گئی اور حسب شرط بالا وہ معصوم نہیں۔ سویم ان کے جملہ اوہام باطلہ خلاف کتاب و سنت رسول اللہ ہیں۔ غرض جب ان کے الہام وحی خلاف کتاب و سنت رسول اللہ ہوئی تو جس قدر آیات قرآنی اپنی نسبت منسوب کی ہیں محض غلط و باطل ثابت ہیں بلکہ مصداق اس آیت کے ہیں:

و کذلك جعلنا لکل نبی عدواً شیاطین الانس و الجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غروراً۔ (الانعام۔۱۱۲)

(اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن آدمی اور جن، سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع باتیں فریب کی)۔

پس اس سے ثابت ہوا اور واضح ہوگیا کہ یہ الہام القاء یوحی وغیرہ جو خلاف اسلام ہیں شیطانی ہیں

چنانچہ مشت نمونہ خروارے بعض منجملہ آیات جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جانب منسوب کی ہیں۔ درج ذیل ہیں:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ

(الفتح: ۲۸) (ازالہ اوہام۔ص ۶۷۵)

میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے اس دعوی میں چند خیال ہیں:

خیال اول: اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ خیال ہے کہ منجملہ آیات قرآنی کے فلاں فلاں آیت کا میں ہی صرف مصداق ہوں کیونکہ بذریعہ وحی یا الہام اس کی

اطلاع سے مشرف ہوا ہوں۔

خیال دوم۔ اگر خیال مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ مراد ہے کہ یہ آیتیں بطور وحی والہام مجھ پر اتری ہیں۔

خیال سوم۔ اگر چہ یہ آیتیں محمد رسول اللہ ﷺ پر اتری ہیں مگر اس کا مصداق میں ہوں۔

خیال چہارم۔ گو یہ آیتیں منزل من اللہ ہیں مگر ان آیتوں کے مصداق ہر دو صاحب ہیں (یعنی میں مرزا قادیانی اور حضرت محمد ﷺ)

جواب خیال اول:

فی الجملہ اس قدر کہنا کہ میں ان آیات کا مصداق ہوں کس قدر وقعت رکھتا ہو مگر باقی ماندہ قرآن کا کس کو مصداق ٹھہرایا۔ بلکہ تمہارے خیال سے بڑھ کر تو اوروں کا خیال ہے کہ تمام قرآن کے ہم مصداق ہیں ہمارے ہی لئے یہ ہدایت قرآن معرفت رسول اللہ ﷺ کی منزل من اللہ ہوئی ہے مگر اس مصداقیت کو مستقل اصل سمجھنا محض نادانی ہے اور کوئی شخص مثل رسول اپنے آپ کو قرار دیوے اور وحی والہام خلاف شرع اپنی نسبت اطلاع کرے تو از روئے قرآن محض غلط ہے جس کی تردید سابق گذری اور آئندہ بالتفصیل نظر سے گذرے گی۔

اللہ تعالی نے جا بجا

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول یعنی محمد ﷺ فرمایا ہے۔

یہ کہیں نہیں فرمایا کہ

اطعیوا اللہ و اطعیوا مثیل عیسی۔

ہاں اولی الامر منکم بھی آیا ہے یعنی جو تم میں اختیار والے ہیں۔

یہ ارشاد بھی اسی زمانہ کے لوگوں سے خاص تعلق رکھتا ہے جن کا ہم عنوان بالا میں ذکر کر چکے ہیں کہ وہ بانی مبانی استحکام قواعد وضوابط اسلام دین ہیں اور نیز جو ان کے مطیع ہوں اور آئندہ ان لوگوں کی نسبت نہیں ہے جو ان کے خلاف ہوں کہ پانچ چار کتابیں عربی کی پڑھ کر اپنے آپ کو عالم و فاضل (لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل) سمجھ کر مثل نبی تو ہو گئے مگر مثل خدا ہونے میں صرف دو ہاتھ کی کسر رہ گئی۔

اس کا بھی عنقریب ظہور ہوگا کیونکہ جب مثل عیسیٰ ہوئے تو از روئے قواعد فریق مقر تثلیث درجہ خدائی ہوا ضروری اور لازم ہے عاقل خود سمجھ جاویں اظہار کی ضرورت نہیں اور اصل اولوا الامر ہونا تو درکنار مجازاً ہونے کو بھی بڑی لیاقت درکار ہے اور اس درجہ پر بھی یہ قید لگا دی گئی کیونکہ انسان مرکب خطا ونسیان سے ہیں کہیں قدم کم وبیش نہ ہو جائے۔ یوں فرما دیا:

فان تنازعتم فی شیء فردّوہ الی اللہ و الرسول (النساء:۵۹)

پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کی اور رسول کی اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے۔

مگر مرزا قادیانی اس کے برخلاف ہے۔ گو بظاہر اسلامی لباس رکھتے ہیں اور اسلامیت کا دم بھرتے ہیں مگر قرآن وحدیث واجماع کے برعکس ہیں اور جمہوری اتفاق سے علیحدہ اپنی خود رائی ظاہر کی اور قرآن وحدیث میں تاویلاً کچھ کچھ بیان کر کے مثل نبی بیٹھے اور بے چارہ سادہ لوحوں کو سیدھی راہ سجین کی دکھا دی۔

علاوہ اس کے فرمودہ جناب مولانا مولوی محمد قاسم مرحوم کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کلام اللہ کا کوئی کلمہ خلاف واقع نہیں ہے مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اس کبری کلیہ کے لئے کوئی صغرا جزئیہ بوسیلہ عقل دریافت کر لینا ہم سے ہیچ مدان یا ایسے نیم ملاں متبع قادیانیوں کا تو کیا حوصلہ وہ ان کے بڑے گرو کے بھائی قادیانی کا کام بھی نہیں یعنی بوسیلہ عقل یوں نہیں کہہ سکتے کہ ہذا حقیقت واقع اور کہیں تو تاوقتیکہ کلام اللہ کے معنی متبادر مطابقی کے مطابق ہے تو بسر وچشم ورنہ کالائے زبون بریش خاوند۔ مگر یہ یاد رہے کہ معنی مطابقی سے زیادہ لینے کی اجازت نہیں۔ ہاں کوئی اور دلیل عقلی یا نقلی سے ایسی ثابت ہو جائے جو معنی مطابقی کے مخالف نہیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض جانے زید سے زید کا فقط آنا ثابت ہوگا، سوار ہونے یا پیادہ آنے سے سروکار نہیں رہا۔ مخالف وموافق واختلاف آیت کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں جس کی بحث ہم اوپر کر چکے ہیں مکرر بیان کی ضرورت نہیں۔ یہ ان ہی صاحبان کا حصہ تھا جن کو عنوان مذکورہ بالا میں ہم ثابت کر چکے ہیں ہاں ان کے مطیع ہو کر بیان کرنا جو مخالف نہ ہو مضائقہ نہیں مگر مرزا غلام احمد قادیانی مخالف کیا بلکہ خود ہی بحیلہ مستقل ایک مثیل نبی بن بیٹھے جو جمہوری یعنی

سب کے برخلاف ہے۔

جواب خیال دوم

اگر یہ مان لیا جائے کہ قادیانی پر یہ آیتیں اب اتری ہیں تو ظاہر انکار آیات بینات قرآنی ثابت ہوتا ہے جو صریح کفر ہے اور نیز قادیانی کا سرقہ پایا جاتا ہے بلکہ ان کا خدا بھی خود مرتکب اس سرقہ کا ثابت ہوتا ہے کیا اس معنی کے اور الفاظ یاد نہ تھے جو کتاب رسول اللہ ﷺ سے سرقہ کرنا پڑا اور ملزم مسروقہ الفاظ وعبارت فرقان مجید کے ثابت ہوئے کیا کوئی اور زبان نہیں آتی تھی تم پر تو زبان پنجاب میں ضرور ہی اتارنا تھا کہ کچھ قرین قیاس بھی ہوتا کیونکہ سابق انبیاء بھی اپنے ملک اور اسی قوم کی زبان میں مشرف بہ ارشادات ہوئے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے :

و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه (ابراہیم:۴)

قادیانی کا خدا اس جگہ چوک گیا ورنہ ایسی فاش غلطی نہ ہوتی اور وحی والہام کی تشریح اوراق بالا میں مفصل تحریر ہو چکی کہ اس قسم کی وحی والہام جو خلاف اسلام ہے وسوسہ شیطانی ہے قبل خیال استدلال نہیں کیونکہ جب قرآن میں لفظ خاتم النبیین آچکا تو اس سے خاتمہ وحی بھی ثابت ہو چکا۔

رہا الہام یقینی وہ بھی حجت قطعی حق صدیقیت ومعصوم ہے پس کوئی شخص سوائے انبیاء کے معصوم نہیں اور حجت قطعی الہام یقینی کے حضرت ابو بکر صدیق ہی مصداق ٹھہرے۔ پس رہا اب الہام ظنی ممکن ہے جو بعض بزرگان دین کو ہوا یا اگر موافق شرع اسلام دین ہے مقبول ومنظور ہے ورنہ وسوسہ شیطانی ہے جس کا ثبوت از روئے نص معروضہ بالا بخوبی ثابت ہو چکا ہے ضرورت مکرر تحریر کی نہیں اوراق سابق میں ملاحظہ فرمالیجئے۔

جواب خیال سوم

اگر ان آیات کے مصداق قادیانی تھے تو جناب محمد ﷺ پر ان آیات کے اترنے کی کیا ضرورت تھی۔ آیت مذکور الصدر الیوم اکملت لکم دینکم کی تکذیب ہوتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے آج کامل کر دیا میں نے واسطے تمہارے اسلام کو دین۔ پس خیال قادیانی سے ظاہر ہے کہ ہنوز اسلام دین کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔ شاید مرزا

قادیانی کے زمانہ میں ملک پنجاب کا دین اب کامل ہوگا تو اس آیت اور نیز آیت لیستخلفنّہم جس کی تشریح سابق اوراق میں ملاحظہ سے گزر چکی ہوگی اور سورہ نصر کی مخالفت اور نیز انکا انکار صراحتًا پایا جاتا ہے۔ اب ہم کیا عرض کریں وہ خود ہی بھول اٹھیں گے کہ واقعی صریح کفر ہے اور کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید کی ہر ایک آیت بشہادت خداوندی زبان عرب و زمین عرب وقوم قریش عرب پر منزل من اللہ ہوئیں ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ مثیل نبی تیرھویں و چودھویں صدی میں فلاں شخص قوم پنجاب سے زمین پنجاب میں جو پیدا ہوگا فلاں فلاں آیت کا مصداق بنے گا ہاں موافق آیت

و کذ لك جعلنا لکل نبی عدواً شیا طین ا لا نس و الجن یوحی بعضھم الی بعض ز خرف القول غرورا۔(الانعام:۱۱۲)۔

مندرجہ بالا کا مصداق ضرور ہونا ہے کہیں ہو کیونکہ شیاطین بصورت انسان اکثر ہیں ان کا اغوا خرابی دین کے لئے سب جگہ چلتا ہے بطمع افتخار دنیا خودتو گمراہ ہوئے ہی مگر بے چارے سادہ لوحوں کو بھی گمراہ کرتے اور چکمہ دیتے ہیں کہ پیر بھچڑی کی کڑھائی والوں کا سا حال ہو جاتا ہے یعنی سوائے ان کے کسی کام کے نہیں رہتے۔

ذرا غور فرمایئے کہ اللہ تعالی کیا صاف فرماتا ہے:

ھو الذی بعث فی ا لا میین رسو لاً منھم (الجمعہ:۲)

(وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں سے ایک رسول انہیں میں کا)۔

یعنی زمین عرب وقوم عرب قریش ان پڑھوں میں سے رسول ہوگا۔ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ایک مثیل رسول یا نبی بھی بوم پنجاب وقوم پنجاب سے کو پڑھ یا فلاں زمین میں پیدا ہوگا۔

اور نیز قولہ تعالی

قل انّما انا بشر مثلکم یو حی الیّ (الکہف۔۱۱۰)

(کہہ دے اے رسول سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہارے۔ وحی کی جاتی ہے طرف میری کہ معبود تمہارا معبود پاک ہے)

مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہدے اے محمد ﷺ کہ میں بھی مثل تمہارے ایک بشر ہوں۔ فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے تم پر نہیں آتی۔

لہذا بعض صاحبوں کو بخیال اس آیت کے یہ خلل دماغ میں پیدا ہوا کہ مدعی نبوت یا مثل نبی ہوئے۔

بزمانہ نزول آیت ہذا تمام صحابہ موجود تھے جن کی نسبت آیت لیستخلفنّھم وارد ہے اور نیز خلافت پر بھی مستفیض ہوئے انہوں نے نہ آئمہ نہ غوث وقطب وغیرہم نے دعوی کیا اپنے آپ کو مورد وحی فرمایا پھر آج ایسا کون بشر ہے جو خلاف اسلام مورد وحی ہو بلکہ یہی مثال بشر مثلکم بھی مجازاً ہے نہ حقیقتاً کیونکہ عام بشر اور انبیاء میں زمین وآسمان کا فرق ہے جن کے قطعی معصوم ہونے کی شہادت قرآن سے ثابت ہو چکی اور کسی کی نسبت ثابت نہیں ہوئی تو فرق بشریت بھی ضرور ہے رہا محفوظ ومعصوم ہونا یہ بھی انبیاء ہی کے لئے قرآن سے صادق ہے جس کا ثبوت ہم تنویر العینین و الجنان فی الاثبات خلافت الشیخین من القرآن میں دے چکے ہیں جس کا جی چاہے منگا کر دیکھ لے۔ غرض یہ انبیاء عظام واولیاء کرام کی حالت کو موافق اپنے حالات کے مثل یا حیات وممات ونشست وبرخاست کے مثل سمجھنا سخت جہالت اور لاعلمی ہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں

ہم سری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہم چو خود پنداشتند
گفتہ ایں کہ ما بشر ایشان بشر
ما وَ ایشاں بستہ خوابیم و خور
این ندانستند ایشاں از عمے
ہست فرقے درمیاں بے انتہا
ظالم آن قومے کہ چشماں دوختند
زیں سخن ہائے عالمے را سوختند
ہر دو گو آہو گیا خوردند و آب
زان یکے سرگین شدہ زاں مشک ناب
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ یکساں در نوشتن شیر و شیر

جواب خیال چہارم

یہ خیال بھی مثل خیال مسیلمہ کذاب ہے جس نے استدعا شرکت و دعوی نبوت کیا جس کا انجام سب کو معلوم ہے کیا ہوا یعنی عہد خلافت خلیفہ اول حضرت ابوبکر میں وہ تہ تیغ و فی النار ہوا لہذا خیال شرکت جو شرک فی النبوت کا مظہر ہے معدوم جب کہ اللہ تعالی اختتام نبوت اور تمام نعمتوں کا خاتمہ فرما دیا تو یہ مثل نبی ہونا بھی منجملہ اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے یا نہیں اے قادیانی و معتقدان قادیانی ذرا کان پھٹ پھٹا کر (یعنی کان کھول کر) سنئے اور بول اٹھئے اور یہی کہو گے کہ یہ بھی اسی کی نعمت ہے کے نکہ بغیر یہ کہے بن بھی نہیں پڑتی تو خاتمہ نعمت کا کیا جواب ہوگا جس سے انکار آیت اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کا صاف ظاہر ہے اور خدا کا یہ فرمانا اختتام نعمت کا غلط ثابت ہوتا ہے مثیل نبی کی ضرورت تو بعد وفات رسول ہی تھی اتنے عرصہ بعد آنا محض بے سود جس کی کہیں کچھ خبر نہیں ہے بلکہ ان کی خبر دی ہے جو اس کے لائق تھے۔

قولہ تعالی محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار۔(الفتح ۲۹)۔جس کا حاصل یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی اور ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔غرض جن سے استحکام دین کا ہونا اور جاری رہنا اللہ تعالی کے ارادہ میں مرکوز تھا ان کی تعریف فرما دی اور بعد رسول ﷺ کے حسب وعدہ آیت لیستخلفنّھم کے پورا ظہور کر دیا اور قادیانی کے ظہور کا کوئی نشان نہیں بیان فرمایا۔ ہاں اگر قادیانی یہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس آیت کا مصداق ہوں کیونکہ میں بھی اس وقت خود موجود تھا اب مکرر بطور آواگون کے ملک پنجاب میں پیدا ہوا ہوں، اس لئے کچھ پابند اسلام بھی ہوں، صحابہ نے جو اس وقت زندہ رہے مثل نبی کچھ کام انجام دیا مگر غلط بلکہ الٹا دین کو برباد کیا، اس لئے بہ ضرورت میں نے مثل نبی ہو کر قوم پنجاب میں جنم لیا ہے، تاکہ تجدید دین کی مکمل ہو جائے، تو شاید قوم ہنود تو ضرور کچھ سمجھ جاتے مگر اہل اسلام تو ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکاذبین کی مد میں شمار کرتے۔ جیسا کہ اب بھی سمجھتے ہیں۔پس جس قدر دعوی قادیانی کے ہیں سب دروغ پر دال ہیں۔اگر اس پر اطمینان نہ ہوا ہو تو اور سنئے

تبا ر ك الّذی نزّ ل الفرقا ن علی عبده لیکو ن للعا لمین نذیرا
۔ (الفرقان:۱) ۔(بہت برکت والا ہے جس نے اتارا قرآن اوپر بندہ اپنے کے کہ ہو عالم والوں کو ڈرانے والا)۔

یعنی تمام قرآن من اولہ الی آخرہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر اترا تا کہ جملہ مخلوقات کو تا قیامت ہدایت ہو۔

اے بھائیو جب کہ بشہادت خداوندی بوحی رسول اللہ ﷺ پر تمام قرآن کا اترنا ثابت ہو گیا پھر منجملہ اس کے چند آیتوں کو کوئی شخص بوحی الہام اپنی نسبت بیان کرے بھلا وہ خبطی و مجنون راندہ درگاہ الٰہی ہے یا نہیں۔

اور سنئے قولہ تعالی

و کذا لك انز لنا ہ حکماً عر بیا (الرعد:۳۷)

(اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں)۔

کیونکہ رسول عربی اور قوم بھی عربی، تا کہ بخوبی سمجھ جاویں اور یہ بھی فرمایا

انا جعلنا ہ قر آ نا عر بیا لعلکم تعقلو ن (الزخرف ۔۳)

۔(تحقیق کیا ہم نے اس کو قرآن عربی تا کہ تم سمجھو)۔

اللہ تعالی بتاکید فرماتا ہے کہ تمہاری زبان و محاورہ میں قرآن اتارا تا کہ تم جیسا سمجھنے کا حق ہے سمجھ جاؤ، دوسری قوم اس کی تہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ چنانچہ وہی بزرگان دین جن کا اول ہم ذکر کر چکے ہیں اس زمانہ قریب زمانہ رسول اللہ ﷺ کے لوگ ہیں جنہوں نے بہ ہزار کوشش وسعی اسلام دین کو حسب منشاء خداوندی شرح و بسطہ کر دیا۔ برخلاف ان کے کوئی غیر ولایت کا شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اہل فہم کے نزدیک قابل تو جہ نہیں ہے زبان داناں سخن سنج اس بات کو خوب سمجھ سکتے ہیں کہ فی زمانہ کے لوگ جو اپنے آپ کو عالم و فاضل سمجھتے ہیں ان بزرگان دین کی خاک پا کے برابر بھی نہیں۔ دیکھو اللہ تعالی مضامین آیات بالا کی بھی تصدیق فرماتا ہے

و ما ار سلنا من رسو ل ا لا بلسا ن قو مہ لیبیّن لھم

(ابرا ھیم : ٤)

(اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولتا اپنی قوم کی، کہ ان کے آگے کھولے)۔

اے ناظرین حق پسند! ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا صاف فرماتا ہے کہ ہم نے تمام قرآن محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا اور رسول بھی اسی قوم کا اور حکم بھی اسی زبان قوم عرب میں بھیجا۔ اسی طرح ہم نے اور نبی بھیجے کوئی قوم کے خلاف غیر نہیں بھیجا۔ پس جب اصل رسول و نبی کی یہ کیفیت ہے، تو قادیانی نبی یا مثل نبی قوم پنجاب میں مصداق وحی والہام کلام عرب کے کیوں کر ہو سکتے ہیں، ملک عرب میں جا کر اپنا رنگ جمایا ہوتا تو کچھ حقیقت بھی معلوم ہو جاتی۔

غرض جملہ دعویٰ قادیانی مخالفت آیات ہیں، جو محض کفر پر دال ہیں۔ ہاں اگر زبان پنجاب میں وحی کا آنا بیان کرتے تو اس آیت کے منافی نہ ہوتا۔ گو آیات دیگر مذکورہ بالا سے اس قسم کا دعویٰ بھی مردود ہوتا، مگر ان کے چیلے جہل مرکب کے تو کچھ آنسو بچ جاتے۔

لو صاحب یہ تو تمہارے دعویٰ وحی و مثیل نبی وغیرہ چیں پٹاخ کا جواب تھا۔ اب ہماری سنئے۔

یہ آیت مستدعوی مرزا قادیانی مذکور الصدر کے وہ معنی و مطالب لیجئے کہ پھر جائے دم زدن نہ رہے۔ پس مناسب ہے کہ اول ربط آیت معلوم کرے، اور ماقبل و مابعد کی آیت کے معنی و مطالب کو ذہن نشین کر کے بحصول مراد معنی آیت میں غور کرے، انشاء اللہ تعالیٰ صحیح معنی و مطالب پر کامیابی ہوگی۔

ربط آیت اس طرح پر ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے قبل آیت میں اپنے رسول و مومنین پر تسکین اتاری اور اطمینان عنایت فرمایا۔ پھر یہ تصدیق فرمائی کہ اللہ نے سچ دکھایا اپنے رسول کو خواب تحقیق تم داخل ہو رہو گے مسجد حرام میں جو اللہ نے چاہا، چین سے بال منڈاتے اپنے سروں کے اور کترتے بے خطرہ، پس جانا جو تم نہیں جانتے۔ پھر ٹھہرا دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک یعنی فتح مکہ۔

دیکھو اس آیت کی تسکین و فتح وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ و مومنین اس وقت کے شریک و مصداق خوش خبری کے ہیں۔ وہی صاحب فتح یاب مکہ معظّمہ ہو کر داخل رب البیت ہوئے۔ بعد اس کے مومنین کے حق الیقین ہو جانے کو یوں فرمایا:

هو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظهره علی

الدین کله و کفی با لله شهیداً (الفتح:۲۸)۔

(وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول یعنی محمد ﷺ راہ پر اور سچے دین پر کہ او پر رکھے اس کو ہر دین پر اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنے والا)۔

اب آگے اس کے ارسل رسو له کون ہیں؟ فرماتے ہیں:

محمد رسو ل الله و الذین معه اشداء علی الکفار۔(الفتح:۲۹)۔

(محمد رسول اللہ ﷺ اور جو اس کے ساتھ ہیں سخت یعنی زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپس میں)

سبحان اللہ یہ ہی ہیں سچے مومنین جن کی خداوند عالم صاف خبر دے کر کیسی تعریف فرماتا ہے۔

واقعہ بھی جس کی پوری پوری شہادت دیتا ہے کہ ان کی سعی اور کوشش سے بمدد ایز دی اسلام ایک مدت تک سب پر غالب رہا۔مکہ مدینہ سے روم شام وغیرہ سب فتح ہوا اور قبضہ میں آ گیا اور ہنوز قبضہ میں ہے۔غرض اسلام دین ایسا جم گیا کہ ظاہراً تمام دینوں پر غالب ہوا،اور دلیلاً تا قیامت سب پر غالب رہے گا۔نہ معلوم قادیانی نے کس دلیل سے اس آیت کو اپنی طرف منسوب کیا اور کس چیز پر غالب ہوئے۔ ملک پنجاب یا قصبہ قادیان پر؟۔اور صرف یہ کہنا کہ از روئے دلیل سب مذاہب پر غالب ہوئے۔محض غلط ہے۔ہر مذہب والا یہی کہتا ہے کہ ہماری دلیل سب پر غالب ہے۔ پس اس لنڈوری دلیل سے کام نہیں چلتا۔دیکھو رسول اللہ ﷺ نے کیسے کیسے دلائل کے ساتھ غلبہ کیا،مگر کارگر نہ ہوا۔انجام حکم جہاد ہو گیا۔آپ ﷺ نے اور نیز خلفاء مومنین وغیرہ نے کیسا ظاہر غلبہ اسلام ثابت کر دکھایا کہ ہنوز ظاہراً اور دلیلاً غلبہ دونوں طرح ثابت ہے۔مگر قادیانی کا نہ معلوم کس دلیل سے یہ دعوی ہے۔کیا اپنے بیان کو اپنے نزدیک غالب سمجھا ہے جیسے بہت سے فرقے جواب موجود ہیں سب اپنے اپنے زعم میں دلیل خود کو غالب جانتے ہیں جو من جمیع الوجوہ باطل ثابت ہیں۔اللہ تعالی نے بھی ان کی نسبت کل حز ب بما لد یھم فر حو ن (روم:۳۲) فرما دیا ہے۔ایسے پوچ دعوے سے کام نہیں چلتا ہے کیونکہ دعوی مثیل نبی و دعوی وحی والہام وغیرہ قادیانی تو از روئے نص قرآن باطل ثابت ہو چکا ہے اور نیز نص حدیث سے بھی باطل ثابت ہے

چنانچہ منجملہ احادیث کے (اول) یہ حدیث مسلم میں مذکور ہے

عن انس قال قال ابو بکر بعمر بعد وفاۃ رسول اللہ ﷺ انطلق بنا الی ام ایمن نزورھا کما کان رسول اللہ ﷺ یزورھا فلما انتھانا الیھا بکت فقالا لھا ما یبکیك اما تعلمین ان ما عھد اللہ تعالی خیر الرسول اللہ ﷺ فقالت انی لا اعلم ان ما عند اللہ تعالی خیر الرسول اللہ ﷺ و لکن ابکی ان الوحی قد انقطع عن السماء بھیجتھا؟ علی بکاء فجعلا یبکیان معھا بلفظ ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے بعد وفات نبی ﷺ کے کہ ام ایمنؓ کے پاس چلو تا کہ ان کی زیارت کریں جیسا کہ نبی ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے پس جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں پس ان اصحاب نے کہا کہ کس چیز نے تم کو رلایا تم جانتے نہیں ہو کہ جو چیز نزدیک اللہ کے بہتر ہے وہ بہتر ہے نبی ﷺ کے حق میں پس انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں روتی ہوں اس سبب سے کہ مجھے علم نہیں ہے کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اچھی ہے (یعنی اس بات کو میں جانتی ہوں) لیکن میں روتی ہوں اس بات پر کہ وحی آسمان سے منقطع ہوگئی ۔ پس حضرت ام ایمن نے دونوں اصحاب کو رونے پر آمادہ کیا اور وہ رونے لگے ان کے ہی ساتھ ۔

دوم حدیث ۔

انا العاقب و العاقب الذی لیس بعدہ نبی (ترمذی ۔ ج ۲ ص ۱۱۱)

(فرمایا نبی ﷺ نے کہ میں پیچھے رہنے والا ہوں اور پیچھے رہنے والا وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے) ۔

اور احادیث میں جا بجا یہی الفاظ موجود ہیں ختم بی النبیون و ختم الرسل جس کا ترجمہ یہ ہے میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے اور میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے ۔ اور نیز ترمذی کی یہ حدیث مختصراً لکھی جاتی ہے:

و انّہ سیکون فی امّتی کذابون ثلاثون و کلّھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ ۔ ترمذی ج ۲

ص ۴۵)۔(تحقیق قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے ہونگے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔

پس حدیث سے بھی وحی کا اتر نا منقطع ثابت ہوا۔ اور ۲۔۳ حدیث سے اصل نبی یا مثل نبی یعنی مصنوعی وغیرہ سن کے نزدیک تردید کامل ہوگئی اور جھوٹے دعوے داران نبوت وغیرہ کی خبر دی گئی کہ جب اصل ہی نہ رہی تو اس کی نسل ومثل اور شاخ وغیرہ کہاں سے ہوں گی۔

علاوہ ازیں ہر ایک نبی اپنے بعد کے نبی کی خبر دیتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسی ابن مریم نے حضرت محمد ﷺ کی خبر دی جس کا قرآن شریف شاہد ہے:

یأتی من بعدی اسمه احمد۔(الصّف)۔

(فرمایا حضرت عیسی نے کہ میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام احمد ہوگا)

پس حضرت محمد ﷺ نے مثل عیسی بن مریم کو یہ ان کے مثیل ہونے کے بھی مدعی ہیں بایں الفاظ یہ پیشین گوئی کیوں نہ فرمائی:

یأتی من بعدی اسمه غلام احمد قادیانی ابن پنجابن

(یعنی میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے بیٹا پنجابن کا)

اس سے البتہ اصل ومثیل عیسی کا اثبات ضرور ہوتا مگر چونکہ یہ برخلاف حکم قرآن وانبیاء کے تھا اس لئے ایسی پیش گوئی آپ کیوں فرماتے بلکہ یہ پیشین گوئی تیس جھوٹوں کی جو اپنے آپ کو نبی گمان کرے گا صاف بیان فرمادی چنانچہ منجملہ فرمودہ پیشین گوئی کے چند جھوٹے نبی جو سابق میں گذر چکے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ملک پنجاب میں برآمد ہوئے بلکہ دو ایک اور بھی منجانب یورپ وافریقہ سنے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس پر اور بھی یہ طرہ بوحی ظاہر ہوا ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۶۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ میں تحریر فرمایا ہے کہ

اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك

یعنی اے قادیانی جو تو چاہے سو کر بیشک ہم نے تجھے بخش دیا

ناظرین ذرا غور فرمائیں! کیوں نہ سادہ لوح اس طرح راغب ہوں۔ مفت اور بے مشقت کی دولت بٹ رہی ہے۔ بقول بن مانگے موتی ملے نہ بھیک تمام انبیاء و

صدیقین و صالحین وغوث وقطب وغیرہ طلب بخشش کے مستدعی ہیں اور ترقی اسلام دین میں اپنے اپنے وقت میں کیسی کیسی محنت و مشقت اٹھائیں اور اسی بخشش کے لئے تمام دنیا کے لوگ خواہش مند ہیں کسی کو ایسا صلہ دنیا میں آج تک نہ عطا ہوا۔

اصل نبیوں کا اور دیگر معزز صاحبان کا تو یہ حال ہوا مگر مثل نبی قادیانی کو نہ معلوم کس کارگزاری کا یہ انعام عطا ہوا دنیا میں ہی سب قیدیں اٹھ گئیں۔ عبادت وغیرہ کی تکلیف اٹھانے سے فرغ البال ہو گئے اور تمام جہان کی عیش وعشرت مباح کیا حلال ہو گئی

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند
جو گناہ کیجئے ثواب ہے آج

پس شراب خوری وحرام کاری وخنزیر خوری وغیرہ کی کچھ روک ٹوک نہ رہی۔ جو چاہیں کریں اور گویا مثل بیان نصاریٰ کہ عیسیٰ مسیح صلیب پا کر تمام مخلوق کے گناہوں کا کفارہ ہوئے اس لئے ان کو آزادی حاصل ہو گئی۔ ایسے ہی گویا معتقدان مثیل عیسیٰ قادیانی کے گھر تو عید ہو گئی اور بخش دیئے گئے اور جو چاہیں کریں تو معتقدان کو بھی مثل نصاریٰ آزاد ہونا ضرور لازم ہے اس لئے بہت سے عالی فہم جوق در جوق ان کی طریقت میں داخل ہو گئے۔

اب کیا غم ہے خوب گل چھرے اڑائیں تمام انبیاء کو تو تاکید پر تاکید عبادت مگر مثیل عیسیٰ کو یہ آزادی جو اصل نبی حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بھی نصیب نہ ہوئی تھی اور ختم المرسلین ﷺ پر تو مزید برآن زیادہ تر ان کی خاص ذات پر عبادت کی قید اور زیادہ بڑھائی گئی مگر دوسرے کریں تو ثواب ہے ورنہ ان پر فرض نہیں ہے چنانچہ سورہ مزمل میں اللہ کس طرح اپنے حبیب کو فرماتا ہے مگر باوجود اس اعزاز کے وہ آزادی نہ حاصل ہوئی قولہ تعالیٰ

یا ایّھا المزّ مّل ۔قم ا للیل ا لا قلیلا ۔ نصفه أو انقص منه قلیلا۔
او زد علیه و رتّل القر آ ن ترتیلا ۔ (المز مل : ۱۔٤)

(اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کم آدھی رات یا اس سے کم تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول پڑھ قرآن کو صاف ہم آگے ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری بات)۔

غرض ایسے اولوالعزم انبیاء کی تو یہ کیفیت اور میاں غلام احمد قادیانی کی یہ

وسعت آزادی کا بیان جو ہرگز کسی اہل فہم کی سمجھ میں نہ آوے گا۔ عقلاً ونقلاً کسی طرح پر ہو کیوں کر قابل توجہ ہے کہ یہ الیوم اکملت لکم وغیرہ کے مخالف ہے کہ اس آیت سے تو دین محمدی کا کامل ہو جانا ثابت ہے، قادیانی دعووں اور اعمل ما شئت ، اور هو الذی ارسل رسوله بالهدی سے دین محمدی کا غیر مکمل و ناقص رہنا نکلتا ہے۔ اب تو ناظرین کو یقین واضح ہو گیا ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ثبوت وغیرہ تو اب قلا بازیاں کھانے لگیں اب بازی لے جانا ذرا کام رکھتا ہے۔

مخالفت قرآن و حدیث و انکار ثابت ہے جو واقعی کفر ہے اب رہی دیگر آیت

قل انّما بشر مثلکم یوحی الیّ (براہین وتذکرہ)....

اور نیز آیت

و ما ارسلناك الا رحمة للعالمين (تذکرہ)

کو مرزا غلام احمد قادیانی نے تذکرہ وغیرہ میں اپنی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کا وصف خاص ہے۔ غرض اس طرح اور بھی آیتیں ہیں ہم کو بوجہ طول ان کے تحریری جواب مفصل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وہی ایک آیت کا جواب مذکورہ بالا ان سب آیتوں بارے میں عاقل کے سمجھنے کو کافی ہے پس زیادہ طول دینا فضول ہے۔

کیوں اے قادیانیو! اب بھی کچھ سمجھ میں آیا۔ یا نہیں۔ یا اگر تعصب وغیرہ کو دور کر کے غور کرو گے تو انشاء اللہ ضرور صراط مستقیم قدیم پر کامیاب ہو گے۔ اور اگر ختم الله علی قلوبھم کی مصداق ہو گئے، تو البتہ عالم مجبوری ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔ آمین

اے انصاف پسند یارو! اگر اس اثبات واضح معروضہ متذکرہ بالا میں پھر کوئی وسوسہ شیطان ڈالے تو اس کے مزید اطمینان کے لئے اتنی اور گذارش ہے کان کا میل نکلوا کر غور سے سنئے اللہ تعالیٰ جابجا اپنے رسول کو یوں خطاب فرماتا ہے۔ یعنی کہیں صاف نام سے:

محمد رسول الله

اور کہیں :

الذین یتبعو ن الرسو ل النبی ا لا می الذی یجدو نه مکتو باً عند هم فی التوراة و ا لا نجیل۔ (الاعراف۔۱۵۷)

(جو پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی)۔

اور کہیں یوں فرمایا:

قل یا ایّها النّاس انّی رسو ل الله الیکم جمیعاً (الاعراف۔۱۵۸)

(کہہ دیجئے اے لوگو! میں فرستادہ اللہ کا ہوں طرف تم سب کے)۔

اور کہیں اس طرح فرمایا:

لا اله ا لا هو یحی و یمیت فآ منوا با لله و رسو له النبی ا لامی

(الاعراف: ۱۵۸) نہیں کوئی معبود مگر وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور رسول پر اس کے جو نبی امی ہے

اللہ تعالی نے جا بجا صاف خاص نام، اور کہیں لقب امی وغیرہ سے خطاب فرمایا کہ ان کے سوائے کسی کی پیروی نہ کرنا، مگر کنایتاً واشارتاً یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ایک مثیل قادیانی پنجابی جو فلاں صدی میں ہوگا اسی کی پیروی ضرور کرنا۔ بلکہ یوں فرمایا اگر چہ آیت کی شان نزول کسی خاص جانب کیوں نہ ہو مگر عام امت کے لئے نمونہ ہدایت ہے، قولہ تعالی:

و ان تطع اکثر من فی ا لا ر ض یضلو ك عن سبیل الله

(الانعام:۱۱۶) (اور اگر اطاعت کرے تو اکثر کی زمین والوں سے بہکا دیں گے تجھے راہ سے اللہ کی نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکل کرتے)۔

ان ربك هو اعلم من یضل عن سبیله و هو اعلم بالمهتدین

(الانعام:۱۱۷)۔

(بے شک رب تیرا وہی دانا تر ہے اس کا کہ بہکا راہ سے اس کی اور وہ خوب جانتا ہے)۔

ظن و قیاس بھی دو ہیں۔ پہلا محض بے اصل یا مجرد رائے پر۔ جیسے اہل بدعت اور اہل ضلال کے اصول یا رسم پرستوں کا معمول۔ یہ عقلاً ونقلاً مردود ہے۔

دوم جو علمی مقدمات سے مستنبط اور کتاب وسنت کی شہادت سے مستفاد ہو۔

وہ واجب العمل ہے۔

صاحبو! اب تو خواب غفلت سے جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔اس آیت کے مصداق کیوں ہوتے ہو۔ایسی کجروی رائے مجرد سے جو محض بے اصل ہے،دور بھاگو اور راہ مستقیم قدیم جس کا ثبوت مذکورہ بالا عبارت سے تم پر بخوبی واضح ہو چکا اختیار کرو۔کیونکہ دھوکہ بازوں کی نسبت اللہ یوں فرماتا ہے:

و ان الشیا طین لیو حو ن الی او لیا ء ھم لیجا دلو کم و ان اطعتمو ھم انکم لمشر کو ن (الانعام:۱۲۱)۔

(اور بے شک شیطان وحی کرتے ہیں یعنی ڈالتے ہیں طرف اپنے دوستوں کی کہ جھگڑیں تم سے اور اگر اطاعت کی تم نے ان کی تو بیشک تم شرک کرنے والے ہو جاؤ گے)

لو یارو! اب تو ایمان لاؤ اور بشہادت خداوند تم کو ضرور حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگا کہ دعوی وحی والہام جس کا مشرح بیان گزرا وسوسہ شیطانی ہے اب ایسے شخص کے پاس ہرگز نہ پھٹکنا ورنہ مشرک محض ہو جاؤ گے

آیت سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے۔تو جب وحی آنا بند ہوگیا جس کا اثبات اوپر گذر چکا،تو یہ ضرور شیطان کی طرف سے ہے جس کی خبر خداوند عالم نے پہلے ہی قرآن میں دے دی ہے۔اے ناظرین ذرا انصاف سے نظر کرو گے تو ضرور حق ظاہر ہو جائے۔اے انصاف پسندو! یہ عرض ہے کہ پہچان طریقہ حقہ ہر فریق سے اور نیز دعاوی مدعی کاذب یعنی مثیل نبی و وحی والہام وغیرہ کی تردید و اثبات حق بطریق اسلام قدیم کے تو اس عاجز نے فراغت پائی۔اب نسبت فساد اعتقاد مرزا قادیانی اور ان کے پیروؤں کی جو معجزات انبیاء کی بابت ان کی تحقیقات میں تحریر ہیں درج ذیل کئے جاتے ہیں۔وہ ان کے دعوے بطلان کے لئے عمدہ شواہد کافی وافی ہیں اور ناظرین خود تمیز کرلیں گے کہ واقعی درست ہے۔

معجزات انبیاء صلوۃ اللہ علیھم ۔
بیان قادیانی:

انبیاء کے معجزات دوقسم کے ہیں ۔ایک وہ جومحض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیراور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر ہمارے نبی ﷺ کا معجزہ تھا اور خدائے تعالی کی غیر محدود قدرت نے ایک راست باز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دکھایا تھا۔

دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الہی سے ملتے ہیں ۔ (ازالہ اوہام ۔ص ۳۰۱)

نوٹ : یہ تفصیل خلاف جمہور قادیانی کہی جو امور آسمان پر واقع ہوں اور دنیاوی انسان کو نظر بھی آجاویں تو وہ گویا معجزہ نبی کا ہے کہ خدا تعالی کی غیر محدود قدرت نے انبیاء کی اظہار عظمت کے لئے دکھایا اور جو زیر آسمان یعنی ہوا، یا زمین پر، یا پانی پر، یا پانی کے اندر، یا زیر زمین ہو، وہ معجزہ نہیں ۔ وہ معجزہ خرق عادت عقلی ارضی ہے جو گویا ہر مخلوق انسان غیر انسان کافر مشرک وغیرہ سب میں ظہور پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جملہ انبیاء کے معجزات کا باعث انکار ہے قادیانی کی جدید علم دانی نے معجزہ وخرق عادت کے عجب معنی گھڑے ہیں مگر تعجب یہ ہے کہ سماوی امور میں تو خدا تعالی کی غیر محدود قدرت کی طرف منسوب کر کے معجزہ انبیاء قرار دیا جائے اور ارضی امور کو عقلی معجزہ جو اس خارق عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوں خدا تعالی کی غیر محدود قوت سے خارج کر دیا گویا ان کا بانی کوئی اور ہوگا اور برائے نام الہام الہی سے ملتی ہے، کی شق جس کی کچھ حقیقت نہیں ہے، لگا دی جو دفعات آئندہ میں واضح ہو جائے گی مگر بسا تعجب یہ کہ معراج رسول اللہ سے کیوں انکار ہے جس کا بیان آگے آتا ہے وہ بھی تو ایک سماوی معجزہ ہے شاید بوجہ آنکھ سے دکھائی دینے کے اس کا انکار ہے حالانکہ اسی بنا پر بہت سے لوگوں کا معجزہ شق القمر سے بھی انکار ہے ۔مگر اسی خدا تعالی کی غیر محدود قدرت نے جسے چاہا معراج کو اس آنکھ سے کیا بلکہ دل کی آنکھ سے بھی دکھا دیا مگر ہاں جو اس کی درگاہ پاک سے مرفوع القلم ہیں ان کو البتہ محروم رکھا وہ اسی قابل اور یہ اس قابل ہیں

مولانا روم نے سچ فرمایا

ہر کسے راہبر کارے ساختند
میل او را در دلش انداختن

کیونکہ جنت و دوزخ ان دونوں کے بھرت کا خیال بھی امر ضروری تھا، پس قادیانی کے اس پیرایہ بیان سے صرف معجزہ شق القمر کا اقرار ہے باقی تمام معجزات انبیاء سے انکار اور خارق عادات عقلی الہامی میں شمار جو ہر مخلوق خدا یعنی جن وانس وحیوان جانور وغیرہ کو بھی حاصل ہے مثل شیر بلی چوہا گیدڑ کتا سور وغیرہ کو بھی ہوتا ہے گو یا یہ وقعت اور تعریف معجزات انبیاء کی قادیانی کے نزدیک بیان ہوئی جیسے انسان نے خارق عادات الہامی کے ذریعہ سے صدہا عجوبات مثل جہاز وریل وتار وغیرہ ظاہر کئے جیسے جانوران وغیرہ اپنے اپنے دشمن کو بوقت شکار فوراً معلوم کر لیتے ہیں اور جیسے سور کے سامنے ٹکڑا گوشت کا اور چرکین رکھا جاوے تو وہ چرکین ہی کھانے کو دوڑتا ہے اس کو خارق عادت الہامی سے اطلاع ہوئی کہ تیری غذا چرکین ہے اور اسی طرف اس کا میلان ہے واقعی قادیانی کی یہ خود تراشیدہ تشریح بہت قابل وقعت ہے شائد یہی دلیل میلان الہامی مثیل انبیاء کا ہونا مراد ہے، تو ایسے الہام تو ہر ایک میں ثابت ہو گئے اگر مرزا قادیانی کو بھی اس قسم کا الہام خارق عادت ہے تو ہم کو بھی کچھ بحث نہیں وہ خود ہی اپنے الہام کی تعریف کے مکذب ہوئے غرض اسی بنا پر اپنی مجر درائے سے حضرت عیسیٰ کے معجزات کی وہ چتھاڑ فرمائی ہے کہ ان کو کسی کام کا ہی نہیں رکھا جو درج ذیل ہے۔

بے ہودہ چتھاڑ معجزات حضرت عیسیٰ از جانب قادیانی

دفعہ نمبر ا۔

پس کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی گئی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے سے پرندوں کی طرح پرواز کرتا ہو یا پیروں پر چلتا ہو کیونکہ مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے (ازالہ اوہام۔ ص ۳۰۳)

دفعہ ۲۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسیح کے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمر یزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۰۵)

دفعہ ۳۔

حضرت مسیح سے وہ مردے جو زندہ ہوئے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ میں مر جاتے تھے اور حضرت مسیح اس عمل میں کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے اور یہ جو میں نے مسمر یزی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے یہ الہامی نام ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۱۱،۳۱۳)

نوٹ: شائد یہ وہی الہام ہے جس کی ابھی اوپر تعریف بیان کی ہے جس کو خود ہی خارق عادت قرار دیا ہے افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے قریب الموت کو مردہ سمجھ کر بے جا اعتراض کیا۔

دفعہ ۴،

(براہین احمدیہ تمہید پنجم) یہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اندھوں لنگروں کو شفا حاصل ہوئی تو بالیقین یہ نسخہ مسیح نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا (قادیانی خزائن۔ج ا ص ۵۳۰۔۵۳۱)

جو عبرانی میں بیت خدا کہلاتا ہے (قادیانی خزائن۔ج ا ص ۵۲۱)

اور جا کا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی اس میں اترتا کیسی ہی بیماری کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا (قادیانی خزائن۔ج ا ص ۵۲۳)

اور جس پر حضرت مسیح اکثر جایا بھی کرتے تھے (قادیانی خزائن۔ج ا ص ۵۳۳)

اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ ایک کھیل تھا اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی جیا کہ سامری کا گوسالہ (ازالہ اوہام۔ص ۲۲۲، قادیانی خزائن۔ج ۳ ص ۲۶۳)

دفعہ ۵۔

اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے یہ عاجز کم نہ تھا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۰۹۔ قادیانی خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

دفعہ ۶۔

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۲۳)

دفعہ ۷۔

تمہید پنجم براہین احمدیہ۔ پس مسیح کے معجزات سب کے سب محجوب الحقیقت ہیں کیونکہ وہ بظاہر صورت مکران؟ سے مشابہ تھی۔

(قادیانی خزائن۔ ج ا ص ۵۵۷ ملخصاً)

ہمارے نبی ﷺ کا سیر معراج آسمانوں پر اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا (کیونکہ کسی بشر کا آسمانوں پر جانا خلاف عادۃ اللہ یعنی خلاف قانون قدرت ہے) اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقات اس کو ثابت کر چکی ہیں پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کسی قدر لغو خیال ہے بلکہ وہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں مین مولف خود صاحب تجربہ ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۴۷)

نوٹ: مگر قادیانی نے معجزہ شق القمر کے اقرار کے وقت پرانے و جدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ رکھا کہ یہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہو گیا؟ اور اب یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ جو ظاہری طریق پر اہل اسلام کا ڈھچر بنا رکھا ہے یہ بے چارے سادہ لوحوں کو پھانسنے کا جال پھیلایا ہوا ہے کیونک ان کے حسب بیان

دفعہ ۸۔

مندرجہ بالا کے مطیع فلسفہ پرانے اور جدید کے پائے جاتے ہیں جو خلاف نص ہے اور

جس نے اتباع رسول اللہ ﷺ نہ کی وہ اسلام دین سے باہر ہو گیا

قولہ تعالیٰ:

و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه (آل عمران: ۸۵)
اور جو کوئی چاہے سواء اسلام کے دین پس وہ ہرگز قبول نہ ہوگا۔،

پس یقیناً اتباع طریق فلسفہ نے قادیانی کو باعث انکار معراج ثابت کر دیا اور نیز اس آیت کا بھی انکار ثابت ان الله علی کل شیء قدیر (آل عمران: ۱۶۵)،
بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اور بخیال قادیانی وہ قادر مطلق نہیں کیونکہ وہ اپنے قانون قدرت میں محدود و مقید ہے، تو وہ قابل خدائی نہ رہا تو ضرور ان کو ایک قادر مطلق ماننا پڑے گا جب یہ تسلیم ہوگا تو ان کا وہ بیان بالا غلط ہو جائے گا اور حسب بیان ان کے خدا تعالیٰ کی یہ صفت تعجب خیز ہے جس کی غیر محدود قدرت کی تعریف قسم معجزہ اول میں بیان فرمائی ہے وہ اب محدود مقید ثابت ہوتی ہے۔ سبحان اللہ! ایسے عالی اور باریک فہم کے لوگ دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں اور معراج رسول اللہ ﷺ کو جو کشفی معراج ہے جس کا قادیانی کو خود تجربہ ہے بیان کیا ہے تو گویا قادیانی کو معراج بھی مثل رسول اللہ ﷺ ہو گئی سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال۔ کجا قادیانی کجا رسول مگر یہ تو فرمایئے آیا یہ معراجی تجربہ از قسم تشریح دوم مذکورہ بالا یعنی الہامی فرق عادت یا وحی سے یا کسی اور قسم سے ہے۔ مگر کوئی اور قسم تو بیان ہی نہیں فرمائی لامحالہ وہی قسم دوم قائم رہے گی تو اس کی کیفیت فضائل رحمانی یا شیطانی ہونے کا ثبوت بسط کے ساتھ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پردہ چشم حیا کو اٹھا کر خوب سمجھ لیجئے اور پھر انصاف سے فرمایئے کہ کون ٹھکانے کی کہتا ہے اور سنئے

براہین احمدیہ تمہید ۶ میں مسیح کی پیش گوئیاں سے بھی انکار ہے

(قال) مسیح کی پیش گوئیاں اس لئے محجوب الحقیقت ہیں کہ وہ بظاہر صورت نجومیوں اور کاہنوں اور مورخوں کے طریقہ بیان سے مشابہ ہیں

(قادیانی خزائن۔ج ۱۔ص ۵۵۸ ملخصاً)

اقول: اس اعتراض کی تردید صفحہ ۲۵ میں گزری اس جگہ مکرر بیان کی ضرورت نہیں صفحہ ہذا کو ملاحظہ کر لیا جاوے ورنہ جواب و اثبات تفصیلی معجزات انبیاء جو آئندہ

آئے گا نظر سے گذرے گا۔

اثبات معجزات وپیشین گوئیاں انبیاء ازنص قرآن

(اصل مسودہ سے صفحہ ۳۴۔۳۵ غائب ہیں)

کہا اللہ کی پناہ جبریل نے فرمایا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تمہیں خوش خبری سناتا ہوں کہ کلمۃ اللہ تم سے پیدا ہوں گے جو دنیا میں کثرت معجزات اور نزول قرب قیامت اور قتل مسیح دجال وکسر صلیب ومنکشف انصار سے عزت والے ہوں گے اور قیامت کے میدان میں اللہ تعالی انہیں مراتب اعلی عطا فرمائے گا اور مقام قرب میں جگہ ملے گی۔ (خلاصہ التفاسیر۔ج ا ص ۲۵۴)

اور یہ بھی فرمایا:

و يكلّم النّاس فی المهد و كهلا و من الصّا لحين (آل عمران:۴۶)

(اور کلام کرے گا آدمیوں سے پالنے میں اور کہولت میں اور نیکوں سے ہے)۔

اے ناظرین وخادمان مرزا قادیانی ومیرٹھی وغیرہ تم کوقسم ہے اپنے جد امجد کی انصافاً اس تعریف فرمودہ خداوند تعالی سے اور قادیانی کے بیان توہین بالا سے مقابلہ کرتے جانا کیونکہ آخر حق پر ایمان لانا ضروری ہے اور بعد اس کے اللہ تعالی حضرت مریم کا بیان یوں فرماتا ہے قولہ تعالی:

قا لت ربّ انی یکو ن لی ولد و لم یمسسنی بشر قا ل کذا لك الله يخلق ما يشاء اذا قضى امراً فا نما يقول له كن فيكو ن

(آل عمران۔۴۷) (کہا اے رب کہاں سے ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہ چھوا مجھے کسی آدمی نے کہا ایسا ہی اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب حکم کرے کسی کام کا یہ کہتا ہے واسطے اس کے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے)۔

حضرت جبریل کی بشارت سن کر مریم بتعجب بولیں میرے لڑکا کس طرح ہوگا مجھے تو کسی مرد نے چھوا بھی نہیں۔ جبریل نے کہا اللہ جسے چاہتا ہے یوں ہی پیدا کرتا ہے۔ جب کوئی کام کرنا منظور ہوا فرمایا (کن) ہو جا۔ پس وہ شیء موجود ہوگئی۔ اسے اسباب وآلات کی حاجت نہیں۔ یہ لڑکا بھی یوں ہی پیدا ہوگا۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک ان کے قانون قدرت کے یہ آیت مخالف ہے۔
اور فرمایا:

و یعلّمه الکتاب والحکمة و التّوراة و الانجیل۔ و رسولًا الی بنی اسرائیل (آل عمران ۴۸۔۴۹) (اور سکھائے گا اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور پیغمبر ہے طرف بنی اسرائیل کے)۔

کیوں صاحبو! یہ آیات قرآنی جو کلام الٰہی ہیں آپ کے ملاحظہ سے گذریں۔ اب بھی یقین کلی ہوا یا نہ۔

ذرا غور فرماؤ اللہ تعالیٰ تو حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کو ذی وجاہت دنیا اور آخرت اور مقربوں سے فرمائے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کو سامری بازی گر، نجومی، لہولعبی سے تشبیہ دیں، جس سے عیسی خود سامری بازی گر ہوئے۔

خدائے تعالیٰ تو فرماوے کہ وہ پالنے اور کہولت میں باتیں کرے گا۔ یہ بھی معجزہ ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی انکار کرے۔

اور اللہ تعالیٰ تو حضرت مریم کی اطمینان فرمائے کہ اللہ جو کرنا چاہے کہتا ہے کہ ہو جاؤ، پس وہ ہو جاتا ہے۔ بے باپ لڑکا ہونے میں تعجب نہ کر اور ہم سکھائیں گے عیسی کو کتاب وحکمت اور پیغمبری طرف بنی اسرائیل کے اور مرزا قادیانی ان کو سامری، بازی گر، نجومی، لہولعبی وغیرہ بتائے۔

کیوں صاحبو! یوسف نجار کو حضرت عیسی مسیح کا باپ، مرزا قادیانی کا بتانا اور قانون قدرت فلسفہ جس کی وجہ سے معجزہ ومعراج روحی وجسمی سے انکار ہے صحیح ہے یا قانون قرآن خداوندی صحیح ہے۔ یقین سے کہو گے کہ قرآن صحیح ہے۔ پھر اگر کوئی ایسے بزرگ نبی کی نسبت اپنی کور باطنی وسیاہ قلبی سے بازی گر وسامری ونجومی وغیرہ سے تشبیہ دے اور حضرت عیسی کا مثل نصاری باپ بھی قرار دے، اور قرآن جو قانون خدا ہے چھوڑ کر قانون قدرت فلسفی پر یقین کرے، تو آپ ہی از روئے انصاف فرمائیں کہ وہ شخص بصورت انسان بحقیقت مجسم شیطان ہے یا نہیں۔ چنانچہ مولانا روم بھی ارشاد فرماتے ہیں

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشائد داد دست

پس ایسے شخص سے دور بھاگنا اور پناہ مانگا چاہیے۔موافق فرمودہ خداتعالی

الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنّة و النّاس

(الناس:۵۔۶)وہ جووسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینہ لوگوں کے جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے

پس ایسے شخص کے نام پرفوراً لاحول پڑھ لیا کرو،تاکہ اس کے اثر سے محفوظ رہو۔اور سنئے جب حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے تو یہ ارشاد کیا جس کو اللہ تعالی اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے:

انّی قد جئتکم بآ یة من ر بّکم ا ن ا خلق لکم من الطّین کھیئة الطّیر فا نفخ فیه فیکو ن طیراً با ذن اللّه و ابریء ا لا کمه و الا بر ص و ا حی المو تی با ذن اللّه و انبّئکم بما تأکلو ن و ما تدّ خرو ن فی بیو تکم ان فی ذ لك لآ یة لکم ان کنتم مو منین

(آل عمران ۔۴۹)(میں لا یا ہوں تمہارے پاس نشانی رب سے تمہارے میں پیدا کرتا ہوں واسطے تمہارے مٹی سے ایک صورت بصورت چڑیا کے پس پھونکتا ہوں میں اس میں۔ پس ہو جاتی ہے چڑیا حکم سے اللہ کے اور اچھا کر دیتا ہوں اندھوں کو اور کوڑھی کو۔اور زندہ کرتا ہوں میں مردے کوحکم اس کے سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں بے شک اس میں نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے)۔

اب خیال رہے کہ حضرت عیسیٰؑ کیسے کیسے معجزات و واضح نشانیاں اللہ کی طرف سے لائے جن کی اللہ تعالی شہادت فرماتا ہے اور مرزاغلام احمد قادیانی حسب دفعات نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۷ مذکورہ بالا برخلاف ومنکر آیت ہذا صریح ثابت ہیں کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

و جئتکم با یة من ر بّکم

اور لایا میں تمہارے پاس نشانی رب سے تمہارے۔(یعنی معجزے)

بھلا اب بھی تعین ہوا کہ جو شخص ان آیات کو جھٹلائے گا وہ مخالف خدا اور رسول ہے یا نہیں خداوندکریم ان منکروں پر رحم فرمائے۔اور لیجئے قولہ تعالی:

و آتینا عیسی ابن مریم البینات و ایدناه بروح القدس (اور دیں ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو نشانیاں صریح (یعنی معجزے) اور مدد کی ہم نے روح قدس سے)

اے ناظرین حق پسند! غور تو فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے پاس سے معجزے و نشانیاں صریح دینا فرمائے، اور نیز اپنی روح پاک سے مدد عطا کرنا فرماتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی برخلاف آیت ہذا کے اپنی دفعات مذکورہ بالا میں معجزات انبیاء کا انکار اور جو حضرت عیسیٰؑ سے معجزے جن کی شہادت قرآن دیتا ہے ظہور پذیر ہوئے اس مرزا قادیانی کے نزدیک (دفعہ ۵) میں عمل الترب ومکروہ ہیں اور حسب دیگر دفعات مذکورہ بالا کی مصداق ہیں اور لیجئے قولہ تعالیٰ:

اذ قال الله یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیك و علی والدتك اذ ایدتك بروح القدس تکلم الناس فی المهد و کهلا و اذ علمتك الکتاب و الحکمة و التوراة و الانجیل و اذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی و تبرئ الاکمه و الابرص باذنی و اذ تخرج الموتی باذنی و اذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتهم بالبینات فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین (المائدہ:۱۱۰)

(جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ بیٹے مریم کے یاد کر نعمت میری تجھ پر اور والدہ تیری پر جب کہ مدد دی ہم نے تجھے روح قدس سے باتیں کیں تو نے آدمیوں سے لڑکپن اور جوانی میں اور جب سکھا دی ہم نے تجھے کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل اور جب بناتا تھا تو مٹی سے مثل صورت چڑیا کی حکم سے میرے پھر پھونکتا تھا تو اس میں پھر ہو جاتی تھی چڑیا حکم سے میرے اور اچھا کر دیتا تھا اندھے کو اور کوڑھی کو حکم سے میرے، اور نکالتا تھا (یعنی زندہ کرتا تھا) مردے کو حکم سے میرے اور جب روک میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تو ان کے پاس کھلی نشانیاں تو کہا انہوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا ہے)

یعنی تم یاد کرو وہ قصہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ سے خطاب فرمایا کہ اے عیسیٰ بن مریم ہمارے انعام جو تم اور تمہاری ماں پر کئے ہیں یاد کرو (۲)، تم کو روح پاک یا جبریل وانجیل سے مدد دی اور لڑکپن میں تم سے باتیں کرا دیں اور جب بڑے ہوئے

تب بھی ہدایت کی (۳)۔سکھا دیا تم کو لکھنا اور علوم نبوت اور توراہ وانجیل (۴)۔تم کو یہ قوت عطا کی کہ مٹی سے چڑیا کی صورت بنا کر اس میں دم کر دیتے وہ زندہ چڑیا ہو جاتی (۵)، مادر زاد اندھوں (۶) اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے (۷) اور جب تم بنی اسرائیل کے پاس ہماری کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) لائے تو وہ جھٹلانے لگے اور جادوگر بتانے لگے اور قصد کیا دست درازی کریں مگر ہم نے ان کے ہاتھ روک دیئے اور قتل اور قید سے بچا کر آپ کو آسمان پر اٹھا لیا۔

اس کی تفسیر انشاء اللہ آئندہ بحث حیات حضرت عیسیٰ میں آئے گی اور ہر جگہ باذنی کی قید بڑھا دی کہ یہ نہ سمجھو حضرت عیسیٰ مستقل قادر تھے خلاصۃ التفاسیر صفحہ۵۹۱ اور نیز حضرت عیسیٰ کی یہ پیشین گوئی جس کو اللہ تعالیٰ شہادت فرمائے۔قولہ:

یأتی من بعدی اسمه احمد (الصّف)

یعنی میرے بعد ایک نبی آوے گا، جس کا نام احمد ہوگا

کیسی پوری ہوئی۔

اب یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے دعوی ارشاد معجزات و پیشین گوئیاں حسب مذکورو آیات سابق گزشتہ کی مکرر تصدیق فرما دی اب اگر کوئی شخص انکار کرے تو ظاہری آنکھیں تو پھوٹی ہیں مگر ہے کی بھی پھوٹ گئیں تو فی زمانہ کے ایسے اشخاص بھی انہیں میں سے ہیں جن کی نسبت اللہ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ جب تو لے گیا ان کے پاس کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) تو کہا انہوں نے ان میں سے جو کافر ہوئے نہیں یہ مگر یہ جادو کھلا ہوا پس جو شخص حضرت عیسیٰ کے معجزات کو اب جادوگری مسمریزی بازی گری لہو لعبی و مکروہ وغیرہ۔حسب دفعات مرزا قادیانی کی سمجھے تو تمہیں قسم ہے اے پیر مغاں گرو کی سچ کہنا وہ کیوں کر کافر نہ ہوگا ضرور ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و لقد انزلنا الیك آیات بینات و ما یکفر بها الا الفاسقون

(البقرہ:۹۹)۔(اور البتہ تحقیق اتاری ہم نے طرف تیری نشانیاں ظاہر (یعنی معجزے) اور نہیں کفر کرتے ساتھ اس کے مگر بدکار)

اے یارو ایسی واضح آیتوں سے چشم پوشی کر کے کیوں فاسق اور کافر ہوئے جاتے ہو۔اگر اب بھی غلبہ ابلیس کی پیروی سے مفر نہ ہو تو اور سنئے جب کہ حسب ارشاد

استدعا سے قوم حضرت عیسیٰؑ نے دعا فرمائی:

ر بّنا انز ل علینا ما ئدۃ مّن السّماء (المائدۃ:۱۱۴)

تو اللہ تعالی نے آسمان سے خوان اتارے۔

اور قبل اس کے حضرت موسیٰؑ کے وقت بھی من وسلوی کے خوان آسمان سے اترے۔ان کا پورا قصہ قرآن میں موجود ہے۔کسی حافظ سے معلوم کر کے کسی عالم سے سمجھ لو۔کسی ابلیس کے بہکانے سے اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔اور یہ معجزہ مرزا قادیانی کے مجوزہ قانون تشہیری معجزات نمبرا ونمبر۲ میں سے کون سے قسم کا ہے۔آیا سماوی یا خارق عادت یا جیسے حضرت عیسی کے جملہ معجزات سے انکار ہے یہ بھی اس مد میں داخل ہے اور دفعہ ۴ میں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ خیال جس کو صحیح وقریب قیاس بیان کیا ہے کہ یہ نسخہ حضرت مسیح نے حوض بید خدا سے اڑایا ہے اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی ہے جو ایک کھیل ہے جیسے سامری کا گوسالہ درست ہے یا خداوند کا یہ فرمانا کہ ہم نے روح القدس سے مدد دی اور ایسے ایسے معجزے عطا کئے جو آیات متذکرہ بالا سے ثابت ہوا صحیح ہے ذرا چشم حیا کو اٹھا کر سر سے کھیلو اور منہ سے بولو تو سہی یہ کیسی سینہ زوری ہے کہ ایسی کھلی شہادت خداوندی سے انکار ہو تو صریح کفر ہے یا نہیں ابھی کچھ نہیں گیا ہے سچے دل سے توبہ کر کے ایمان لایئے ورنہ سوائے جہنم کے کوئی ٹھکانا نہیں ہے اور جو اس آیت کا مصداق ہو تو عالم مجبوری ہے:

ان الذین لا یو منو ن با یا ت اللہ لا یھدیھم اللہ و لھم عذا ب الیم (النحل:۱۰۴)۔(بے شک جو نہیں ایمان لاتے آیتوں پر اللہ کی نہیں راہ دکھاتا انہیں اللہ اوران کے لئے عذاب دردناک ہے)

اے ناظرین عالی فہم! اب تو ضرور یقین کامل ہوا ہوگا کہ قادیانی کی مجوزہ تشریح اقسام معجزات نمبرا اور نمبر۲ جسکی بنا پر انبیاء کے معجزات سے انحراف تھا محض باطل ہے اب رہے معجزات رسول اللہ ﷺ تو منجملہ ان کے صرف ایک معجزہ شق القمر کا اقرار کیا ہے جو وہ بھی از روئے اتباع فلسفہ کہنہ وجدید کے بمنزلہ انکار کے ہے کیونکہ موافق دفعہ ۸ معراج رسول اللہ ﷺ سے انکار ہے کہ اس جسم کثیف کے ساتھ آسمانوں پر جانا خلاف عادت اللہ یعنی خلاف قانون قدرت اور پرانے وجدید فلسفہ کی رو سے وہاں پہنچنا

لغو خیال ہے بلکہ اس معراج کو ایک اعلیٰ درج کا کشف قرار دیا اور اس قسم کے کشفوں میں اپنے آپ کو خود تجربہ کار بیان کیا ہے۔

گویا مثیل رسول اللہ ﷺ قادیانی کو بھی معراج ہوتی ہے تو مثیل رسول اللہ خاتم الانبیاء بھی ہو ہی گئے اب صرف درجہ خدائی باقی رہا وہ بھی در پردہ بحوالہ حیلہ بناوٹی صوفیہ حال کے حاصل ہونا دیگر مقام پر بیان کر دیا ہے جس کو انشاء اللہ ہم آئندہ حصہ دیگر میں مفصل عرض کریں گے مگر اس وقت تک اتنا کہنا ضرور ہے کہ از روئے اسلام مثیل خاتم الانبیاء نہ سہی مگر آپ حسب پیشین گوئی مخبر صادق ﷺ کے کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوں گے اور ایک حدیث میں ۳۰ دجالوں کی تعداد بتائی ہے اور نیز تواریخ سے ثابت ہوا کہ چند اشخاص نے عیسیٰ و مثیل انبیاء کا دعویٰ کیا تھا وہ جہنم واصل ہوئے ان کے مثیل خاتم تو ضرور ہوئے قطع نظر تواریخ گزشتہ کے خود ہمارے زمانے میں مہدی پیدا ہوئے اور اب بھی یورپ وافریقہ میں موجود ہیں جن کو علم تواریخ ہے وہ خود سمجھ جائیں گے اب اس وقت ہم کو اس قدرت قانون کا معلوم کرنا ہے جس پر قادیانی کا مدار ایمان ہے اگر عادت اللہ اور پرانا فلسفہ اور جدید فلسفہ یہی ہے تو بوقت اقرار معجزہ شق القمر پرانے وجدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ کیا کہ یہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہو گیا؟ انکار معراج رسول اللہ ﷺ میں نوبت اعتراض کی نہ آتی یا کہ اس کا قانون قدرت قرآن شریف ہے جس سے وہ قادر مطلق اور فاعل مختار ثابت ہے نہ کہ حسب خیال قادیانی قادر مقید، کیونکہ وہ اپنے قانون قدرت قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے:

یخلق ما یشاء و اللّٰہ علی کل شیء قدیر (المائدہ)

(پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے)

البتہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئے اور ہر بات کیلئے جو قوانین مقرر اور نازل فرمائے ہیں وہ کبھی اور کسی صورت میں بدل نہیں سکتے اور قادر مطلق وحکیم برحق کی مقرر کی ہوئی تقدیر (قانون قدرت) ہرگز نہیں بدل سکتی یعنی کلام ربانی کے موافق اللہ تعالیٰ کی سنن اور مقادیر کبھی اور کسی صورت میں بدل نہیں سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا و لن تجد لسنت اللہ تحویلا

(فاطر:۴۳) (سو تو نہ پاوے گا اللہ کا دستور بدلنا اور نہ پاوے گا اللہ کا دستور (قانون) ٹلنا)۔

غرض قوانین قدرت الٰہی میں رد و بدل نہیں۔ مگر قانون قدرت الٰہی کے سمجھنے کو بڑی لیاقت درکار ہے۔ اکثر اشخاص بوجہ کم علمی فلسفہ انسانی کے متبع ہو کر فلسفہ حقہ جس پر تمام انبیاء کا مذہب قائم ہے ان واقعات تعجب خیز پر جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وقوع میں آئے اور معجزات انبیاء سرزد ہوئے تو وہ بے علم منکر ہوئے اور یہ سمجھے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا قانون ہرگز نہیں بدلتا بلکہ ایک دوسرا قانون مقابل سمت سے عمل کرتا ہے جس طرح پر یہ ایک قانون قدرت ہے کہ ہر شئے جو بے سہارے چھوڑ دی جاتی ہے، زمین پر گر پڑتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص گرتی ہوئی چیز کو راستہ ہی میں ہاتھ پر لے لے، تو زمین پر نہیں گرنے پاتی۔ اسی طرح کسی موقع پر خداوند تعالیٰ کا فعلی قانون عمل کر رہا ہو یا اس موقع پر سخت مصیبت اور حادثہ واقعہ ہو جائے، تو اس کا دفعیہ شرائط کے ساتھ بوسطہ انبیاء و اولیاء اور دعا کرنے یا باظہار عظمت خود قادر مطلق کے ہو سکتا ہے جیسا واقعات سے ثابت ہے مگر یہاں کوئی قانون قدرت نہیں بدلا نہ خلاف عادت بلکہ مقابل سے ایک اور قانون نے تقدیر الٰہی کے موافق عمل کیا انبیاء و اولیاء کی دعائیں واسطے میں جو ایسا پر زور اثر ہے کہ بسا اوقات دنیا کو تہہ و بالا کر دیتی ہیں کچھ کا کچھ کر دکھاتی ہیں مخالفین الٰہی کو چکنا چور اور موافقین کو مظفر اور منصور کر دیتی ہیں یہ سب قانون الٰہی کے مقابل دوسرے قانون کا عمل کرنا ہے یہ بھی تقدیرات الٰہی میں داخل ہے۔ اس میں کسی صورت سے کوئی قانون الٰہی نہیں بدلا۔ اللہ تعالیٰ جو قرآن شریف میں فرماتا ہے:

و ما کان لرسول ان یأتی بآیة الّا باذن الله لکل اجل کتاب ۔یمحوا الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب

(الرعد: ۳۸۔۳۹) (...ہر ایک وعدہ کے لئے ایک کتاب (قانون مقرر ہے) پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے محو و منسوخ کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت و قائم رہتا ہے)۔

اور علوم حقہ کی کتاب (یعنی تقدیرات الٰہی کی کتاب) اسی کے پاس ہے، جس کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر مرحوم لکھتے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں اس بات کی تاثیر کا اندازہ ہے جب اللہ تعالیٰ چاہے اس کی تاثیر اندازہ سے کم یا زیادہ کر دے اور جب چاہے ویسے رکھے آدمی کبھی کنکر سے مر جاتا

ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں

دو تقدیریں ہیں۔ایک بدلتی ہے ایک نہیں بدلتی ۔جب آیت

و ما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ (الرعد:۳۸)

نازل ہوئی تو کفار نے کہا کہ اے محمد ﷺ تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور اللہ تعالی بھی جو کچھ لکھ دیتا ہے وہی ہوگا اور کچھ نہیں ہوسکتا اس پر یہ آیت بالا یمحو اللہ ما یشاء اتری ۔یعنی فرمایا کہ اللہ تعالی کا اختیار ہے جب چاہے اور جو کچھ چاہے کر ڈالے اور سب چیز پر قادر ہے ۔ پس مرزا قادیانی کا فلسفہ تو رفو چکر ہو گیا مگر اب ان کے چیلے جو ندامت اتارنے کو ایک کتاب عسل مصفی مرزا قادیانی کے دعوی طرز فلسفہ کو چھوڑ کر جو بطور طرز روا فضانہ قانون قرآن سے بتاویلات باطلہ اپنے پیر صاحب کی کمر تھامی ہے وہ بھی اس واضح اثبات آیت بالا سے ہرگز قابل خیال وتوجہ نہیں ہے پس جملہ معجزات کے ہونے اور خداوند تعالی سے وہ امور وقوع میں آنے جو اس سے سابق ظہور نہیں ہوئے باتباع قانون فلسفہ انسانی جو خیالی وظنی تختہ مشق انسانی ہے بمقابلہ شہادت قرآنی آیات ہذا سے منکر ہونا البتہ کفر ہے۔

اگر ناظرین انصاف پسند دلائل مذکور الصدر کو ملحوظ رکھیں تو وہ اثبات ماقبل و مابعد جو آئندہ نظر سے گذرے گا تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ واقعی یہ درست ہے ۔علاوہ ازیں حسب آیات مذکورہ بالا صفحہ ۳۲ حضرت مریم نے فرمایا کہ کیونکر خلاف ہو سکتا ہے کہ نہیں چھوا مجھ کو کسی آدمی نے اور لڑکا ہو جائے۔ جواب ہوا

قال کذالک اللہ یخلق ما یشاء (یعنی ایسا ہی اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے، یہی کہتا ہے واسطے اس کے ہو جا پس ہو جاتا ہے)

غرض جب اس نے جسمی معراج کا ہونا چاہا اور کسی کو پھر زندہ کرنا چاہا، کیونکر ناممکن ہوگا مرزا قادیانی کا اعتقاد برخلاف قانون قرآنی آیات مندرجہ ہذا ظاہر ہے۔

اب اے ناظرین! تمہیں انصاف فرماؤ کہ قانون قدرت قرآن مجید فرمودہ خدا صحیح ہے یا مجوزہ قانون قادیانی وفلسفی صحیح ہے۔ یقین ہے انصافاً یہ ضرور بول اٹھو گے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔البتہ قرآن شریف ہی اس کا قانون ہے خلاف

اس کے ایجاد قانون وسوسہ شیطانی ہے۔

اب اے معتقدان مرزا غلام احمد قادیانی ذرا غور کرو اور سمجھو۔ سینکڑوں کلام اللہ مترجم و تفاسیر موجود ہیں پڑھو اور سمجھو کسی ایسے کے اظہار معنی پر کہ خلاف معنی سمجھا کر بہکا دے گا ہرگز توجہ نہ کرنا بلکہ اللہ پر بھروسہ کر کے خود ہی غور کرنا انشاء اللہ راہ راست پر مستفیض ہو جاؤ گے۔

علاوہ ازیں مرزا غلام احمد کو آیات ذیل سے قطعی انکار پایا جاتا ہے وہ قادر اپنے کلام میں قادر مطلق ہونے کو خود واضح طور پر فرماتا ہے جس سے صاف مردوں کے زندہ کرنے کا بطور احسن اثبات ہے قولہ تعالی

ام اتخذوا من دو نه او لیا ء فا لله هو الو لی و هو یحی الموتی و هو علی کل شیء قدیر ، (الشوری ؛۹)(کیا بنائے سوائے اللہ کے حمایتی پس اللہ وہی ہے حمایتی اور وہ زندہ کرتا ہے مردے کو اور وہ ہر شئے پر قادر ہے)۔

اور سنئے

اولم یرو ان الله الذی خلق السما وا ت و ا لار ض و لم یعی بخلقهن بقادر علی ان یحی المو تی بلی انه علی کل شیء قدیر ۔(الاحقاف : ۳۳) کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا ان کے بنانے میں قادر ہے اس بات پر کہ جلاوے مردے بے شک وہ ہر شئے پر قادر ہے)

کیوں صاحبان اب تو یقین کامل ہوا ہوگا کہ مرزا قادیانی کا قانون فلسفہ محض غلط ہے اور قانون قرآنی فلسفہ صحیح ہے اور ان آیات کا منکر البتہ کافر ہے اب رہی تحقیق کیفیت معراج جس کو قادیانی نے کشف سے تعبیر کیا ہے مگر جو ان کے خیال میں تفصیلی کشف ہے بیان نہیں فرمائی کہ کس قسم کا کشف اور کیا کیفیت ہے جس کی وہ کلیہ مہارت کا اپنے دعوے میں بیان کرتے ہیں۔

آیا جاگتے میں کچھ دکھائی دیتا ہے جو اوروں کو نہیں دکھائی دیتا، یا کچھ سماوی ادراک سے انکشاف ہوتا ہے یا بطور خوراک کے روحی سیر کرائی جاتی ہے غرض کچھ ہی خیال قادیانی ہو بمقابلہ معراج قول اللہ و رسول کریم ۔ یہ اقوال مرزا غلام احمد قادیانی سب مردود ہیں۔

شرح عقاید

ومعراج فی الیقظه بشخصه الی السماء الی ما شاء الله تعالی

(یعنی معراج آنحضرت ﷺ کو بیداری میں ہوئی اسی جسم کے ساتھ آسمانوں کی طرف۔ پھر وہاں سے جہاں خدا نے چاہا ہو) ا۔

چنانچہ مسجد الحرام سے بیت المقدس تک جانا سبحا ن الذی اسری (بنی اسرائیل) سے اور سورہ نجم سے بھی نہایت نزدیک درجہ تک پہنچ جانا معلوم ہوتا ہے اور معراج حالت بیداری میں جسم کے ساتھ واقع ہونا مشہور حدیثوں میں مذکور ہے اور تفصیل اس سیر وسفر کی بھی حدیث سے بخوبی ہوتی ہے اور قرون ثلاثہ میں سے کسی کو اس بات میں شک وتردد نہیں ہوا۔

لیکن جب فلسفی علوم شائع ہوتے گئے اور اوہام و وساوس شیطانی بڑھتے گئے ایسے مسائل میں بھی خدشے پیدا ہوئے اور اس وجہ سے علماء دین کو بھی ایسے مسائل میں اہتمام کی ضرورت پیش آئی چنانچہ یہاں مسئلہ اسی واسطے عقاید کے ساتھ مذکور ہوتا ہے اور مسئلہ خاص میں دو ہی امر تعجب خیز معلوم ہوتے ہیں ایک جسم کے ساتھ ایسی مسافت ایک آن میں قطع کرنا دوسرے آسمان کا پھٹ کر مل جانا اور درحقیقت دونوں ہی محال ہیں اس واسطے کہ بالفرض اگر طویل مسافت سرعت کے ساتھ طے کرنا محال ہوتو کرہ زمین خود آسمان (جس کی ثقل وگرانی کو انسان کی ثقل وگرانی کے ساتھ نسبت نہیں) شبانہ روز دنیا کی مسافت کیونکر قطع کرے اور آسمان کا پھٹنا اسی صورت میں محال ہوتا جب فلسفیوں کے زعم کے موافق اجسام کی اصل اتصال ٹھہرتی ہے حالانکہ ایسا نہیں اس واسطے کہ بموجب تحقیق متکلمین کے اصل اجسام کی منفصل معلوم ہوتی ہے اور اس صورت میں افلاک کا بھی پھٹ کر مل جانا ممکن نہیں معلوم ہوتا۔

ہاں اگر یہ کہیے کہ گو... ایسے امور ناممکن نہ سہی لیکن خلاف عادت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جابجا یہ معلوم ہو چکا کہ قادر مطلق کبھی کبھی اپنے اظہار قدرت کے واسطے خلاف عادت وامور بھی ظہور میں لاتا ہے اور ایسے وقائع بھی انہیں میں سے ہیں اور علاوہ اس کے حکماء بھی عقول وارواح کی قوت واستعداد تسلیم کرتے ہیں اور ایسے وقائع کا خواب میں واقع ہونا بعید نہیں جانتے۔

پس اسی طرح اگر عقول و ارواح کی کیفیت جسم میں آ جائے یا بیداری میں خواب کی حالت پیدا ہو جائے تو قدرت الٰہی سے کچھ محال نہیں اس واسطے کے بموجب مقدمات گزشتہ کے ہر قسم کی قوت و استعداد انسان میں ضرور موجود ہے اور بالخصوص جس انسان کو کل افراد میں اکمل و اعلیٰ ٹھہرایا ہے اس میں یہ قوتیں کیونکر جمع نہ ہوں گی۔

پس اس صورت میں لامحالہ کسی وقت میں اس کا ظاہر ہونا بھی چاہیے اور بعض فلسفی مذہب جو آیات اور حدیث میں تامل کر کے واقعہ معراج کو روحانی یا بر سبیل خواب کہتے ہیں تو اس میں بہت بڑی قباحت یہ ہے کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو ایسے وقائع کو (جن کا وقوع عام لوگوں سے بعید نہیں) اس عظیم الشان کے ساتھ فرمانا اور بے ضرورت صاف صاف معاملہ کو الہام کی وضع میں لانا ہرگز شان الٰہی کے لائق نہیں۔

و ما ھذا الا بھتان عظیم۔

لو صاحبو! یہ خلاصہ متذکرہ بالا عقاید منقول اہل فہم و طالب حق کے لئے تو کافی ہے اور ایسے کم فہموں سے توقع کسی بدفہم ہی کو ہو تو ہو مگر ہاں یوں سمجھ کر دہلی اور میرٹھ وغیرہ کے پرانے تعلیم یافتوں میں سے شاید کسی نظر پڑ جائے تھوڑا بہت تفصیل وار بھی عرض کئے دیتا ہوں۔

خلاصہ التفاسیر۔ قولہ تعالیٰ:

سبحان الّذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الّذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انّہ ھو السمیع البصیر۔ (بنی اسرائیل:۱)۔ (ترجمہ: پاک ہے وہ ذات کہ لے گئے بندہ کو اپنے راتوں رات مسجد کعبہ سے طرف مسجد بیت المقدس کے ایسے کہ مبارک کر دیا ہم نے گرداگرد اس کا کہ دکھائیں ہم اسے نشانیاں اپنی بے شک وہ سنتا اور دیکھتا ہے)۔

سبحان: اسم علم ہے تسبیح کا یعنی پاک و تقدس تنزیہ اور سبح بمعنی نماز و نورانیت بھی آتا ہے۔

اسراء۔ بشب راہ رفتن۔

تفسیر احمدی۔ لیل کو اس لئے ذکر کیا کہ اشارہ ہو مدت قلیل و سفر طویل کی طرف۔

فائدہ۔ اس لئے کہ لیل ظرف ہے ضرور ہے کہ تمام سیر ایک ہی رات کے اندر اور اس

کے کسی حصہ میں ہو اور تعدیہ اس کا تعلیم کرتا ہے کہ نیاز وطلب وشوق وخلوص وامید جو عبودیت کے آثار ہیں تمہاری جانب سے ہوں باقی رہا مراتب قرب پر علو اور محض انس میں حضور یہ محض بفضل الٰہی ۔

عبد ۔ اس کے رموز آئندہ آتے ہیں مگر باتفاق واجماع مراد اس سے حضور اقدس سرور عالم سید بنی آدم ہیں ۔

فائدہ ۔ چونکہ مطلق فرد کامل کی طرف متصرف ہوتا ہے اور بندگی میں فرد کامل ہمارے اور تمام عالم کے سردار سید مختار ہیں لہذا حضور ہی مراد ہیں ۔

لیلاً ۔ نکرہ ہے ایک رات اور ظرف یعنی حصہ شب پھر آیت ظاہر ہے معراج قصہ میں اور نص ہے کمال قدرت الٰہی میں کہ وہ ایسے معجزات دشوار ہیں اس لئے کہ اسراء ایک معجزہ ہے جو آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کرایا اور اسرار ذات خزائن علوم اس میں منکشف ہوئے ۔

تفسیر احمدی ۔ اس کے یقین میں بھی اختلاف ہے۔ کہا گیا کہ ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی یا رمضان یا شوال تھا مگر صحیح ومشہور معتمد ستائیسویں رات رجب کی ہے نبوت کے بارہ برس بعد مسجد حرام (مکہ معظّمہ)

تفسیر احمدی : عام ہے کہ عین مسجد ہو یا اس کا حرم اولی کہا صاحب تفسیر کبیر نے مسجد اقصی تک جانا ثابت بہ نص قرآنی ہے اور داخل ہونے سے اس آیت میں بحث نہیں ۔

فائدہ ۔ شائد امام نے نظر باختلاف مسئلہ الی ایسا تجویز کیا ورنہ قرائن تو یہ شہادت دے رہے ہیں کہ مراد یہ یہاں دخول مسجد اقصی ہے ورنہ مشاہدہ آیات ناقص رہتا ۔ اور نص کے دخول پر جناب مولانا ابوالحسنات نے حاشیہ عمدۃ الرعایہ ہیں ۔

مسجد اقصی ۔ بیت المقدس چونکہ اس وقت تک کوئی مسجد اس سے اور اس کے اس طرف نہ تھی ۔ لہذا اسے اقصی کہا بارکنا اپنی طرف نسبت برکت کی تاکہ عظمت زائد اور برکت معتمد علیہ سمجھی جائے اور مراد اس سے برکت اثمار واشجار وتازگی وبہار وبرکت وجود انبیاء مقابر رسل ہے اور وہ فضائل جو مروی اور منقول ہیں اپنے مقام پر ۔

حولہ : گرد بیت المقدس اور وہ سرزمین شام ہے ۔

من : خواہ ابتدائیہ ہے خواہ بیانیہ اور تبعیضیہ سمجھا جائے جیسا کہ ظاہر ومتبادر ہے، تو دلیل

ہے اس کی جمیع آیات الٰہی کا احاطہ و معائنہ کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں نکتہ اس بعضیت سے یہ منظور ہے کہ آتش عشق بھڑ کے۔ اب وصال معشوق روغن کی طرح سوزش دل بڑھائے۔ یعنی اے حبیب کریم ہمارے جمال جہان آراء وحسن جان بخش کی صرف شعاع تھی جو جلوہ گر ہوئی طلب میں قصور حاضر پر کفایت سزاوار نہیں۔

اے برادر بے نہایت در گہ یست
انچہ برو ئے میری بروبے ما ئیست

آیات: جمع آیت آثارونشانی۔ حضرت خلیل کے لئے فرمایا کہ ملکوت سماوات دکھائے اور آپ کے لئے کہا ہماری ذات کی نشانیاں دیکھو۔ اور ظاہر ہے فرق درمیان ملکوت آسمانی وملکوت حضرت سبحانی کے۔

سمیع: یعنی سنتے ہیں خفی وجلی کو آپ کی نظر ہائے اندرونی ومعروضات پنہانی جو ہماری طلب وحضور کے لئے تمام سننے والوں سے مخفی تھی یا سنتے ہیں، ملاء اعلیٰ کی ہائے وہو و طلب وجستجو جو محبوب کریم کی زیارت کے لئے ہیں اور ان جلی ہوئی بے تاب جانوں کی صدائے سوزش جن کو نہ زبان عطا ہوئی نہ نطق۔

علیم۔ یعنی جانتے ہیں تمام مصالح تمام اور تمام کا ن و ما یکو ن پس بلا لیا آپ کو اس مقام پر جس کے سزاوار تھے یا جس کی تمنا پاک دلوں اور نورانی جانوں میں تھی۔

تفسیر احمدی۔ کہا اہل سنت نے کہ آپ کا بیت المقدس تک تشریف لے جانا، قطعی ہے منکر اس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمانوں پر جانا اخبار مشہور تک تشریف لے جانا قطعی ہے منکر اس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمانوں پر جانا اخبار مشہور میں مذکور اور سورہ نجم سے مستفاد۔ پس منکر اس کا مبتدع، اہل ضلال وعناد ہے اور بہشت و دوزخ کی سیر اور دوسرے عجائبات کا معائنہ اخبار احاد میں آیا ہے منکر اس کا فاسق۔

شرح عقاید میں کہا گیا آپ جنت تک گئے اور کہا گیا عرش تک اور کہا گیا فوق العرش گئے اور ثابت ہے کہ یہ سیر عالم بیداری میں ہوئی اور جسم شریف سے آپ گئے گو اس میں کچھ کلام ہوئے مگر قول متفق وروایت مقبول یہی ہے اس کا خلاف خلاف پر ہے۔

فائدہ: ہم ان دلائل سے جو اس مقام پر ہیں قطع کر کے ایک بات کہتے ہیں جو غالباً مان ہی جائے۔

نمبر ۱۔ منطوق آیت میں اگر کوئی تاویل وتکلف (جس کی ضرورت نہیں) نہ کرو یہ سیر جسم بیداری سے متعلق سمجھی جائے گی نہ خواب وکشف۔
نمبر ۲۔ اگر خواب میں ایسا ہوتا تو کوئی فخر وتعجب کی بات نہ تھی اس قدر نہ سہی قریب قریب اس کے اولیائے امت کو بھی نظر آیا کرتا ہے اور اگر جسم شریف نہ جاتا تو بھی کوئی عجیب اور بڑی مدح کا امر نہ تھا۔
قصہ معراج: صحیح بخاری کی حدیث پوری اور تفسیر ابن کثیر کی متعدد حدیثوں کا خلاصہ یک جا کر کے ایک مسلسل بیان مختصراً لکھا جاتا ہے
صحیح بخاری: آپ ﷺ نے فرمایا میں حطیم میں تھا اور بسا اوقات کہا کہ سنگ اسود کے پاس لیٹا تھا، آنے والا آیا (یعنی جبریل) اور میرا سینہ چاک کیا اور سونے کے طشت میں جو ایمان سے بھرا ہوا تھا دھوکر پھر ویسا ہی کر دیا اور براق پر جو حمار سے اونچا اور بغل سے چھوٹا تھا سوار کر کے لے گیا۔
تفسیر ابن کثیر: یہ براق سفید رنگ کا نورانی تھا بوقت سواری دم ہلانے لگا۔ جبریل نے کہا بس بس واللہ ایسا شہسوار تجھ پر نہیں سوار رہوا ہے۔ اس براق کا قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ جبریل نے میکائیل سے کہا کہ طشت آب زمزم سے لاکر دل وسینہ مبارک دھوؤ۔ پھر تین بار غسل دیا اور سینہ علم وحکم وایمان ویقین واسلام سے بھر دیا اور آپ کے دونوں شانوں میں مہر نبوت کر دی۔
جب چلے تو راہ میں ایک پیرزال ملی اور ایک شئے میری طرف مائل مجھے پکارتی تھی اور ایک مخلوق نے مجھ پر سلام کیا۔ جبریل نے کہا ان کا جواب دیجئے۔ پھر دوسرا گروہ ملا۔ پھر تیسرا، اور ان کے سلام کی بھی اجازت ملی۔ پھر پانی اور دودھ اور شراب الگ الگ ظرف میں پیش کی گئی۔ میں نے دودھ پی لیا تو جبریل نے کہا آپ نے فطرت یعنی اسلام کو پا لیا۔ اگر پانی پیتے تو آپ بھی ڈوبتے اور آپ کی امت بھی۔ اور شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔
پھر کہا وہ پیرزال دنیا تھی یعنی عمر اس کی اسی قدر باقی ہے اور یہ مائل بلانے والا شیطان لعین تھا اور مجھے راہ میں تین جگہ نماز پڑھوائی۔
۱۔ مدینہ میں اور کہا یہ مدینہ آپ کی ہجرت کی جگہ ہے۔

۲۔طور سینا پر اور کہا یہ مقام کلام موسی ہے۔
۳۔ بیت اللحم میں اور کہا یہ مولد عیسی بن مریم ہے۔
پھر بیت المقدس میں میرا براق اس پتھر سے باندھا جہاں انبیاء کی سواریاں بندھا کرتی تھیں اوراذان کہی جبریل نے مجھے امام کیا۔سب نے نماز میرے پیچھے پڑھی اور کہا جبریل نے آپ کے مقتدی انبیاء تھے۔
جامی نے کہا ہے:

دراں مسجد امام انبیاء شد
صف پیشیناں را پیشوا شد

صحیح بخاری: پھر آسمان اول پر گئے اور دروازہ کھلوایا داروغہ اا سمان نے پوچھا کون ہے ؟ جبریل نے کہا میں ۔اس نے کہا تمہاتے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا محمد ﷺ۔ فرشتے نے کہا کیا تم ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ جبریل نے کہا ہاں ۔تب دروازہ کھلا اور کہا مرحبا۔کیا اچھا آنا۔آیئے اسی طرح ہرآسمان پرسوال و جواب ہوا
صحیح بخاری ۔آسمان اول پر حضرت آدم سے اور دوم پر عیسی و یحی سے آسمان سوم پر یوسف سے چوتھے پر ادریس سے اور پانچویں پر ہارون سے چھٹے پر موسی سے ساتویں پر ابراہیم سے ملاقات ہوئی ۔آپ نے سلام کیا ادھر بتعظیم ومحبت جواب پایا جب آپ حضرت موسی کے پاس سے چلےتو دیکھا کہ آپ روتے ہیں کہا گیا کہ اے موسی تم کوکس نے رولایا بولے میرے بعد ایک لڑکا پیغمبر ہوگا جسکی امت میری امت سے زیادہ داخل جنت ہوگی۔
تفسیر ابن کثیر: حضرت موسی کہتے تھے کہ لوگ جانتے ہیں کہ میں اللہ کے پاس اکرم الناس ہوں حالانکہ آپ مجھ سے زیادہ اللہ کے حضور میں کریم ہیں اور حضرت ابراہیم کو دیکھا کہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے ہیں ۔ میں بیت المعمور میں گیا اور سفید پوش آدمی میرے ساتھ تھے میں نے نماز پڑھی اور باہر آیا۔۷۰ ہزار فرشتے روز بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں جن کی پھر کبھی باری نہ آئے گی۔
صحیح بخاری: یہاں ایک جام شراب دورا قدح شیر تیسرا پیالہ شہد لایا گیا میں نے دودھ پیا۔حضرت جبریل نے کہا آپ نے فطرۃ یعنی اسلام اختیار کیا پھر مجھ پر پچاس وقت کی

نماز روزانہ فرض ہوئی جب میں واپس آیا حضرت موسیٰ نے کہا میں نے بنی اسرائیل کو جو قوی اور توانا تھے آزمایا ان سے نہ ہو سکا آپ تخفیف کی درخواست کریں۔ حضور نے رجوع فرمائی دس وقت کم ہو گئے، پھر حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کہا بار بار آپ رجوع فرماتے اور دس دس کی تخفیف ہوتی پانچ وقت کی رہ گئی تب آپ نے کہا مجھے شرم آتی ہے اپنے پروردگار سے کہ بار بار عذر کروں میں مطیع و راضی ہوں۔ پھر ندا آئی میں نے اپنا فرض ثابت کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کی اور آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا جس کے ورق مثل گوش فیل اور پھل مثل خم تھے اور نور چھایا یہاں چار نہریں تھیں دو باطنی جو جنت میں گئی ہیں اور دو ظاہری جو دنیا میں ہیں یعنی نیل و فرات۔

تفسیر ابن کثیر: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ صبح کو آپ نے یہ قصہ بیان کیا کفار ہنسنے لگے اور ابوبکر سے آکر کہا کہ تمہارے دوست یعنی محمد ﷺ یہ کہتے ہیں۔ صدیق نے کہا اگر آپ نے یہ فرمایا ہے تو سچ ہے۔ جب ابوجہل نے سنا کہنے لگا آپ قوم کے سامنے بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔ فرمایا ہاں وہ پکارا اور لوگ جمع ہوئے آپ نے تمام ماجرا بیان کیا لوگ متحیر تھے اور انکار کرتے تھے۔ پھر کہا اگر سچ ہے تو آپ بیت المقدس کے مقامات بیان فرمایئے آپ کو بیان میں کچھ شبہ ہوا تھا کہ جبریل نے بیت المقدس سامنے اور نزدیک کر دیا۔ آپ نے ذرا ذرا بیان فرمایا۔ کہا حافظ ابن کثیر نے کہ ابوسفیان نے (قبل اسلام) ہرقل شاہ روم سے قصہ معراج اس غرض سے بیان کیا تھا کہ وہ آپ کو دروغ گو جانے ایلیا کا سردار قیصر روم کے پاس تھا بولا میں اس رات کو جانتا تھا۔ قیصر نے کہا کیا کیا اس رات میں نے مسجد کے دروازے بند کر دیئے تھے صرف ایک در کھلا تھا میں نے معہ اپنے ملازموں کے بہت سعی کی کہ بند کروں وہ دروازہ بند نہ ہو سکا پھر نجاروں کو بلوایا اور بولے کچھ ہو یہ نہ ملے گا بجبوری وہ دروازہ کھلا چھوڑا صبح کو آکر دیکھا تو پتھر جس میں انبیاء کی سواریاں باندھی جاتی تھیں سوراخ دار ہے اور کسی جانور باندھنے کا نشان موجود ہے میں نے کوئی پیغمبر رات کو یہاں آیا اور نماز پڑھی۔

فائدہ: ہم نے نہایت مختصر بیان کیا اور بہت کچھ ترک کر دیا اور اکثر حالات ما فوق السماء اور بعض احکام متعلقہ روایت وغیرہ اس لئے چھوڑ دیئے کہ وہ با اہتمام سورہ نجم میں مذکور ہیں۔

کیا اے صاحبو! اب بھی یقین معراج میں کوئی وسوسہ باقی ہے؟ دیکھئے اس وقت بھی جب کیفیت معراج رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی کچھ لوگ منکر اور مشکوک ہوئے اور کہا کہ یہ بہک گئے اور بے راہ ہوئے ہیں۔ تب اللہ تعالی نے کیفیت معراج اور بیان رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اپنے کلام میں یوں فرمائی۔ پس ایمان والوں کا فوراً یقین کامل ہوگیا جس سے مجوزہ کشف مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری بنیاد ہی اکھڑ گئی وہ سورہ النجم ہے:

و النجم اذا هوى .ما ضلّ صا حبكم و ماغوى. و ما ينطق عن الهوى. ان هو الا و حي يو حي. علّمه شد يد القوى. ذو مرّة فاستوى. و هو با لافق الاعلى. ثمّ د نى فتد لّى. فكا ن قا ب قوسين او ادنى. فا و حى الى عبده ما او حى، ما كذ ب الفوا د و ما ر أى. افتما رو نه على ما ير ى. و لقد ر ء اه نز لة ا خرى. عند سدرة المنتهى. عند ها جنّة المأ وى .اذ يغشى السّدرة ما يغشى .ما زا غ البصر وما طغى. لقد ر أى من آ يا ت ر به الكبرى (النجم ۱۔۱۸) (قسم ہے تارے کی جب گرے۔ بہکا نہیں تمہارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو ہوتا ہے اس کو سکھایا سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور تھا وہ اونچے کنارے آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان میانہ یا اس سے بھی تھوڑا۔ پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا۔ جھوٹ نہ دیکھا اس نے جو دیکھا۔ اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا اور اس کو اس نے دیکھا ہے ایک دوسرے اتار میں پرے حد کی بیری پاس اس پاس سے بہشت رہنے کی جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ بے شک دیکھے اب رب کے بڑے نمونے)

اے ناظرین حق پسند اس ارشاد خداوندی کے ہر ہر لفظ پر غور فرمائیے کہ کیسے کیسے نکات دقیق و مقامات تحقیق پائے جاتے ہیں کہ کیفیت معراج جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی کشفی یا خوابی وغیرہ سے ہے یا اصل معراج روحی معہ جسم ہے۔ کیفیت کشفی و خوابی سے تو اس زمانہ کے لوگ واقف تھے پھر ایسے واقعہ سے شکوک و تعجب ہونا کیونکر

ہوسکتا تھا اور زمانہ ما بعد میں غوث وقطب اوتاد واولیاؤں کو بھی کشف ہوتا ہے تو اس میں فوقیت ہی کیا نکلی ، جس کی اللہ تعالی بتفصیل ایسی عظمت اور اپنی شہادت فرماتا ہے کہ تمہارا رفیق (یعنی محمد ﷺ) نہ بہکا نہ بھولا نہ راہ سے بے راہ ہوا۔ نہ پھرا۔ یعنی ہماری دکھائی ہوئی راہ پر کمال احتیاط واستقامت سے رفتار کی کہ قدم ادھرادھر نہ پڑا۔ سے ھابراہ راست منزل مقصود پر پہنچا عجب امر ہے کہ پیغمبر تمہاری جنس سے ہوا اور عصمت کا کلام تک وحی قرار پائے اور تم جہل وانکاریں رہو اور یہ کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بیان کرتا بلکہ وہی جو سکھایا سخت قوت والے زورآور نے وہی بیان کرتا ہے جو ہم کلامی حضرت کلیم سے بالائے فوق ہے اور یہ فرمانا سیدھا بیٹھا اور تھا اونچے کنارہ آسمان کے ۔سبحان اللہ کیا صاف قیام کی جگہ بھی بتائی۔

کیوں صاحبو! یہ حالت کشفی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ وہ زمین پر بیٹھا تھا، یا خواب راحت میں تھا۔ وہیں یہ کیفیت منکشف کرائی اور پھر کیا خوب فرمایا ہے کہ نزدیک ہوا اور لٹک آیا اور رہ گیا فرق دوکمانوں میانہ یا اس سے بھی تھوڑا۔

تفسیر ابن کثیر: سبب ہے دنو کا یعنی لٹک آئے تو نزدیک ہو گئے اور کہا گیا نزدیک ہوا اللہ تو پیغمبر مقام عبودیت وسجود میں جھک گئے۔

اے یاروا ب تو سچ بول اٹھو یہ کیفیت معراج جسمی ہے یا کشف وخوابی۔ ذرا چشم حیا کو اٹھا کر فرماؤ تو سہی یہ کیا ہے۔ کیا وہی مرغی کی ایک ٹانگ فلسفی کشفی خواب ہے۔

اے یارو ذرا غور سے سمجھو تو سہی اس قرب واتصال رب الجلال کے امور یزدانی میں کیسے کیسے اسرار مخفی ہیں کہ خیالات انسان بشری سے باہر کوسوں دور۔

تفسیر معالم التنزیل: دوم اللہ تعالی نے آپ کو قرآن سکھایا، عرش پر جلوہ گر نبی کریم سے متصل ہوا، اور آپ مقام عبودیت پر سربسجود ہوئے۔ اس قرب اتصال حقیقی سے دو کمانیں حدوث وقدم کی مل گئیں، اور باوجود کمال بعدعبودیت والوہیت وتشبیہ وتنزیہی واطلاق وتقید خطوط عنایت وکشش محبت نے بے انتہا مقامات وصال واتصال پیدا کر دیئے جن کا منتہا نقاط پر تھا اور وہ نقاط حقیقتاً جسم ومکان سے فارغ بعد وقرب سے منزہ وتشبیہ وتمثیل سے مبرا تفسیر وتصویر معانی اوادنی ہے۔

شہیدی۔ ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل۔

خواص اس برزخ کبری میں ہے حرف مشدد کا۔

پس پھر وحی کی اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو چاہا، نہ جھٹلائے دل نے محمد کے وہ اسرار انوار کہ دیکھے۔ کیا تم اے قریش انکار واختلاف کرتے ہو دیکھتے ہوئے، میں حالانکہ تحقیق دیکھا اسے دوسری مرتبہ اور اللہ سے کلام ہوا جس کی عظمت و ماہیت کو اس کا رسول ہی جانتا ہے دوسرے کی طاقت وادراک سے باہر ہے۔

جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا۔ سبحان اللہ آنکھ و دل یعنی روح دونوں کی تصدیق فرمائی۔ اور نیز دوسری مرتبہ دیکھنے کی جس سے وہ اختلاف جو بعضے ناعاقبت اندیش اب تک بحوالہ حدیث پیش کرتے ہیں اس شہادت خداوندی سے صاف اٹھ گیا۔ چونکہ یہاں آپس کا اختلاف تھا جمہور علماء نے حسب ایمائے خداوندی فیصلہ کر دیا کہ جسمی وروحی معراج ہوئی اور نیز آپ نے دو مرتبہ دیکھا۔ یہ نہیں کہ نظر کہیں ہے اور دل کہیں ہے۔

اگرچہ دیکھنا عالم اسباب ظاہری میں تعلق بچشم سر و جسم ہے اور نیز دل بھی تعلق بجسم۔ پس جو قوت و کیفیت بصارت چشم و دل میں ہے وہی قوت و کیفیت بہ قدرت قادر مطلق جسم میں آ جائے تو کیا اس کی شان سے بعید اور محال ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی کا نام معجزہ ہے کہ انسان کی عقل کو عاجز کر دے۔ پس ظاہر بیداری نظارہ آنکھ و باطنی بینائی دل معہ جسم دونوں سے دیکھا جو کچھ دیکھا۔

تفسیر درمنثور: ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے بچشم سر دیکھا۔ بہر کیف ان کے کمال اور استقبال وفطانت ویقین کا مذکور ہے۔

حضرت کلیم کو ابتدائی رؤیت میں کیا کیا شبہے ہوئے، آگ سمجھے اور ڈرے۔ ہمارے حضور کو وہم غیر بھی نہ ہوا۔ اور سبب یہ تھا کہ حضرت موسی کی استعداد اوائل تجلیات میں بڑھائی جاتی تھی۔ وقوع شبہات شان تلمذ واستفادہ سے تھا۔ اور حضور نے اپنے علو واستغراق سے قدرے نزول فرما دیا تھا۔ تو دیکھے ہوئے نہ پہچاننا کیونکر نہ ہوگا۔

اور ابو العالیہ نے روایت کی کہ حضور نے بجواب سوال فرمایا

ر أیت نهراً و ر أیت النهر حجا باً نو راً لم ار غیر ذ لك ، میں نے نہر دیکھی اور نہر کے اس طرف حجاب اور حجاب کے پیچھے سے نور اس کے

سوا اور کچھ نہ دیکھا۔

صاف ظاہر ہے کہ حجاب بھی تھا اور انکشاف بھی۔ ظہور میں خفا اور خفا میں ظہور۔ نور میں حجاب اور حجاب میں نور۔

اے لوگو! ایسے صاف مشاہدہ پر تم کیوں جھگڑتے ہو۔ جو کچھ میں نے بیان کیا واقعی صحیح دیکھا ہے اور ایک دوسرے اتار میں پر بے حد کے جہاں کسی کا گزر نہیں، ایک درخت بیری کے پاس۔

غرض ایسا صاف پتہ ونشان کا فرمانا اسی کی نسبت ہوتا ہے جو خود وہاں گزرا ہو۔ اگر صرف کشفی سیر ہوتی، جیسا کہ قادیانی صاحب کا خیال ہے تو صرف لفظ کشف یا خواب کا فرمانا کافی تھا کہ ایسا تعجب وجھگڑا نہ ہوتا جس کی تصدیق اللہ تعالی نے فرمائی۔

اور فرمایا کہ اس درخت بیری کے پاس جنت رہنے کی ہے اور اس درخت پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا (یعنی اس جمال ربانی وجلال یزدانی کہ اسرار وجلوہ جو کچھ ہو چھا رہا تھا) بہکی نہیں نگاہ، نہ حد سے بڑھی۔ دیکھئے اب رب کے بڑے نمونے۔

یعنی نہ آپ کی نظر میں کجی تھی کہ تماشائے جمال میں قصور وفتور واقع ہو یا چکا چوند لگے۔ کچھ کا کچھ دیکھے۔ بلکہ حق دیکھا اور خوب دیکھا نگاہ ادھر ادھر نہیں ہوئی۔ ٹھیک دیکھا نہ کم نہ زیادہ جو بڑے بڑے اسرار و بھید کے نمونہ اللہ کے تھے یہ کمال استعداد ہے نہ کہ مثل کلیم جو اسرار انوار کو دیکھ کر آگ سمجھے اور بوقت تجلی کوہ طور بے ہوش ہو کر گر گئے۔

پس اب ہم اپنے بھائی عالی فہم متبع فلسفی سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ کشفی یا خوابی سیر ہے یا اصلی معراج ہے جسپر تمام جمہور کا اتفاق ہے کہ معراج روحی وجسمی دونوں ہوئی ہیں۔

اب اس سے زیادہ اگر کسی صاحب کو سورہ نجم کی پوری تشریح دیکھنی منظور ہو تو خلاصہ التفاسیر میں یا اور تفسیروں میں دیکھ لے۔ بوجہ طوالت ان کا تحریر کرنا ترک کیا کہ عاقلوں کو اتنا بھی بس ہے۔

اور روضۃ الاصفیاء میں بھی ذکر معراج یوں ہے کہ مسلمانوں کو اعتقاد کرنا اس بات کا لازم ہے کہ معراج رسول اللہ کا بیداری میں ہوا ہے۔ اور علم ریاضی وفلسفہ

والے جو آسمان کے پھٹنے اور ملنے کے قائل نہیں، معراج جسمی سے منکر ہیں۔ اور حقیقت میں منکر معراج کا کافر ہے۔ معراج کا منکر قرآن مجید کا منکر ہے اور خواب وغیرہ میں معراج کا کہنا غلط ہے اگر خواب مراد ہوتا تو کافر انکار نہ کرتے غرض حسب اثبات بالا اور زیادہ ثبوت کی ضرورت نہیں۔

باقی ہفوات مرزا قادیانی قابل توجہ نہیں ہیں جب کہ اس طریقہ ایجاد کی بیخ و بن ہی اڑ گئی تو اب باقی ہی کیا رہا مگر ہاں چند نصائح جو انہوں نے بطور وصیت نامہ اپنے خادمان کے لئے اپنی تصنیفات میں درج کئے ہیں مشت نمونہ خروارے بملاحظہ ناظرین درج کئے جاتے ہیں جو بدرجہ اولی قابل غور ہیں:

وصیت نمبر ا۔

مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کرسکتے ہیں یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہیں (قادیانی خزائن ج ۳ ص ۶۴)

اقول: اے خادمان قادیانی! یہ تو بڑی دور کی سجھائی نہ بحیلہ استعارہ کیوں بیان کیا۔ گو سمجھنے والوں کے نزدیک تو مطلب وہی ہے جو مقصود ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی بطور استعارہ گدھے کو گھوڑا کہے تو چشم بینا اسے گدھا کہے گی ہرگز گدھا و گھوڑا گو کسی قسم کی مشابہت رکھتا ہو برابر نہیں ہوسکتا ہے۔ ہاں ان کے خادمان مثل نصاری و یہود وغیرہ ابن اللہ کہیں تو مضائقہ نہیں کیونکہ یہود و نصاری بھی اصل بیٹا نہیں کہتے بطور استعارہ ہی ان کا بھی گمان ہے غرض اصلی ہو یا بطور استعارہ قرآن مجید میں اس کی مذمت موجود ہے قولہ تعالی:

قالت الیھود عزیز ابن اللہ و قالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انّی یؤفکون (توبہ:۳۰) (یہود نے کہا عزیر بیٹا اللہ کا اور نصاری نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے ایسی کرنے لگے اگلے منکروں کی بات سی مارے ان کو اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں)۔

دیگر آیت

و جعلوا للہ شرکاء الجن و خلقھم و خرقوا لہ بنین و بنات

بغیر علم (الانعام۔۱۰۰)(اورٹھہراتے ہیں شریک اللہ کے جن اوراس نے ان کو بنایا اور تراشتے ہیں اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بن سمجھے)۔

اے قادیانی! کیا تمام قرآن سے بھی بے بہرہ ہو جوانکار ہے ذرا غور کرو اللہ تعالی ایسے لوگوں کو صاف کافر ومشرک اور قاتلھم اللہ کے مصداق فرماتا ہے۔اب ایسے شخص کے پاس ہرگز نہ پھٹکنا

مرزا قادیانی کا روح انسان کی اصلیت کا بیان

وصیت نمبر ۲۔فتح اسلام جلسہ مذاہب لاہور ۲۷۔۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء میں فرمایا:

روح انسان ایک لطیف نور ہے جو اس جسم کے اندر ہی پیدا ہوتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے یہ بتلانا خدا کا منشاء نہیں کہ روح الگ طور سے یا آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا زمین پر آتی ہے بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں۔ اگر ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل ٹھہراتا ہے ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں سو یہ ہی صحیح بات ہے کہ روح جسم سے نکلتی ہے اور اس دلیل سے اس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے

مرزا قادیانی کا اپنی حقیقت اصلی کا بیان

وصیت نمبر۳۔ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۷ میں

اپنی اصلیت ایک کرم کے مانند بتلائی جومختلف اطوار اور ادوار کے بعد قادیانی بن گیا چنانچہ اس کی طرف اشارہ کر کے کہا

کرم کے بودم مرا کہ دی بشر
من عجب تر از مسیح بے پدر

اس شعر میں اصلی حقیقت حضرت مسیح بے پدر سے عجب تر ہونی بتلائی۔

لوخادمان قادیانی! آپ کے پیر صاحب تو در پردہ اس بیان استعارہ سے بے پدر کے پیدا ہوئے واقعی اب مثیل عیسی کی تشبیہہ ٹھیک ہوگئی اس کا ٹھیک جواب ان

کے پدر بزرگوار یا اس محلّہ کے لوگ دے سکتے ہیں، ہمارا عرض کرنا بے ادبی ہوگا مگر ہاں اتنا تو ضرور عرض کرنا ہے کہ جب یہ صورت ہے تو ان کے باپ دادا وغیرہ اور نیز بزعم ان کے تمام مخلوق کی یہ ہی اصلیت ہوگی۔ پھر قادیانی صاحب کے اس بیان سے ان کی فوقیت ہی کیا نکلی علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ کا دراصل باپ نہ تھا اور ان کا باپ تو مشہور کیا اپنی اصلیت کیڑا بیان کرنے سے ان کے باپ کا مفقود ہوجانا لازم آئے گا ہرگز نہیں۔

مگر ہاں اصلیت کیڑا بیان کرنے سے البتہ یہ گمان بے جا نہ ہوگا کہ کہیں منجملہ اولاد اسی کیڑوں میں سے تو نہیں جس کی سعی کوشش کی بدولت حضرت آدم جنت سے باہر ہوئے اور مثل آواگون عقاید ہنود کے بصورت انسانی جون میں آدم اور باعث خرابی اولاد آدم ہوئے۔

خداوند کریم ایسے کی ہوا سے بھی ہر مسلمان کو بچائے۔ اب اے ناظرین روح کی اصلیت پر ذرا غور کرو کہ مادہ اس روح لطیف کا یہی جسم کثیف قرار دیا ہے سبحان اللہ ایسے عالی فہم تمام دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو تو نہ ملیں گے رسول اللہ ﷺ سے اس کی اصلیت بیان نہ ہوئی اور یہ حکم ہوا جس کے قادیانی منکر پائے جاتے ہیں

و یسئلو نك عن الرو ح۔ قل الرو ح من امر ر بی و ما او تیتم من العلم ا لا قلیلاً (بنی اسرائیل: ۸۵) (اور پوچھتے ہیں آپ سے روح کو، کہہ دیجئے روح امر سے ہے میرے رب کی۔نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر کم تر)

پس جب کہ حسب آیت قلیل علم عطا ہوا ہے جس سے نفی عدم فہمید گی ظاہر کی ہے تو قانون قدرت فلسفہ قادیانی کی تردید ہم سابق تحریر کر چکے ہیں ملاحظہ سے گزری ہوگی اور جب کہ خداوند تعالی کی قدرت قانون قرآن میں ہی اس کی اصلیت سوائے امر ربی اور کچھ معلوم نہ ہوئی تو اب کوئی کیسا ہی کیوں نہ بیان کرے اس پر یقین لانا واقعی گمراہی ہے اور نیز آیت بالا کا منکر۔

البتہ وہ شخص قطعی کافر ہے اور روح پاک کا کہیں اور سے نہ آنا اور اسی جسم سے نکلنا اور قرار دینا بھی صریح خلاف امر ربی ہے قولہ تعالی:

و لقد خلقنا ا لا نسا ن من صلصا ل من حماٍ مسنو ن۔ و

الجان خلقنا ہ من قبل من نا ر السمو م۔ و اذ قا ل ر بك للملا ئكة انی خا لق بشراً من صلصا لٍ من حماٍ مسنو ن۔ فا ذا سویته و نفخت فیه من رو حی فقعوا له سا جد ین (حجر۲۶۔۲۹)(اور تحقیق بنایا ہم نے آدمی لیس دار گارے کی کھنکھناتی مٹی سے اور جن بنایا ہم نے اسے پہلے سے آتش گرم سے اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کا گوندھے گاری کی کھنکھناتی مٹی سے پھر جب برابر کیا ہم نے (یعنی تیار کیا) اور پھونکی ہم نے اس میں روح اپنی۔ گرے واسطے اس کے سجدہ کرنے والے)

یعنی جب تکمیل خلق آدم ہوگئی اور اللہ نے اپنی روح اس میں پھونک کے زندہ کر دیا اور بحکم فرشتے سجدہ میں گرے تو پس جب کہ بنا پیدائش انسان اور روح کا علیحدہ ہونا جسم سے صاف فرمایا، اور پھر یہ سوال حقیقت روح بھی یہ فرمایا کہ تم ہماری پھونکی ہوئی روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے تم کو علم قلیل دیا گیا ہے صرف اتنا سمجھ لو کہ یہ ایک امر ربی ہے پھر اس میں کون چون و چرا کرے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کیا بھلا وہ منکر آیات مذکور الصدر ہے یا نہیں۔ پھر سلسلہ پیدائش حضرت آدم سے آگے چلا جس کی تشریح بھی اللہ تعالی اپنے کلام قانون میں دوسری آیت میں فرمادی

الّذی ا حسن کل شیء و خلقه و بد أ خلق ا لانسا ن من طین۔ ثم جعل نسله من سلا لة من ما ء مهین۔ثم سو اہ و نفخ فیه من رو حه و جعل لکم السمع و ا لا بصار و الا فئدة قلیلاً ما تشکرو ن (سجدہ:۷۔۹)۔(ایسا جس نے اچھی کی ہر شئے کی خلقت اس کی اور شروع کی خلقت انسان کی مٹی سے پھر بنائی اولاد اس کی نکلے ہوئے پانی ذلیل سے پھر برابر کیا اسے اور پھونکی اس میں روح اپنی اور بنائی تمہارے لئے ساعت اور بینائیاں اور دل تھوڑا شکر کرتے ہو)

کیوں صاحبو! اب بھی حقیقت روح و پیدائش معلوم ہوئی یا نہ۔ مگر ہاں پیدائش قادیانی صاحب کیڑے سے ہونے میں البتہ یہ خلجان پیدا ہوا ہے کہ ابلیس کو ہی یہ وسعت دی گئی تھی مگر یہ نہ معلوم تھا کہ اس کے حامی و مددگار کو بھی یہ وسعت دی گئی ہے اگر یہ ان کے نزدیک صحیح ہے گو برخلاف قانون قرآن ہے تو ہم کو بھی چون و چرا کی ضرورت نہیں ان کی پیدائش اور ان کی ذریات ان کو مبارک۔

وصیت نمبر ۴۔

ازالہ اوہام کے متعدد مقامات وصفحات میں قادیانی صاحب کا فرمانا،

۱۔ خدا تعالی اپنے قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا۔

۲۔ پس اس دنیا میں مردوں کو زندہ کرنا۔

۳۔ یا ایک انسان کو آسمان پر زندہ مع الجسم اٹھا لے جانا یا ایک زمانہ دراز تک بلا حاجت اکل وشرب زندہ رکھنا اور پھر اس کو خواہشات زمانہ سے محفوظ رکھنا یہ سب خدا کے قانون قدرت سے باہر ہیں اور عادت اللہ کے برخلاف۔

نمبر ۴۔ لیکن وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح کی صورت مثالی کے بنانے پر قادر ہے اور یہ اس کے قانون قدرت سے باہر نہیں جیسا کہ انسان کو بندر وسور بنانا اس کو قانون قدرت سے باہر نہیں۔

جواب ا۔ جو خدا قانون قدرت فلسفہ کیرو سے باہر کوئی کام نہیں کرتا تو تعجب یہ ہے کہ نمبر ۴ میں مثالی صورت مسیح وسور بندر بنانے میں کیوں قادر سمجھا گیا۔ نمبر ان متذکرہ پر تو خدا کا قانون قدرت کا مقید اور یہاں قانون قدرت پر قادر۔ ایسے لوگ تو بہت ہیں کہ کسی اور کی بات نہ سمجھیں مگر ایسے نہیں دیکھے کہ ماشاءاللہ اپنی کہی ہوئی بات کو بھی نہ سمجھیں۔ یہ منصب ہمارے قادیانیوں کو ہی نصیب ہوا ہے یعنی صورت مثالی وسور و بندر بنانا اگرچہ قانون قدرت سے باہر ہے لیکن ان کے بنانے پر خدا قادر ہے۔

لیکن ان کے بنانے پر خدا قادر ہے تو لفظ لیکن اور قادر ایسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ قانون قدرت سے ضرور باہر ہے ورنہ اس کے بیان کی ضرورت ہی کیا تھی پس وہ خدا کونسی دلیل فلسفیانہ سے قادر ہوا ہے صورت سور اور بندر پر کوئی شہادت ہے، یا دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے انسان کو اصلی سور و بندر بنا ہوا دیکھا ہے۔ ہرگز نہیں اگر کسی نے بیان کیا تو کیوں نہیں تحریر میں لائے۔

کہیں ہوتا تو لاتے۔ یہ تو اندھوں اور بہروں کے سمجھانے کی باتیں ہیں۔

پھر قادیانی کو اس تعجب خیز امر پر اس کے قادر ہونے کا یقین بھی ہوا ہے تو باقی امور بالا پر کیوں یقین نہیں ہوتا۔ کیا ان پر خدا قادر نہیں ہے؟ اور اگر قانون قدرت کلام الہی کو مانا ہے جس کے بھروسے پر مثال صورت سور اور بندر کی بیان فرمائی ہے تو باقی امور نمبر ۲

۔۳ تک پر خدا کا قادر ہونا قرآن ہی سے ثابت ہے۔

چنانچہ بعض کا ثبوت بحث معجزات انبیاء ومعراج رسول ﷺ میں واضح طور پر سابق گذر چکا ان پر ایمان لانے سے کیوں انحراف ہے مگر ہاں اب ہم سمجھ گئے کہ یہ آپ کے اس بیان کی تائید ہے کہ قادیانی ایک کیڑا تھا اس جون میں صورت انسان ہو کر مسیح کی صورت مثالی بن گیا۔ اس لئے بندر وسور کی صورت ہو جانا قانون قدرت فلسفہ میں داخل ہے باہر نہیں کل شیء یرجع الی اصلہ پر دال ہے۔ اور دیگر یہ ظاہر وعیان ہے کہ بعض انسان اگر چہ بظاہر صورت انسان ہیں مگر باطناً مجسم شیطان ہیں اور صورت سور و بندر سے بھی بدترین ہے بقول مولانا روم

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

لو صاحب! یہ تو آپ کی خوش فہمی کا جواب تھا۔ اب ہماری سنئے کہ اگر قرآن قانون قدرت خداوندی پر ایمان ہے تو ہر بات کا جواب ذیل سے ملاحظہ فرمایئے۔

جواب ۱۔ قانون قدرت خداوند عالم قرآن مجید ہے جو اس نے اپنے حبیب رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے جس سے وہ ہر شئے پر قادر ہے جو چاہے کرے هو الله علی کل شیء قدیر وہ قادر مقید نہیں جس کا اثبات سابق گزر چکا۔ پس برعکس قانون قرآن از روئے قانون فلسفہ وریاضی وغیرہ کے ذریعے سے طبع آزمائی وسینہ زوری معاملہ دین میں کرنا خلاف اسلام ہے جو کفر ہے۔

جواب ۲۔ اس دنیا میں مردوں کا زندہ کرنا خلاف قانون و عادت اللہ ہے اس کا یقین اسی کو ہوگا جو قانون کلام الٰہی سے بالکل بے بہرہ ہے ایسے ہی تیرہ دروں وطبع کی نسبت یہ سوال فرمودہ رب العالمین ہے

الیس ذلك بقادر علی ان یحی الموتی (القیامۃ:۴۰)

(کیا نہیں ہے یہ قادر اس پر کہ جلائے مردے)

یعنی کیا نہیں پروردگار اس امر پر قادر کہ مردے جلائے جب کہ معدوم سے موجود کرنا اس پر گراں نہیں تو مردے کو جلانا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ اس اظہار قدرت کے لئے بطور خود و بطور اعجاز انبیاء سے امور ظہور پذیر ہوئے جن کا ثبوت معجزات انبیاء

میں سابق گزرا اور نیز مزید برآن اور بھی درج ذیل ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

و اذ قتلتم نفساً فا د ارأتم فیها و الله مخر ج ما کنتم تکتمون۔ فقلنا ا ضر بو ہ ببعضها کذ لك یحی الله المو تی و یر یکم آ یا ته لعلکم تعقلو ن (بقرہ۲۔۷۲۔۷۳)

(اور جب تم نے مار ڈالا ایک شخص پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو نکالنا ہے جو تم چھپاتے ہو پھر ہم نے کہا مارو مردے کو اس گائے کا ایک ٹکڑا اس طرح جلا دے گا اللہ مردے اور دکھاتا ہے تم کو اپنے نمونے شاید تم سوجھو)

بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا اس کا قاتل معلوم نہ تھا اس کے وارث ہر کسی پر دعوی کرتے تھے اللہ تعالی نے اس طرح اس مردے کو جلایا اس نے بتایا کہ ان وارثوں نے ہی مارا تھا۔ موضح القرآن، اور سنئے ان سب لوگوں کو جو ہمراہ موسیٰ کی بجلی سے مر گئے سب کو زندہ کھڑا کر دیا

ثم بعثناکم من بعد مو تکم لعلکم تشکرو ن (بقرہ:۵۶)۔

(پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے شائد تم احسان مانو)

اس پر بھی اطمینان نہ ہو اور کوئی شیطان وسوسہ ڈالے تو اور لیجئے

کیف تکفرو ن با لله و کنتم اموا تاً فاحیا کم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه تر جعو ن (بقرہ: ۲۸) (تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے پھر اس نے تم کو جلایا پھر تم کو مارتا ہے پھر جلاوے گا)

تو اور سنئے کہ جائے گفتن ہی باقی نہ رہے حضرت عزیرؑ کا قصہ قرآن شریف میں موجود ہے

او کا لّذی مرّ علی قر یة و هی خا و یة علی عرو شها قا ل انی یحی هذه الله بعد مو تها فا ما ته مأة عا م ثم بعثه قا ل کم لبثت قا ل لبثت یو ماً او بعض یو م ۔ قا ل بل لبثت مأة عا م فا نظر الی طعا مك و شرا بك لم یتسنّه و انظر الی حمار ك و لنجعلك آ یة للناس و انظر الی العظا م کیف ننشز ها ثم نکسو ها لحماً فلما تبین له قا ل اعلم ان الله علی کل شیء

قدیر (بقرہ: ۲۵۹) (یا مثل اس کی کہ گذرا ایک گاؤں پر وہ الٹا پڑا تھا اپنے چھتوں پر کہا کہ کیوں کر زندہ کرے گا اسے اللہ اس کی خرابی کے بعد تو مار ڈالا اسے اللہ نے سو برس تک پھر زندہ کیا اسے کہا کہ کس قدر ٹھہرا کہا ایک دن یا کوئی جزء دن کا کہا بلکہ ٹھہرا تو سو برس پس دیکھ اپنے کھانے کی طرف اور شربت کی طرف نہیں سڑا ہے اور دیکھ طرف اپنے گدھے کی اور تا کہ بنائیں ہم تجھے نشانی واسطے آدمیوں کے اور دیکھ ہڈیوں کی طرف کیونکر چڑھاتے ہیں ہم اسے پھر پہناتے ہیں ہم اسے گوشت پھر جب کھل گیا اس پر کہا یقین رکھتا ہوں میں بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

اے یاروا اب تو اٹھو کہ واقعی وہ قادر ہے اگر اس کی تفسیر کما حقہ دیکھنا منظور ہو تو کتاب خلاصہ التفاسیر جلد ا صفحہ ۲۰۴ دیکھ لو اور نیز حضرت ایوب کا قصہ کہ ان کے تمام اہل و جانوران وغیرہ کو عرصہ بعد زندہ کر دیا اور اصحاب کہف کا قصہ یہ سب قرآن شریف میں موجود ہے۔

اگر پڑھا دیکھ لو پس اگر اس پر بھی کسی کو انکار ہے تو اس کے کفر میں کیا کلام ہے اور سنئے واقعی جب کہ انبیاء کو مردے کے زندہ ہونے میں کچھ خیال ہوا اور اس کے بچشم خود دیکھنے کا ارادہ پیدا ہوا واقعی یہ مسئلہ اہم تھا مگر اللہ تعالی نے اپنے قادر مطلق کی سفت کو پورا کر دکھایا چنانچہ حضرت عزیر کا قصہ ابھی گذر چکا ہے اب حضرت ابراہیم کا قصہ سنئیے اللہ اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے:

و اذ قال ابراهيم رب ارنى كيف تحى الموتى۔ قال او لم تؤمن ۔ قال بلى و لكن ليطمئن قلبى۔ قال فخذ اربعة من الطير فصر هن اليك ثم اجعل على كل جبل منهن جزء ثم ادعهن يا تينك سعيا۔ و اعلم ان الله عزيز حكيم (بقرہ: ۲۶۰)۔

(اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھے کیونکر تو زندہ کرتا ہے مردے کو۔ کہا کیا تو ایمان نہیں لایا کہا ایمان کیوں نہیں لایا مگر مطمئن ہو جائے دل میرا۔ فرمایا لے چار چڑیاں پھر پہچان رکھ پھر رکھ ہر پہاڑ پر ان سے ایک ایک ٹکڑا پھر بلا انہیں آئیں گی تیرے پاس دوڑتی اور جان لے اللہ غالب حکیم ہے)

تفسیر معالم التنزیل: مفسرین کہتے ہیں کہ جب نمرود مردود نے حضرت

خلیل جلیل سے بحث کی تھی تو یہ بھی کہا تھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالی کیونکر مردے جلاتا ہے آپ یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے دیکھا ہے اور دوسری دلیل سے اسے معقول کر دیا پھر پروردگار سے عرض کی کہ مجھے آنکھ سے دکھا دے اور بعض نے کہا کہ آپ ایک مردہ جانور پر گذرے جو دریا کے کنارے پر پڑا تھا دریا کی مچھلیاں اور جنگلی جانور اور چڑیاں اسے کھاتی تھیں آپ کو تعجب ہوا کہ یہ منتشر اجزاء جمع ہوں اور روح اس میں آجائے،۔ یہ تماشا قابل دید ہے

تب یہ سوال کیا اور بعض نے کہا کہ جب اللہ تعالی نے آپ کو خلعت خلت سے سرفراز فرمایا تو حضرت ملک الموت نے درخواست کی کہ یہ خوش خبری تیرے خلیل کو جا کر میں سنا دوں اور ان کی زیارت بھی کروں منظور ہوئی غرض ملک الموت حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ کو بشارت دینے آیا ہوں کہ آپ کو آپ کے پروردگار لیل ونہار نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا۔

حضرت یہ سن کر حمد وثنا میں مشغول ہوئے پھر ملک الموت نے کہا آپ کی دعا بھی مقبول ہوگی اس وقت عرض کی کہ اے رب مجھے مردے جلانے کا تماشا دکھادے۔ ارشاد ہوا کیا تجھے کچھ شک ہے۔ عرض کی کہ نہیں اے میرے پروردگار ہاں چاہتا ہوں کہ آنکھ سے دیکھوں اور مرتبہ عین الیقین حاصل کروں ودل مطمئن الحاصل۔ اس درخواست کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم چار چڑیاں لو۔

معالم: طاؤس مرغ کوا اور بعضوں نے دوسرے نام بھی ذکر کئے ہیں بہرحال ارشاد ہوا کہ انہیں خوب پہچان رکھو تاکہ کچھ وہم نہ ہو اور ذبح کرو پھر وہ خون اور گوشت آپس میں ملا کر خلط کر ڈالو اور پہاڑوں پر ڈال دو ابن عباس وقتادہ نے کہا کہ ہر چڑیا کے چار جزء کر کے ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا کہا ابن جریج نے، سات پہاڑوں پر سات ٹکڑے کر کے رکھے اور سر اپنے پاس رکھے پھر آواز دی کہ آؤ اللہ کے حکم سے۔ ہر قطرہ خون اڑتا اور اپنے دوسرے قطرے سے مل مل کر جسم بن گئے اور ہر جسم اڑتا اور سعی کرتا ہوا اپنے سر سے مل گیا اور چڑیاں جی گئیں۔

اب افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو ایسی ایسی واضح نشانیوں اللہ کی سے منکر ہیں ایسوں ہی کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے:

و الذین کفروا و کذّ بوا بآ یا تنا او لئك ا صحا ب النار هم فیها خالدو ن (بقرہ:۳۹)۔(اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائی نشانیاں ہماری وہ ہیں دوزخ کے لوگ۔ وہ اس میں رہ پڑیں)۔

اے بھائیو! کیوں اس آیت کے مصداق ہوتے ہو خدا کا کچھ تو خوف کرو اور اسلام دین اختیار کرو

جواب نمبر۳ میں جو کسی انسان کو زندہ مع الجسم اٹھا لے جانا آسمان پر قانون قدرت فلسفہ کی رو سے خلاف عادت اللہ ہے تو اس پر ایک بیان سے مقصود یہی ہے کہ حضرت ادریس حضرت عیسیٰ کا جانا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا جسمی معراج کا ہونا خلاف ہے معراج کا ثبوت تو سابق ہو چکا ملاحظہ سے گذرا ہوگا اور حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ کا اپنے اپنے محل پر آئندہ ثبوت آتا ہے مگر ہم مجمل یہاں بھی عرض کئے دیتے ہیں شائد کسی اہل فہم طالب حق کی سمجھ میں آجاوے۔

یعنی حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے درمیان طائف مکہ معظّمہ پیدا کر کے جنت میں رہنے کی اجازت فرمائی اور ان کو ایک مدت دراز معینہ تک مع رفع حاجت اکل و شرب کے زندہ رکھا اور حوادث زمانہ سے بھی محفوظ رکھا اور پھر وہاں سے اسی زمین پر واپس آنا سب کے نزدیک مسلم ہے اور قادیانیوں کو بھی شائد اس سے انحراف نہ ہوگا۔ تو جب یہ بات یقیناً ظاہر ہو چکی اور ادھر قرآن قانون خداوندی کی شہادت پھر اس کے یقین ہونے میں کس کو کلام ہے:

و قلنا یا آ دم اسکن انت و زو جك الجنّة و کلا منها رغداً حیث شئتما (بقرہ:۳۵)۔(اور کہا ہم نے اے آدم رہ تو اور بی بی تیری جنت میں اور کھاؤ اس سے بافراغت جس طرح چاہو)۔

پس اللہ تعالیٰ کہ عالم الغیب ہے اور سنیئے ان الله علی کل شیء قدیر کی صفت کو ظاہر کر کے آئندہ آنے والے کورچشموں کے خیال باطل کی تکذیب اول ہی سے فرمادی یعنی آدم کا جنت میں جانا اور آنا و آسمان و کرہ زمہریر اور آفتاب و ماہتاب وغیرہ کا طے کرنا سب ہی کچھ ہو گیا۔

اور دشمنان آدم بھی ان گھروں سے گزر کر اس زمین پر آ دھمکے تو اولاد آدم جو

تمام جہان سے افضل ہے ان کا وہاں گزرنا کیونکر غیر ممکن ہوگا سوائے اس شخص کے جس کو اس کے قادر مطلق ہونے سے شک ہے وہ ہی منکر ہوگا۔

لو صاحبو! حضرت ادریس وحضرت عیسی کا معہ جسم رفع ہونا اور رسول اللہ کی معراج کا معہ جسم ہونا ہر عاقل کے نزدیک مثل آفتاب روز روشن کے اثبات معروضہ بالا سے کامل ہوگیا اب آگے اور یہ فرماتے ہیں کہ بلا اکل وشرب کوئی زندہ نہیں رہ سکتا ہے جس کی نظیریں دنیا میں اور تواریخوں میں بہت موجود ہیں مگر ہم وہ پیش نظر کرتے ہیں کہ مخالف کو جائے کلام باقی نہ رہے۔

حضرات اصحاب کہف وحضرت خضر وحضرت الیاس قصہ قرآن وحدیث و تاریخ سابقہ میں موجود ہے کہ ہنوز زندہ ہیں اور جبتک اللہ چاہے زندہ رہیں گے اور نیز ان فرشتوں کا قصہ کہ جو بوجہ طعن حضرت ادریس مبتلائے مصیبت ہوئے یعنی عزا وعزایا وعزائیل۔ ہرسہ فرشتے لوازمات وصفات انسانی دے کر دنیا میں بھیجے گئے۔ دن میں یہاں مشغول رہتے اور شب کو آسمان پر چلے جاتے تھے اور جب زمین پر آتے وہی صفت بشریت کی مل جاتی تھی مگر ان ہرسہ میں سے ایک ایک نے بخیال فتنہ وفساد دنیا سے واپسی کی التجا کی۔ مقبول ہوئی وہ واپس گیا اور دونوں جو ملقب ہاروت و ماروت ہیں اس دنیا میں رہے اور وجہ تسمیہ دنیا میں آنے کی یہ ہے کہ حضرت ادریس بہ منقبت مضمون و رفعنا ہ مکا نا علیاً (مریم:۵۷) کے فائز ہوئے اور بیچ عالم بالا کے مصاحب ملائکہ ہوئے۔ ملائکہ نے بنظر تحقیر طعن کی۔ اللہ کو ناپسند ہوئے۔ امتحاناً بھیجے گئے مگر پورے نہ اترے انجام وہ غار جبل بابل میں زندہ لٹکائے گئے اور اپنے کردار اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں اگرچہ ان کی روایت مختلف طور سے اور بھی آئی ہیں مگر وہ فروعات میں اختلاف ہے غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو اصل مراد حصول مقصود میں سب کا اتفاق ہے۔ اور ہمارا بوجہ احسن ثابت ہے غرض ہمارے اس مختصر بیان بالا میں کسی شک ہوا اور اس سے زیادہ مفصل حال معلوم کرنا ہو کیونکہ ہم نے بوجہ طوالت نہیں درج کیا تو تفسیر مدارک وخلا صة التفا سیر وروضة الصفاء و درج الدرر اور روضة الاحباب و روضة الاصفیاء وغیرہ میں جو موافق قرآن وحدیث ہو مطابق کر کے دیکھ لیں تا کہ شبہ رفع ہو جائے۔

اور سنئے! اللہ تعالی کی مخلوق میں سے فرشتے بھی زندہ ہیں اور جنات جن کی پیدائش حضرت آدم سے بھی اول ہے۔ بعض کا زندہ رہنا مخبر صادق سے ہنوز ثابت ہے تو خادمان ونیم ملا ومرزا قادیانی وغیرہ نے جو بوقت اثبات شرکت حیات حضرت ادریس حیی لا یموت صفت باری میں اشتہار شائع کیا۔

ان صاحبان مذکور الصدور کو ملحوظ نہ رکھا گیا۔ کیا بھول گئے؟ جس سے ان کے شیخ چلی کا سا گھر بنا بنایا بگڑ گیا اور ان سب کو صفت باری تعالی میں شریک سمجھنا پڑا۔ یہ تو گویا الٹی ازار گلے میں آ گئی اور بقول خود تیرھویں سدی کے منکر ملا مشرک خلاف قرآن وایمان ضرور ہی بن گئے اور واقعی یہی درست ہے۔

ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ ایسے لوگ تو بہت ہیں جو کسی اور کو نہ سمجھیں مگر ایسے نہیں دیکھے جو خود اپنی بات نہ سمجھیں یہ منصب انہیں کو نصیب ہوا ہے اور سنئے کہ اصحاب کہف اور حضرت خضر و نیز ہاروت و ماروت کے قصہ کو پہلو میں آیت منھا خلقنا کم و فیھا نعید کم (طہ: ۵۵) کو رکھ کر جس کے سبب خود رائی کی تفسیر سے حضرت ادریس اور حضرت عیسی کے دفن ہونے پر طعن کیا ہے۔

سمجھ لیجئے اور جیسے بسبب نظر سے غائب ہونے حضرت عیسی کے مدفن کا مقام سری نگر اپنی نارسائی ذہن سے بیان کیا ہے ایسے ہی ان کی بابت بھی کچھ گھڑ لیتا تاکہ پوری پوری فضیلت مخالفت قرآن مجید کے ہاتھ سے نہ جائے اور خادمان سادہ لوحوں کی دل جمعی ہو جائے۔

اور نیز آیت کل نفس ذائقة الموت کے جو بوجہ خلل دماغ سمع خراشی فرمائی ہے کے بعد ذائقہ الموت کے پھر زندہ نہیں ہوتا ہے نہ عرصہ دراز تک کوئی زندہ رہ سکتا ہے تو ان صاحبان کا مکرر زندہ ہونا اور جن کا ہنوز لاحق موت نہ ہونے کا ثبوت مذکورہ بالا دیا گیا ہے کیا کوئی عاقل قادیانی صاحب کے خیال باطلہ کے بیان کو باور کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں اور تمام دنیا میں مختلف واقعات کا ہونا سب پر ظاہر ہے کہ کچھ لوگ بعد موت زمین میں دفن ہوتے ہیں اور بہت لوگ آگ میں جلائے جاتے ہیں اور بہت پانی میں بہائے اور ڈوب جاتے ہیں اور بہتوں کو جانور کھا جاتے ہیں اور بہتیرے لڑائی وغیرہ میں بالائے زمین مقتول پڑے رہتے ہیں، جن میں کچھ تو لقمہ

جانوران ہو جاتے ہیں اور کچھ سڑ سڑ کر خشک اور خاک ہو کر ہوا ہو جاتے ہیں تو یہ آیت مذکور منھا خلقنا کم کے حسب بیان تشریح قادیانیوں کے صریح خلاف ہے

کیونکہ یہ سب دنیا میں دفن نہیں ہوتے ہیں تو گویا یہ خدا کا فرمانا موافق مطلب قادیانیوں کے معاذ اللہ باطل ٹھہرتا ہے غرض ان آیات کا اصل مطلب انشاء اللہ آئندہ آوے گا سمجھ لینا۔

اور سنئے! جب وہ وقت آوے گا کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور باب توبہ بھی بند ہو جائے گا اور ادھر بحکم خداوند عالم صور پھونکا جائے گا اس وقت ہر شئے کو فنا وموت ہو گی اور ہر مخلوق یعنی انس وجن ملک وفلک چرند وپرند جمادات چاند سورج زمین ستارہ سب ہی ہلاک ہو جائیں گے۔

كل شيء هالك الا وجهه (قصص:۸۸)

اور: كل من عليها فان و يبقى وجه ربك ذو الجلال و الاكرام۔(الرحمٰن:۲۷)

تو حسب بیان مرزا قادیانی کے وہ ایک کیڑا تھے اب اس جون انسانی میں نمود ہوئے تو کیا حسب قاعدہ آواگون ہندوؤں کے اس وقت بھی ظہور فرما کر انسانوں کو اپنے خیال کے میدان وسیع میں لوگوں کو دفن کریں گے بعدہ اپنا ٹھکانہ کہیں اور جس کے لائق ہیں جا دیکھیں گے (یعنی دوزخ میں)

غرض اب تو ہر عاقل کے فہم میں آ گیا ہو گا کہ قانون فلسفائی قادیانی کس قدر لغو خیال ہے اور ان کے خادمان بھی سمجھ گئے ہوں گے اور اب بارگاہ الٰہی سے قوی امید ہے کہ ضرور ایمان لے آویں گے کیونکہ کتاب معتبرہ سے ثابت ہے کہ چار پیغمبر بقید حیات ہیں حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ تو آسمان پر ہیں اور حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ زمین پر و الله اعلم بحقيقة الحال

اب اے ناظرین حق پسند! میری تحریر ذیل کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمایئے کہ آیات قرآنی کا مفصل سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں یہ انہیں بزرگان دین کا منصب ہے جن کی نسبت ہم عنوان بالا میں تحریر کر چکے ہیں اور نیز جو سابقین کے پیرو اور اسلام واجماع کے مخالف نہیں ہیں اور انہیں کا یہ مرتبہ ہے

چنانچہ ہم ایک مجموعی قاعدہ جو مولوی قاسم صاحب نے بجواب سوال سید احمد نیچری کے فرمایا ہے ملاحظہ ناظرین کراتے ہیں۔

سوال یہ تھا احکام منصوصہ احکام دین بالیقین ہیں اور باقی مسائل اجتہادی اور قیاسی سب ظنی ہیں۔

جواب۔ احکام منصوصہ کے یقینی اور اجتہادی کے ظنی ہونے میں کسے کلام ہوسکتا ہے اگر ہوگا تو اس امر میں ہوگا کہ کون سا منصوص ہے اور کون سا نہیں اور کون سا اجتہادی ہے اور کون سا نہیں اور میں یہ اس واسطے عرض کرتا ہوں کہ بس اوقات اکثر آدمی بوجہ قلت تفکر بعض امور کو منصوص سمجھ جاتے ہیں حالانکہ وہ منصوص نہیں ہوتے اور تو اور حضرت موسیٰ یوں سمجھ گئے کہ حضرت خضر نے جن کی شان میں خداوند کریم آتیناہ رحمة من عندنا و علمناہ من لدنا علما (کہف: ۶۵) فرماتے ہیں کشتی مساکین کو ظلماً توڑ ڈالا اور طفل نابالغ کو بے گناہ قتل کر ڈالا۔ یہ کلام اللہ موجود ہے آیات آخر رکوع اما لاسفینة سے لے کر آخر رکوع تک قطع نظر کیجئے تو ابنائے روزگار سے پوچھ دیکھئے یہی کہیں گے کہ حضرت کا قاتل بے گناہ اور خارق سفینہ ظلماً ہونا منصوص ہے۔

غرض اکثر یہ ہوتا ہے کہ معنی حقیقی موضوع سے زیادہ بوجہ خیالات طبع زاد جو الف عادت پر مبنی ہوتے ہیں اور معنی زائد لگا لیتے ہیں اور خود ان کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ یہ ایجاد اپنی طبع کا ہے ارشاد نبوی نہیں اکثر ابنائے روزگار بلکہ کل اسی قسم کے نظر آتے ہیں آخر کسی کی کلام اس کی مبلغ فہم پر دلالت کر دیتی ہے مگر آج کل اکثر عالم کہ بوجہ انصاف وہ عالم نہیں بلکہ نیم ملاں ہیں اپنے آپ کو عالم فن دین کچھ ایسا سمجھ جاتے ہیں جیسے بندر نے نیل کے ماٹ میں گر کر اپنے آپ کو طاؤس سمجھ لیا تھا۔

انصاف کی بات ہے جس کو اہل فہم خواہ مخواہ مان جائیں یہ ہے کہ علم کے تین مرتبہ ہیں ایک وہ جس کی طرف جملہ یتلو علیھم آیاتہ دلالت کرتا ہے اس کا ماحاصل تو فقط اتنا ہے کہ عربی میں زبان دانی حاصل ہو جائے دوسرا وہ مرتبہ جس کی طرف یعلمھم الکتاب مشیر ہے اس مرتبہ کی حقیقت یہ ہے کہ مجملات کلام اللہ کو مشخص سمجھ لیا جائے۔

تفصیل اس اجمال کی بقدر مناسب یہ ہے کہ مفہومات کلیہ کے لئے ہزارہا

تشخص محتمل ہوتے ہیں مثلاً انسان ایک مفہوم کلی ہے اور زید اور عمر اور بکر خصوصیات زائدہ اس کے تشخصات ۔ سو کلام اللہ میں اگر کوئی مفہوم کلی مصرح مذکور نہ ہو اور اس کا تشخص وتعین مصرح تو مذکور نہ ہو پر سیاق وسباق اور توافق وتوابع کے وسیلہ سے بشرط رسائی فہم معلوم ہوسکتا ہے ۔ تو جو شخص اس بات کو بتلائے گا وہ معلم کتاب کہلائے گا الذین آ منوا و لم یلبسوا ایما نھم بظلم (الانعام:۸۲) ۔ میں لفظ ظلم ایک مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے جس کے لئے صغیرہ اور کبیرہ اور شرک و بدعت افراد میں مصرح اگر موجود ہے تو وہی مفہوم کلی موجود ہے اور تعیین شرک مصرح موجود نہیں ہاں لفظ لیس بوسیلۃ ان الشر ك لظلم عظیم اس کی جانب مشیر ہے علی ہذا القیاس آیت و ضو میں جر ار جل کی قرأت کی صورت میں مسح ار جل تو عطف علی الر ؤس کی صورت میں مصرح ہے اور اس کے ساتھ غسل قدم کا کچھ ذکر نہیں پر غسل بھی اس کے افراد میں سے ایک ہے کیونکہ ہاتھ کا پھیرنا سوکھا ہو جب مسح ہے غسل کے ساتھ ہو جب مسح ہی اور فقط رطوبت قائمہ بالید کے ساتھ ہو جب مسح ہے غرض ایک مضمون کلی ہی کی تصریح ہے ہاں قید الی الکعبین کو دیکھئے تو باعانت فہم رسا ہو تو غسل ہی لازم آ جاتا ہے علی ہذا القیاس باعانت باء اتعانت موضوع لہ راس کو بہ تدبر لحاظ کیجئے تو تعین ربع رأس نکل آتا ہے

ہاں رأس کو کرہ حقیقی اور پانی کو سطح مستوی یا کرہ حقیقی رکھئے تو پھر مسح بال دو بال ہی کا مسح فقط ثابت ہوگا بہرحال لفظ ظلم سے تمام گناہوں کو مصرح سمجھ لینا اور لفظ راس سے تمام راس مصرح سمجھ لینا اور منصوص خیال کرنا ایک سینہ زوری ہے اور کچھ نہیں تیسرا مرتبہ علم میں وہ ہے جو جملہ یعلمھم الکتا ب و الحمکۃ سے لفظ حکمت کے وسیلہ سے سمجھ میں آتا ہے تحقیق اس کی مرتبہ کی یہ ہے کہ ہر حکم کے لئے ایک علت ہے اور ہر وصف کے لئے ایک موصوف حقیقی ہوتا ہے مثلاً متاع ہونے کے لئے کمال و جمال و مالکیۃ نفع وضرار علت حقیقی وموصوف حقیقی اور محکوم علیہ حقیقی اور وہ اس کے لئے معلول حقیقی اور وصف حقیقی اور معلول حقیقی اور نسبت فی مابین نسبت حقیقی علی ہذا القیاس ایک موصوف عرضی ہوتا ہے جیسے وصف رسالت یا خلافت اور اولوالامر مطاعیہ کے لئے موصوف عرضی اور علت عرضی اور محکوم علیہ عرضی ہے اور نسبت فی مابین نسبت عرضی اور

مجازی ہے یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے مال میں میراث جاری نہ ہوئی اور آپ کی ازواج کے نکاح کی حرمت کی علت اور ان کے ساتھ آپ کی حیات جسمانی ہے جو آپ کی موت عرضی تلے دے کر افاضۃ حس وحرکت سے ایسی طرح معذور ہوگئی ہے جیسے چراغ روشن کسی ہنڈیا میں بند ہو کر مکان میں افاضہ نور سے معطل ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ جیسے ہماری حیات جسمانی جس سے جسم وروح کا قبض وتصرف تھا موت کے آنے سے ایسی طرح زائل ہو جاتی ہے جیسے سایہ کے آنے سے دھوپ آپکی حیات بھی موت کے آنے سے زائل ہو جاتی ہے باقی یہ جو السلام علیکم یا اهل القبور سے ایک نوع کی تعلق روح جسد کا پتہ لگتا ہے جس سے اشتباہ حیات پیدا ہوتا ہے تو اس کو اول تو ایسا سمجھئے جیسا بوسیلہ تار برقی بمبئی یا کلکتہ یا لندن کی خبر میرٹھ یا بنارس میں آجائے ایسے ہی یہاں بھی سمجھئے دوسری اگرچہ کچھ تعلق ایسا رہا بھی جیسا کہ کسی جلا وطن کو اپنے وطن اصلی کے ساتھ تو گو اتنا تعلق موجب اطلاع بعض احوال متعلقہ جسد ایسی طرح ہو جائے جیسا تعلقخا طر مرد آوارہ بسا اوقات بہ نسبت اور بلاد کے احوال متعلقہ وطن متروک کے زیادہ اطلاع کا باعث ہو جایا کرتا ہے پر اتنی بات سے قبض و تصرف نہیں نکلتا جو اشتباہ حیات ہو علی ہذا القیاس یہ نہیں کہ مثل شہدا ایک بدن سے تعلق چھوٹ کر کسی دوسرے بدن سے تعلق پیدا ہو گیا ہو جس کے بھروسے یوں کہا جائے کہ بدن اول سے تعلق ہی نہ رہا تو اس کے متعلقات یعنی ازواج واموال سے کیا تعلق رہے گا جو مانع میراث اور انقطاع نکاح ہو اسی طرح اور بہت سی نظیریں ہیں جن کو بے کہے اہل دانش سمجھ جائیں گے غرض موصوف حقیقی اور عدت حقیقی کو دینیات میں علت مجازی اور موصوف مجازی سے پہچان لینا وہ حکمت ہے جس کی طرف آیت مذکور میں اشارہ ہے اور جس کی تعریف میں یہ اشارہ ہو ہے و من یو ت الحکمة فقد او تی خیرا کثیراً (بقرہ:۲۶۹)، سومرتبہ حکمت پر اجتہاد کی اجازت ہے بشرطیکہ قرآن وحدیث پر بخوبی نظر ہو اور ناسخ ومنسوخ وضعیف وقوی کو پہچانتا ہو اور مرتبہ علم کتاب میں اگرچہ اجازت اجتہاد واستنباط واحکام غیر منصوصہ نہیں ہو سکتے پر فقط احکام منصوصہ اور مضامین مندرجہ قرآنی میں خودرائی اور خود بینی کی اجازت ہے۔

چنانچہ بدیہی ہے بعد اس کے اگر حکیم امت یا عالم کتاب سے کوئی خطا ہو

جائے تو وہ ایسی سمجھنی چاہیے جیسے اسپ تیز گام باوجود سلامت اعضا قوت رفتار ذرا سی غفلت میں ٹھوکر کھا کر گر پڑنے کو اسپ لاغر ولنگ کے گرنے پر قیاس کر کے جیسے سواری موقوف نہیں کر دیتے ایسے ہی حکیم امت و عالم کتاب کو بوجہ غلطی جو بمقتضائے بشری بوجہ غفلت ہو جاتی ہے، خود رائی واجتہاد سے رد کر دینا نا سزا ہے یہ ان کی غلطی اس امر میں مثل غلطی عوام نہ سمجھی جائے گی باقی رہا مرتبہ جو جملہ یتلوا علیھم آیاتہ سے مستفاد ہے بادی النظر میں اگرچہ از قسم علوم ہے پر حقیقت میں یہ مرتبہ ان علماء ربانی کا مرتبہ نہیں جو کسی کے پیرو نہ ہوا کریں ورنہ جملہ یعلمھم الکتاب بے کار تھا ہاں حافظ علوم کہیے تو بجا ہے۔

بہر حال ایسے لوگوں کو اوروں کا اتباع ضرور ہے عالم بن بیٹھنا اور لوگوں کی پیش وائی جائز نہیں آپ بھی گمراہ ہوں اور کو بھی گمراہ کریں گے پیشوایان فرقہائے باطلہ سب ایسی مرتبہ کے لوگ تھے جنہوں نے بوجہ اولو العزمی اپنے فہم کے موافق اور ان سے اپنا کام لیا۔

پس فرقہ قادیانی نے بھی وہی روش اختیار کر کے بوجہ خود رائی خلاف متقدمین و جمہور کے آیات قرآنی میں اختلاف کر کے راہ مستقیم چھوڑ کر اپنی راہ جدی اختیار کی۔ پس اگر آیہ منھا خلقنا کم و فیھا نعید کم (طٰہٰ: ۵۵) و نیز دیگر آیات میں اس قواعد مذکورہ بالا کا بھی لحاظ رکھتے تو البتہ خطا نہ کھاتے،

واقعی مجملات کلام الٰہی کا.... سمجھنا مشکل ہے اب اس آیت کا مطلب سمجھئے کہ انسان کی پیدائش بایں خیال مرکب بہ عناصر پائی جاتی ہے ورنہ ترکیب کرتے ہوئے خداوند عالم کو کس نے دیکھا ہے جب ہم اپنے بدن میں دیکھتے ہیں کہ قلیل وکثیر یبوست ہے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہمارے بدن میں جزء خاکی ہے ورنہ اس یبوست کی اور کیا صورت ہے کیونکہ یبوست خاصہ خاک ہے سوائے اس کے اور کسی چیز میں یہ بات نہیں ہو نہ ہو جزء خاکی کی یہ تاثیر ہے کہ ہمارے بدن میں یبوست پائی جاتی ہے اسی طرح رطوبت بھی کسی نہ کسی قدر اپنے بدن میں موجود ہے اور یہ خاصہ آب ہے اس لئے یہ بات واجب التسلیم ہے کہ ہمارے بدن میں لاریب جزء آبی ہوگا علی ہذا القیاس ہوا اور آگ کا سراغ نکل آتا ہے۔

غرض ہر مخلوق کی پیدائش کا علم اللہ ہی کو ہے کہ کسی خلط اور کن اخلاط سے پیدا کیا مگر جو کچھ اللہ تعالی نے بتایا اور اشارہ فرمایا کہ جنات آگ سے اور انسان مٹی سے اور دیگر جز کا ذکر نہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جزء اعظم جس سے انسان کا بدن بنا وہ دیگر اجزاء لطیف سے کثیف ہے اسی کی طرف خطاب فرمایا کہ ہم سے تم کو اس ناچیز خاک سے بنایا اور اسی خاک میں ملادیں گے یعنی ہر چیز اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع ہو کر مل جاوے گی بقول

کل شیء یر جع الی ا صله ۔

پس ۔ منها خلقنا کم و فیها نعید کم (طہ:۵۵)

سے یہ ہی مراد ہے کہ تم کہیں مرو مگر زمین پر ہی مرنا ہے خواہ پہاڑ یا درخت یا تخت یا پانی یا زمین پر یا پانی میں یا زمین میں یا آگ میں ۔ یہ سب زمین پر ہی مرنا مراد ہے اور بعد موت موافق اندازہ ہر خلط اپنے اپنے اصل مادہ یعنی اپنے معدن کی طرف رجوع ہو کر شامل ہو جائے گی ۔ چنانچہ یہ دیگر آیت اس کی موید ہے

قا ل فیها تحیو ن و فیها تمو تو ن و منها تخر جو ن (اعراف :۲۵)، اس زمین میں جیو گے اور اسی زمین میں مرو گے اور اسی زمین سے نکالے جاؤ گے

پس آیت منها خلقنا کم کی مراد اس آیت بالا سے صاف ثابت ہوگئی کہ جب جزء اعظم یعنی زمین کی طرف نسبت خلق انسان خطاب تھا اسی کی طرف پھر خطاب ہے کہ ہم پھر انسان کو مثل سابق انہیں جزئیات عناصر کے ساتھ اٹھائیں گے غرض انسان میں چاروں اخلاط کا خلاصہ جزو جو ہر شریک ہے اور پانچویں روح جدی اس جسم سے نہیں جس کا واضح ثبوت سابق گزرا اور اس آیت ذیل سے ثابت ہے:

الذی ا حسن کل شیء خلقه و بدأ خلق ا لا نسا ن من طین۔ ثم جعل نسله من سلا لة من ما ء مهین۔ ثم سواه ونفخ فیه من رو حه (سجدہ: ۸۔۹) (ایسا جس نے اچھی کی کی ہر شئے کی خلقت اس کی اور شروع کی خلقت انسان کی مٹی سے پھر بنائی اولاد اس کے نکلتے ہوئے پانی ذلیل سے پھر برابر کیا اسے اور پھونکا اس میں روح اپنی)

یعنی آدم کی گوندھی ہوئی مٹی سے اور اولادان کی کو قطرہ آب ذلیل سے پیدا

کیا، تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آدم خالص مٹی سے اور اولاد خالص قطرہ پانی سے، بلکہ وہی مراد ہے کہ آدم کے جزء مرکبات عناصر مقطرات سے اولاد کی نسل بڑھائی گئی اور روح علیحدہ ہے۔

پس اب تو بخوبی یقین آ ہی گیا ہوگا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قادیانی صاحب کی اصل خلقت انسانی نہیں بلکہ اس خلقت سابق سے جو آدم سے اول ہے کیونکہ منجملہ ان کے یہ وہی ایک کیڑہ ہیں جو بقول خود صورت انسان میں ہوئے اور جنات بھی بصورت انسان و بصورت اپنے رفیق مار میں اکثر ہوتے ہیں تو قادیانی صاحب کا بیان بھی کوئی قابل تعجب نہیں ہے مگر اتنی عنایت فرمائیں کہ حضرت آدم کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا سو کیا اب اولاد کے پیچھے تو عنداللہ نہ پڑیں یہ بڑی عنایت ہوگی۔

اثبات رفع جسمانی حضرت ادریس

اگر حضرت ادریسؑ کا رفع معہ جسم کے ہونا از روئے قانون فلسفہ قابل انکار ہے، تو اس قانون کی تردید کا ثبوت تو سابق میں گزر چکا مکرر بیان کی ضرورت نہیں اور اگر بخیال فاسد بحیلہ کل نفس ذا ئقة الموت کے بھروسے ان کی حیات میں کچھ توہم ہے، تو تلو یہ وہی باعث قلت فہم ہے جو قواعد مذکورہ بالا کے خلاف عالم بن بیٹھے ورنہ احادیث و تفاسیر و کتب سیر و غیرہ معتبرہ میں ان کا بالتفصیل قصہ موجود ہے اطمینان فرمالیجئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا رفع بعد ذا ئقة الموت ہوا ہے اور جب یہ بات مسلّم ہے کہ انبیاء حیات النبی ہیں تو فقط حضرت ادریس کے لئے خصوصیت و رفعنا ہ مکا ناً علیاً کی کیوں ہوتی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت رفع جسمانی آسمانی شہادت دیتی ہے ہر ایک تفسیر میں تحت آیت مذکور بالا میں مفصل کیفیت مذکور ہے پس برخلاف جمہور کے مجرد رائے کے بھروسے پر اختلاف کرنا مخالفت اجماع و سابقین ہے جو داخل کفر ہے۔

اب ہم اس اشتہار کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جس کا اشارہ سابق مذکور ہوا تھا اگر چہ ضرورت کسی جواب کی باقی نہیں رہی بایں وجہ کہ اس کے دعوے مثیل عیسی و وحی والہام وطریقہ ایجاد جدید کی بیخ و بنیاد ثبوت بالا سے اکھڑ گئی تو منصف مزاج طالب

حق عاقل کو اس قدر اثبات مذکورالصدر کافی ہے مگر مزید اطمینان خادمان مثیل مسیح کو جو انہوں نے دربارہ حیات وممات حضرت عیسی دلائل فاسدہ درج اشتہار کئے ہیں ان کی قلعی کھولنا ضروری ہے ورنہ بقول خود بدرا بہانہ بسیار کے حیلہ بوجہ تیرہ درونی کہنے کو تیار کہ اس کا جواب نہیں ہوا لہذا جو کچھ اقوال خادمان وغیرہ نے دو ورقہ اشتہار میں شائع کئے ہیں کون نہیں جانتا کہ یہ درپردہ بڑے پیر کی جوتیوں کا صدقہ ہے

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں
ہے کوئی اور ہی اس پردہ زنگاری میں

کہنے کو تو خاکہ خادمان ملامی وغیرہ کا ہی اوڑے گا ان مہملات کے بدلے ادھر سے بے نقط وہی سنیں گے جو سابق گذرا اور آئندہ بھی گذرے گا ناظرین دل لگا کر سنیں اور سمجھیں شروع عنوان اشتہار میں ثبوت خادمان مسیح موعود نے باستدلال کلام الٰہی اپنی صحت وثبات عقل سے دیا ہے کہ اللہ کی رسی کو پکڑو۔

ناظرین اس میں غور فرمائیں وہ یہ ہے:

و اعتصموا بحبل الله جميعاً و لا تفرقوا و اذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فا لّف بين قلو بكم فا صبحتم بنعمته اخوا ناً (آل عمران:۱۰۳)۔(اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اور اس کے فضل سے بھائی بھائی)۔

اب مقام غور وانصاف ہے کہ یہ رسی اللہ کی یعنی اسلام دین جو قرآن و حدیث کے موافق ہے صحابہ کرام نے فرقہائے باطلہ کو تہ تیغ فرما کر رسی اسلام کے قائم کردے جس پر اجماع وطریقہ اربعہ آئمہ آج تک قائم ہے اب بخلاف اس کے جدی رسی راہ فرق کے بعد تیرہ سو برس کے کس نے نکالی افسوس ہے کہیں سے کچھ عقل مول لے لی ہوتی تو ضرور اس آیت کو زبان پر لاتے ہوئے شرماتے ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ ایسے لوگ بہت ہیں کہ دوسرے کی بات نہ سمجھیں مگر ایسے نہیں نظر پڑے کہ ماشاء اللہ اپنی بات خود نہ سمجھیں یہ درجہ انہیں کٹ ملانوں کو ملا ہے کوئی ان سے جا کر پوچھے کہ رسی اللہ کی قدیم کون سی ہے کیا یہ راہ جدید وتفرقہ والی ہے یا حسب محاورہ

ہندوستان کی اس کیڑی کو رسی سے تعبیر کرتے ہیں جو دشمن آدم ہے کیونکہ موجدان اس گروہ کے سرخیل نے اپنی اصلیت کیڑہ سابق میں بیان کی ہے کیا اسی کیڑے کی طرف اشارہ ہے۔ سچ ہے جو اللہ کی طرف سے گمراہ ہے اسے راہ پر لانے والا کون؟ کوئی نہیں اور آگے اللہ تعالی فرماتا ہے:

و لا تکو نوا کا لذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاء هم البینا ت و اولئك لهم عذا ب عظیم ۔(آل عمران ۱۰۵)(اور مت ہو ان کی طرح جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے پہنچ چکے ان کو حکم صاف اور ان کو بڑا عذاب ہے)

کیوں یارو! اب یہی آیت مذکور کا مطلب سمجھ میں آیا جلد توبہ کر کے قدیم اسلام کی رسی پکڑ لو ورنہ بڑے عذاب میں گرفتار ہونا ہوگا۔

اب جوابات دیگر مرزائیاں جو انہوں نے ایک مولوی صاحب کو بخطاب لفظ میاں جی کے درج اشتہار کیا ہے، غور سے سنئے

قولہ: بل رفعه الله ۔ البتہ اللہ کے اس وعدہ کا ایفاء ہے جو اس نے فرمایا ہے:

یا عیسی انّی متو فّیك و را فعك الی ۔

یہاں متو فیك پہلے ہے اور را فعك بعد میں۔

پس ترجمہ ہوا کہ اے عیسی میں تجھے مارنے والا ہوں اور تیرا رفع درجات کرنے والا ہوں رفع درجات صحیح معنی اس لئے ہیں کہ را فعك سے پہلے متو فیك موجود ہے۔

پس جس کو اللہ تعالی نے موت دی اس کے بعد اس کا رفع درجات ہی ہوا کرتا ہے نہ رفع جسم۔ اگر اللہ تعالی نے حضرت عیسی کو مار دیا جیسا کہ متو فیك کے وعدہ سے ظاہر ہے تو پھر اگر جسم کا رفع کیا تو اس سے فائدہ کیا ہوا مردہ کے واسطے کیا دفن کرنے کی جگہ اس دنیا میں نہیں مل سکتی۔

اقول: افسوس ہے مرزا قادیانی کے حواریوں کی عقل پر

آنچہ اوستاد شما گفت ہماں می گوئید

بہت صحیح ہے۔

بقول کسی بزرگ کے

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ

ہم نے تو یہ سمجھ کر قلم اٹھایا تھا کہ انہیں کچھ آتا ہوگا لیکن یہ تو طفل مکتب سے بھی بدتر نکلے جو ذرا ذرا سی بات ہمیں کو سمجھانی پڑی

ذوق بازی گہ طفلان ہے میرا سر یہ زمین
ساتھ لڑکوں کے پڑا کھیلنا گویا ہم کو

اے حضرات! کہیں سے عقل عاریتاً ہی مانگ لی ہوتی کسی عالم کی جوتیاں سیدھی کی ہوتیں تو ایسی بات بات پر نہ پھیلتے۔

خیر بمصداق ما علینا الا البلاغ جو ہمارا فرض منصبی ہے اس کو جہاں بے علموں کے سامنے ظاہر کرنے سے عار نہیں شعر سنے ہوں

چمن چمن میں سینکڑوں نالے ہزاروں کے
کلیجہ تھام لو اب دل جلے فریاد کرتے ہیں

اولاً آیت بل رفعه الله اليه میں لفظ رفع کی تحقیق ضروری ہے کہ یہاں پر رفع جسمانی مراد ہے یا کہ مطابق گمان فاسد قادیانیوں کے روحانی۔

پس ہم اپنے دعوی رفع جسمانی کی دلیل بیان کرتے ہیں جس سے رفع روحانی قطعاً باطل ہے۔ و هو هذا

آیت متنازعہ فیہ میں اللہ جل شانہ نے سات ضمائر واحد غائب کے بیان فرمائے ہیں جن میں چھ جگہ بالاتفاق حضرت عیسی مجسم مراد ہیں، پس اگر بلا کسی دلیل کے رفع الله سے مراد رفع روح مراد لو، تو دعوی بلا دلیل ہے اور جس کو اللہ پاک نے طبیعت مستقیم عطا فرمائی وہ اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ وما قتلوه وغیرہ میں نفی قتل سے نفی موت مقصود ہے۔ پس موت کی نفی کرکے لفظ بل کے ساتھ اللہ پاک نے رفعه الله کو بیان فرمایا یعنی نہ یہود نے عیسی کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ اللہ نے عیسی کو مجسم اپنی طرف اٹھا لیا اور اگر وما قتلوه وغیرہ سے نفی موت مقصود نہ ہو تو پھر نفی قتل سے کیا فائدہ۔

چنانچہ مظہری بھی فرماتے ہیں کہ توفی سے مراد رفع الی السماء ہے

تفسیر مظہری کے صفحہ ۳۸۷ میں لکھا ہے کہ

و الظا هر عندی ان المراد با لتو فی هو الرفع الی السما ء یشهد به الو جدان بعد ملا حظة قو له تعا لی و ما قتلو ه و ما صلبوه و لو لا نفی المو ت عنه ما کا ن من نفی القتل فا ئدة ان الغر ض من القتل المو ت ۔ انتھی ۔

ظا ہر مظہری کے نز د یک یہ با ت ہے کہ تو فی سے مراد رفع الی السما ء ہے ہر شخص کا وجدان گوا ہی دیتا ہے بعد خیال کر نے قول اللہ کے و ما قتلوہ و ما صلبوہ ۔ اور اگر اس جملہ سے نفی موت نہ ہو تی تو پھر نفی قتل سے فا ئدہ ہی کیا ہو تا ۔ اس لئے کہ غرض قتل سے مو ت ہے فقط اور یہ بھی وا ضح رہے کہ لفظ بل ما قبل کے اعراض اور ما بعد کے ا ثبات کے وا سطے آ تا ہے جیسا کہ علم اصول سے ثا بت ہو چکا ہے بل لا ثبا ت ما بعد ہ و الا عرا ض عما قبله علی سبیل التدا ر ك پس اللہ پاک کو صلیب و قتل سے اعراض مقصود ہے اور رفع جسم کا ا ثبات مقصود ہے ۔

اور بفرض محال مان بھی لیا جا ئے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ہو گئی جس کے مرزا قا دیانی صا حب مرتکب ہو ئے ہیں تو لفظ رفع کی کیا ضرورت تھی کسی خاص با ت پر دلالت نہیں کرتا چنا نچہ جہاں لفظ تو فی آ یا ہے اور اس کے معنی بھی ما قبل یا ما بعد کے قر ینہ سے موت ہیں تو وہاں پر کہیں رفع کا لفظ بیان نہیں فر ما یا جس سے بعض مقام کا ذکر کر تے ہیں

قل یتو فا کم ملك المو ت الذی و کل بکم ثم الی ر بکم تر جعون (سجدہ : ۱۱) (کہہ دیجئے کہ قبض کر ے گا تم کو فر شتہ موت کا وہ کہ جو مقرر کیا گیا ہے تمہارے ساتھ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا ئے جا ؤ گے)

یہاں ظا ہر ہے کہ بوجہ قر ینہ لفظ ملك الموت کے اس آ یت میں یتو فا کم کے معنی موت ہی نہیں اور نیز دوسری آ یت و الله یتوفی ا لا نفس حین مو تها ۔ اور اللہ قبض کر تا ہے ، تو جا ن کو ان کی موت کے وقت ۔ یہاں پر بھی وہی قر ینہ موت ہی مراد ہے ،

تیسری آیت

حتّی اذا جاء احد کم الموت توفته رسلنا (الانعام:۶۱)

یہاں تک کہ جب آ گئے ایک کو تم سے موت وفات دینے میں اسے

یہاں بھی وہی قرینہ مراد موت ہے

چوتھی آیت

حتّی یتوفّاھنّ الموت (النساء:۱۵)۔ یہاں تک کہ وفات دے انہیں موت

یہاں بھی وہی قرینہ موت مراد ہے۔

پس آیت متنازع فیہ میں اللہ پاک کی مراد نفی قتل و صلب ہے اور اثبات رفع جسمانی اور اس ہمارے بیان کی تقویت آیت

یا عیسی انی متوفّیك و رافعك الی (اے عیسیٰ میں تیری مدت پوری کرنے والا ہوں اور تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں)۔

دیتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی لفظ توفّی کی تحقیق ضروری ہے معلوم کرنا چاہیے کہ توفی کا مشتق منہ وفی ہے اور یہ مادہ اپنی ہیئت شخصی وضعی یعنی صیغہائے مجرد و مزید ازروئے استقراء افادہ معنی تمام و کمال میں علی قدر المشترک کبھی قاصر نہ رہا۔ پس وفا کا صیغہ اپنی ہیئت شخصی کے اعتبار سے چند معنی کے لئے مستعمل ہے جن میں سے بعض کو بطور تمثیل لکھتے ہیں

سلانا۔

و ھو الذی یتوفاکم باللیل و یعلم ما جرحتم بالنھار (انعام)

اور اللہ وہ ذات ہے کہ سلا دیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کام تم دن میں کرتے رہے)

پورا کرنا و پورا پانا:

قولہ تعالی ثم توفی کل نفس ما کسبت (بقرہ:۲۸۱)

(پھر پورا پائی ہر جان جو کمایا)

و اما الذین آمنوا و عملوا الصالحات فیوفیھم اجورھم

(آل عمران:۵۷) (اور جو ایمان لائے اور کیں نیکیاں پس پورا کریں گے ہر مزدوری ان کی)

اور چنانچہ لسان العرب میں ہے:

و فی فلا ن ای تم فلان قو له و لم یعذر (اس نے اپنے قول کو پورا کر دیا)

۳۔ بڑھنا اور زیادہ ہونا۔

و فی الشعر فھو وا فٍ اذا زا د (یعنی بال بڑھ گئے)

۴۔ بلندی اور بلندی پر چڑھنا:

محیط المحیط میں ہے:

الو فی الشرف عن ا لار ض (یعنی چڑھنا)۔

او فی علیه ای اشرف (چڑھ گیا)

۵۔ مجازی طور پر معنی موت تاج العروس شرح قاموس میں ہے:

و من المجاز ادر کت الوفا ۃ ای المو ت (یعنی پالیا اس کو موت نے)

پس کتب لغات مذکورہ بالا سے ثابت ہوگیا کہ لفظ تو فی کے معنی حقیقی پورا کرنا وغیرہ ہیں جس کے مرزا قادیانی خود مقر ہیں چنانچہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹ میں اپنی الہامی عبارت یعنی انی متو فیك و را فعك الی کے معنی:

میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا

اور صفحہ ۵۵۷ جلد اول قادیانی خزائن میں:

یا عیسی انّی متو فّیك و را فعك الی

کے معنی اے عیسی میں تجھے کامل اجر بخشونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا،

فرماتے ہیں۔

اور موت معنی مجازی جیسا کہ شرح قاموس سے ظاہر ہو چکا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ معنی مجازی بوقت کسی ضرورت کے بامداد کسی قرینہ کے مراد لیا جایا کرتے ہیں یہاں وہ کونسی ضرورت پیش آئی اور کونسا قرینہ صارفہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اصلی معنی چھوڑ کر مجازی کی طرف تجاوز کیا گیا۔ بلکہ اللہ پاک نے اگر آپ صاحبوں کو ذرا بھی چشم بینا عنایت فرمائی ہو تو معنی حقیقی کے لئے مؤید کلام پاک میں کلمات موجود ہیں اول لفظ متو فّیك کے پہلو میں ہی دیکھ لیجئے کہ متو فّیك کے بعد لفظ را فعك فرمایا حالانکہ کسی جگہ پر ایسا نہیں کہ موت کے بعد لفظ رفع کا اس طریقہ پر بیان فرمایا

ہو جیسا کہ اس کی نظیریں بیان بالا سے معلوم ہو چکی ہیں۔

خیر اگر تھوڑی دیر کے لئے متوفیك کے معنی مجازاً موت ہی مراد لیں جس کے آپ صاحب مرتکب ہوئے ہیں تو کلمہ را فعك الی بمنز لہ لغو تصور کیا جائے گا اس واسطے کہ یہ بات سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ حضرت عیسی انبیاء میں سے ہیں ان کے واسطے تو کیا بلکہ عامہ مومنین کے واسطے ثابت ہے کہ بعد موت ملائکہ ان کے ارواح کو آسمان پر لے جاتے ہیں، تو کیا انبیاء مرسلین کو یہ رتبہ حاصل ہونے میں کچھ شک ہے جو مرفع کے واسطے رفع فرمایا۔ نہیں بلکہ اس رفع سے کوئی خاص رفع مراد ہے جو عامہ انبیاء و مومنین کے علاوہ ہے۔ پس اس رفع سے اللہ کی مراد رفع جسمانی ہی نکلتی ہے جو کہ بجز حضرت ادریسؑ و حضرت عیسیٰؑ کے دوسرے کو مرحمت نہیں فرمایا گیا اور حضرت آدم تو اول درجہ میں ہیں۔ نیز ہم آیت بل رفعه الله سے مفصلاً ثابت کر آئے ہیں کہ رفع جسمانی ہی متحقق و ثابت ہے اور اس امر پر یہ اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے کہ متوفّیك اپنے حقیقی معنی پر ہی ہو۔ ورنہ بین الآیتین تناقض واقع ہوگا۔ اور تناقض سے اللہ پاک نے اپنے کلام پاک کو مبرا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

و لو کان من عند غیر الله لو جدوا فیه اختلافاً کثیراً۔

اور اگر ہوتا یہ قرآن غیر اللہ کے پاس سے تو البتہ پاتے اس کے اندر بہت اختلاف

غور کا مقام ہے کہ مرزائی خود تناقض ثابت کرتے ہیں اور مولوی عبدالکریم صاحب کو مفت بدنام کرتے ہیں اور بے جا اتہام لگاتے ہیں۔

ناظرین کو واضح ہو کہ ہم نے مشرح طور پر حضرت عیسیٰؑ کا رفع جسمانی ثابت کر دیا اور نیز ہم بہ بطریق دیگر بھی ثابت کرتے ہیں کہ بسا اوقات بولا جاتا ہے لیکن اس کلام کے معنی درست نہیں ہوتے تا وقتیکہ تقدیم تاخیر نہ کی جاوے۔ چنانچہ اللہ پاک کفار کے عقیدے کی حکایت بیان فرماتا ہے:

ما ھی الا حیاۃ الدنیا نموت و نحیا (الجاثیة : ۲۴)

(نہیں ہے یہ مگر دنیا کی زندگی ہم مریں گے اور زندہ ہوں گے)۔

برعکس ان کے عقیدے کے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جو کچھ ہم کو رہنا ہے دنیا میں ہی رہینگے اور بعد میں زندہ نہ ہونگے اور آیت میں ہے کہ بعد میں زندہ ہوں گے۔

پس معنی اس طرح پر موافق ان کے عقیدہ کے ٹھیک ہوں گے کہ لفظ نحیا کو پہلے رکھیں اور نموت کو بعد میں جیسا کہ تفسیر جمل میں مذکور ہے اسی طرح لفظ را فعك الی پہلے رکھیں اور متو فّیك بعد میں یعنی میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تیری مدت پوری کرنے والا ہوں۔

اور نیز تفسیر عباسی جو قرآن مطبع مجتبائی و ہاشمی کے حاشیہ پر موجود ہے یہی قاعدہ بالا مترتب فرمایا ہے یعنی

انی متو فیك و را فعك الی مقدم و مو خر و یقول انی را فعك الی

سے ناظرین اب تو آپ کو بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ ان تمام بیانات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ مجسم آسمان پر زندہ اٹھائے گئے

اگر اب بھی وسوسہ شیطانی دفع نہ ہو اور وہی جہالت اپنا کام کئے جائے تو لیجئے ایک اور طریق سے آپ کو سمجھایا جاتا ہے اور ہم سابق بھی عرض کر چکے ہیں کہ ہر آیت جکا محل و موقع و قرینہ بواسطہ و مطالب قبل و مابعد پر ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہیے تاکہ اصلی مراد و مطلب فوت نہ ہو جائے، تو اس ربط اس آیت

یا عیسی انی متو فیك و را فعك الی .. الخ (آل عمران:۵۵)

کا یہ ہے کہ جب کفار آپ کے جانی دشمن و خون کے پیاسے ہوئے اور آپ کی ہلاکی کے داؤ تدبیریں کرنے لگے تو اللہ پاک نے ماقبل آیت مذکورہ بالا یہ فرمایا:

و مکروا و مکر الله و الله خیر الما کر ین (آل عمران:۵۴)

(داؤ کیا انہوں نے اور داؤ کیا اللہ نے اور اللہ بہتر داؤ کرنے والوں سے)

یعنی حضرت عیسیٰؑ کو ان کے مکر کا حال ظاہر فرمایا کہ وہ کیسا ہی داؤ کریں ایک بھی نہ چلے گا اور رفع تردد کی یہ خوش خبری یعنی یا عیسی انی متو فیك .. الخ سنائی کہ ہم تم کو اپنے پاس معہ جسم اٹھالیں گے اور پوری کریں گے تمہاری مدت۔ اور اگر اس کے برعکس مثل قادیانی لفظ متو فّیك سے موت، جیسا کہ ان کا بیان ہے، سمجھا جائے تو کافر تو آپ کی موت ہی کے درپئے تھے خدا بھی انہیں کا ساتھی ہو گیا بجائے رفع تردد و امداد کے الٹا متو فیك یعنی موت دونگا فرمایا تو و مکر الله و الله خیر

الما کر ین فر ما نا بے کار گیا اور انہیں کا فروں کا داؤ چل گیا اور الفاظ مطهرك من الذين كفروا بھی بے کار ہو گیا۔ اور بقول مرزا قادیانی روح کا رفع درجات ہوا اور نعش کفار ہی کے قبضہ میں رہی تو اللہ پاک کرنے والا کس چیز کا ہوا۔ کیا صرف روح کا جس کا رفع بیان کیا گیا ہے مگر وہ تو ان کے اختیار سے باہر ہے اور نہ قبضہ میں رہی جو ناپاک کرتے۔ غرض قادیانی کے بیان سے اللہ پاک کا کلام بالا لغو ٹھہرتا ہے۔

افسوس ہے کہ ایسے لوگ پیشوائے دین بن بیٹھے ہیں جن کو اپنے پس و پیش کی خبر نہیں آپ تو گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا۔

اے ناظرین حق پسند! لفظ متو فّيك کے وہ معنی لیجئے کہ جس سے مخالف کی کمر ہی بالکل ٹوٹ جائے۔ یعنی خود خدائے تعالی اسی آیت کے بعد آیت دوسری میں صاف معنی پورا کرنے کے فرماتا ہے اے بھائی قادیانیوں ذرا چشم حیا ظاہری کو اٹھا کر ربط آیت ماقبل و مابعد غور کر کے بول تو او ٹھوکوں ٹھکانے کی کہتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

و امّا الذين آ منوا و عملوا الصّا لحا ت فيو فّيهم اجور هم

(آل عمران: ۵۷) (اور جو ایمان لائے اور کی نیکیاں پس پوری کریں گے ہم مزدوری ان کی)

پس جب اللہ پاک نے خود اصلی معنی آئندہ آیت میں بتا دیئے تو پھر معنی اصلی چھوڑ کر معنی موت کے لگا کر چوں چرا کرنا انہیں کا کام ہے جن کی باطنی آنکھیں تو پھوٹی ہی ہیں مگر ظاہری آنکھیں بھی پھوٹ گئیں۔..

اب اصلی مطلب سنئیے۔ یعنی حضرت عیسی سے یہود منکر ان نے داؤ کیا اور انہیں قتل کرنا چاہا اللہ نے ان کا فریب الٹ دیا اور ان کو ان کے کفر سے الٹ مارا اللہ تمام حیلہ اور تدابیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔

عرائیس۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسی ایک گروہ یہود کی طرف گذرے۔ وہ کہنے لگے وہ آیا جادوگر کا بیٹا اور بدکار بیٹا زانیہ کا (معاذ اللہ)۔

آپ غضب ناک ہو گئے اور بد دعا کی اور کہا

اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیری بنائی ہوئی روح سے نکلا اور تیرے حکم سے پیدا ہوا۔ اے اللہ لعنت کر جس نے مجھے اور میری ماں کو گالی دی۔

فوراً وہ سب گستاخ بے ادب سور بن گئے۔

یہود کے بادشاہ نے یہ دیکھا تو ڈرا کہ مبادا میرا بھی یہی حال ہو۔

اور یہود آپ کے قتل پر مجتمع ہو گئے اور آپ کو ایک مکان میں بند کیا۔

جبریل بحکم رب جلیل آئے اور ایک روزن سے آپ کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔ بادشاہ نے طیطا نوس نامی اپنے مصاحب کو حکم دیا کہ اس مکان میں جا کر حضرت عیسی کو شہید کرے۔ اندر جانا تھا کہ صورت بدل گئی جب نکلا تو لوگوں کی نظر میں ایسا معلوم ہوا کہ یہی عیسی ہیں۔ انہوں نے اسے قتل کیا اور سولی پر چڑھایا مگر کفار خوار ہوئے اور تدبیر اور داؤ الٰہی نے اپنا جلوہ دکھایا

نوٹ: بس اسی مقام (یعنی قانون اہل اسلام) سے اللہ کا سور و بندر بنانے پر قادر ہونا، مرزا قادیانی نے اڑا کر داخل قانون فلسفہ کیا ہے تا کہ اپنی صورت انسانی ہونے کی تائید ہو اور حسب دعوی سابق مذکورہ خود کہ میں اعجاز شیخ یعنی ان عجوبہ کاری عمل الترب سے کہ نہیں ہوں کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔ یہاں قادیانی صاحب نے یہ معجزہ تو ضرور کہا کہ میں اپنی بڑی بیگم حمل سے فرزند نرینہ کے برآمد ہونے کی پیش گوئی کی اور برآمد دختر ہوئی۔ پھر ایک فوجی افسر سے پانچ سو روپیہ اس لئے اینٹھ لئے کہ آسمانی باپ سے تم کو بیٹا دلوا دوں گا مگر بیٹے کی جگہ چوہیا کا بچہ بھی نہ ہوا۔

آسمانی منکوحہ کی بابت اب تک پیش گوئی جاری ہے کہ ضرور میرے عقد میں آئے گی۔ اب تک تو آئی نہیں شائد قیامت کو آئے۔ ادھر رقیب مرزا جی کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے اور چار پانچ بچوں کے جھول بھی نکلوا چکا ہے۔ مگر مرزا جی ابھی تک اس کو اپنی منکوحہ بتائے جاتے ہیں۔

علی ہذا آتھم وغیرہ کی چند پیشین گوئیاں اور بھی پٹ پڑیں جو سب پر ظاہر ہیں۔

پس بباعث ان وقوعات کفاران کے اول ہی سے اللہ پاک نے اپنے نبی کے لئے یہ کلمات تسکین بخش فرما دیئے

اذ قال اللہ یا عیسی انّی متوفّیك و رافعك الیّ و مطهّرك من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة ثمّ الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون۔ (آل عمران: ۵۵) (جس وقت کہا اللہ تعالی نے اے عیسی میں پوری کرنے

والا ہوں مدت تیری اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ان کا جو پیروی کریں گے تیری غالب ان پر جو کافر ہوئے اور قیامت تک پھر میری طرف بازگشت ہے تمہاری پس حکم کرونگا تم میں جس میں تھے تم اختلاف کرتے)

یعنی جب فرمایا اللہ نے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور اٹھاؤنگا اپنی طرف اور مطہر کرونگا تمہیں ان سے جو کافر ہوئے اور تمہارے تابعداروں کو کافروں پر غالب کرونگا قیامت تک پھر میری ہی طرف بازگشت تم سب کی پھر میں فیصلہ کرونگا جس امر میں اختلاف کرتے تھے۔

تفسیر درمنثور۔ مراد خواب ہے بحالت خواب آسمان پر اٹھائے گئے

تفسیر ابومسعود۔ وفات سے مراد یہ کہ آپ کی زندگی معینہ پوری کی جائے گی جیسا کہ بعد خروج امام ونزول مسیح وقوع میں آئے گا غرض آسمان پر آپ کا جانا مسلم اور صحیح ہے یہ کہ آپ کا انتقال نہیں ہوا چنانچہ آیت و ما قتلوه و ما صلبوه سے ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

مطهّرك : سے خواہ یہ مراد ہے کہ یہود کے ہاتھوں اور ان کے پلید اعتقادوں سے ہم آپ کو علیحدہ اور پاک کریں گے تاکہ آپ کو مسّ بھی نہ کرسکیں، یا انصار یہود کے لئے بے ہودہ افتراء کا کچھ الزام آپ پر نہ رہے گا۔

دوم۔ تابعین عیسیٰ اور کفار سے کون مراد ہیں۔ اگر کفار سے خاص یہود مراد لئے جائیں تو ہوسکتا ہے کہ تابعین سے حواری و نصاری مراد ہوں جو یہود پر حاکم رہے اور اگر کفار عموماً مخالفین حضرت عیسیٰ مراد ہوں تو تابعین سے اہل اسلام مراد ہیں کہ ہم اہل اسلام سچے ابراہیمی سچے موسوی سچے عیسائی سچے محمدی اور تمام انبیاء کے تابع ہیں۔

پس مسلمان ہمیشہ کفار پر حاکم اور غالب رہے اور رہینگے ...اور اگر مسلمانوں کا اعتقاد بحق حضرت عیسیٰ معاذ اللہ باطل ہے جیسا کہ نصاری کا زعم ہے تو یہ کافر ٹھہرے اب ضرور ہے کہ نصرانی غالب ہوتے اور سب معبدگاہوں پر قابض ہو جاتے حالانکہ ایسا میسر نہیں ہوا اور اگر حق ہے تو آپ کے سب مخالف نصاری ہوں یا یہود مجوسی ہوں کہ ہنود باطل پر قرار پائے اور ان کی مغلوبی ہوئی اور ہے اور امام کے

زمانہ میں کامل ہو جائے گی۔

علاوہ ازیں دوسرے مقام پر اللہ پاک عدم موت حضرت عیسیٰؑ کی کیسی تصدیق فرماتا ہے:

و قولهم انّا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله و ما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبّه لهم و انّ الذين اختلفوا فيه لفى شكّ منه ما لهم به من علم الا اتّباع الظّن و ما قتلوه يقيناً بل رفعه اللّه اليه و كان الله عزيزاً حكيماً (النساء: ۱۵۷۔۱۵۸) (اوران کے کہنے سے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسی ابن مریم جو رسول اللہ کے ہیں اور نہیں قتل کیا اسے اور نہ سولی دی اسے لیکن شبہ ہوا ان کو اور بے شک جو مختلف ہوئے قتل میں عیسی کے ہرآئینہ شک میں ہیں۔قتل سے نہیں ان کو علم مگر پیروی گمان کی اور نہیں قتل کیا اسے یقینی طور پر بلکہ اٹھالیا اسے اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا)۔

اور اس کے کہنے سے عذاب نازل ہوا کہ ہم نے حضرت عیسی ابن مریم کو قتل کیا حالانکہ نہ قتل کر سکے نہ سولی دے سکے۔ یہ ہوا کہ جس نے حضرت عیسی کی خبر بادشاہ ظالم کو دی تھی اسے اللہ نے حضرت عیسی کی صورت پر کر دیا وہ لوگ اسے عیسی سمجھے اور سولی دے دی پھر وہ اپنی اصلی صورت پر آ گیا۔

یہود کو اس میں شبہ پڑا اور تردد ہوا کہ آیا ہم نے قتل کیا یا نہیں۔تو یہ قول کہ حضرت عیسی کو قتل کیا محض گمان پر ہے اور حق یہ ہے کہ نہ قتل کیا نہ سولی چڑھائی بلکہ اللہ تعالی نے اسے اپنے حضور میں بلا لیا اور آسمان پر اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور یہ جو قادیانیوں کا بیان اس آیت کے بارے میں ہے کہ:

بل رفعه الله اليه سے اللہ تعالی کے اس وعدہ کا ایفاء ہے جو اس نے فرمایا ہے یا عيسى انّى متوفيك و رافعك الىّ (آل عمران۔۵۵)۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ واقعی اس فرمان الہی کی تصدیق ہے جیسا کہ فرمایا وہ داؤں اللہ کا پورا ہوا، یعنی بچا لیا قتل سے (یعنی موت سے) اور اٹھا لیا معہ جسم طرف اپنی۔

مگر قادیانی جو اس وعدہ سے معنی موت نکالتے ہیں کہ جو مراد موت کفار تھی وہ کیوں کر ٹھیک ہو سکتی ہے۔اللہ تعالی تو نفی موت فرما کر اٹھا لینا اپنی طرف (یعنی آسمان پر

) فرماتا ہے۔ پھر ہے کوئی اللہ کا صادق بندہ کہ کلام الٰہی میں غور کرے اور بول اٹھے کہ کون پتے کا کہتا ہے اور اس اگلی آیت سے آپ کا رفع بحیات جسمانی اور پھر آپ کا نزول ثابت ہے

و ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل مو ته و یو م القیامة یکو ن علیھم شھیداً۔ (النساء۔۱۵۹)۔

(اور نہیں کوئی اہل کتاب مگر ایمان لائیں گے ان پر ان کے مرنے سے پہلے (یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم) اور دن قیامت کیہوں گے عیسیٰ ان پر گواہ)۔

یعنی کوئی اہل کتاب نہیں مگر یہ حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے گا یعنی امام مہدی آخر الزمان کے وقت میں جب آپ نزول فرمائیں گے۔ اور بعد انتقال امام خلافت آپ کے تعلق ہو گی پھر آپ دنیا سے رحلت کریں گے اس سے پہلے یہود و منکرین مردود کو بزور شمشیر مطیع و مومن بنائیں گے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے جس طرح اور پیغمبر اپنی اپنی امت پر شہادت دیں گے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ قبل موت آپ کے سب ایمان لے آویں گے مگر قبل رفع حضرت عیسیٰ ایسا ہوا ہی نہیں اس وقت تک تو وہ خون کے پیاسے رہے اور سب ایمان نہ لائے تو اب وہ کون سا وقت ہے جو اس آیت کے مطابق ہو۔ تو وہ وقت نزول حضرت عیسیٰ کا وہی ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ اے اہل انصاف تہ دل سے غور کر کے نوقت ذکر موت اس آیت میں اللہ پاک نے لفظ قبل مو ته فرمایا اور اس مقام پر کہ جہاں مراد کفاروں کی موت ہے کہ ہم نے مار دیا وہاں اللہ پاک نے نفی موت بالفاظ: و ما قتلوہ و ما صلبوہ فرمایا اور اسپر بس نہ کیا جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی اور وقت انتقال ہوا ہو اور نہ یہ فرمایا کہ اپنی موت سے فوت ہو گئے بلکہ بایں الفاظ صاف بل رفعه الله الیه فرمایا یعنی اللہ نے اٹھا لیا اپنی طرف۔ اگر موافق بیان قادیانی را فعك الی کے معنی رفع درجات روحانی ہیں تو نہ معلوم معنی درجات کس لفظ کے معنی گھڑے ہیں۔ ماقبل و مابعد کے کسی الفاظ و ربط قرینہ وغیرہ تو پایا نہیں جاتا۔ کیا الفاظ الی کے معنی درجات لگائے ہیں۔ یہ کون سی کتاب لغت میں ہے ہاں صاحب یہ اس کتاب الہامی بے علمی کا خاکا ہے۔ ملا جی یہ تو خوب سمجھے کہ کفاروں کے قبضہ کی تو روح ہے نہیں اس درجہ روحی قائم کیا جائے

اور یہ نہ سمجھے کہ بغیر جسم کے درجہ ہونے سے کیا نتیجہ اعمال تو معہ جسم کے ہوں اور جزا و سزا خالی روح کو ہو یہ کس عاقل کے نزدیک قابل تسلیم ہوگا ہرگز نہیں اور یہ جس قدر آیات دیگر در بارتائیدا ثبات درجات درج اشتہار کی ہیں ان سب میں لفظ را فعك کے ماقبل و مابعد قرینہ والفاظ درجات موجود تو پھر کس برتے پرتا پانی اور کس بھروسے اور ڈھٹائی پر یہ مثالیں تحریر اشتہار کی ہیں

بقول: چہ دلاور است دزدے کہ بہ کف چراغ دار ملاجی اگر کسی مکتب میں کچھ دے کر کسی عالم فاضل سے پڑھا ہوتا تو بات بات پرٹھوکر کھا کر نہ گرتے ان خیالات فاسد کے مرتکب نہ ہوتے کسی خیراتی سکول میں پڑھا ہوگا کیونکہ میلان طبع واحوال ظاہری یہی ثابت کرتا ہے کہ ایمان جائے تو جائے پیزارے مگر فخر دنیا وطبع ہاتھ سے نہ جائے ۔لو اب ہم ایک اور چوتھے طریقے سے حضرت عیسی کا بحیات آسمان پر ہونا اور اللہ پاک سے سوال وجواب کا پیش آنا ثابت کرتے ہیں اللہ پاک فرماتا ہے

اذ قا ل الله يا عيسى ابن مر يم أأنت قلت للناس اتخذو نى و امى الهين من دو ن الله قا ل سبحا نك ما يكو ن لى ان اقول ما ليس لى بحق ان كنت قلته فقد علمته تعلم ما فى نفسى و لا اعلم ما فى نفسك انك انت علا م الغيو ب ۔(المائدہ۔۱۱۶)۔(اور جب کہا اللہ تعالی نے عیسی بن مریم کو کیا تم نے کہا آدمیوں کو بنالو مجھے اور میری ماں کو معبود سوائے اللہ کے۔ کہا پاک ہے تو اور نہیں مجھے یہ قوت کہ کہوں میں وہ کہ نہیں میرے لئے حق اگر میں نے کہا تھا اسے پس بے شک تو جانتا ہوگا تو اسے تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے نزدیک ہے بے شک تو بڑا جاننے والا غیبوں کا)۔

یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد رفع جسمانی سوال و جواب ہوئے بدون جسم کسی انبیاء سے اس قسم کے سوال و جواب نہیں ہوئے ۔ بشرطیکہ وجود بروز قیامت ہوں اور حضرت عیسی کا رفع معہ جسم بلا ذائقۃ الموت ہوا کہ نوبت سوال کی آئی اور اس کی اگلی آیت میں بقیہ جواب حضرت عیسی یہ ہے

ما قلت لهم ا لا ما امر تنى به ان اعبدوا الله ر بى و ر بكم و كنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم فلما تو فيتنى كنت انت

الرقیب علیم و انت علی کل شیء شھید ۔ (المائدہ۔۱۱۷)

(میں نے نہیں کہا ان سے مگر جو حکم کیا تو نے مجھے اس کا یہ کہ پرستش کرو اللہ کی کہ رب میرا ہے اور رب تمہارا اور میں تھا ان پر شاہد جب تک میں تھا ان میں پھر جب وفات دی تو نے مجھے تھا تو محافظ ان پر اور تو ہر شئے پر گواہ ہے)۔

خلاصۃ التفاسیر۔یعنی یہ بقیہ جواب حضرت عیسیٰؑ نے عرض کیا الٰہی میں نے تو ان سے وہی کہا جو تو نے مجھے حکم دیا کہ یہ اللہ کی بندگی کرو جو ہمارا تمہارا سب کا رب ہے اور میں نے ان کی حالت اسی وقت تک جانتا تھا اور نصیحت کرتا تھا جب تک ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے آسمان پر بلا لیا تو پھر تو ہی نگہبان تھا۔ مجھے کیا خبر اور تو سب کچھ جانتا ہے۔تو بس اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد رفعہ اللہ ہونے کے اس وقت کے لوگوں نے معبود بنا لیا اور انہیں کی ذریات ہنوز خدا کہتی ہے تو یہ لوگ مخالف حضرت مسیح ضرور ہوئے تو بموجب آیت مذکور و جا عل الذین کفروا الی یو م القیا مۃ (آل عمران: ۵۵) سے جیسا ہم سابق بیان کر چکے ہیں اہل اسلام ہی مراد ہیں کہ یہ تمام انبیاء کے تابع ہیں اور زمانہ نزول حضرت عیسیٰؑ کے تابع مطابق شریعت محمدی رہیں گے اور یہ لوگ اس سوال و جواب سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کو وعدہ غالب رہنے کا روز قیامت تک کا دیا گیا ہے اور بعد الی یو م القیا مۃ کے جو یہ فرمایا ثم الی مر جعکم ...تو یہ خبر ایمائے انی متو فیك کی ہے کہ بعد مدت پوری کرنے کے پھر تمہاری بازگشت میری طرف ہے یعنی وہی وقت قرب قیامت کا زمانہ تمہاری موت کا ہے اور ہماری اس پیش گوئی کا ایفاء ہے جو کل انبیاء سے وعدہ لیا گیا تھا۔تم کو وہ زمانہ نصیب ہو گیا کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ پاک کا فرمانا خالی از حکمت ہو اور اس کا کچھ ثمرہ نہ ظاہر ہو

قولہ تعالیٰ

و اذ ا خذ اللہ میثاق النبیین لما آ تیتکم من کتا ب و حکمۃ ثم جا ء کم رسو ل مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قا ل اقررتم و ا خذ تم علی ذ لکم ا صری (آل عمران ۔۸۱)

(اور جب لیا اللہ نے عہد استوار پیغمبروں سے کہ جب دیں ہم تم کو کتاب اور نبوت پھر آئے

تمہارے پاس کوئی پیغمبر سچا بتاتا اسے جو ساتھ تمہارے ہے ہر آئینہ ایمان لاؤ اس پر اور نصرت کرو اس کی ۔فرمایا کیا تم نے کیا اور لیا تم نے اس شرط پر میرا ذمہ)۔

یہ اقرار کل انبیاء اور معرفت ان کی سب لوگوں کی طرف ہے آیت میں کمال فضل ومحبوبیت اور آپ کا سید الانبیاء امام الرسل نبی جزوکل ہونا ظاہر ہوگیا اور تعمیل اس معاہدے کی اور پیغمبروں سے بذریعہ تعلیم وصیت اور حضرت عیسیٰ ابن مریم سے باتباع ونصرت ہوگی۔

پس اگر حضرت عیسیٰؑ سے بھی یہ اتباع ونصرت وعہد کی پیش گوئی پوری نہ ہوتو گویا اللہ پاک کا یہ فرمانا (معاذ اللہ) لغوٹھہر جائے گا۔ یہ انہیں کورچشم منکرین کا کام ہے جو کلام الٰہی سے بے بہرہ ہیں اور ان آیات کے منکر ہیں ۔اے شائقین اب تو یقین کلی ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ مجسم آسمان پر زندہ ہی اٹھا لئے گئے باقی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نزول فرمائیں گے یانہیں ،حضرت عیسیٰ کے نزول الی الارض پر آیات قرآن واحادیث نبوی شاہد ہے جیسا کہ ہم اوپر آیات قرآنی سے ثابت کرآئے ہیں نظر سے گذرا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته (النساء:۱۵۹)

نہیں رہے گا کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ایمان لائے گا حضرت عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے ۔

اور تفاسیر سے یہ بات ثابت ہے اور نیز جیسا کہ جمل میں مذکور ہے بہ کثرت یہود حضرت عیسیٰؑ پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے اپنے گمان میں ان کو قتل کیا ۔پس بوقت نزول ہی اس آیت کا منشاء پورا ہوگا اور احادیث میں وارد ہے

عن ابی هريرة قال قال رسول الله والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى يكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريره فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته.. الخ

(ابی ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس

کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب یہ بات اور نزول فرمائے گا تمہارے اندر عیسی ابن مریم حاکم عادل ہو کر پس توڑ دے گا صلیب کو اور مارے گا خنزیر کو اور لٹاوے گا مال اتنا کہ کوئی شخص مال کو نہ لے گا یہاں تک کہ اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے افضل ہوگا۔ پھر کہنے لگے ابو ہریرہ کہ اگر تمہارا دل چاہے تو پڑھو قرآن کریم کی آیت کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر ایمان لاوے گا عیسی پر ان کی وفات سے پہلے۔ اور یہ ظاہر ہے)

ناظرین کو واضح ہو کہ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے جو کہ از روئے مرتبہ کے بعد قرآن شریف کے ہے جس کی احادیث مستند اور صحیح ہیں باجماع اہل امت سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسی آسمان سے نزول فرمائیں گے اور اس حدیث میں قابل غور یہ بات ہے کہ نبی علیہ السلام نے قسم کے ساتھ فرمایا کہ حضرت عیسی اتریں گے۔ آپ کا اشارہ ہی کافی ہے چہ جائے کہ قسم۔ پھر بھی معاندین اپنی تعدی اور مخالفت سے باز نہیں آئے

مخالف نبی کا ہے دشمن خدا کا

اللہ پاک اس تیرھویں صدی کے فتنہ انگیزوں کے سایہ سے بچاوے۔ آمین

اور بکثرت احادیث و آثار صحابہ اس بات پر شاہد ہیں کہ حضرت عیسی نزول فرماویں گے۔ بغرض اختصار کے بعد کو لکھتا ہے از مشکوۃ حدیث رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفا

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسى بن مريم الى الارض فيتزوج و يولد له و يمكث خمسا و اربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبري فاقوم انا و عيسى بن مريم في قبر واحد بين ابى بكر و عمر۔ (کہ ابن عمر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اتریں گے عیسی بن مریم زمین کی طرف پس نکاح کریں گے اور ان کے اولاد پیدا ہوگی اور ۴۵ سال زمین پر رہیں گے پھر مر جائیں گے پس دفن کئے جائیں گے میرے ساتھ ایک ہی قبر میں پس کھڑا ہونگا میں اور عیسیٰ ایک ہی قبر سے درمیان ابوبکر اور عمر کے)

نیز حضرت امام ابو حنیفہ رح کا یہی قول ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نزول

فرمائیں گے۔فقہ اکبر میں ہے:

و خروج الدجال و یاجوج ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسی من السماء و سائر علامات یوم القیامة علی ماوردت به الاخبار الصحیحة حق کائن ۔

(نکلنا دجال کا اور یاجوج ماجوج کا اور سورج کا مغرب کی جانب سے نکلنا اور حضرت عیسی کا آسمان سے اترنا اور تمام علامات قیامت کے روز کے حق ہیں اور ہونے والے ہیں)

امام بخاری کا قول ہے کہ حضرت عیسیؑ نزول فرمائیں گے:

اخرج البخاری فی تاریخه و الطبرانی عن عبد الله بن سلام قال یدفن عیسی بن مریم مع رسول الله ﷺ و صاحبیه فیکون قبره رابعا ۔(یعنی بخاری نے روایت اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ دفن کئے جائیں گے عیسی بن مریم رسول ﷺ کے ساتھ اور آپ کے دونوں اصحاب کے ساتھ۔ پس حضرت عیسی کی چوتھی قبر ہوگی)۔

امام ترمذی کا قول ہے کہ حضرت عیسی نزول فرمائیں گے

اخرج الترمذی و حسنه من محمد بن یوسف بن عبد الله بن سلام عن اب عن جدٍ قال مکتوب فی التوراة صفة محمد و عیسی بن مریم یدفن معه قال ابو معدود و قد بقی فی البیت موضع قبر (درمنثور)(ترمذی نے روایت کیا اور تحسین بیان کی اس کی محمد ابن یوسف ابن عبد اللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہا انہوں نے ، لکھی ہوئی صفت محمد ﷺ کی توراۃ میں اور لکھا ہوا کہ دفن کئے جائیں گے عیسی نبی ﷺ کے ساتھ۔ ابو معدود نے کہا کہ اب تک روضہ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے)

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فوز الکبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی نزول فرماویں گے۔

قولہ: حضرت ادریس کا زندہ آسمان پر جانا اور وہیں رہنا منها خلقنا کم و فیها نعید کم کے صریح خلاف ہے حی لا یموت صفت باری میں حضرت ادریسؑ کی شراکت کے آپ قائل ہو رہے ہیں (اور کل نفس ذائقة الموت کے) منکر۔

اقول : اس کی بابت ہم سابق تحریر کر چکے ہیں مگر مزید اطمینان کے لئے عرض کرتے ہیں اجی حضرت قرآن کے معنی و مطالب سمجھنے کے واسطے طبیعت مستقیم درکار ہے اگر ظاہر الفاظ کا خیال کر لیا جائے تو اہل ہوا خوب گل چھرے اڑائیں اور طبیعت کے بندے کودیں اور بغلیں بجائیں۔

اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے جو آپ سمجھ بیٹھے ہیں اگر یہی معنی سمجھے جائیں تو حضرت ادریس ہی کیا جائے طعن رہ گئے جتنے ہنود کے مردے ہیں بعض جلاتے ہیں اور بعض گنگا میں بہاتے ہیں و فیھا نعید کم کے موافق تمہارے زعم باطل کے صریح خلاف ہے جیسا کہ ہم مفصل سابق ثابت کر چکے ہیں

ہاں مطابق آیت کے اکثر یہی حکم ہے جیسا کہ یہ ثم اماته فا قبره سے ظاہر ہے اس وجہ سے کہ جہاد وغیرہ میں بسا اوقات قبر میں دفن نہیں کئے جاتے اگر چھوٹے چھوٹے بچوں کے بہکانے والے دقائق کلام الٰہی سمجھنے لگیں تو قرآن کیا ہوا۔ فارسی کورس ہی ہو گئے سنبھلو میاں جی سنبھلو کچھ دوبارہ دے کر پڑھو اور اس نصیحت پر عمل کرو کہ قرآن کے دقائق وحقائق وہی لوگ سمجھے ہیں جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور نیز قاعدہ کلیہ بھی بتا چکے ہیں بڑے افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ آپ مولوی عبد الکریم صاحب کو منکر کل نفس ذا ئقة المو ت کا ٹھہراتے ہیں

ہاں صاحب بمصداق کل اناءٍ یترشح بما فیه یعنی ہر برتن اس چیز کو پھینکتا ہے جو اسکے اندر ہوتا ہے چونکہ آپ اور آپ کے گرو گھنٹال آیت قرآنی و احادیث نبوی کے گو در پردہ بطرز منافقانہ کیا بلکہ صراحتاً قطعی منکر ہیں جو سابق ثابت ہو چکا ہے چنانچہ یہ ضرب المثل صادق ہے کل امرء یقیس علی نفسه یعنی ہر شخص دوسروں کو اپنی حالت پر خیال کر لیتا ہے مگر اب تو یہ وہ مشکل ہوئی ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا اور آپ کے اس سوال (حضرت ادریس زندہ آسمان پر اٹھائے گئے یا کیسے اور لوٹ کر آئیں گے یا نہیں) نے آپ کی لیاقت کی خوب قلعی کھول دی۔

بس آپ میں اتنا ہی دم درود تھا ملا جی مشہور مولوی نام محمد فاضل گر ہمیں مکتب وہمیں ملا است کار طفلاں تمام خواہد شد۔ تفسیر کی آپ کے کانوں نے آواز تک بھی نہیں سنی واہ رے مرزا کے باطل مذہب پر دھبہ لگانے والو۔ یہ اور طرہ ہے کہ سمند ناز پر

ایک اور تازیانہ ہوا۔

آیت و رفعنا ہ مکا ناً علیاً کے تحت تفسیر جلالین میں مذکور ہے

هو حى فى السماء الرا بعة او السا دسة او السا بعة او فى الجنة ا د خلها بعد ما يذ يق المو ت و ا حى و لم يخر ج منها ۔

حضرت ادریس زندہ ہیں چوتھے آسمان پر یا چھٹے، یا ساتویں پر یا جنت میں اللہ پاک نے ان کو موت کا ذائقہ چکھانے کے بعد جنت میں داخل کر دیا اور نہ زندہ ہیں جنت میں اور جنت سے نہ نکلیں گے

باقی مفصل یہ بات کہ کہاں پر ذائقہ موت کا چکھائے گئے اس میں دو قول تحریر کئے گئے ہیں جن میں سے ایک کو بوجہ اختصار کے لکھتا ہوں: وھو ہذا

قا ل و هب كا ن ير فع ادريس كل يو م من العبادة مثل ما يرفع بجميع اهل الار ض فى زما نه فعجب منه الملا ئكة و اشتياق اليه ملك المو ت فاستا ذن ا لله فى زيا ر ته فا ذن له فا تا ه فى سورة بنى آ دم و كان ادر يس يصو م الد هر فلما كا ن وقت افطا ره دعا ه لى طعا مه فا بى ان يا كل معه ففعل ذا لك ثلا ث ليا ل فا نكره ادريس و قا ل له فى الثا لثة انى اريد ان اعلم من انت قا ل انا ملك المو ت استا ذنت ر بى ان اصبحك فقا ل لى اليك حا جته قا ل ما هى قا ل تقبض رو حى فاو حى الله اليه ان اقبض رو حه فقبض و رد ها الله اليه فى ساعة فقا ل له ملك المو ت ما الفا ئدة فى سوا لك قبض الرو ح قا ل لا ذوق المو ت و غمة فا كو ن ا لا ستعداد ثم قا ل له ادريس ان لى اليك صا حبة قا ل و ما هى قا ل نر فعنى الى السما ء لا نظر اليها و الى الجنة و النار فا ذن الله له فر فعه فلما قر ب من النار فقا ل لى اليك حا جة قا ل ما تر يد قا ل تسال ما لكا حتى يفتح ابوا بها ففعل ثم قا ل فكما ارا يتنى النار فار نى الجنة فذ هب به الى الجنة فا ستفتح ففتح

ابوابها فا د خله الجنة ثم قا ل له ملك المو ت ا خرا ج لتعود الی مقر ك فتعلق بشجرة قا ل ما ا خر ج منها فبعث الله ملكا حكماً بهما فقا ل له الملك ما لك لا تخر ج لا ن الله تعا لی قا ل كل نفس ذا ئقة المو ت و قد وقعه و قا ل ان منكم ا لا و رد ها و قد ورد تها و قا ل و ما هم بمخر جين و لست ا خر ج فاوحی الله الی ملك المو ت با ذ نی د خل الجنة و بامری لا يخر ج منها فهو حی ۔

(وہب نے کہا ہے کہ اٹھائی جاتی تھی عبادت حضرت ادریس کی ہر روز ان کے زمانہ کے تمام زمین والوں کے برابر اس بات سے ملائکہ متعجب ہوئے اوران کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اللہ پاک سے ملک الموت نے اجازت چاہی کہ حضرت ادریس کی زیارت کریں بموجب ان کی التجا کے اللہ نے ان کو اجازت دی ۔ پس ملک الموت بصورت آدمی حضرت ادریس کے پاس آئے اور حضرت ادریس ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے جب ان کے روزہ افطار کا وقت آیا تو ادریس نے ملک الموت کو کھانے کے واسطے بلایا تو ملک الموت نے ان کے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا اسی طرح دو رات متواتر گزری جب تیسری شب ہوئی تو ادریس نے ملک الموت سے فرمایا کہ آپ یہ بتلائیے کہ آپ کون ہیں ۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں ملک الموت ہوں ۔اللہ سے میں نے اجازت چاہی تھی کہ آپ سے ملاقات کروں ۔ ادریس نے ملک الموت سے کہا کہ آپ سے میری ایک حاجت ہے ملک الموت نے کہا کہ وہ کیا ۔فرمایا ادریس نے کہ تم میری روح کو قبض کرلو پس اللہ نے ملک الموت پر وحی نازل فرمائی کی ادریس کی روح قبض کرے، پس بمصداق كل نفس ذا ئقه المو ت کے ان کی روح قبض کی اور بعد تھوڑی ہی دیر کے آپ کے قالب میں دوبارہ روح کو لوٹا دیا ۔ ملک الموت نے ادریس سے کہا کہ کے سوال روح قبض سے کیا فائدہ ہوا ۔فرمایا تا کہ موت کا ذائقہ اوراس کی لذت سے واقف ہوں تا کہ میں ہو جاؤں بہت سخت مستعد موت کے لئے ۔ پھر ادریس نے فرمایا کہ آپ سے میری ایک حاجت....الخ)

....

قولہ (یعنی قول قادیانی):

ما المسیح ابن مر یما لا رسو ل قد خلت من قبله الرسل و امه صدیقه کا نا یا کلا ن الطعا م (مائدہ) نہیں ہے ابن مریم مگر ایک رسول تحقیق ان سے پہلے سب رسول گذر گئے اوران کی والدہ صدیقہ اور وہ خود کھانا کھایا کرتے تھے

اب

و ما جعلنا هم جسداً لا یا کلو ن الطعا م و ما کا نوا خا لدین (الانبیاء:۸)

کے مفہوم کو ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کھانا جسم کے واسطے لازمی اور غیر منفک ہے۔

پس اب جو عیسی کی والدہ کھانا نہیں کھاتیں تو سوائے اس جسمانی موت کے کیا امر مانع ہے۔ اگر موت ہی مانع ہے تو وہی موت حضرت عیسی کو بھی مانع ہے کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے جس سے ضمناً پایا جاتا ہے کہ اب نہیں کھاتے۔

اقول: یہ تو ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ یہ جو کچھ ملا جی آپ نے الاپا ہے در پردہ انہی بڑے گرو کی کھڑاؤں کا صدقہ ہے چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۳ میں اس کو بڑی دھوم دھام سے بیان کیا ہے۔

اجی حضرت یہ تو سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ لوازمات انسانی انسان کے واسطے جب ہی تک رہا کرتے ہیں کہ جب تک وہ دنیا میں رہے پس حضرت مریم روحانی طور پر ذائقہ موت کے بعد اور حضرت عیسی جسمانی طور پر بلا ذائقۃ الموت آسمان پر اٹھا لئے گئے تو ان کے واسطے جو لوازمات دنیوی تھے وہ بھی جاتے رہے۔ منجملہ ان کے ایک اکل وشرب تھا پس اس کی بھی نفی ثابت ہونی چاہیے۔

پس جیسا کہ حضرت آدم کی غذا قبل از نزول الی الارض تسبیح و تقدیس باری تعالی مثل ملائکہ کے اوران کے دنیا میں آنے کے بعد انسانی لوازمات لاحق ہوئے اسی طرح حضرت عیسی کی غذا تسبیح و تقدیس کے کیوں کر منکر ہو عاقل کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے بیوقوف کے سامنے دفتر ہی کھول کر رکھا جائے تو کیا فائدہ ایسے دھوکے کسی آپ

جیسے عقل کے دشمن کو دینا۔ علاوہ ازیں حضرت یونس کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے کوئی شخص حضرت موصوف کا اس قدر عرصہ تک شکم ماہی میں بلا اکل وشرب رہنا خیال کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں مگر اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے بہ برکت آیت کریمہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین (الانبیاء:۸۷) شکم ماہی سے صحیح سلامت زندہ برآمد فرمائے جو حسب حال قادیانیوں کے خلاف عادت اللہ اور طعام و غیرہ سے روکا جانا ضروری امر ہے جس سے انکار قانون قرآن ثابت ہے۔

پس ایسے منکروں سے خدا بچائے اور سنئے۔ خلت کے معنی لغت عرب میں موت کے ہرگز نہیں آئے جلالین میں ہی قد خلت سلفت یعنی گزر گئے غرض اصل معنی اس کے گزرنے اور ہونے وغیرہ کے ہیں اور آیت کا سیاق اس معنی پر شاہد ہے کہ اس آیت کے ارشاد سے اللہ پاک کا صرف یہی منشاء ہے کہ حضرت عیسی بھی دوسرے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہے اور ماں ان کی دوسری عورتوں کی طرح پیغمبر کی تصدیق کرنے والی اور دونوں کھانے پینے کے لئے اور انسانوں کی طرح محتاج تھے پس ایسے شخص کیوں کر الوہیت و اللہ ہونے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ ہاں ان کی والدہ البتہ فوت ہوگئیں اور اسی وجہ سے دنیا کے کھانے سے روکی گئیں۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا محض باطل ہے کہ چونکہ حضرت مریم فوت ہوگئی ہیں اس لئے حضرت عیسی بھی فوت ہو گئے ہیں لیکن دونوں طعام کھایا کرتے تھے اس کی ایسی مثال ہے جیسے مولوی عبدالکریم کہیں کہ الہی بخش وعبدالرحیم و غلام مرتضی و غلام احمد طعام کھاتے تھے، تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ الہی بخش و غلام مرتضی جو بوجہ فوت ہونے کے کھانے سے رک گئے اور ان کا فرزند عبدالرحیم و غلام احد جو اب زندہ درگور ہیں، ان کا مرجانا یا طعام کھانے سے روکا جانا ثابت یا بوجہ طعام نہ کھانے کے ان کا مرجانا بھی ثابت ہو کیونکہ یہ ظاہر وثابت ہے کہ اکثر اشخاص بغیر طعام کھانے کے سینکڑوں برس سے زندہ ہیں اور زندہ رہے جیسے اصحاب کہف حضرت خضر اور یاجوج ماجوج جو زندہ سزایاب اسی دنیا میں ہیں اور اکثر غیر قوم ہنود وغیرہ میں لوگ ہوئے اور موجود ہیں کہ بعضوں نے کھانا ترک کر کے تمام عمر طعام نہیں کھایا۔ بعض سالہا سال نہیں کھاتے ہیں اور بعض بیمار تو مہینوں طعام نہیں کھاتے اور زندہ رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں خود مشکوۃ میں اسماء بنت زید

کی حدیث میں ہے کہ خروج دجال کے وقت تین سال تک بارش نہ ہونے سے طعام ملنا موقوف ہو جائے گا اس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ایمان والوں کو ملائکہ آسمان کی طرح تسبیح و تقدیس بجائے طعام کفایت کرے گی اور اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کا زعم فاسد ہے کہ ایسے دو شخصوں کے لئے ایک غالب وصف حیات کے ساتھ متصف کرنا جن میں سے ایک کا مرجانا ثابت ہو دوسرے کی موت کا مستلزم ہے تو ہم معارضہ کے طور پر یہ آیت کریمہ پیش کریں گے

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم قل فمن یملك من اللہ شیئاً ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم و امه و من فی الارض جمیعاً (المائدہ:۔۱۷) (بے شک کافر ہوئے وہ لوگ جنھوں نے کہا بے شک اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ کہہ دیجئے پھر کون اختیار رکھتا ہے اللہ پر کچھ بھی اگر چاہے کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم اور ماں کو اس کی اور جو کچھ ہے زمین پر سب کا سب)

یعنی جب کہ نصاری نے یہ کہا کہ مسیح ابن مریم بھی خدا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ اے محمد ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر مسیح ابن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے ساتھ اس کی ماں اور کل زمین والوں کے تو کون روک سکتا ہے

پس ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی کہ عیسی ابن مریم کے مارنے کا خداوند مالک الملک نے ارادہ بھی نہیں کیا اور اگر قادیانی کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کی ماں یعنی حضرت مریم بھی ابھی تک نہیں مری حالانکہ حضرت مریم کا مرجانا قطعی ہے جس طرح کہ الفاظ ان اراد ان یهلك المسیح کا مفاد بھی قطعی ہے کہ مسیح ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی۔

اسی وجہ سے تفسیر بیضاوی وغیرہ نے بوقت ردّ نصاری اس آیت سے یوں استدلال کیا ہے کہ مسیح کا سایہ ممکنات کی طرح قابل فنا ہونا یہ آیت بتلا رہی ہے اور جو قابل فنا ہو وہ قابل الوہیت نہیں ہے پس یہ آیت مبارک نہایت وجاہت کے ساتھ دلالت کر رہی ہے کہ حضرت عیسی ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی ہے اور یقین ہے کہ یہ آیت مبارکہ اس افادہ میں ایسی قطعی الدلالت ہے کہ اس میں سرمو تاویل کی گنجائش مرزا قادیانی کے لئے نہیں ہے۔

اے ناظرین اورغورفرمایئے کہ ماقبل و مابعد وربط وقرینہ وغیرہ آیت کا قادیانیوں کوکچھ خیال نہیں جس کو ہم واضح طور پر سابق تحریر کر چکے ہیں کہ یہ اپنے خیال واوہام کو اصل ٹھہرا کر اس پر آیت کو موزوں کرتے ہیں جو خلاف اسلام ہے اس آیت کے ماقبل آیتوں میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل میں نبی برابر بھیجے مگر وہ شرارت سے باز نہ آئے بعض پیغمبروں کی تکذیب کی بعض کوقتل کرڈالا حق سبحانہ وتعالی نے پھر رحم فرمایا اور حضرت عیسی ان کی اصلاح کرنے والے آ گئے مگر وہ لوگ پھر بھی اندھے اور بہرے ہو گئے یہود تو حضرت کی توہین وتکذیب کرنے لگے رہے،نصاری وہ بھی حد سے بڑھ گئے اور یہ دونوں حضور نبی عربی پیغمبر امی سے منکر ہوکر کہیں کے نہ رہے۔اور لگے مسیح ابن مریم کو خدا کہنے اور نیز حضرت مریم کو بھی خدا ٹھہرایا یعنی بعضوں نے عیسی ہی کو خدا کی خدائی دے دی اور بعضوں نے انہیں تیسرے حصہ کا شریک قرار دیا بعضوں نے کہا کہ عیسی اور مریم اور اللہ، یہ اللہ ہیں :

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (مائدہ:۷۲)

(اور بے شک کافر ہو گئے جنھوں نے کہا بے شک اللہ وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے)

اور جیسے فرمایا۔

أ انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ (المائدہ: ۱۱۶) یعنی اے عیسی کیا تم نے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں دونوں کو معبود بنالو اللہ کے سوا)

اور فرمایا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ .. الخ (المائدہ:۷۳)۔

(اور بے شک کفر کیا جنھوں نے کہا بے شک اللہ تیسرا ہے تین کا)

تو پس ربط آیات ماقبل و مابعد وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ تردید امید کے بعد اللہ پاک نے پھر فہمائش شروع کی اور حضرت عیسی و مریم کی حقیقت اور ان کی بشریت و عجز کے یہ ظاہر وجوہ بیان فرمائے

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یأکلان الطعام ..(مائدہ۔۷۵)۔

یعنی اس آیت مذکورہ بالا میں فرمایا،نہیں پیغمبر جس طرح اور انبیاء مقبول و

محبوب تھے یہ بھی تھے، جس طرح ان کی ذات سے عجائب وغرائب امور ظاہر ہوئے ان سے بھی ہوئے۔ حضرت آدم بے باپ پیدا ہوئے۔ عصا حضرت موسیٰ کا اژدہا بن جاتا تھا حضرت سلیمان کے تمام مخلوق مسخر پری دیو جانور ہوا سب مطیع تھے۔ حضرت عیسیٰ بھی بے باپ پیدا ہوئے۔ جس طرح دوسرے پیغمبر ایک معبود کی طرف خلق کو بلاتے تھے حضرت عیسیٰ نے بھی توحید کی تعلیم کی۔ انہیں تثلیث وشرکت خدائی سے کیا واسطہ۔ اور ان کی ماں مریم صدیقہ بمعنی ولیہ مومنہ اللہ کے احکام کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ یہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ خدائے حیی وقیوم کیوں کر ہو گئے۔

اے نبی محبوب اے حبیب مقبول آپ ملاحظہ فرمائیں ہم نے اپنی توحید اور الوہیت کی کیسی کیسی کھلی دلیلیں ان پر ظاہر کر دیں اور جن کو وہ اپنے زعم باطل میں خدا سمجھے بیٹھے ہیں ان کی بشریت اور حقیقت ہم نے بیان کی اس کے بعد آپ انہیں دیکھیں کہ کدھر بھکے جاتے ہیں وہ کیا سمجھے اور ہم کیا سمجھاتے ہیں۔

آیت میں نصاریٰ کے حمق اور تثلیث کی ابطال پر مذہبی دلائل بیان فرمائے ہیں اس لئے کہ اللہ پاک قدیم کی یہ شان نہیں کہ عناصر مخلوق کثافت ونجاست سے مخلوط کو جزو ذات بنائے مخلوق عاجز ومضطر کی طرح سوئے پیئے کھائے۔ غرض آیت مذکورہ بالا مطلب تو یہ ہے۔ حمق جو غرض کیا گیا اور قادیانی کا بیان بالکل خلاف واقع ہے۔ ناظرین اہل دل خود ہی انصاف فرمائیں گے۔

قولہ (یعنی قول قادیانی):

و الذین ید عو ن من دو ن اللہ لا یخلقو ن شیئاً و ھم یخلقون امو ا ت غیر ا حیاء و ما یشعرو ن ایا ن یبعثو ن (النحل : ۲۰۔۲۱)۔ جن کو لوگ اللہ کے سوا معبود پکارتے ہیں وہ تو کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا شدہ ہیں مردہ ہیں زندہ بھی تو نہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے

ناظرین جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو کئی کروڑ عیسائی ر بنا المسیح ر بنا المسیح پکارتے ہیں۔

اقول: آپ کی سمجھوں پر کہاں تک آفرین کی جائے اس میں بھی بوجہ تیرہ درونی کے وہی کچھ اندھا ہے جیسے کہ آیات گزشتہ ہیں گل کھلائے ہیں ہم آیت و

الذین یدعون من دون اللہ .. الخ کے کب منکر ہیں۔ بے شک حضرت عیسیٰ من دون اللہ ہیں اور ان کو نصاریٰ و مشرکین وغیرہ ربنا المسیح بھی کہتے ہیں اور ہم کب ان کی موت سے انکار کرتے ہیں تمام اہل سنت والجماعت نبی ﷺ صحابہ سے لے کر تا آن وقت بموجب قرآن وحدیث کے اس بات کے معتقد ہیں کہ حضرت عیسیٰ نزول فرمائیں گے اور مطابق حدیث عبداللہ بن عمر کے پینتالیس برس دنیا میں رہ کر وفات پائیں گے جیسے کہ ہم مذکورہ بالا سے ثابت کر آئے ہیں۔ اور سنئے ملا صاحب نے اس آیت میں بھی بوجہ قلت فہم غور نہیں کیا قبل آیت مذکور اللہ پاک فرماتا ہے

افمن یخلق کمن لا یخلق افلا یتذکرون (نحل۔۱۷)، کیا پس جو پیدا کرتا ہے مثل اس کی ہے جو نہیں پیدا کر سکتا۔ پس نہیں غور کرتے

فائدہ: کیا وہ ذات پاک جو زمین و آسمان موجودات پیدا کرے وہ اس کی مثل ہوگا جو کچھ پیدا نہ کر سکے۔ کیا تم غور نہیں کرتے ..الخ۔

بعد اس کے فرمایا:

والذین یدعون من دون اللہ .. (النحل: ۲۰) (اور جسے پکارتے ہیں سوائے اللہ کے وہ نہیں پیدا کر سکتے کچھ بھی اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں مردے ہیں غیر زندہ اور کچھ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے)۔

یعنی یہ مشرک خدا کے سوا جن کی پرستش کرتے ہیں وہ کچھ پیدا کرنے کی قوت نہیں رکھتے بلکہ خود مخلوق ہیں بے روح ہیں زندہ نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کب زندہ کئے جائیں گے (پس جس کی حقیقت یہ ہے وہ کیونکر معبود بننے کے قابل ہو سکتا ہے)

چونکہ کفار کے معبود مختلف اقسام کے تھے بعض جماد جیسے بت وغیرہ بعض ذوی العقول جیسے فرشتے جن وانس بعض حیوان جیسے ہندو وغیرہ بعض جانوروں و دریا، درخت و چاند وسورج وغیرہ کو پوجتے ہیں اور بعض انسانوں نے خود اپنے آپ کو خدا کہلایا۔ جیسے فرعون شداد، نمرود، وغیرہ جو بحیات اس دنیا میں موجود تھے اور لاکھوں آدمیوں نے خدا کہا اور حضرت عیسیٰ اس دنیا میں ہیں آسمان پر زندہ ہیں ایک قوم نے ان کو بھی خدا کہا پس سب کو اموات کیوں کہا۔

الجواب۔ خواہ باعتبار اکثر کے اموات فرمایا کہ اکثر یہ معبود غیر روح اور جماد ہیں خواہ

اس لئے ک یہ سب ایک دن مردہ ہو جائیں گے خواہ یہ کہ قبل از وجود مردہ یعنی معدوم تھے اور پھر مردہ یعنی معدوم ہو جائیں گے پس قادیانیوں کا اس آیت میں حضرت عیسی کی نسبت بھی ایسا خیال فاسد کرنا باطل ہو گیا موت ثابت نہ ہوئی۔

قولہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر آیت:

و ما محمد الا رسول قد خلت من قبل الرسل (آل عمران:۱۴۴)

پڑھی جتنے صحابہ موجود تھے آپ نے آیت سے یہ استدلال کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے سب کے سب رسول گزر گئے یعنی وفات پا گئے اس جگہ گزر گئے سے زندہ و مردہ دونوں گزر گئے، مراد ہوتی تو تمام صحابہ کا اس استدلال کو قبول کرنا اور یہ اعتراض نہ کرنا، اس سے حضرت عیسی اور حضرت ادریس مستثنی ہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ زندہ اور مردہ دونوں طرح سے گزر گئے جائے تعجب ہے۔ الخ

اقول۔ اس آیت سے صرف ماقبل انبیاء جو ہوئے ان کا ذکر جیسا اور انبیاء سے فرمایا تھا ویسا ہی آپ سے بھی فرمایا گو وہ کسی حالت میں ہوں گزشتوں کے اختتام پیغام رسانی کا ذکر ہے ہاں آیت مابعد کے استدلال کی البتہ ضرورت تھی جو بشمول اس کے حضرت ابوبکر صدیق نے پڑھی کہا کہ آپ لوگوں کو شان نزول اس آیت کی معلوم نہیں ہے۔ اس آیت کا نزول بوقت جنگ احد ہوا تھا جب کہ لڑائی بگڑی اور فوج درہم و برہم ہوئی ۔اور شیطان نے یہ اڑا دیا ان محمد قد قتل محمد ﷺ شہید ہو گئے۔ اس خبر وحشت کے اثر سے رہے سہے ہوش وحواس جاتے رہے غرض کچھ لوگ کہیں گئے کچھ متفرق طور پر لڑتے رہے کچھ میدان میں جمے رہے کہ حضور ﷺ کی تلاش کرتے رہے مگر حضور ﷺ نے اپنے مقام سے قدم نہ سرکایا کفار متواتر حملے کرتے اور آپ کے ج ں نثار ان کے سامنے سے بھاگ جاتے۔ وہ جانثار جو اس شمع رسالت کے پروانہ ہو رہے تھے چودہ سے تیس تک شمار میں آئے ہیں غرض یہ امر مشہور ہو گیا تھا کہ حضور ﷺ شہید ہوئے بعض منافق کہتے اگر آپ نبی ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے اور بعض کمزوروں نے کہا کہ آؤ پہلے دین کی طرف پھر جائیں۔ کسی نے ابوسفیان کی طرف التجا کرنی چاہی۔ مگر اصحاب جانثار مہاجرین وانصار کہتے تھے کہ اگر رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے تو تم بھی اسی پر لڑو جس پر وہ لڑے۔ چنانچہ انس بن نضر نے کہا کہ اے لوگو اگر محمد ﷺ قتل ہوئے

تو محمد کا رب قتل نہیں ہوا۔ پس قتال کرو جس پر قتال کیا رسول اللہ ﷺ نے ۔ اے اللہ میں تیرے حضور میں عذر کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں پھر تلوار میان سے لی اور اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے ۔ انصار مرتے جاتے وصیت کرتے اے انصار وہ عدہ یاد کرو جو تم نے عقبہ ثانیہ میں کیا تھا اور جان و مال حضور پر فدا کرو ۔ حضرت علی کا یہ حال تھا کہ برابر لڑتے اور حضور ﷺ کو میدان میں ڈھونڈتے ۔ جب وہ جمال جہاں آراء نظر نہ آیا آنکھوں میں اندھیرا ہو گیا فرمانے لگے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور میدان سے ہٹ جائیں ۔ بے شک اللہ تعالی نے ہماری شامت اعمال سے اس حبیب پاک کو اپنے آسمان پر اٹھا لیا پھر تلوار کھینچ کر ہر طرف دشمنوں کو قتل کرنے لگے دفعتاً ایک طرف سے وہ چہرہ نورانی نظر آیا۔ پھر پروانے کی طرح دوڑ کر قریب گئے الغرض اسی حالت میں حق سبحانہ تعالی نے یہ نازل فرمایا:

و ما محمد ا لا رسو ل قد خلت من قبله الر سل افا ن ما ت او قتل انقلبتم علی اعقا بکم و من ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا و سیجز ی الله الشا کر ین ۔(آل عمران:۱۴۴)۔

(اور نہیں محمد مگر پیغمبر بے شک گزر گئے پہلے ان کے بہت سے پیغمبر پس کیا آپ مر جائیں یا مارے جائیں پھر جاؤ گے تم اپنی ایڑیوں پر اور جو پھرے ایڑیوں پر پس نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اب عوض دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو)۔

یعنی محمد رسول اللہ، اللہ کے پیغمبر ہیں آپ سے پہلے بھی بہت پیغمبر گزر چکے تو جس طرح وہ دنیا سے چلے گئے ان کا جانا بھی ضرور سمجھو۔ اگر آپ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو کیا تم دین چھوڑ کر پرانی حالت پر ہو جاؤ گے ۔ یہ ارشاد کہ محمد، رسول ہی ہیں اس لئے ہوا کہ قاصد ضرورت تمام کر کے واپس جاتا ہے۔

حضرت جبرئیل بھی پیغام لاتے اور جاتے اور انبیاء بھی پیغام لائے آپ بھی اللہ تعالی کے حضور جانے والے ہیں پھر تعجب اور تردد کیوں ہے ۔ اس مجمل آیت میں پیغمبران جو بحیات و باموات و مقتول ہیں ۔ سب شامل ہیں جو تکمیل پیغام رسانی معینہ کر گئے کہ اکثروں پر موت وارد ہوئی۔

جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسی علیہ السلام وغیرھما اور بعض قتل

ہوئے جیسے حضرت ذکریا و یحی اور بعض پر زندہ ہو کر واپس ہوئے جیسے حضرت عزیر علیہم السلام اور بعض بحیات جیسے حضرت عیسی وحضرت ادریس وحضرت الیاس و حضرت خضر تو آپ کی نسبت بھی ان امور کو بعید نہ جانو۔غرض رسل کا یہی کام ہے کہ پیغام پہنچائے اور چلا جائے۔خواہ وہ پھر واپس آئے یا نہ آئے۔یہ با اختیار مالک پیغام بھیجنے والے کے ہیں جیسا کہ حضرت عزیز وحضرت خضر و جبریل وحضرت ابراہیم و حضرت موسی وحضرت زکریا و یحی پر واقع ہوا۔چنانچہ اگلی آیت

افان مات او قتل انقلبتم علی اعقا بکم (آل عمران:۴۴)

سے ظاہر ہے کہ انبیاء بحیات کو مستثنی فرما کر صرف اموات ومقتول کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ خلت کے معنی اگر موت کے ہوتے تو لفظ مات کے جگہ لفظ خلت بس تھا پس ثابت ہو گیا کہ معنی خلت کے موت نہیں جیسا کہ ہم سابق میں ثابت کر چکے ہیں اور جیسا کہ افا ن ما ت او قتل کے مفہوم سے یہ مراد ہے کہ ابھی آپ زندہ ہیں تو قد خلت پر بھی یہ ہی مراد اپنا کام دے گی اور حرف موت وقتل دونوں کا ذکر اس لئے کیا کہ اکثر پیغمبروں کو موت آئی اور بعض قتل بھی کئے گئے تو کہیں کوئی ناقص الفہم انبیاء بحیات مستثنی کو بھی نہ لے اڑے جن کی تفصیل خلاصہ مذکور بالا ہو چکی ہے درمنثور مصعب بن عمیر نشان محمد اٹھائے تھے۔کفار ان پر جھک پڑے۔اور داہنا ہاتھ آپ کا شہید ہوا ۔آپ نے بائیں ہاتھ میں نشان لے لیا اور یہی آیت پڑھتے جاتے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔جب حضور اقدس ﷺ نے انتقال فرمایا اور صحابہ پر یہ حالت طاری ہوئی جیسے جنگ احد میں بوجہ خبر شہرت موت بعض کے حواس بجا نہ رہے تھے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہی قصہ جنگ احد اس وقت یاد دلایا کہ آپ کی وہ حالت نہیں ہے جیسے کہ ہماری تمہاری حیات جسمانی جس سے جسم پر روح کا قبضہ وتصرف تھا موت کے آنے سے اس طرح زائل ہو جاتی ہے جیسے سایہ کے آنے سے دھوپ آپ کی حیات بھی موت کے آنے سے زائل ہو گئی ہے ہرگز نہیں بلکہ آپ کی حیات جسمانی جو آپ کی موت عرضی کے تلے دب کر ... حس حرکت سے اسی طرح معذور ہو گئی ہے جیسے چراغ روشن کسی ہنڈیا میں بند ہو کر مکان میں افاضہ نور سے معطل ہو جاتا ہے۔

پس آپ کی موت جو بحیات جسمانی ہوئی اس قسم سے ہے نہ کہ مثل عوام

الناس اس لئے آپ کا حیات النبی ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے اب قادیانیوں کا وہ استدلال ہر طرح سے باطل ہوا کیونکہ اول تو خلا کے معنی موت نہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے، دوم رسل سے وہ رسل مراد ہیں جن پر قتل اور موت وارد ہوگئی جیسا کہ ما بعد آیت اس پر دلالت کرتی ہے اور قرآن اور حدیث متواترہ نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسی کی توفی رفع کے ساتھ بحالت حیات ہوئی اور وہ اب تک زندہ ہیں بلکہ آیت سورہ مائدہ نے جو سابق مذکور ہوئی اس نے قطعاً افادہ دیا کہ ابھی حضرت عیسی مرے نہیں اور جو قادیانی معنی خلت کے موت کہتے ہیں تو اس مقام پر جو ہماری اصلی معنی کی تائید ہی کے کریں گے۔

قولہ تعالی :

قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران:۱۳۷)

(بے شک گزر گئے تم سے پہلے دستور)

اور :سنت الله التی قد خلت من قبل و لن تجد الله لسنة الله تبد یلاً (الفتح:۳۰)

(رسم بڑی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی رسم بدلتی)

لا یو منو ن به و قد خلت سنة ا لا ولین (حجر:۱۳)۔

(نہیں ایمان لاتے ساتھ اس کے اور تحقیق گزر گئی، یعنی رسم پہلوں کی)

اب یہاں قادیانیوں کا سوائے قافیہ تنگ ہونے .. کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

پس نیم ملاں قادیانیوں کے ایسے بیان کرنا اہل نظر کے سامنے سوائے ندامت اٹھانے کے اور کیا فائدہ ہے مگر وہ تو ایسے چکنے گھڑے ہیں بقول : مردہ چاہے دوزخ میں یا بہشت میں اپنے حلوے مانڈے سے کام لیں۔

اب رہی یہ بات کہ جو مرزا قادیانی کا علما دین کو یہودی و بد ذات وملعون شیطان وغیرہ الزام سے نام لے کر گالیاں دینا اور اپنے وقت کے نو علماء منجملہ ان کے اکثر بوجہ متابعت رسول اللہ ﷺ کی برکت سے مدارح فنا فی اللہ اور بقا باللہ تک پہنچے ہوئے ہیں جیسے شیخ اللہ بخش سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان تونسوی اور حضرت شیخ غلام نظام الدین بریلوی اور حضرت مولوی احمد حسن صاحب امروہی اور حضرت مولانا رشید

احمد صاحب گنگوہی ہیں، جن کو بایں الفاظ (جو تہذیب و انسانیت کے درجہ سے بہت پست اور گرے ہوئے ہیں) کہ ان نو علماء کا پچھلا جو اندھا شیطان اور غول گمراہ ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں جو امروہی کی طرح بد بخت وملعون میں سے ہے۔ (انجام آتھم ص ۲۱ مکتوب عربی ص ۲۵۴-۲۵۵) تک میں تمام علماء متقدمین ومتاخرین دجال کے یوں توہین کی گئی ہے ایسے بدگمان شخصوں کی نسبت ہم سابق میں بہت کچھ تحریر کر چکے ہیں۔

(مثال کے طور مرزا غلام احمد نے ایک جگہ لکھا ہے:

ایک بزرگ اپنے ایک واجب التعظیم مرشد کی ایک خواب جس کو اس زمانہ کا قطب الاقطاب اور امام الابدال خیال کرتے ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور گردا گرد تمام علمائے پنجاب اور ہندوستان گویا بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے تھے اور تب یہ شخص جو مسیح موعود کہلاتا ہے آنحضرت ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا جو نہایت کریہہ شکل اور میلے کچیلے کپڑوں میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ تب ایک عالم ربانی اٹھا (شائد محمود شاہ واعظ یا محمد علی بھوپڑی) اور اس نے عرض کیا کہ یا حضرت یہی شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو دجال ہے تب آپ ﷺ کے فرمانے سے اسی وقت اس کے سر پر جوتے لگنے شروع ہوئے جن کا کچھ حساب اور اندازہ نہ رہا۔ اور آپ نے ان تمام علمائے پنجاب اور ہندوستان کی بہت تعریف کی جنھوں نے اس شخص کو کافر اور دجال ٹھہرایا تھا اور آپ بار بار پیار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے علمائے ربانی ہیں جن کے وجود سے مجھے فخر ہے۔ اس جگہ کرسی نشینوں کی ترتیب کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ مگر میں گمان کرتا ہوں کہ اس کی ترتیب شائد یوں ہوگی۔ کہ وہ غیر مرئی نورانی وجود جس نے اپنے تئیں اپنی قدیم طاقت کی وجہ سے خواب میں ظاہر کیا تھا کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں جو ایک سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس کے اس سونے کے تخت کے قریب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی کرسی ہوگی۔ اور ساتھ ہی میاں عبدالحق غزنوی کی اور اس کے پہلو پر مولوی عبدالجبار (غزنوی) صاحب کی کرسی اور اس کرسی سے ملی ہوئی ایک اور کرسی جس پر زینت بخش مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی تھے۔ اور کچھ فاصلہ سے مولوی رسل بابا امرتسری کی کرسی تھی۔ اور ان دونوں کرسیوں کے درمیان ایک اور کرسی تھی جس کا اندر سے کچھ اور رنگ تھا اور باہر سے کچھ اور تھوڑی سی تحریک سے ہل بھی جاتی تھی اور کچھ ٹوٹی ہوئی بھی تھی۔ یہ کرسی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کی کرسی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی بنچ پر میاں چٹو لاہوری بیٹھے ہوئے تھے جو اسی دربار کے شریک تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کرسی کے پاس ایک اور کرسی تھی جس پر ایک بڈھا نود سالہ بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ

نذیر حسین کہتے تھے۔اس کی کرسی نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو ایک بچہ کی طرح اپنی گود میں لیا ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد مولوی محمد اور عبد العزیز لدھیانوی کی کرسیاں تھیں۔ جن کے اندر سے بڑے زور کے ساتھ آواز آ رہی تھی کہ پنجاب کے تمام مولویوں میں سے تکفیر میں بڑے بہادر ہیں اور پیغمبر صاحب اس آواز سے بڑے خوش ہو رہے تھے اور بار بار پیار سے ان کے ہاتھ اور نیز مولوی محمد حسین (بٹالوی) کے ہاتھ چوم کر کہہ رہے تھے کہ یہ ہاتھ مجھے پیارے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے ابھی تھوڑے دنوں میں میری امت میں سے تیس ہزار آدمی کا نام کافر اور دجال رکھا اور فرماتے تھے کہ یہ سخت غلطی تھی جو لوگوں نے ایسا سمجھا ہوا تھا کہ اگر سو میں ننانوے کفر کے آثار پائے جائیں اور ایک ایمان کا نشان پایا تو پھر اس کو مومن سمجھو اور ایک نشان کفر کا خیال کیا جائے یا ظن کیا جائے۔ یا بے تحقیق شہرت دی جائے تو اس کو بلا شبہ کافر سمجھنا چاہیے۔ یہ فرمایا اور پھر مولوی محمد حسین (بٹالوی) کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا یہ عالم ربانی ہے جس نے میرے اس منشا کو سمجھا۔ تمولوی محمد علی بھوپڑی کھڑا ہوا اور کہا میں تو سب سے زیادہ مسجدوں اور گلیوں اور کوچوں اور لوگوں کے گھروں میں اس شخص کو جو کہتا ہے کہ میں مسیح ہوں گالیاں دیا کرتا ہوں۔ اور لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ اور ہر ایک وقت میرا کام ہے کہ ہر مجلس میں لوگوں کو اس شخص کی توہین و تحقیر و لعن طعن کرنے کے لیے کہتا رہتا ہوں اور ہمیشہ انہی کاموں کے لیے سفر بھی کر کے ترغیب دیتا رہتا ہوں۔ اور کوئی گالی نہیں کہ میں نے اٹھا نہیں رکھی اور کوئی توہین نہیں جو میں نے نہیں کی۔ پس میرا کیا اجر ہے۔ تب اس پیغمبر صاحب نے بہت پیار کے جوش سے اٹھ کر بھوپڑی کو اپنے گلے لگا لیا اور کہا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے اور تو نے میرا منشا سمجھا۔ غرض جیسا کہ حضرت خواب بین صاحب بیان فرماتے ہیں پنجاب کے تمام مولویوں کی کرسیاں اس دربار میں موجود تھیں۔ اور ہر ایک فاخرہ لباس پہنے ہوئے نوابوں کی طرح بیٹھا تھا اور وہ پیغمبر صاحب ہر وقت ان کے ہاتھ چومتے تھے کہ یہ ہیں میرے علمائے ربانی خیر الناس علی ظهر الا رض۔ اور پھر آگے چل کر ایک اور کرسی تھی اس پر ایک اور مولوی صاحب کرسی پر کچھ چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے اور آواز آ رہی تھی کہ یہی ہیں خلیفہ شیخ بٹالوی، محمد حسن لدھیانوی۔ اور ساتھ ان کے ایک اور کرسی تھی اور لوگ کہتے تھے کہ یہ مولوی واعظ محمود شاہ کی کرسی ہے جو کسی مناسبت سے مولوی محمد حسن (لدھیانوی) کے ساتھ بچھائی گئی۔ اور سب سے پیچھے ایک نابینا وزیر آبادی تھا جس کو عبد المنان کہتے تھے اور اس کی کرسی سے انا المکفر کی زور سے آواز آ رہی تھی۔ غرض یہ خواب ہے جس میں ان تمام کرسی نشین مولوی صاحبوں کا ذکر ہے۔ مگر یہ کرسیوں کی ترتیب میری طرف سے ہے جو اس خواب کے مناسب حال کی گئی۔ لیکن خواب میں یہ حصہ داخل ہے کہ علمائے پنجاب اس پیغمبر صاحب کے دربار میں بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے اور تمام عالم امرتسری بٹالوی لاہوری لدھیانوی دہلوی وزیر آبادی بوپڑی گولڑوی وغیرہ اس دربار

میں کرسیوں پر زینت بخش تھے۔ اور پیغمبر صاحب نے میری تکفیر اور ایذا اور توہین کی وجہ سے بڑا پیار ان سیظاہر کیا تھا۔ (تحفہ گولڑویہ مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۱۷۶۔ ۱۷۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۷)

نیز مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

و من المعترضین المذکورین شیخ ضال بطالوی و جارغوی یقال له محمد حسین و قد سبق الکل فی الکذب و المین و انه ابی و استکبر و اشاع الکبر و اظهر حتی قیل انه امام المتکبرین و رئیس المعتدین و رأس الغاوین ، هو الذیکفرنی قبل ان یکفرا لآ خرون۔

و یکے از اعتراض کنندگا شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست او را محمد حسین مہ گویند، واز ہمہ دردروغ و ناراستی سبقت بردہ است واو انکار کرد وتکبر نمود وتکبر را شائع کردہ وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شدکہ او امام متکبراں است و رئیس تجاوز کنندگان ، سرگمراہان است ، او ہماں است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت

(قادیانی خزائن۔ جلد ۱۱۔ انجام آتھم۔ص ۲۴۱)

ناظرین! اہل نظر کی نظر سے گذرا ہوگا اب ہم کو زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں کیونکہ چاند پر خاک اڑانے سے تو چاند کا کچھ نہیں بگڑتا مگر خاک اڑانے والوں کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

پس ہم ان اقوال بزرگان پر ختم کرتے ہیں

گر خدا خواہد کہ سینہ کس درد
میلش اندر طعنہء پاکاں برد

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ یکساں در نوشتن شیر و شیر

پس ایسے شخص پر عاقلوں کے موافق یہ شعر کافی ہے

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

اب ناظرین رسالہ ہذا کو کامل یقین ہو جاوے گا کہ جو اشتہار ۲۹ رمضان

المبارک ۱۳۰۸ھ میں علماء لدھیانہ نے شائع کیا تھا اور اشتہار غسل آتش جو سید سکندر شاہ پشاوری حنفی نے مارچ ۱۹۰۱ء میں مشتہر کیا تھا مگر مرزا قادیانی کسی کے مقابل نہ آئے واقعی ان علماؤں کی تحریریں سب درست ہیں۔

بوجہ طوالت اس میں درج نہیں کیا گیا کیونکہ اصل اشتہارات سب کی نظر سے گذر چکے ہیں حوالہ کافی ہے۔ غرض انہیں علماء پنجاب لودھیانہ وغیرہ نے جو فتوی ۱۳۰۱ھ میں مرزا قادیانی مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا اور رسالہ نصرت الابرار و فیوضات مکی میں بحوالہ فتوی حرمین تحریر کر چکے ہیں کہ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ان کا یہی دعوی ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں۔، واقعی بہت درست ہے اور ہماری کلی تحریر سے بھی ناظرین حق پسند کو ثابت ہو گیا ہوگا کہ اب ان کے عقائد کفر یہ میں کچھ کلام نہیں فقط (اب بس) کیجئے اور جانے دیجئے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے یہ تیری ہی عنایت رحمت کا سبب ہے کہ مجھ جیسے ہیچ مدان نادان سے ایجاد طریق جدید قادیانی دعوی باطلہ واوہام وسوالات وغیرہ کا دنداں شکن جواب لکھوا دیا تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں....

اب ہم ایک آخری نصیحت عرض کرتے ہیں کہ گم گشتہ راہ کو غایت درجہ مفید ہے ہم اول عنوانوں میں طریقہ راہ حق متیقن ثابت کر چکے ہیں اب

الم ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين سے آخر و لكن لا يشعرون تک قطع نظر کیجئے تو صاف ظاہر ہو جاوے گا کہ دعوی قادیانی محض باطل ہے...

اللہ پاک فرماتا ہے:

و الذين يؤمنون بما انزل اليك و ما انزل من قبلك و بالآخرة هم يوقنون۔ اولئك على هدى من ربهم و اولئك هم المفلحون۔

(اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر کہ اتارا گیا طرف تیری اور جو اتارا پہلے تیرے پچھلے دن پر وہ یقین رکھتے ہیں وہ ہی راہ پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور وہی نجات پانے والے ہیں)

اور یہ نہ فرمایا:

و ما انز ل من بعد ك ۔(یعنی جو تیرے بعد اترے گا)۔

پس یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد پر اترنا آیات قرآنی بوحی یا الہامی محض باطل ہے جو خلاف اس آیت کے ہے پس معلوم ہوا کہ قرآن قادیانیوں کا ہادی نہیں ہے۔

اگرچہ تقوی سے عام تقوی مراد ہے یعنی ناقص ہو یا کامل بالفعل ہو یا عزم و نیت میں عملی ہو یا اعتقادی پس جس درجہ کا تقو ہے اسی درجہ کی ہدایت ہوگی قرآن کی مثال بعینہ چراغ کی ہے جوان بڈھا اپنی اپنی بینائی کے موافق چراغ سے نورانیت حاصل کرتا ہے اور اندھے کو کچھ نظر نہیں آتا۔ سعدی کہتا ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہء آفتاب را چہ گناہ

پس قادیانی و تابعین ان کے اس آیت کے مصداق ہیں:

فا ما لذین فی قلو بھم ز یغ فیتبعو ن ما تشا به منه ابتغا ء الفتنة و ابتغاء تا و یله و ما یعلم تا و یله ا لا الله ۔الخ (آل عمران ۷)۔(پس وہ جن کے دلوں میں کجی ہے در پئے ہوئے ہیں اس کے جو متشابہ ہے قرآن سے بطلب فتنہ و بطلب تاویل اور نہیں جانتا تاویل ان کی مگر اللہ)

یعنی جن کے دلوں میں کفر و نفاق یا معصیت کی کجی ہے متشابہات کے درپئے ہو جایا کرتے ہیں اس لئے کہ مخالف اصول و مذہب مقبول کے کوئی نئی بات نکال کر بغرض افتخار خواہ فتنہ و تزلزل برپا کریں اور ان کی تاویل نکالیں تاکہ ہمارے نام اور علم وفہم کی شہرت ہو یعنی جسے بڑے بڑے علماء نہ سمجھیں، ہم نے حل کیا اور کتنے عمدہ عمدہ نئے نکات نکالے انہیں اس کوشش میں تاویل مقصود ہوتی ہے۔ اصلاح عوام یا فہم قرآن سے غرض نہیں اس لئے فرمایا کہ کوشش خواہ بطلب فتنہ ہوتی ہے خواہ بطلب تاویل اور حال یہ ہے کہ ان کی تاویل اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بڑے پکے علم والے کہتے ہیں۔

یہ متشابہ اور محکم سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے ہم سب پر ایمان لائے ہم سمجھے یا نہ سمجھے غرض مخاطبین ان آیات میں گور فرمائیں تو یقین ہے۔ بفضل

الٰہی ضرور ایمان لائیں گے۔اب مکرر دعا کرتا ہوں:

یا اللہ تیرا شکر ہے یہ تیری ہی عنایت ہے کہ مجھ جیسے ہیچ مدان اور نادان سے دعویٰ واوہام باطلہ فرقہائے جدیدہ قادیانیوں کے جواب لکھ دیئے تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں ...اے میرے رب میری نیت تو ویسی ہے جیسا کہ میں ہوں تو اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ آخرت کر دے۔

اور اس تحفہ محقرہ کی بدولت حضرات اہل بیت کرام اور صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی میرے نصیب کر پھر ان کے طفیل حبیب پاک کی عنایت میں اس کمینہ عالم کو شامل کر اور مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مومنین واحباب وعزیز واقارب کو بخش کر مجھ کو مسرور کر اور ان گمراہان کو راہ پر لا۔آمین

تکفیر کے فتوے۔اور فتویٰ دیگر مقام علماء مدارس تکفیر منکر عروج جسمی ونزول حضرت عیسی اور مولانا قاضی عبد اللہ باہتمام سید محی الدین در مطبع محمدی متعلقہ مدرسہ محمدی واقع مدارس مرائی چینھ ۱۳۱۱ میں طبع ہو کر شائع ہوا ہے کہ ایسا اعتقادی شخص بشرط ثبوت عقل وعدم جنون بے شک کافر ومرتد وزندیق ہے اور جس نے اس کی تابعداری اور تصدیق کی وہ بھی مرتد ہے۔کیونکہ عیسی کا اپنے جسم سے آسمان پر جانا اور وہاں زندہ رہنا پھر اخیر زمانہ میں اتر آنا اور امام مہدی کے ساتھ ملنا اور دجال نکلنے کے جو الوہیت کا دعویٰ کرے گا اس کو قتل کرنا ان امور سے ہے جن پر ایمان لانا واجب ہے اور اس میں شک کرنا کفر وارتداد ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔

اس میں کسی اہل سنت کو خلاف نہیں پھر عیسی مر گئے اور ان کا جسم شریف زمین پر رہ گیا اور فقط ان کی روح آسمان پر گئی، کر کے زعم کرنا نصاریٰ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا بل رفعه الله اليه اور فرمایا و رافعك الیّ وہ نص قطعی ہو حضرت عیسی اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر جانے میں اور جو فرمایا ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته اور فرمایا انه لعلم للساعة اس میں دلیل ظاہر ہے ان کے نزول پر اور اس مضمون کی بہت احادیث صحیحہ بھی آئی ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہیں۔یہ صرف خلاصہ برائے معائنہ ناظرین لکھا گیا جس کو مفصل دیکھنا ہو فتویٰ منگا کر تسلی کرے کیونکہ وہ بجائے خود ایک رسالہ قابل دید ہے۔فقط

اطلاع ضروری۔

ہمارے رسالہ کے بیانات سے ناظرین کو بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی تو اپنے فلسفہ کا متبع اور پیرو ہے جس کو قرآنی فلسفہ واقعی طور پر بالکل بے بنیاد ثابت کرتا ہے اب ان کے چیلے اپنے گرو سے دو چار گز بلند پر وازی کر رہے ہیں اور مثل روافض وخوارج کے نص قرآن کی قطع و برید پر کمر باندھی ہے۔

یعنی آیت کا اول وآخر چھوڑ کر اپنی مطلب براری کے لئے آیت کا ایک فقرہ لے لیا اور اسی سے اپنے دعوی کے لئے تاویل گھڑ لی۔ چنانچہ ایک بے اصل رسالہ عسل مصفی نام جوان تہی مغزان باطل پرست مرزائیوں کے لئے مایہ ساز بلکہ سرمایہ افتخار ہے اس کا شاہد ہے مگر یہ یاد رہے کہ نصوص قرآنی میں اس قسم کی کارگزاری کرنے والے انشاءاللہ تعالی مثلہ کئے جائیں گے۔

لہذا عام مسلمانوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مرزائی صاحبوں کے دام تزویر میں نہ پھنسیں اور اس بے اصل کتاب یعنی عسل مصفی پر جو بظاہر بڑی حجم ہے اصلاً توجہ نہ فرمائیں کیونکہ جب غلام احمد مرزا قادیانی کے جدید طریق اور ان کے دعووں باطلہ کی اصل بنیاد ہی اکھڑ گئی تو ان کے چیلوں کی یہ طرز تحریر مثل خوارج وروافض کے باطل ہے جو قابل جواب نہیں کہ قرآن میں خلاف قرآن و جمہور وخود داری کرنا کفر ہے مرزا غلام احمد قادیانی کا تو قلع قمع ہو گیا مگر ان کے چیلے کمر تھامنے کو تیار بقول: پیراں نمی پرند۔ مریداں می پرانند۔ مگر اس کو عاقلاں خوب ندانند۔ فقط

تقریظ

نحمدك يا من انزل علينا الكتاب المعجز الفصيح

و نصلی علی من ارسل الينا النبی و الامی الذی حسنه الصبيح فی العرب و العجم مليح ۔

و سبحانك يا من رفع الی السماء سيدنا ابن مريم المسيح ۔

الذی نجی من القتل و الصلب القبيح ۔

اما بعد فمر حبا لك ایها المو حد المتور ع المتبع الکتا ب و السنة اخی المکر م ا لحا ج الحر مین الشر یفین الملقب باحمد حسین صا نك الله عن الشین فی الدا رین ۔ قد صنعت صنیعاً منیعاً و بنیت بناء ر فیعاً الذی با زا ء صو لته و جبر و و تتز لز لت و انهد مت دیا ر اً کا نت عمارته المبتد عة المحدثة شنیعاً قد قطعت شرا ك الشر ك و الکفر و الطغیا ن بسکین السنة و القر آ ن و اور دت البینة و البر ها ن علی موارد الوضا حت و البیا ن الذین ضر ط من قرع صما ختهما د جا جلت القطر ب و الهذ یا ن و فر من صحبتهما شیا طین الا نس و الجا ن سعت سعیا مشکورا و جعلت ا لا جا د الارتداد هبا ء منثور فجزا ك الله عنی و من سا ئر المسلمین المعتصمین بحبل الله و سنت خا تم المر سلین الذین شا نه لا نبی بعدی ۔ خیر الجزا ء الی یو م الدین آ مین نصلی علیه و علی آ له و ا صحا به ا جمعین ۔

ابوادریس احمد حسن شوکت مدیر شحنہ ہند میرٹھ ۔

مرزا غلام احمد کے فرزند کی وفات

The Death of Mirza's son

مصنفہ: سلطان القلم جناب مسٹر اکبر مسیح

یہ مضمون پہلے رسالہ تجلی لاہور میں چھپا

پھر مناسب ترمیم و تنسیخ کے بعد آغا شہباز خان نے سیالکوٹ سے شائع کیا۔ ۱۹۲۸ء

دنیا میں جو کچھ واقع ہوتا ہے خدا تعالی کی ازلی مشیت کے موافق ہوتا ہے۔ کبھی وہ مشیت انسان کی آرزو کے مطابق پڑ جاتی ہے، تو اس کو خوشی ہوتی ہے کبھی اس کی آرزو کے مخالف، تب اس کو رنج ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی خدا کا بندہ اپنی آرزو کو الٰہی مشیت کے موافق کرنا سیکھ لیتا ہے بلکہ اپنے لئے کسی آرزو کا رکھنا بھی گناہ سمجھتا ہے جو الٰہی مرضی کے تابع نہ ہو، تو اس کو ہر حالت خوشی ہوتی ہے۔ اگر کوئی پیدا ہو وہ خوش، کوئی مر جائے وہ خوش۔ اپنی زندگی میں وہ خوش، اپنی موت میں وہ خوش۔ تندرستی میں خوش، بیماری میں خوش۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دل سے کہتے ہیں: خداوند تیری مرضی پوری ہو۔،

لیکن انسان تو بے صبر ہے۔ دنیا میں اس کی حالت ایسی خام ہے کہ وہ بیشتر الٰہی مشیت سے راضی نہیں رہتا۔ بعض لوگ اپنی خامی کی وجہ سے اپنے دل میں عناد کو جگہ دیتے ہیں دوسروں کو اپنا دشمن سمجھ لیتے ہیں۔۔۔ان کے رنجوں اور غموں پر شادیانے بجاتے ہیں اور ایسا کرتے اور کہتے ہیں گویا ان کے مخالفوں پر جو مصیبت آئی وہ خاص ان کے بلائے آئی۔ گویا خدا کو کسی جن کی طرح انہوں نے اپنے قابو میں کر لیا جو ان کی اپنی آرزؤں کے موافق ان کے دشمنوں کو عذاب کرتا ہے۔

جس طرح دنیا میں بیٹوں کے باپ مر گئے اور باپوں کے بیٹے، اسی طرح بالکل قانون فطرت کے تابع مرزا قادیانی کا فرزند مر گیا۔ نہ وہ کسی کی بدعا سے مرا، اور نہ اب کسی کی دعا سے جی سکتا ہے۔ ایک بالکل معمولی واقعہ ہے اور جیسا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اس کے لئے رنج وافسوس اس کے عزیزوں کو ہونا بھی لازمی ہے۔ میں خود بھی کئی دفعہ ایسے رنجوں میں تجربہ کر چکا ہوں۔ مگر مجھ کو ایک صاحب کی تحریر سے ضرور صدمہ ہوا جنہوں نے بجائے اس کے کہ افسوس کے ساتھ اس واقعہ کا تذکرہ فرماتے الحمد للہ کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ خدا کی حمد تو ہر حال میں واجب ہے: خدا نے دیا خدا نے لیا، خدا کا نام مبارک ہو۔ مگر الحمد کو کسی دشمن کا دل دکھانے کے لئے، دوسرے کی مصیبت پر اپنی خوشی ظاہر کرنے کیلئے، استعمال کرنا حمد کی مناسب قدر نہ پہچاننا ہے۔

غیر انجیلی روایات سے ہم کو خداوند مسیح کا ایک فرمودہ پہنچا ہے:

مبارک وہ جو بے دینوں کی تباہی پر ماتم کرتے ہیں۔"

پس ہم اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اس مزاج سے بچائے کہ ہم کسی مخالف کی مصیبت پر زبان سے: خوب ہوا، کہیں یا دل سے خوشی حاصل کریں۔ بلکہ ہم کو توفیق دے کہ ہم اس کے لئے دعا کریں کہ خدا اس کو تسلی بخشے اور مصیبت کو اس کے لئے برکت بنائے۔

اس وقت ہمارے سامنے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء اور ریویو آف ریلی جنز ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۷ء موجود ہیں۔ اور ہم مولوی ثناء اللہ امرتسری کو معذور سمجھتے ہیں اگر وہ اپنے مخالف کے لئے اسی پیمانے سے ناپ رہے ہیں جس پیمانہ سے اسے ناپتے دیکھا، کیونکہ ان کے، مباہلے کا اثر، ان کے حریف کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔

گو ہم اس کے واقعی اثر کے قائل نہیں کیونکہ جو اس کا قائل ہو اس کو ماننا پڑے گا کہ جب قادیانی مرزا جی اپنے حق میں کوئی بد دعا کرتے ہیں تو وہ مقبول ہو جاتی ہے۔

اور ہم نہ ان کی دعا کے قائل نہ ان کی بددعا کے، نہ ان کی ذات کے لئے نہ کسی غیر کی۔ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اس میں نہ قادیانی مرزا جی کو دخل نہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو، اور نہ ڈاکٹر صاحب کو۔ مشیت ایزدی ان سبھوں سے مستغنی ہے۔

یہ تو سچ ہے کہ اس منطق کے موافق جو قادیان کے مدرسہ الہیات میں مدت سے پڑھایا جاتا رہا ان الفاظ کی بنا پر جو قادیانی مرزا جی نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابل استعمال کئے تھے، مولوی صاحب کی فتح ماننی پڑتی ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ اگر خدانخواستہ اس کے برعکس ہوتا تو اسی قسم کے شادیانے فتح کے فریق مخالف کے خیموں میں بجتے سنائی دیتے۔

مگر ہم اس منطق کے قائل نہیں۔ اس لئے ان مباہلوں کے اور ان کے اثر کے بھی قائل نہیں۔ نہ کبھی رہے، اور نہ اب ہو سکتے ہیں۔ ہم ان خام خیالوں میں نہیں کہ جو دو جھوٹوں میں سے پیچھے مرنے والے کے قائل ہو جائیں۔

ہمارے دل میں اس وقت اور خیالات پیدا ہو رہے ہیں اور مرنے والے کے عزیزوں کے ساتھ خالص ہم دردی کے ہیں۔عزیزوں کی موت دنیا کی بے ثباتی ہمارے ذہن میں جماتی ہے اور دلوں کو نرماتی ہے۔ہم جس وقت اپنے متوفی وعزیز کے پیچھے آسمان کی طرف تاکتے ہیں تو اکثر ایسا نور نظر آجاتا ہے جو اور حالت میں نظر آنا مشکل تھا۔اور ایسے وقت میں ہم کو امید ہوتی ہے کہ عجب نہیں اگر خدا اس فرزند کی موت کو مرزا جی کی کفر وفریب سے رہائی کا باعث کر دے، اور اگر کسی شخص کا کھویا ہوا ایمان اپنے فرزند دلبند کے عوض میں مل جائے تو وہ ضرور نعم البدل ہے۔گو یا اس نے ایک نہایت مقبول قربانی خدا کے آگے گذرانی۔

ریویو آف ریلی جنز ماہ ستمبر سے روشن ہے کہ ۲۷۔ اگست ۱۹۰۷ء کو مرزا جی نے اپنے بیٹے کی صحت یابی کی قطعی پیش گوئی کی تھی اور ۱۶ ستمبر کو اس کی موت واقع ہو گئی۔ اور اسی تھوڑی سی مدت میں اس کی شادی بھی ہو چکی تھی۔ اب اس میں تو کلام نہیں کہ پیش گوئی جس کو الہام سے منسوب کیا تھا باطل ہوگئی اور بری طرح باطل ہوگئی۔اگر لڑکے کو شفا ہو جاتی تو کسی کو معتقد ہونے حاجت نہ تھی لیکن جو شخص عقل سے کام لیتا ہے آپ کے الہام کا قائل نہیں رہ سکتا۔ پر اب سوال یہ ہے آپ اپنے الہام کے خود بھی قائل ہو سکتے ہیں؟

ہم ضرور تمہارے کفر کے دشمن ہیں ہم کو دل سے یقین ہے کہ تم کذاب ہو مفتری ہو ہم تمہاری نسبت مشتبہ نہیں۔ ہاں ایک زمانہ تھا جب ہم تم کو صرف فریب خوردہ جانتے تھے مگر مدت ہوئی کہ فریبی جاننے لگے لیکن ہم خدا کے کسی بندہ سے مایوس نہیں تم سے بھی نہیں۔ہم کو آنحضرت (ﷺ) کی اس حدیث پر پورا یقین ہے کہ

> کبھی انسان ساری عمر دوزخ کے کام کرتا رہتا ہے۔جب وہ دوزخ سے ہاتھ بھر کے فاصلے پر رہ جاتا ہے تو جنت کے کام کرنے لگتا ہے اور جنتی ہو جاتا ہے۔

ہم تمہارے کفر کے دشمن ہیں لیکن تمہارے دشمن کبھی نہیں ہوئے اور ہم ہرگز تمہارا دل دکھانا نہیں چاہتے بلکہ دوستی کے طور پر ایک بات کہتے ہیں شاید اس کے سننے کو تم اس وقت زیادہ تیار ہو۔

جو شخص برابر دعوی کرتا رہا ہو کہ:

دشمنوں کی موتوں کی خبر مجھ ہو جاتی ہے میں ان کے حق میں پیش گوئیاں کر دیتا ہوں۔

ان کے حق میں میری دعا تیر بہدف ہے۔

میں مستجاب الدعوات ہوں۔

امریکہ کے مرنے والوں کی مجھ کو خبر، دہلی کے خاندان طبابت میں مرنے والوں کی مجھ کو خبر

جو سخت مخالف پلیگ میں مرنے والا ہے اس کی مجھ کو خبر۔

آنے والے زلزلہ کی مجھ کو خبر۔

آنے والی وبا کی مجھ کو خبر۔

آنے والے قحط کی مجھ کو خبر۔،

جس کے اوپر رؤیا اور الہام کا دروازہ یوں وا ہو، پھر اس کو اپنے بیٹے کی موت کا علم کیسے نہ ہوا۔ بجائے موت کی خبر کے اس کی شفا کی خبر سنا گیا۔ دروازے پر موت کا فرشتہ کھڑا تھا، اسے نہ دیکھ سکا۔ بلکہ مرنے والے کی ایک معصوم کم سن لڑکی کے ساتھ سہرا باندھ کر اسے رانڈ ہونے دیا۔ یہ دیکھ لینے کے بعد بھی کیا وہ شخص اپنے الہام و وحی کا قائل رہ سکتا ہے۔ الہام و وحی تو بڑی چیزیں ہیں، معمولی فطری شعور و احتیاط سے بھی اگر کام لیا جاتا تو غلط کاریوں کا ایسا لمبا سلسلہ جاری نہ کیا جاتا۔ ہر گز برا ماننے کی بات نہیں۔ اگر کوئی کہہ بیٹھے:

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست
کہ نہ دانی کہ در سرائے تو کیست

مسیح زمان ہونے کا ولولہ! اور مستجاب الدعوات ہونے کا دعوی! چھوٹا منہ بڑی بات

ذرا سوچو تو کیا مسیح کبھی بیمار ہوئے تھے؟ کیا کبھی کوئی مریض اپنا یا پرایا ان کے قدموں سے بے شفا لوٹا تھا؟ کس بیمار کے بستر پر وہ بلائے گئے اور اس کو شفائے کلی حاصل نہیں ہوئی؟ کب انہوں نے قم کہا کہ تب بے جان اٹھ، نہ کھڑا ہوا۔ کون مردہ ان کے پاس لایا گیا جو جلایا نہیں گیا۔ کیا کبھی ان کے لوگوں میں کوئی بیمار رہا۔ کیا

ان کے دوستوں میں سے کسی کو ان کے موجود ہوئے ہوئے قبر نگل گئی۔ مبادا کوئی کہتا کل من مات فات۔ موت سب پر غالب ہے مسیح پر بھی غالب رہی۔ انہوں نے اپنے دشمنوں کو اپنی ذات پر پورا اختیار بھی بخش دیا کہ وہ جس طرح چاہیں ان کو اپنے اطمینان کے موافق مار ڈالیں تاکہ وہ دوبارہ زندہ ہوکر گور اور قبر کے اوپر اپنا اقتدار ثابت کر دیں۔

خدا رحم کرے مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعوی، اور تم بیمار۔ جسم کے اوپر کے حصہ میں بھی اور جسم کے نیچے کے حصہ میں بھی۔ جیسے دنیا مرتی جاتی ہے بلا تاویل تمہارے مرید اور عزیز بھی مرتے جاتے ہیں۔ عبدالکریم آپ کا روحانی فرزند مر گیا آپ نے دعائیں کیں ان کی شفا کی پیش گوئیاں کیں مگر وہ نہ بچا۔ آپ کا فرزند صلبی بیمار پڑا اور مر گیا۔ تم نے دعائیں کیں اور ضرور کیں اور کیوں نہ کرتے۔ تم باپ تھے اس کی مفارقت گوارا نہ ہوسکتی تھی۔ وہ کس کام کا حکیم کہ تمام جہان کا علاج کرے اور اپنے گھر کو بے علاجی میں چھوڑے۔ وہ مر گیا۔ خدا کا حکم اس کے حق میں پورا ہوا۔ تم اس کی بیماری و موت کے حق میں صفر کا اثر بھی نہ رکھتے تھے۔ تم مسیح نہ تھے کہ تم اس کو شفا دیتے۔ تم مسیح نہیں ہو کہ اب اس کو مردوں میں جِلا لو۔ حالانکہ مسیح نے مردے جِلائے۔ قبروں سے گلے سڑے اٹھا دیئے۔

خیر یہ سب کچھ ہوا جو ہونا تھا، ان کا مرنا برحق تھا تمہارا جھوٹا ہونا برحق ہے۔ تم بھی مرو گے جس طرح ہم بھی مریں گے آگے یا پیچھے۔ پھر تم کو مسیحیت اور استجابت دعا کا وہم اپنی ذات کے لئے کہاں سے پیدا ہوا؟

جو دلیل اس وقت ہم تم کو دے رہے ہیں وہ کوئی ایسی دلیل نہیں جو صرف ہماری سمجھ کے موافق ہو ورنہ ہم ہرگز اس کا ذکر نہ کرتے کیونکہ ہماری سمجھ تمہاری سی سمجھ نہیں ہے بلکہ ہم کو خوب معلوم ہوگیا کہ یہ وہی دلیل ہے جس کے تم خود قائل ہو چکے ہو اور ایک حریف کے مقابل استعمال کر چکے ہو۔ پس اگر اب بھی تم اس کے زور کے قائل نہ ہو تو یہ خدا اور بندوں کے سامنے سرکشی ہے۔

ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کا ایلیاہ جس کو مستجاب الدعوات ہونے کا بہت بڑا دعوی تھا اور جس کے آپ شدت سے منکر تھے آپ نے خود کیسی معقول بات اس کو سنائی تھی۔ ہم

آپ کو یاد دلاتے ہیں آپ خوب یاد کر لیں اور خدا کے سامنے اپنے دل کو کھول کر اور سر کو سجدہ میں جھکا کر غور کریں اس کو تم ہماری دلیل مت سمجھنا خود اپنی دلیل سمجھو اور اس کے زور کو دیکھو یعنی تم کو اس وقت اپنا قائل ہونا چاہیے۔

ستمبر ۱۹۰۲ء کے ریویو میں صفحہ ۳۴۵ پر آپ نے ڈوئی کی نسبت لکھا تھا:

ڈوئی بے ہودہ باتیں اپنے ثبوت میں لکھتا ہے کہ میں نے ہزارہا بیمار توجہ سے اچھے کئے ہیں۔ ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں اپنی لڑکی کو اچھا نہ کر سکا اور وہ مرگئی۔ اور اب تک اس کے فراق میں روتا ہے اور کیونکر اپنے اس مرید کی عورت کو اچھا نہ کر سکا جو بچہ جن کر مرگئی اور اس کی بیماری پر بلایا گیا مگر وہ گذر گئی۔

آپ اس ڈوئی کے مریدوں کی خام خیالیہ اور خوش اعتقادی پر حیرت میں رہ جاتے ہیں کہ کیونکر اس کی بے ہودہ باتوں اور تاویلوں سے ان کی تسکین ہو جاتی ہے اور وہ اس کے معتقد بنے رہتے ہیں۔ باوجود اس سخت ناکامی کے۔ اور آپ کہتے ہیں:

امریکہ کے سادہ لوحوں پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے۔

اب وہی بات ہم تم سے کہہ رہے ہیں۔ کاش تم خود اپنی بات یاد کرو اور اس کو سچ جانو اور آئندہ ڈوئی کی سی بے ہودہ باتیں اپنے ثبوت میں لکھنا چھوڑ دو۔ اور: سادہ لوحوں۔ کو ان کے امریکائی بھائیوں کی نظیر سے عبرت دلاؤ۔ کیونکہ دن ڈھل چکا اب غروب کا وقت ہے صبح کا بھولا اگر شام کو لوٹے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ خدا تمہارے فرزند کی موت کو تمہاری روحانی زندگی کا باعث بنائے اور اسی کو خوب معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے اور کیا ہونا چاہیے۔

(شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے جس مضمون کو سامنے رکھ کر عیسائی حضرات نے منقولہ بالا مضمون لکھا ہے، وہ درج ذیل ہے۔ بہا

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین آگاہ ہونگے کہ مرزا قادیانی نے ایک دفعہ مجھ کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا جس کے جواب میں میں نے لکھا تھا میں آپ سے مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں مگر یہ بتلاؤ کہ اس مباہلہ کا اثر کیا ہوگا؟

آپ کا دعوی ہے کہ میں جب دعا کروں میری دعا قبول ہوتی ہے مجھے خدا نے کہا ہے جدھر تیرا

منہ ادھر ہی میرا منہ ہے۔ پس آپ خدا سے دعا کر کے اس بات کا پتہ حاصل کریں اور مجھے بتلا دیں کہ اگر میں آپ کے ساتھ مقابلہ میں جھوٹے پر لعنت کروں یعنی مباہلہ کروں تو مجھ پر کیا اثر ہوگا۔

ایسا نہ ہو کہ مجھے کبھی زکام ہو جائے تو آپ جھٹ سے اسے اپنے مباہلہ کا اثر بنالیں اس لئے بغرض تصفیہ اس کی تعیین پہلے ہی سے ہو جائے تو بہتر ہے۔ اس معقول سوال کے جواب میں مرزا جی نے ایک گہری چال نکالی کہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا: مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ یہ اشتہار مع جواب ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث (امرتسر) میں درج ہے۔ اس میں مرزا جی نے میرے ساتھ فیصلہ کی دعا کی تھی کہ،

> خداوندا! ہم (مرزا قادیانی وثناء اللہ) میں سے جھوٹے کو سچے کی زندگی میں مار دے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔

ہر چند یہ خاکسار نہ الہامی ہے، نہ الہامی کا بیٹا، نہ الہامی کا باپ، مگر ایک سچے الہامی بلکہ الہامیوں کے سردار فداہ روحی کے الہام کا مبلغ ہوں، اس لئے غیرت خداوندی نے مرزا جی کی یہ دعا انہی پر ڈالی جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا جی کا ایک لڑکا جس کی ابھی چند روز ہوئے ۳۰۔ اگست (۱۹۰۷ء) کو شادی ہوئی تھی اور مرزا جی کا گھر ایک عشرت کدہ بنا تھا وہی لڑکا ۱۶ ستمبر کو فوت ہو کر مرزا جی کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے گیا (دیکھو اخبار الحکم ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء) کون نہیں جانتا کہ اولاد لخت جگر ہے جس کی موت سے گو والدین پر حقیقی موت نہ آئے لیکن موت کے برابر مصیبت تو ہوتی ہے۔ اسی لئے کسی اہل دل نے کہا ہے:

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو۔
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

اس مصیبت میں مرزا جی کے غم کا اندازہ خود ان کی تقریر مندرجہ الحکم ۲۴ ستمبر سے مترشح ہوتا ہے اگرچہ مرزا جی نے بڑی ہوشیاری سے اس غم کو دبانا چاہا ہے مگر آخر طبعی امر کسی طرح نہیں رک سکتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

> کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلاء کا زمانہ آیا ہے بلکہ ابتداء سے سب نبیوں پر آتا رہا۔ حضرت آدم کا بیٹا جب فوت ہوا تھا تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تھا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے (مرزائیو! مرزا جی کی اینٹ البحر کے سوا یہ روایت کہاں ہے۔ اڈیٹر) آخر بشریت ہوتی ہے غم کا پیدا ہونا ضرور ہے۔

ناظرین میں سے اکثر واقف کار اصحاب کو یاد ہوگا کہ جن دنوں مرزا جی نے عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی کی تھی اور وہ وقت پر نہ مرا تھا مگر اس کی مدت میں ایک یوروپین پادری مر گیا تھا تو مرزا جی

نے اس یورپئین پادری کے مرنے کو آتھم کے مرنے کے قائم مقام بنا لیا تھا (دیکھو انوار الاسلام مصنفہ مرزا قادیانی ص۲) حالانکہ وہ پادری آتھم کا نہ باپ تھا، نہ بیٹا، نہ کوئی اور رشتہ قریبی۔ بلکہ وہ یورپی تھا اور آتھم پنجابی۔ لیکن محض اتحاد مذہبی کے لحاظ سے مرزا جی نے اس کے مرنے سے اپنی پیش گوئی کو صادق کرنے کی کوشش کی تھی۔ تو کیا اب کوئی دانا اس سے انکار کرے گا کہ میرے مقابلہ پر گو مرزا جی کو ہنوز موت نہیں آئی لیکن بیٹے کے مرنے سے موت کے برابر مصیبت تو ضرور آئی ہے۔ جن لوگوں کو جوان اولاد خصوصاً ایسے بیٹے کے مرنے کا صدمہ کبھی پہنچا ہو جس کی شادی کو ہنوز ۱۶ روز ہی گذرے ہوں تو وہ ہمارے دعوی کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ مرزا جی کو گو موت نہ آئی ہو مگر موت کے برابر مصیبت تو ضرور ان پر آئی ہے۔

اس واقع کے ہولناک اور مرزا جی پر موت کے برابر مصیبت پڑنے کا ثبوت خود ان کے الہامات سے ملتا ہے جو مرزا جی اور ان کے مرید اس غم کو غلط کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں چنانچہ بدر کا خوش عقیدہ اڈیٹر لکھتا ہے:

> اس میں شک نہیں کہ بعض نادان دشمن اس پر خوشیاں منائیں گے لیکن ان کی خوشیاں منانا بھی مومنین کے واسطے ایک نشان ہے کیونکہ خدا تعالی نے آج سے پندرہ ماہ قبل اس امر کی خبر کردی تھی کہ اس لڑکے کے فوت ہونے پر دشمنوں کو خوشی سے اچھلنے کا موقعہ ملے گا مگر جس قدر وہ خوشی کریں اسی قدر اپنے ہاتھوں سے اس پیش گوئی کو پورا کریں گے اور اس بارہ میں چند سطور بطور شہادت اخبار بدر سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ ایک وہ الہام ہے جو مخالفوں کی خوشی کو ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ ہے۔ الہام الٰہی، دشمن کا بھی ایک وار نکلا تلك الايام نداولها بين الناس۔ (دیکھو بدر مورخہ ۳ مئی ۱۹۰۶ء)۔ یعنی کوئی ایسا امر رنجدہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت یا ہماری جماعت کے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا جس سے دشمن خوش ہو جائے گا اور وہ امر رنجدہ خدا کی طرف سے ہوگا یا دشمن کا اس میں کچھ دخل ہوگا۔ (بدر ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ عبارت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا جی پر اس واقعہ ہائلہ سے موت کے برابر مصیبت آئی ہے۔ ناظرین ذرا اس عبارت میں ان الفاظ کو بغور دیکھیں، یعنی، ایسا امر رنج دہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت صادر ہوگا جس سے دشمن خوش ہوگا۔ اس الہام کو مبارک احمد کی موت پر لگانا گویا تسلیم کرنا ہے کہ یہ واقع مرزا صاحب کے حق میں موت کے برابر مصیبت لایا ہے پس یہی ہمارا مطلب ہے۔ فالحمد للہ کہ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس بحث کے بعد ہم اس واقعہ ہائلہ کی مزید تحقیق کرنا چاہتے ہیں اور مرزا جی اور انکے دام افتادوں کی گہری چال کی تہ بتلاتے ہیں مرزا جی کی جوتیوں کا غلام (اڈیٹر اخبار بدر، مرزا جی کو جب کبھی خط لکھتا ہے تو اپنا نام اس طرح لکھا کرتا ہے، حضور کی جوتیوں کا غلام۔ تف ہے ایسی خوش آمد پر۔ پھر لطف یہ ہے کہ گاڑی میں جب مرزا صاحب کے ساتھ بیٹھتا ہے صدر کی جانب بیٹھا کرتا ہے گورداسپور میں ہم نے بچشم خود دیکھا ہے یا تو ان کو تمیز نہیں کہ صدر کی جانب گاڑی میں کون ہوتی ہے یا وہ مرزا صاحب کو صدر کے لائق نہیں جانتا۔ جو تیوں کا غلام کسی اور مطلب کیلئے بنتا ہوگا۔اڈیٹر) اور حکیم نورالدین کا مصنوعی بیٹا اڈیٹر بدر لکھتا ہے کہ:

انا لله و انا الیه را جعو ن خدا تعالی کی پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔

کیا ہی مبارک تھا وہ وجود جس کی پیدائش بھی خدا تعالی کا ایک عظیم الشان نشان تھا اور اس کی وفات بھی ایک شاندار نشان ہوا۔ مبارک احمد کی روح اسی لئے دنیا میں آئی تھی کہ اللہ تعالی کی ہستی اور اس کے رسول کی صداقت کے واسطے نشانات قائم کر کے جلد اپنے خدا کے ساتھ جا ملے۔ ا۔ سب سے اول نشان یہ تھا کہ مبارک احمد کی پیدائش سے کئی سال پہلے اس کے متعلق خدا تعالی کی وحی میں پیش گوئی کی گئی تھی کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا یہ پیش گوئی کتاب انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم ۱۸۹۷ء میں کی گئی تھی جس کے بعد تیسرے سال یعنی ۱۴جون ۱۸۹۹ء کو مبارک احمد پیدا ہوا تھا (اخبار بدر قادیان ۱۹ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۴)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ضمیمہ انجام آتھم پر جس الہام کا حوالہ دیا گیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں: خدا تین کو چار کرے گا۔ (ص ۱۵)۔ اس الہام کا نہ سر ہے نہ پیر۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ یہ الہام بقول مرزا جی ۱۸۸۶ء کا ہے مگر اپنی گولائی کی وجہ سے جدھر کو مرزا جی چاہیں چسپاں کر سکتے ہیں۔ اس طرفہ پر طرہ یہ ہے کہ جس وقت یہ الہام ہوا تھا اس وقت مرزا جی کے ہاں ایک لڑکا بھی نہ تھا چنانچہ مرزا جی خود ہی لکھتے ہیں کہ:

اس وقت ان تین لڑکوں کا جو، اب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا (حوالہ مذکور)

اب ایک زیرک آدمی کے لئے سوچنے کا موقع ہے کہ جس حال میں کوئی بچہ بھی نہیں تو اس وقت چوتھے بچے کی خوش خبری دینے کی کیا ضرورت ہوئی۔ اس قسم کے الہامات یا عبارات اس وقت بولا کرتے ہیں جہاں پہلے تین موجود ہوں تو کہا جاتا ہے کہ چار کرنے والا اور اگر چار ہوں تو کہا جاتا ہے کہ پانچ کرنے والا یا پانچواں آنے والا ہے۔ چنانچہ مرزا جی خود ہی اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھتے ہیں:

الحمد لله الذی و هب لی علی الکبر ار بعة من البنین وبشر نی بخا مس

فی حین من الا حیا ن (مواہب الرحمٰن ۔ص ۱۳۹)

یعنی خدا نے مجھے چار بیٹے دیئے ہیں اور پانچویں کی بشارت دی ہے کہ کسی نہ کسی وقت ملے گا۔

گو یہ الہام بھی آپ کا غلط ہو گیا تھا کہ اس الہام کے شائع ہونے سے بعد چند روز ہی میں مرزا کے حرم محترم میں لڑکی پیدا ہوئی تھی جس پر امرتسر کی انجمن نصرت السنہ کی طرف سے ایک اشتہار نکلا تھا کہ گو مرزا جی کے ہاں پیش گوئی کے مطابق لڑکا نہ ہوا بلکہ لڑکی ہوئی تاہم شکر ہے کہ راستہ تو صاف ہو گیا جس سے آئندہ کی امید بندھتی ہے۔

خیر سر دست ہمیں اس پیش گوئی کے متعلق بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ ہم نے یہ دکھانا ہے کہ مرزا جی کا الہام مذکور کسی طرح چوتھے بیٹے مبارک احمد کے حق میں نہیں ہے بلکہ یہ محض ان کا معمولی ہتھکنڈا ہے۔ ایک شخص کے گھر میں بیوی خاوند اور ایک لڑکی ہے وہ بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا تین کو چار کرنے والا ہے یعنی آئندہ مجھے بیٹا یا بیٹی ہوگی ایک شخص تین بھائی ہیں وہ بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا تین کو چار کرنے والا ہے یعنی آئندہ ہمارا چوتھا بھائی پیدا ہوگا۔ ایک پیر کے تین مرید ہیں، یا ایک گرو کے تین چیلے ہیں، یا ایک استاد کے تین شاگرد ہیں، یا ایک رئیس کے تین مکان ہیں، یا ایک رنڈی کے تین یار ہیں، یا ایک وکیل کے تین مقدمے ہیں، یا ایک شخص کی تین بیویاں ہیں، یا اے نواب کے تین ضلع ہیں، یا ایک بادشاہ کے ماتحت تین ملک ہیں ،غرض دنیا کے جتنے آدمی تین چیزوں کے مالک یا متصرف ہیں وہ سب کہہ سکتے ہیں کہ خدا تین کو چار کرنے والا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو مرزا کا الہام اپنی گولائی کی وجہ سے ان کے سب الہاموں پر فوقیت رکھتا ہے۔

اصل میں مرزا جی بھی دانا ہیں دام افتادوں کو وہ عقل سے خالی جانتے ہیں ان کو خوب معلوم ہے کہ جونہی میں نے کوئی بڑ ہانکی تو ان کی طرف سے صدا آئے گی آمنا وصدقنا فاکتبنامع الشاھدین مرزائیو! الیس فیکم رجل رشید ؟ کیا تمہارے علم وعقل کا مقتضا یہی ہے کہ ایسے راولی الہاموں پر مدار نبوت قرار دیتے ہو۔ مرزا جی کی جوتیوں کا غلام پھر لکھتا ہے:

> ایک دفعہ جب کہ مبارک احمد کی عمر کوئی دو سال کے قریب ہو گی اس کو سخت دورہ ام الصبیان ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود اس کے قریب کے مکان میں دعا میں مشغول تھے جب کہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا تب حضرت دعا کرتے ہوئے اس کے پاس آئے اور اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ طرف توجہ کی تو وہ دومنٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور وہ زندہ ہو گیا (حضرت عیسیٰ کے معجزات احیاء موتی بھی اسی قسم کے تھے) (ص ۴ ۔ اخبار بدر مذکور)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس کا ثبوت در بطن ہے کوئی صحیح حوالہ نہیں دیا کہ مخالف کو تحقیق کا موقع ملے بلکہ محض طفل تسلی ہے اگر ہو بھی تو کیا تعجب ہے ام الصبیان کی بیماری کا دورہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ بچہ مردہ سمجھا جاتا ہے مگر بعد دورہ کے وہ خود بخود اچھا ہو جاتا ہے اس قسم کے واقعات کو معجزہ عیسوی کے برابر کہنا بالکل اس کے مشابہ ہے کہ:

ایں کرامت ولی ما چہ عجب ۔ گربہ شاشید و گفت باراں شد

آگے چل کر جوتیوں کا غلام لکھتا ہے:

اگست گذشتہ میں مبارک احمد تپ شدید سے سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ کئی بار غشی تک نوبت پہنچ گئی تھی اور تپ ایک سو پانچ درجہ تک پہنچ گیا اور سر مارنے کی ایسی حالت تھی کہ سرسام کا خوف ہو کر نومیدی کی حالت ہو چکی تھی اسی حالت میں الہام ہوا کہ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔

یہ الہام اخبار بدر ۲۹۔ اگست میں قبل از وقت چھپ گیا تھا چنانچہ اسکے مطابق ۳۔ اگست ۱۹۰۷ء کو بخار بالکل ٹوٹ گیا اور مبارک احمد تندرست ہو کر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا اور پھر چند روز بخار رہ کر ۱۴ ستمبر کو ٹوٹ گیا اور لڑکا بالکل صحت یاب ہو گیا اور لڑکے نے خود کہا کہ میں بالکل تندرست ہوں اور کھیلنا شروع کیا۔

اس بیماری سے تو شفا ہوئی لیکن چونکہ خدا تعالی کا ایک پرانا فرمودہ پورا ہونا تھا اس واسطے ایک دوسرے مرض سے مبارک احمد پھر بیمار ہوا کیونکہ ضرور تھا کہ خدا کے منہ کی ساری باتیں پوری ہو جاتیں اور اس الہام کی تفصیل یہ ہے:

مبارک احمد کی پیدائش سے صرف ایک روز پہلے بذریعہ وحی الہی مسیح موعود کو جتلایا گیا کہ یہ لڑکا جلد فوت ہو کر خدا تعالی سے جا ملے گا۔ چنانچہ اس کی تشریح صاف الفاظ میں حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۰ میں کر دی تھی (بدر ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۴)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس تحریر کو محققانہ تدقیق سے دیکھیں تو عجیب ہی گورکھ دھندا معلوم ہوتا ہے۔.. اگست کو بخار ٹوٹا، بہت اچھا۔ ۳۱ ہی کو اس کا نکاح بھی کیا گیا۔ کیا کوئی دانا ایسا کرے گا یا اس کو باور کر سکتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ ۱۴ ستمبر کو بخار ٹوٹا اور ۱۶ کو مر گیا۔ ایک دن کا کل وقفہ ہوا۔ اس میں یہ بڑھا نکلتے ہیں کہ لڑکا بالکل صحت یاب اور تندرست ہو گیا۔ یہ ہو گیا وہ ہو گیا کیا ہی مزے کی بات ہے شاید ان الہامیوں کے ہاں ایک روز سال دو سال کی مدت کا ہوتا ہوگا (بے شک ہوتا ہے عبارت تریاق القلوب منقولہ آئندہ میں اس کا ثبوت ملے گا)

پھران اعتراضات؟ کا جواب تو شاید یہی ملے کہ ہم جو کہ الہامی ہیں بس ہم جو چاہیں کریں جو چاہیں کہیں۔ اس لئے ہم اصل پیش گوئی پر آتے ہیں،

کچھ شک نہیں کہ جوتیوں کے غلام نے تریاق القلوب سے جو عبارت نقل کی ہے وہ ٹھیک نقل ہے اگر چہ درست عبارت کا نقل کرنا مرزائی پارٹی کے خلاف معمول ہے مگر ناظرین بغور دیکھیں کہ اس عبارت میں مرزا جی نے کیا ہی دورنگی دکھائی ہے۔فرماتے ہیں یہ لڑکا نیک ہوگا یا جلد فوت ہو جائے گا۔ یہ دو رنگی ہمیشہ اس لطیفے کے مشابہ ہے جو کسی میراثی کا مشہور ہے کہ اس نے یہی دعوی کیا تھا کہ ہم (میاں بیوی) میں سے ایک تو ضرور ولی ہے۔لوگوں نے کہا اے احمق نانا کے نانا تجھے ولایت سے کیا کام اور کیا تعلق۔اس نے کہا صاحب ہوں تو میں بے شک (خدا) کا بیٹا مگر کیا بات ہے کہ میرے دعوے کا ثبوت مجھ سے نہیں لیا جاتا لوگوں نے کہا اچھا بتا تو سہی۔ اس نے کہا سنئے صاحب جب بادل اٹھتا ہے تو میں کہتا ہوں برسے گا ،میری بیوی کہتی ہے نہیں برسے گا۔ چنانچہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک کا کہنا ضرور سچا ہوتا ہے کبھی میں ولی کبھی میری صاحبہ ولی،غرض ولایت سے ہمارا گھر سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔سبحان اللہ یہی حال مرزا کے الہاموں کا ہے فرماتے ہیں، یا تو..(بخار ٹوٹ جائیگا؟) یا جلد مر جائیگا (کیوں نہ ہو آخر ولی ہیں)

خیر یہی سہی ہم آپ کی اس دورنگی سے بھی درگذر کرتے ہیں مگر آپ یہ تو بتلاویں کہ اس ،جلدی، کے لفظ سے کیا مطلب ہے۔عرف عام میں ،جلدی، کا یہ مطلب ہوتا ہے شیر خواری کے زمانہ میں مرے گا۔ یہ نہیں کہ نکاح کر کے شادی کے نقارے بجوا کر مرے گا اور مرزا جی کے عشرت کدہ کو ماتم کدہ بنائے گا۔

پس اگر مان لیا جائے کہ یہ الہام آپ کا اس بچے کے متعلق ہے تو بھی اس کا اتنی عمر کو پہنچ جانا کہ آپ نے اس کے نکاح کا بھی انتظام کر دیا بلکہ نکاح کر ہی دیا،اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ خود بھی اس کے متعلق جلدی مرنے والی شق کو لاگو نہیں سمجھتے تھے بلکہ پہلی شق میں صالح مرد ہونے کی تفسیر صحیح جانتے تھے۔پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کی تفسیر اور تفہیم کے خلاف مر گیا۔

اگر آپ یہ عذر کریں کہ الہام صحیح ہے مگر میرا فہم اور تفسیر صحیح نہ ہو تو الہام کی صحت پر اعتراض نہیں۔ملہم کا فہم الہام کے سمجھنے میں کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے الہام کو اپنے اصلی الفاظ میں دیکھنا چاہیے۔تو جناب آپ کے اس عذر سے مطلع بالکل صاف ہے غور سے سنئیے۔آپ کا پہلا الہام ،تین کو چار کرے گا۔،کیا کہہ رہا ہے۔کہاں اس میں ذکر ہے کہ چوتھا لڑکا ہوگا یا کہاں اس میں مذکور ہے کہ وہ پھر مر بھی جائے گا۔ صرف اتنے الفاظ ہیں۔خدا تین کو چار کرے گا۔محض ایک مہمل فقرہ ہے جس کا سر ہے نہ پیر۔

جب ہم آپ کی تفسیر اور تفہیم کو ہٹا کر آپ کے اس الہام کو دیکھتے ہیں تو صرف اتنے الفاظ ہیں

انی اسقط من اللہ و اصیب جو عربی محاورہ کے خلاف ہونے کے علاوہ محض ایک مہمل سا فقرہ ہے جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میں خدا کی طرف سے گرونگا اور اسکو پاؤنگا۔ کیونکہ عربی محاورہ ہے اصبت الضالة میں نے گم شدہ کو پالیا۔ گو یہ محاورہ خدا کی ذات کی نسبت نہیں بولا جاتا تاہم اصیب مضارع کا صیغہ اسی سے ہے ہے مصدر اس کا صابت ہے جس کے معنی پانے کے ہیں۔ قرآن شریف میں کئی ایک جگہ اس کا استعمال آیا ہے۔ ما اصاب من مصیبة۔ ان یصیبنا وغیرہ بتلایئے اس مہمل الہام کو اگر اصلی الفاظ میں لیں تو اس کے مہمل ہونے میں کچھ شک رہتا ہے۔ کیا ہی شستہ کلام ہے کہ میں اللہ کی طرف سے گرونگا اور اسکو پاؤنگا ۔سبحان اللہ اس دورنگی عربی کے کیا کہنے۔ ناظرین یہ ہے مرزا جی کی الہام بافی۔

اب ہم ناظرین کی ملالت طبع رفع کرنے کو مرزا کی بڑی لمبی چوڑی تقریر اس بچے کے متعلق نقل کرتے ہیں۔ جو اگرچہ لمبی ہے مگر ناظرین کی کامل تفریح اسکے دیکھنے پر موقوف ہے۔ مرزا تریاق القلوب میں لکھتے ہیں کہ:

> میرے چوتھے لڑکے کے متعلق ایک اور پیش گوئی کا نشان ہے جو انشاء اللہ ناظرین کے لئے موجب زیادت علم وایمان ویقین ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ الہام جس کو میں نے کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲، و۱۸۳، اور ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۵۸ میں لکھا ہے جس میں چوتھا لڑکا پیدا ہونے کے بارے میں پیش گوئی ہے جو جنوری ۱۸۹۷ء میں بذریعہ کتاب مذکور یعنی انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم کے لاکھوں انسانوں میں شائع کی گئی جس کو آج کی تاریخ تک جو ۲۰۔ اگست ۱۸۹۹ء ہے پونے تین برس سے کچھ زیادہ دن گذر گئے ہیں۔ اس تھوڑی سی مدت کو مخالفوں نے ایک زمانہ دراز خیال کر کے یہ نکتہ چینی شروع کر دی کہ وہ الہام کہاں گیا جو انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲، و۱۸۳، اور اس کے ضمیمہ کے صفحہ ۵۸ میں درج کر کے شائع کیا گیا تھا۔ اور لڑکا سب تک پیدا نہیں ہوا۔ اسلئے میرے دل میں دعا کی خواہش پیدا ہوئی۔ گو میں جانتا ہوں کہ نا منصف دشمن کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ اگر مثلاً کوئی لڑکا الہام کے بعد دو تین مہینے میں ہی پیدا ہو جائے تو یہ شور مچاتے ہیں کہ پیش گوئی کرنے والا علم طبابت میں دسترس کامل رکھتا ہے لہذا اس نے طبیبوں کی قرار دادہ علامتوں کے ذریعہ معلوم کر لیا ہوگا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا کیونکہ حمل کے دن تھے۔ اور اگر مثلاً پسر کے پیدا ہونے کی پیش گوئی تین چار برس پہلے اس کی پیدائش کے کی جائے تو پھر کہتے ہیں کہ اس دور دراز مدت تک خواہ نخواہ کوئی لڑکا ہونا ہی تھا۔ تھوڑی مدت کیوں نہیں رکھی۔ حالانکہ یہ خیال بھی سراسر جھوٹ ہے۔ لڑکا خدا کی عطا ہے اپنا دخل اور اختیار نہیں۔ اور اس جگہ ایک بادشاہ کو کوبھی دعوی نہیں پہنچتا کہ اتنی مدت تک ضرور لڑکا

ہی پیدا ہو جائے گا۔ بلکہ اس قدر بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت تک آپ ہی زندہ رہے گا اور یا یہ کہ بیوی زندہ رہے گی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان دنوں کی ہمیشہ کی وباؤں نے جو طاعون اور ہیضہ ہے لوگوں کی کمر ایسی توڑ دی ہے کہ کوئی ایک دن کے لئے بھی اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ علاوہ اس کے جو شخص تحدی کے طور پر ایسی پیش گوئی اپنے دعوی کی تائید میں شائع کرتا ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی غیرت کا ضرور یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ابداً ایسی مرادوں سے اس کو محروم رکھے کیونکہ اس کا ابتر اور بے فرزند مرنا اس سے بہتر ہے کہ لوگ اس کی ایسی مکاریوں سے دھوکہ کھائیں اور گمراہ ہوں اور یہی عادۃ اللہ ہے جس کو ہمارے اہل سنت علماء نے بھی اپنے عقیدہ میں داخل کر لیا ہے۔ الغرض میں نے بار بار کی نکتہ چینیوں کو سن کر کہ چوتھا لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہو گئی ہے جناب الٰہی میں تضرع کے ہاتھ اٹھائے اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری دعا اور میری متواتر توجہ کی وجہ سے ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا: ا صبر ملیّا سأهب لك غلاماً ذكيّاً

یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کرونگا اور یہ پنج شنبہ کا دن تھا اور ذی الحج ۱۳۱۶ھ کی دوسری تاریخ تھی جب کہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ ر ب ا صحّ زو جتی هذه

(بچہ پیدا ہونیکے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہو گئی چنانچہ اب تک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہو گئی ہے۔ مرزا قادیانی)۔

یعنی اے میرے خدا میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا، اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اس الہام کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے بہت سے خط لکھ کر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکوری تاریخ کو جو ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا، پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا انّی اسقط من الله و ا صيبه

یعنی اب میرا وقت آ گیا اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گرونگا، اور پھر اسی کی طرف جاؤنگا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء

میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ:

مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔

یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔

اور پھر بعد اسکے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا (ناشر قادیانی خزائن نے لکھا ہے: یہاں سہواً اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر، لکھا گیا۔ درست اسی کتاب کے ص ۲۲۱ پر یوں لکھا ہے: پسر چہارم کی پیش گوئی کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چہار شنبہ پورا کر دیا۔ ناشر۔ یہ کیا درستی ہوئی، دوسرے مہینے والی بات تو وہیں کی وہیں ہے۔ نیز مرزا صاحب چوتھا مہینہ تو اس لئے بتا رہے ہیں کہ بیٹا چوتھا کہ فلاں چیز بھی چوتھے روز ہوئے فلاں کام کام بھی چوتھے گھنٹے میں ہوا۔ وغیرہ، بہا) یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا اور پیش گوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چارشنبہ چوتھے گھنٹے میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔ (تریاق القلوب۔ص ۴۰۔۴۲)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

عبارت مذکورہ اگرچہ ایسی لذیذ ہے کہ بغیر تشریح کے بھی لطف دے سکتی ہے تاہم ہم نے جو اس میں لطف پایا ہے ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو بھی اس میں شریک کریں۔ غور سے سنیئے:

لکھتے ہیں اس بچے نے اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ لیا۔ اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ماہ صفر، کیا خوب! محرم سے تو سنہ ہجری شروع ہوتا ہے جس کے لحاظ سے صفر دوسرا مہینہ ہے مگر مرزا جی کی قادیان میں شاید ذی قعد سے سنہ شروع ہوتا ہوگا جس کے حساب سے صفر چوتھا مہینہ ہوتا ہے۔

پھر لکھتے ہیں ہفتہ کے دنوں میں چوتھا دن لیا یعنی چہارشنبہ۔ معلوم نہیں ہفتہ کس روز سے آپ نے شمار کیا ہے مسلمانی ہفتہ تو شنبہ (سنیچر) سے شروع ہوتا ہے جس کے حساب سے چہارشنبہ پانچواں روز ہے اور سرکاری ہفتہ پیر کے روز سے شروع ہوتا ہے جس کے حساب سے چہارشنبہ تیسرا روز۔ پھر نہیں معلوم ہفتہ کا

چوتھا روز چہار شنبہ کیسے ہو گیا۔ یہ بھی لکھتے اس بچے نے پیٹ میں دو دفعہ باتیں کیں مگر اس پہلے لکھ آئے ہیں کہ مجھ میں اس کی روح بولی پھر جب اس کی روح مرزا صاحب میں بولی اور وہی بولنا ان کا پیٹ میں بولنا شمار کیا گیا تو کیا یہ نتیجہ ثابت نہ ہوا کہ وہ لڑکا مرزا صاحب کے پیٹ سے نکلا ہو گا۔ بے شک نکلا ہو گا کیونکہ کشتی نوح کے صفحہ ۲۷ پر مرزا نے اپنا نام مریم بتا کر اپنے حاملہ ہونے کا ذکر بھی کیا ہے کیا عجب کہ اس حمل کا یہی بچہ پیدا ہوا ہو۔

لطف یہ ہے کہ بچہ ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا مگر مرزا صاحب کے اندر اس کی روح نے یکم جنوری ۱۸۹۷ء ہی کو بولنا شروع کر دیا گویا دنیا میں قدم رکھنے سے اڑھائی سال پیشتر اس نے انڈے کے اندر بلکہ اس سے بھی پہلے اذان دینا شروع کر دیا۔ سبحان اللہ جل جلالہ دیکھو جی ایسے صاف اور صریح معجزات دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہیں لاتے کیسے بدنصیب ہیں: پڑیں پتھر سمجھ ایسی پر وہ سمجھے تو کیا سمجھے

مرزائیو! ہم مانتے ہیں کہ تمہارا مسیح اور کرشن لوہا ڈبونے اور بھس تیرانے میں کمال رکھتا ہے:

ہر کہ شک آرد کافر گردد

سب سے زیادہ مزے کی بات ہے کہ مرزا جی خود پہلے ہی اپنے الہام کی تفسیر بلکہ ترجمہ بھی غلط کرتے ہیں اصل الفاظ الہام کے یہ ہیں: انی اسقط من اللہ و اصیب۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف سے گرونگا اور اسکو پاؤنگا۔

مگر مرزا جی نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ پھر اسی کی طرف جاؤنگا، حالانکہ یہ ترجمہ ان الفاظ کا نہیں بلکہ مرزا جی کا من گھڑت ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہاں یاد آیا کہ مرزا صاحب کو مطلب بگاڑنے میں ایسی مہارت ہے کہ اپنے الہام کو تو بگاڑتے ہی تھے اس معصوم بچے کے کلام کو بھی بگاڑ دیا جس نے مرزا جی کے اندر اذان دیتے ہوئے کہا تھا کہ، مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔، اس کی تفسیر آپ خیریت سے کرتے ہیں کہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ واہ واہ کیا کہنے ہیں ایک دن سے مراد دو برس کیوں نہ ہو الہامیوں کے دن بھی الہامی ہیں مگر لطف یہ ہے کہ ان بھائیوں میں دو سال نہیں بلکہ چار سال کی میعاد ہے کیونکہ تیسرے لڑکی کی پیدائش مرزا جی ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء لکھتے ہیں دیکھو صفحہ ۴۰ تریاق القلوب۔ ۹۵ سے ۹۹ تک چار سال کی میعاد ہے۔ پھر بھی مرزا صاحب کا حساب ٹھیک ہوا اور اگر اس کی آواز دینے سے میعاد کی ابتداء سمجھی جائے تو بھی دو سال ساڑھے چار ماہ ہوتے ہیں غرض کسی طرح بناؤ مرزا جی کا الہام ملا دو پیازہ کی میت کی طرح بنتا ہے جس کی ٹانگیں اونچی کرنے سے

سر نیچے اور سر نیچے کرنے سے پاؤں اوپر جائیں گے۔ غرض مرزا کا الہام کیا ہے خاصہ اس شعر کا مصداق ہے:

لطف پر لطف ہے املاء میں مرے یار کے یار
حاء حطی سے گدح لکھتا ہے ہوز سے ہمار

مرزا ئیو! ہم جانتے ہیں اور سنتے ہیں کہ تم لوگ اہل حدیث کے مواخذات سے کھسیانے ہوتے ہو مگر یاد رکھو تمہارا کھسیانے ہونا کافی جواب نہیں جب تک کہ اہل حدیث کے پیش کردہ حوالہ جات اور واقعات کی صحیح واقعات سے تکذیب نہ کرو۔ اہل حدیث میں یہی ایک عیب ہے کہ جو مضمون لکھتا ہے حوالجات اور صحیح صحیح واقعات سے لکھتا ہے سچ ہے

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفا دار ہوں میں
ان میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہیں خودکام بھی ہیں

یہاں تک مضمون تیار ہونے کے بعد اخبار بدر اور الحکم پہنچے دونوں میں ایک تازہ الہام دیکھنے میں آیا جس سے ہمارے دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ مرزا پر ہمارے مباہلہ کا اثر کامل ہوا چنانچہ بدر مورخہ ۳۔ اکتوبر اور الحکم مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء میں یہ انگریزی الہام درج ہے: لائف آف پین۔

جس کا ترجمہ بدر میں کیا گیا ہے۔ تلخ زندگی۔

یعنی مرزا صاحب پر آج کل نہایت تلخ زندگی گذر رہی ہے۔ یہ الہام آپ کا ۳۰ ستمبر کا ہے اور بیٹے کی وفات ۱۶ ستمبر کی ہے یعنی مبارک احمد کے انتقال کے بعد مرزا صاحب کی زندگی تلخ ہو رہی ہے اور یہی مباہلہ کا اثر ہے۔ فالحمد للہ ۔(اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء ۔ ۳ رمضان ۱۳۲۵ھ ص ۱۔۶)

شہاب ثاقب
اور قادیانی اپریل فول

مصنفہ: سلطان القلم جناب اکبر مسیح

یہ مضمون پہلے رسالہ تجلی لاہور میں چھپا

پھر مناسب ترمیم و تنسیخ کے بعد آغا شہباز خان نے شہر سیالکوٹ سے شائع کیا۔ ۱۹۲۸ء

شہاب ثاقب اور قادیانی اپریل فول

اندھیری رات میں آسمان بادل اور گرد و غبار سے پاک ہوتا ہے تو اکثر تارے ٹوٹتے دکھائی دیتے ہیں یہ ایک بہت ہی معمولیہ نظارہ ہے اور ہر موسم کا۔ مگر اکتوبر کے آخر اور نومبر کے شروع میں تارے بڑی کثرت سے ٹوٹتے ہیں۔ جب چاہو آدھی رات کے وقت آسمان کی کسی سمت نظر دوڑاؤ اور تاروں کا ٹوٹنا دیکھ لو۔ کسی کسی موسم میں گھنٹے کے درمیان ۱۲۔۱۴ تک نوبت آتی ہے جو اپنی آب و تاب اور مقدار میں مختلف ہوتے ہیں یہ تارے دن رات ٹوٹتے رہتے ہیں مگر دن کے تارے سورج کی جوت میں دکھائی نہیں دیتے تاوقتیکہ بہت نورانی نہ ہوں اور رات کو بھی کم روشنی والے چھوٹے چھوٹے تاروں کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں جاتی مگر دن ہو یا رات جب کوئی بہت بڑا تارا غیر معمولی روشنی کا زمین کے قریب ٹوٹتا ہے جس کا چمکارا لوگوں کی آنکھوں کو دفعتہً آسمان کی طرف اٹھوا دیتا ہے تو یہ تماشا یک بارگی ہزاروں لاکھوں کے دیکھنے میں آتا ہے۔

جب ایسے روشن تارے ٹوٹتے ہیں تو کوئی کہتا ہے کہ کسی بڑے شخص کی روح شکم مادر میں آئی ہے کوئی کہتا ہے کہ کوئی بڑا شخص مرا جس کی روح آسمان کو گئی۔ قرآن شریف میں ان شہادتوں کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔

ہم نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے ان کو زینت بخشی اور بچا رکھا اسے ہر شیطان رجیم سے مگر جو چوری سے سن بھاگا سو اس کے پیچھے لگا انگارا چمکتا (حجر ع ۲)۔

و لقد جعلنا فی السماء بروجاً و زینا ھا للنا ظرین ۔ و حفظنا ھا من کل شیطا ن ر جیم ۔ الا من استرق السمع فا تبعه شھا ب مبین (الحجر ۱۶۔۱۸)

اوپر والی مجلس تک (شیاطین) نہیں سن پاتے ان کو ہر طرف سے (انگارے) مارے جاتے ہیں بھگانے کو اور ان کے لئے ابدی عذاب ہے مگر جو کوئی جھپک کے اچک لایا (خبر) اس کے پیچھے دہکتا انگارا لگتا ہے (صافات ۔ ع ۱)۔

انّا زیّنّا السّماء الدّ نیا بز ینة الکوا کب ۔ و حفظاً من کل شیطا ن مارد ۔ لا

یسمعو ن الی الملأ ا لاعلی و یقذفو ن من کل جا نب۔ د حو را و لهم عذا ب واصب ، الا من خطف الخطفة فا تبعه شها ب ثا قب ، (الصا فا ت : ٦۔١٠)

جنات کہتے ہیں: ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت چوکیداروں اور شہابوں سے بھرا پایا اور ہم پہلے آسمان کے ٹھکانوں میں بات سننے کو بیٹھ جاتے تھے پھر اب جو کوئی سننا چاہے تو اپنے لئے آگ کا انگارا گھات میں پاتا ہے (سورہ جن۔ ع ا)

و انّا لمسنا السّماء فو جد نا ها ملئت حر ساً شد یداً و شهبا ۔ و انّا کنّا نقعد منها مقاعد للسّمع فمن یستمع ا لآن یجد له شها با ر صدا(الجن : ۸۔۹)

مسلمانوں کو اس کے معنی معلوم ہیں

دراصل شہاب کے معنی ہیں انگارا اور ان تاروں کو شہاب اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ انگارے کی طرح دہکتے اور چمکتے ہیں عموماً یہ شہاب رات کے وقت بہت اونچے کرہ ہوا میں نظر آتے ہیں اور وہیں غائب ہو جاتے ہیں زمینیوں کو ان کا پتہ نہیں لگتا مگر بعض اوقات جب یہ آتشیں پتھروں کی شکل میں زمین کے اوپر گرتے ہیں اور لوگوں کے ہاتھ لگتے ہیں تو ان کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے۔

وہ پتھر جن کو ہندوستان میں مہا دیو کا لنگ کہتے ہیں اور ہندوؤں کی پرستش کی چیز ہے وہ اپنی اصل میں یہی آسمانی پتھر ہیں جو وقتاً فوقتاً زمین پر آ گرے ان آسمانی پتھروں کی قدر اور عظمت ہر بت پرست قوم نے کی ہے۔ شہر افسس میں ایک مشہور مندر تھا ڈائنا دیوی کا۔ اس میں ایک مورت تھی جس کی نسبت روایت ہے کہ وہ آسمان سے گری تھی اس کا تذکرہ کتاب اعمال میں آیا ہے۔ جگن ناتھ جی کے مندر میں جو ایک کالا پتھر پجتا ہے اس کی نسبت بھی یہی کہا جاتا ہے کہ آسمان سے نازل ہوا تھا مکہ معظّمہ میں جو پتھر ہے حجر اسود اس کا شمار بھی انہیں آسمانی پتھروں میں ہے جن کو عرب زمانہ جاہلیت میں پوجتے تھے اور جس کی نسبت حاجی برٹن صاحب اپنے سفر نامہ میں بحوالہ ولفورڈ صاحب لکھتے ہیں کہ ہندو اس کو موکش ایشور مہا دیو سمجھتے تھے جس کی پرستش اسلام نے بند کرا دی اور اب بجائے سجدہ گاہ وہ صرف بوسہ گاہ ہو گیا ہے لیکن یہی پتھر جب خدا پرستوں کے ہاتھ لگے تو انہوں نے ان سے اور قسم کے کام لئے چنانچہ ١٦٣٠ء میں شہر جالندھر ملک پنجاب میں ایک پتھر گرا تھا جس کی کے بات خود بادشاہ جہانگیر نے

اپنے قلم سے لکھی ہے انہوں نے اس پتھر کے لوہے سے ایک تلوار بنوائی تھی

متفرق شہاب گرتے ہوئے جن کا پتہ زمین پر کچھ نہیں ملتا۔ ہر ایک نے دیکھے ہوں گے مگر کبھی کبھی شہابوں کی بارش ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شمالی امریکہ میں ۱۸۳۳ء نومبر ۱۲۔۱۳ کی رات ۸۔۹ گھنٹے لگاتار اس کثرت سے تارے ٹوٹے کہ ان کی تعداد کا تخمینہ ڈھائی لاکھ بتایا جاتا ہے اور ان میں سے بعض بعض روشنی اور مقدار میں چاند کے برابر معلوم پڑتے تھے۔

لیکن آتشی پتھروں کا گرنا خاص کر دن کے وقت اور بجلی کی طرح چمکنا ایک عجیب وغریب نظارہ ہے جو نوعیت میں تو شہابوں سے جدا نہیں مگر نادر ہونے کی وجہ سے عوام الناس کو حیرت میں ڈال دیتا ہے جن لوگوں نے خاص طور سے اس کرشمہ قدرت کی حقیقت دریافت کی ان کا بیان ہے کہ آسمان سے پتھر گرتے وقت جو کیفیات دیکھنے میں آتی ہیں وہ ہمیشہ قریب قریب یکساں ہوتی ہیں آگ کا گولہ بہت چمکدار آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف گیند کی طرح دوڑتا نظر پڑتا ہے اگر یہ دن کے وقت نمودار ہو تو سو میل تک اس کی چمکار جاتی ہے اور اگر رات کے وقت تو اس کی روشنی سے ساری فضا دمک اٹھتی ہے جیسے بان چھوئے سرعت کے ساتھ آسمان سے نکل جاتا ہے اور آناً فاناً کل مسافت طے کر کے دفعتاً غائب ہو جاتا ہے۔ کبھی تو پھوٹتے ہی معلوم پڑتا ہے کبھی نہیں پھر اس کے بعد زور شور کی گڑگڑاہٹ اس تمام خطہ میں سنائی پڑتی ہے جہاں شہاب غائب ہوتے دکھائی دیں اور پھر کبھی کوئی اکیلا پتھر گرا ہوا ملتا ہے کبھی کئی کئی اور بعض اوقات گرے ہوئے پتھروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے۔

پرانی تاریخ میں ایسے بہت حیرت ناک واقعات درج ہیں۔ یوی رومی مورخ نے لکھا ہے کہ ۶۵۴ قبل مسیح میں ملک اطالیہ کے کوہ الین ؟ پر آسمان سے پتھر گرے تھے۔ پلوطارک یونانی بھی ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے کہ دردانیال کے اوپر شہر اگسپو نامی ایک بہت بڑا پتھر ۴۶۷ قبل مسیح میں آسمان سے گرا جو ۷۹ء تک وہاں موجود رہا جس کو پلینی نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور اس کی نسبت لکھا کہ جسامت میں وہ ایک گاڑی کے برابر تھا اور اس کا رنگ ایسا تھا جیسے کسی جھلسی ہوئی چیز کا۔ اسی طرح ۹۳۱ء

میں شہر نرفیٰ واقعہ اطالیہ میں ایک چٹان وہاں کے دریا میں گری تھی۔ ملک جرمنی صوبہ السس کے گاؤں میں بھی ۱۳۹۲ء میں ایک بھاری پتھر گرا تھا جو سوا تین من وزنی تھا جزائر برطانیہ میں ۱۶۲۰ء سے آسمان سے پتھر گرنے کے سولہ واقعات پایہ ثبوت کو پہنچ چکے ہیں جن میں ایک پتھر خاص شہر لندن میں گرا تھا۔

گذشتہ زمانہ کے ایسے واقعات کا لوگ اعتبار کم کیا کرتے ہیں اکثر ان کو افسانہ سمجھتے رہے لیکن جب ۲۶۔ اپریل ۱۸۰۳ء کو ملک فرانس صوبہ نارمنڈی کے شہر لیگل میں سات میل کے طول وعرض پر آسمان سے اس کثرت کے ساتھ پتھر گرے اور اس واقعہ کی تحقیق حکیم وقت بائٹ نے موقع پر جاکر خود کی اور سرکاری طور سے رپورٹ لکھی تو گذشتہ واقعات پر بھی لوگوں کو وثوق ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ کوئی تین ہزار پتھر آسمان سے گرے ہوئے زمین پر چنے گئے جن میں سب سے بڑا ٹکڑا پونے دو پسیری وزن کے قریب تھا پھر ۹ جون ۱۸۶۶ء کو ایک مقام نیاہنہیا میں اسی طرح پتھر برسے اور اسی کثرت سے جمع کئے گئے اس کے دو برس بعد پھر پولینڈ کے مقام پلٹسک میں اس سے بھی زیادہ کثرت سے پتھر گرے۔ پھر ۱۰ مئی ۱۸۷۹ء کو امریکہ کے صوبہ اتٹ میں اسی رعداد کے پتھر گرے۔

گذشتہ ۵ سال کے مشاہدہ سے یہ امر دریافت ہوا ہے کہ بڑے بڑے شہاب جن کے پتھر عجائب خانوں میں جمع کئے گئے سات آٹھ ہر سال گرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے شہابوں کی تعداد جن کے پتھروں کا پتہ نہیں لگتا بہت ہی بڑی ہے۔ ڈابری صاحب جو اس فن کے استاد ہیں ان کے اندازہ کے مطابق ساری دنیا میں چھوٹے بڑے شہابوں کی جن میں زمین پر پتھر گرتے ہیں سالانہ اوسط چھ سات سو تک ہے جب یہ پتھر گر چکتے ہیں تو ان کے پیچھے ایک بادل سا چھوٹ جاتا ہے یا دم سی رہ جاتی ہے جو کبھی صرف چند ساعت اور کبھی ایک ایک گھنٹہ نمودار رہتی ہے اگر گرا ہوا پتھر فوراً دیکھا جائے تو ایسا گرم ہوتا ہے کہ ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا لیکن کبھی ایسا بھی ہوا کہ پتھر انتہا درجہ سرد تھا اکثر اوقات کئی کئی فٹ زمین کے اندر دھنسا ہوا پتھر ملا اور کبھی زمین پر گرتے ہی پاش پاش ہوگیا۔

یہاں صرف ایک واقعہ کی تفصیل کر دینا کافی ہوگا۔ ۲ دسمبر ۱۸۷۶ء کو شام

کے وقت امریکہ کانسس اسٹیٹ میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک چکدار آگ کا گولہ آسمان کے مغربی حصہ میں جہاں اس وقت چاند نمودار ہوا تھا برآمد ہوا اس کی چال کے ساتھ ہی اس کی روشنی بڑھنے لگی اور جو لوگ مکان کے اندر تھے چمکار دیکھ کر نکل پڑے اسٹیٹ کے شمالی حصہ کے باشندوں کو یہ شہاب آسمان کے جنوبی حصہ میں مشرق کی طرف دوڑتے نظر پڑا مگر جو لوگ جنوب کی طرف تھے ان کو آسمان کے شمالی حصۃ میں دکھلائی دیا اسی طرح یہ شہاب ۱۱ مختلف اسٹیٹو ں میں نظر پڑا اور یہ کیفیت ایک منٹ تک رہی پھر چار پانچ منٹ بعد بھی راستہ میں جس سے ہو کر شہاب گذرا تھا بم کے سے گولے پھوٹتے سنائی دیئے جن کی آواز ایسی تھی جیسے توپ چلے یا بادل گرجے یا پتھریلی سڑک پر خالی گاڑیاں دوڑیں ۔ گرج اس شدت کی تھی کہ جانور اور آدمی دہ، گئے دریائے میسپی کے مشرق شہاب کی راہ میں ۶۰ میل کے اردگرد یہ آوازیں ہوئیں بلکہ مقام بلومنگٹن میں بھی جو یہاں سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر ہے ایسی آوازیں سنائی دیں جن کو لوگ اسی شہاب سے منسوب کرتے ہیں ۔ صوبہ اِنی نوائز کے وسط میں جا کر یہ شہاب پھوٹا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چالیس میل لمبان اور پانچ میل چوڑان میں پر طرف بانوں کی طرح بکھر گیا اور جگہ جگہ گڑ گڑاہٹ اور گرج کی آوازیں سناء دیں جس سے لوگوں کو بھونچال کا گمان ہوا اس شہاب کے متعلق یہ تحقیق پایا ہے کہ جب آسمان میں یہ ساٹھ یا سو میل زمین سے بلندی پر آیا تو نمودار ہوا اور تیس چالیس میل کی بلندی پر آ کر پھٹا ۔

یہ کچھ تو ہم نے دنیا کے شہابوں کے متعلق ایک عام تذکرہ لکھا مگر خاص ہندوستان میں بھی ایسے پتھر گر چکے ہیں جن کا حال دلچسپی سے خالی نہیں مگر موجب طوالت ہے ۔ اخبار ایمپائر سے ایک مضمون انڈین ڈیلی ٹیلی گراف ۔ ۳۱ مئی ۱۹۰۷ء میں نقل ہوا اس میں لکھا ہے کہ فرمور صاحب جنہوں نے اس بات میں خاص تحقیقات کی لکھتے ہیں کہ گذشتہ سو برس کے عرصہ میں ہندوستان میں ۷۱ پتھر آسمان سے گرے جن کی اوسط ہر ۳ برس میں ۲ ہوتی ہے اس میں لکھا ہے کہ ۱۸۷۸ء میں بستی سے ۱۴ میل کے فاصلے پر بعد دوپہر بجلی اور گرج کے ساتھ پتھر آسمان سے گرا جس وقت پانی بھی برس رہا تھا ایک مہوے کے درخت کے قریب کچھ آدمی کھیت نراتے تھے ایک مرد اور

ایک عورت جھلس کر مر گئے زمین شق ہوگئی تھی اور پانچ فٹ گہری زمین کھودنے سے پتھر نکالا گیا۔

ملک بنگال شہر مظفر پور سے ۳۰ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے وہاں بھی اماوس کے روز ۲ دسمبر ۱۸۸۰ء کو چار بجے دن کے وقت پہلے توپ کی سی آواز ہوئی اور دھوئیں کے بادلوں کی معمولی کیفیت دیکھی گئی پھر ایک پتھر زمین پر گرا جو اس وقت سفید رنگ کا اور بہت گرم تھا پھر جب دھویا گیا سیاہ ہوگیا برہمنوں نے اس کو ایک مندر میں رکھ کر پجوایا اور اس کا نام اب: ادھ بت ناتھ، رکھا گیا۔ (حجر اسود کی بابت بھی یہی روایت ہے کہ وہ پہلے سفید تھا اب سیاہ ہوگیا ہے)

اسی طرح ۲۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو مقام کرخ میں ایک پتھر گرا تھا دن دوپہر اس واقعہ کو قلات کے پولیٹکل ایجنٹ نے اپنے روزنامچہ میں قلم بند کیا ہے ان کا ہندوستانی نائب درہ مولا کے قریب ایک بجے دن کے وقت گذر رہا تھا کہ پا کے پہاڑوں میں سے پہلے توپ چھوٹنے کی آواز آئی اس کے بعد پھر وہی آواز آئی پھر بادلوں کا گرجنا سنائی دیا حالانکہ آسمان پر بادل کا نام نہ تھا یہ آوازیں تمام درہ مولا میں نولنگ تک سنائی پڑیں اور پھر ایک ستارہ گیند کی طرح دوڑتا نظر پڑا۔ دوپہر کا وقت تھا اور ابھی گرج کی آواز گونج ہی رہی تھی کہ وہ سلگتا ہوا گیند بجھ گیا اور اس کے پیچھے دھوئیں کے بادل رہ گئے جو بڑی لمبی دم کی طرح معلوم پڑتے تھے اور کرخ کے قریب پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر گرتے ہوئے بھی سنائی دیئے۔ اسی روز مکارہ کے پہاڑوں پر بھی ایک چپٹی چٹان کے اوپر ایک پتھر گرا جس سے چٹان ٹوٹ گئی اور پتھر بھی چار ٹکڑے ہوگیا

ایک اور واقعہ وہ ہے جو مئی ۱۹۰۷ء میں ضلع غازی پور میں ہوا جس کا تذکرہ اخبار انگلش مین اور پایونیر سے انڈین ڈیلی ٹیلی گراف بابت ۱۸ مئی ۱۹۰۷ء میں درج ہے۔ جمعرات کے روز ۹ مئی کو ڈیڑھ بجے دن کے وقت جب آسمان بادلوں سے صاف تھا گرج اور گڑ گڑاہٹ سنائی دی پھر تین مرتبہ توپ سی چھوٹی لوگ سمجھے کہ بھونچال آیا۔ پھر آسمان سے آگ کی طرح لال لال گولے گرے ان میں ایک زمین کے اندر دھنس گیا جس کے ٹکڑے کھود کر نکالے گئے ایک کا وزن ۷ سیر ہے اور سارا پتھر شاید ایک من سے زیادہ وزنی تھا یہ پتھر ایک ایک میل کے فاصلے پر ایک ہی سیدھ میں

گرے اور آواز تو میلوں تک سنائی دی۔

یہ حالات سننے کے بعد یقین ہو جاتا ہے کہ تاروں کا ٹوٹنا شہابوں کا گرنا اور آتشین پتھروں کا آسمان سے زمین پر ٹپکنا واقف کاروں کے لئے زلزلہ آنے یا آتش فشان پھوٹنے یا دمدار تاروں کے نکلنے سے زیادہ حیرت ناک یا ہولناک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقررہ نظاموں میں یہ بھی ہیں۔ لوگوں کو حیرت صرف اس لئے ہوا کرتی ہے کہ یہ گرہنوں کی طرح اوقات معلومہ میں ہر سال اور ہر ملک میں ظاہر نہیں ہوتے بلکہ مدتوں میں اور دنیا کے کسی حصہ میں جن کو دیکھنے کے لوگ معمولاً عادی نہیں مگر ہم نے سنا ہے کہ مارچ کے آخر پنجاب میں جو دن کے وقت کوئی شہاب دکھلائی دیا جو گذشتہ زمانہ کے شہابوں اور آتشیں پتھروں کے مقابل کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا اس کو دیکھ کر بعض نادان دیہاتی خصوصاً قادیان کے: ایمان دار، سہم گئے۔ گویا ان کے نزدیک یہ نظارہ ایسا بے نظیر تھا جس کی مثل دنیا نے کبھی نہیں دیکھا۔ انہیں کا وکیل ہو کر اڈیٹر ریویو آف ریلی جنز قادیان لکھتا ہے:

ایسے ایسے عجیب حالات اس کے بیان کئے گئے ہیں جو کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا کہ پہلے بھی اس کی آنکھوں نے کبھی دیکھے ہوں،،

اور سوال کرتے ہیں:

ایسے شہاب گرنے کی کوئی پہلے بھی نظیر موجود ہے؟

ہمارا یہ مضمون انہیں گھبرائے ہوئے سوالوں کا جواب ہے

یہ سوال تو جہالت پر مبنی تھا مگر مرزائی اپنی قوم کے نادانوں کو (جن کی کوئی کمی نہیں) ایک فریب دینا چاہتے ہیں چنانچہ قادیانی ریویو دعوی کرتا ہے کہ اس کے پیر نے ...قبل از وقت، یہ بتا دیا تھا کہ، اکتیس مارچ کو ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام لوگوں کو حیرت میں ڈال دے گا اور ہولناک ہوگا۔، اور لوگوں کو باور کراتا ہے کہ وہ نشان یہی شہاب کا گرنا تھا۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

بیچارہ اڈیٹر ریویو بھی معذور ہے۔ ہزاروں دفعہ اس کا پیر ایسی پیش گوئیاں کر چکا ہے جیسی اپنی زوجہ آسمانی کے متعلق، اور وہ سب جھوٹی نکلتی آئی ہیں جن کے باعث اس کو آواز خلق نقارہ خدا نے کذاب کا شرم ناک نام دے دیا جس میں اس کو لاشریک

لہ کا رتبہ حاصل ہے اس لئے وہ اس فکر میں لگا ہے کہ کسی طرح مرنے سے پیشتر اس کی بگڑی ہوئی آبرو بن جائے۔ اس کی اس کوشش پر ہم کو ترس آتا ہے کیونکہ اس کو خوب معلوم ہے کہ بخاری شریف میں ابن صیاد کے تذکرہ میں وارد ہوا ہے کہ

نبی ﷺ حضرت عمر کے ساتھ ابن صیاد کے پاس آئے۔ اس سے پوچھا ما ذا تری تجھ کو کیا دکھائی دیتا ہے یعنی تو کس طرح غیب گوئی کیا کرتا ہے۔ اس نے جواب میں ایک سچی بات کہی قال ابن صیاد یا تینی صادق و کاذب۔ میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی۔

یعنی میرا مخبر کبھی سچ کہہ جاتا ہے اور کبھی جھوٹ یعنی کبھی میری بات ٹھیک اترتی ہے اور کبھی باطل ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب آپ نے دیا خلط علیك الا مر تجھ پر بات مخلوط ہوگئی کیونکہ سچا وہ ہے جو ہمیشہ سچ بولے اور جو کبھی جھوٹ بھی بول جائے وہ سچا نہیں اس کو جھوٹا کہتے ہیں۔..

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں
ز غلط بر ہدف زند تیرے

اب ہم دیکھتے ہیں کیا دراصل اس شہاب کے گرنے کی کوئی پیش گوئی مرزا نے کی تھی۔ ہم اس بحث کو نہ چھیڑیں گے آیا کسی شہاب کا گرنا کسی پیش گوئی کا مضمون بھی ہوسکتا ہے اور نہ سب شہابوں کے لئے پیش گوئیاں ہونی چاہییں اور ۹ مئی کے شہاب کے لئے بھی۔

ریویو آف ریلیجنز مارچ نمبر آخر ورق پر مرزا کے چند ہذیانات درج ہیں جن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷ مارچ کی شب کو اس نے کسی کو کچھ بولتے سنا جو کہ بحکم دروغ گورا حافظہ نہ باشد اس کو صحیح یاد بھی نہ رہا مگر اس کو وہم ہوتا ہے کہ وہ بولی یا تو ۲۵ دن، تھی یا، ۲۵ دن تک، ۔

یہ الہام تو ہرگز نہیں، ورنہ اپنا مقصود ادا کرنے میں قاصر نہ ہوتا۔ اگر کوئی مخبر اس کو کوئی خبر دینے آیا تھا تو اس نے بڑی غلطی کی کیونکہ اس بھلنے نے اس کو بھلا دیا۔

دوم جو فقرے اس نے تراشے وہ مہمل ہیں ان کا مطلب نفی اور اثبات دونوں ہوتا ہے جو ایک جا جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کے معنی یہ ہوئے ۲۵ دن میں، یا

۲۵ دن میں نہیں۔

مفہوم اگر ہم کسی احمق کا کہنا مان بھی لیں کہ یہ پیش گوئی ہے گو مہمل اور زٹل سہی تو فوراً ہم کو مرزا قادیانی کا وہ سو برسوں کا اصرار یاد آتا ہے کہ نبوت کا ایک دن ایک سال کے برابر ہوتا ہے اور یوں بات ۲۵ سال یا اس سے زیادہ ۵۰ یا ۵۰۰ سال تک ٹل گئی۔

غرض کہ آپ کا مخبر تو ایک زٹل ہانک کے چل دیا مگر قادیانی اس کی کل بٹھا لیتا ہے اور یہ بھی اس اطمینان سے کہ پیچھے کہہ دونگا کہ الفاظ الہام میں اس کی صراحت نہیں تھی بلکہ یہ ملہم کو اجتہادی غلطی تعبیر کرنے میں لگی یا یہ کہ دن سے مراد سال ہے

آپ کہتے ہیں:

> ۲۵ دن کے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سے ۲۵ دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن تک کوئی واقعہ ہوگا۔،

یہ تو ہم دکھلا چکے کہ، الہام، کے الفاظ مہمل تھے اب یہ دکھلاتے ہیں کہ اس تعبیر کے الفاظ کچھ کم مہمل نہیں۔

۱۔اس میں لفظ یا نے وقت کی تعیین کو باطل کر دیا اب عدد بے سود ہے،

۲۔اس میں واقعہ کی تصریح ندارد ہے۔

۳۔اس میں مقام وقوعہ کا نام نہیں۔ اگر کسی واقعہ کی اور اس کے وقت اور مقام کی خبر دینا منظور تھی تو صاف صاف یہ کہنا چاہیے تھا ۳۱ مارچ کی شام کو پنجاب میں ایک عجیب شہاب گرے گا۔

اب قادیانی چیلوں کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے شمار و اعداد کا حساب آپ لگا کر یہ صاف صاف بتلا چکا کہ:

> اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے کیونکہ الہام کی رو سے ۷ مارچ ۲۵ دن کے شمار میں داخل ہے اس صورت میں ۲۵ دن مارچ کی ۳۱ تاریخ تک پورے ہو جاتے ہیں تو اس طور پر پیش گوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھہرتا ہے۔،

اب اس سے غرض نہ رہی کہ اس کے مخبر نے کیا زٹل ہانکی اس میں شک نہ رہا

کہ خود قادیانی نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ کوئی واقعہ یکم اپریل سے۔مہینہ اپریل، میں ہو گا۔پس جو واقعہ یکم اپریل سے پہلے اورمہینہ مارچ میں ہوا چاہے وہ کیسا ہی ہولناک اور حیرت انگیز ہو وہ اس، پیش گوئی، کی تکمیل نہیں ہوسکتا۔اور جس نے کہا کہ اس کے ظہور کی، ۳۱ مارچ کی تاریخ بتائی گئی تھی، اس نے جھوٹ بولا۔اب یہ بات بہت صاف ہو گئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے گمان کے مطابق، ۲۵ دن یا ۲۵ دن تک، سے مراد، مہینہ اپریل، تھی جو یکم اپریل سے شروع ہوتا ہے۔ رہا واقعہ سو اس کی نسبت بھی وہ صاف صاف کہتا ہے کہ:

> وہ واقعہ کیا ہے جس کی پیش گوئی کی گئی اس کا ہم اس وقت کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے۔،

مگر اس قدر ضرور کہتے ہیں کہ:

> کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہوگا۔،

ناظرین یادرکھو یہ یا پھر آیا۔تعجب انگیز اور ہولناک نہیں بلکہ ان دونوں میں سے کوئی ایک۔پس اڈیٹر کا یہ لکھنا غلط ہے کہ کہا گیا تھا وہ:

> تمام لوگوں کو حیرت میں ڈال دے گا اور ہولناک ہوگا۔،

پھر لفظ تعجب کی کوئی خاص تعریف نہیں بتائی گئی ہم کو اڈیٹر کی بے باکی تعجب انگیز معلوم ہوتی ہے اس کے پیر کا کذب تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کی خام خیالی تعجب انگیز ہے۔ان کا مرزا کو مہدی ماننا تعجب انگیز ہے اس کے معجزات کا قائل ہونا تعجب انگیز ہے۔اس بات پر خفا ہونا تعجب انگیز ہے کہ کوئی اس کو کذاب یا دجال کیوں کہتا ہے۔

اگر اپریل مہینہ میں کسی تعجب انگیز یا ہولناک واقعہ کی خبر دی تو لوگ اس سے یہی سمجھ سکتے تھے کہ شائد کسی چوہے کے پیٹ سے بھینس پیدا ہوگی یا کسی گائے کے عجیب الخلقت بچھڑا پیدا ہوگا یا شاید کوئی آتش فشان پھوٹے اور بس۔اگر اپریل کے مہینے میں یہ ہوتا تو تعجب انگیز ضرور ہوتا یا ہولناک۔مگر آپ نے بوجھ بوجھوّل کو زیادہ آسان کردیا۔یہ فرما کر:

> ہم بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ واقعہ ہماری ذات کے متعلق ہے یا ہمارے دوستوں

کے متعلق ۔ یا دشمنوں کے متعلق ۔،
جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہیر پھیر کے وہ واقعہ انہیں تینوں میں سے کسی کے متعلق ہے ان سے باہر نہیں ۔

اب سوچو:
۱۔ اپریل میں کوئی واقعہ نہیں ہوا جس کو تعجب انگیز یا ہولناک تمہارے ظاہری مفہوم کے موافق کہہ سکیں ۔
۲ ۔ ۳۱ مارچ کا واقعہ جو یکم اپریل کو سے پیشتر ہو وہ میعاد کے قبل ہے اسکو تمہاری پیش گوئی سے کوئی تعلق نہیں ۔
۳ ۔ کیونکہ نہ وہ تمہارے متعلق ہے نہ تمہارے دوستوں کے نہ دشمنوں کے متعلق ۔
۴ ۔ پس ہر پہلو سے تمہاری پیش گوئی باطل ہوئی اور اس کا باطل ہونا بھی کوئی تعجب کیبات نہیں کیونکہ لوگ برابر آج بیس سال سے اس کے عادی ہو رہے ہیں ہم نے یہ اس لئے کہا کہ مبادا ایڈیٹر یہ کہہ دے کہ پیش گوئی کا باطل ہونا بھی ایک واقعہ ہے جو اپریل کے مہنے میں ہوا اور تعجب انگیز ہے اور یہی پیش گوئی کی تکمیل ہوئی ۔
مگر ہم اب اپنے ناظرین کو اس لطیفہ کا مضمون سمجھا دیں جو مرزا جی صاحب بالقابہ نے اپنے الہامات میں فرمایا ۔:
یکم اپریل سے ، مراد اپریل فول ہے جو مہینہ اپریل میں ہوا کرتا ہے لوگ ہنسی کی جھوٹی خبریں اڑا کر لوگوں کو منتظر کراتے ہیں اور پھر دل لگی اڑاتے ہیں ۔ امسال کئی اپریل فول اڑے ۔ جن کا تذکرہ اخباروں میں ہوا ۔ یہ اپریل فول قادیان سے اڑا اور ہم مانتے ہیں خوب دل لگی کی ۔ مرزا جی کے مزاج میں ظرافت بھی ہے اپنے چیلوں کو خوب بے وقوف بنایا میری نسبت اڈیٹر صاحب کی یہ شکایت بالکل بے جا ہے کہ: بات بات میں ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے، کہ لوگ اس کے مخالف ہنسی اڑائیں ۔،
ارے میاں ! تم خود اپریل فول بنتے ہو ہنستے ہو اور لوگوں کو ہنساتے ہو ۔
تمت (اپریل مئی ۱۹۰۷ء کا مضمون معلوم ہوتا ہے ۔ بہاء)

نیام ذوالفقار علی
برگردن خاطیء مرزائی فرزند علی

(۱۳۲۹ھ)

مولانا شیر نواب خان قصوری مجددی

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم الرحیم الحمد لله رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوة و السلام علی محمد خاتم النبیین و آله و اصحابه و اهل بیته و ذریاته و اتباعه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین اما بعد

آج ہم نے ایک رسالہ،فرزند علی، نام کا دیکھا جو کمیٹی قادیان سے پاس ہو کر رفاہ عام پریس لاہور میں طبع ہوا جس کی اصل کیفیت وعظ مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی ہم کو اچھی طرح معلوم ہے جو فیروز پور میں ہمارے روبرو وقوع میں آئی تھی یقین ہے کہ مولوی صاحب نے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمایا ہوگا اور اس کا جواب اگر مناسب سمجھا ہوگا دیا ہوگا کیونکہ ایسے جوابات پہلے بہت ہو چکے ہوئے ہیں لیکن دو باتوں کا جواب جو اس رسالہ میں بڑی تعلّی اور دعوی اور چیلنج کے لفظوں میں ظاہر کیا گیا ہے مختصر طور پر عوام کے فائدہ کے لئے لکھا جاتا ہے (خواص اس سے مستغنی ہیں) آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ مرزائیوں نے مخالفت میں آکر ایسی سرگرمی کی ہے کہ علم قرآن شریف و تفاسیر و احادیث شریف کو خیرباد کہہ چکے ہیں جو قولہ اور اقول کے الفاظ سے ظاہر ہوگا و هو هذا

اول قولہ: میں مانتا ہوں کہ توفی کا لفظ ایک سے زیادہ معنی رکھتا ہے مگر ہمارا دعوی ہے کہ قرآن کریم میں یہ لفظ صرف دو ہی معنوں میں مستعمل ہوا ہے ایک موت دوسرے نیند۔

اس کے بعد ہمارا دعوی ہے کہ توفی کے معنی نیند لینے کے لئے قرینے کی

ضرورت ہے اگر قرینے سے نیند ظاہر نہ ہوتی ہو تو اس لفظ کے معنی قطعاً موت کے ہوتے ہیں۔ (بلفظہ ص۴ سطر۱۳)

اقول: و باللہ التوفیق۔ سبحان اللہ! آپ کی قرآن دانی اور قرآن فہمی کہ توفی کے معنی قرآن شریف سے صرف موت اور نیند کے ہیں اگر قرینے سے نیند نہ ہو تو قطعاً موت کے ہوں گے اور یہ دعاوی آپ کے بڑے زور اور تعلّی کے ہیں جو مخالف قرآن کریم ہیں دیکھئے آیات ذیل قرآن شریف میں لفظ توفی کے کیا معنی ہیں؟ ہاں موت اور نیند کے ہرگز نہیں۔

و انّما توفون اجورکم یوم القیامۃ (آل عمران ۱۸۵)۔

(تم کو قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دیا جائے گا)

ثم توفی کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمون (بقرہ:۲۸۱)

(پھر پورا پورا بدلہ ہر شخص کو دیا جائے گا جو اس نے عمل کیا)

ثم توفی کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمون (آل عمران:۱۶۱)

(پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر اس شخص کو جو اس نے کیا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا)

و توفی کل نفس ما عملت (نحل)

(ہر شخص کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے عمل کیا)

کل نفس ذائقۃ الموت و انّما توفون اجورکم یوم القیامۃ (آل عمران: ۱۸۵)

(ہر ایک آدمی موت کا ذائقہ چکھے گا اور یہ ضرور ہے کہ تم کو پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا) (اس آیت میں خداوند کریم نے لفظ موت اور توفی دونوں فرمائے لیکن موت کے حقیقی معنی موت ہی ہیں اور توفی کا معنی پورا پورا بدلہ دیا جانا ہے اگر توفی کے معنی موت ہوتے تو اس جگہ دونوں کو جمع نہ کیا جاتا)

ان پانچ آیات مندرجہ بالا میں لفظ خاص توفی درج ہے لیکن ان پانچوں آیتوں میں نہ نیند کے معنی ہیں نہ موت کے۔

اب فرمائیے آپ کی ہمہ دانی اور قرآن دانی کا دعوی محض غلط نہیں ہوا؟ بلکہ سراسر جھوٹ اور افتراء علی اللہ کا موجب ثابت ہوا ہم کو اپنی طرف سے زیادہ لکھنے کی

ضرورت نہیں ناظرین آپ کے دعوی کی تردید کافی طور پر خود سمجھ لیں گے اس سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ جو آیات لکھی گئی ہیں ان کو یہ قرینہ نید کا قطعاً نہیں ہے

(ایسی آیات کثرت سے قرآن شریف میں موجود ہیں مثلاً

و انا لمو فو هم نصيبهم غير منقوص ۔ھود ۔۱۰۹۔

و ان كلا لما ليو فينهم ر بك اعما لهم ۔ھود ۔۱۱۱۔

يا قو م اوفوا الكيل و الميزا ن۔ ھود ۔ ۸۵ ۔،

فاو ف لنا ا لكيل ۔ یوسف :۸۸ ۔،

او فوا با لعقود ۔ مائدہ ۔۱،

او فوا بعهدى اوف بعهد كم ۔البقرہ ۴۰ ۔)

اس صورت میں حسب دعوی مرزا ئیاں ان آیتوں میں تو فی کے معنی قطعاً موت کے ہو نے چاہییں تھے۔ مگر افسوس وہ بات ہی نہیں۔ جب ایسے ایسے مرزا ئی فاضل دعوے کرنے لگ جا ئیں تو کیوں نہ، نہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت
تو ایک جاہل کتابیں سب کی سب دھو دھو کے پی جاتا

لیجئے دعوی آپ کا آیات قرآنی سے ہی مردود ہو گیا احادیث لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہاں اگر یہ کہا جائے کہ تو فی کے معنی موت کے بھی ہیں مانا مجازاً قرینے سے موت کے معنوں میں بھی تو فی کا استعمال ہے لیکن حقیقتاً موت کے معنوں میں نہیں ہے کیونکہ لفظ حیات کے مقابلہ میں لفظ موت ہے لفظ وفات نہیں ہے اور لفظ موت کی ضد میں لفظ حیات ہے اور یہی تمام قرآن شریف میں ہے جیسے اللہ تبارک تعالی اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے

و لا تقو لوا لمن يقتل فى سبيل اموا ت۔ بل ا حياء و لكن لا تشعرون ۔ (البقرہ:۱۵۴)

و لا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله اموا تا بل ا حياء عند ر بهم ير زقو ن ۔(آل عمران: ۱۶۹)

وما یستوی الا حیاء و لا ا لا موا ت (فاطر:۲۲) حیات اور موت برابر نہیں

و کنتم اموا تا فا حیا کم (البقرہ:۲۸)۔ پہلے تم مردہ تھے پھر زندہ کیا

ا حیا ء و اموا تاً (المرسلات:۲۶) حیات و اموات

اموا ت غیر ا حیاء (النحل:۲۱)۔ اموات و حیات

فقا ل لھم اللہ مو توا ثم ا حیا ھم (البقرہ:۲۴۳)۔ موت حیات

ان الذی ا حیا ھا لمحی المو تی (حم سجدہ:۳۹)۔ احیا موتے

الذی خلق الموت و الحیاۃ (الملک: ۲)۔ موت وحیات

و لا یملکو ن مو تا و لا حیا ۃ ۔ (الفرقان:۳)۔ موت وحیات

تلك عشرۃ کا ملہ یہ دس آیات پاک صاف فرما رہی ہیں کہ حیات کی ضد موت ہے یا حیات کی ضد ممات ہے جیسے اللہ تعالی فرما تا ہے

ضعف الحیوۃ و ضعف المماۃ (بنی اسرائیل:۷۵) حیات ممات

سواء محیا ھم ومما تھم (الجاثیہ:۲۱)۔ حیات ممات

محیا ی و مما تی للہ رب العا لمین (الانعام:۱۶۲)، حیات ممات

پس قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حیات کے مقابلہ میں موت یا ممات ہے لیکن فوت یا وفات نہیں بلکہ فوت کے معنی قرآن شریف میں کسی طرح بچ جانے کے ہیں جیسے اللہ تعالی فرما تا ہے

ولو تری اذ فز عوا فلا فوت و ا خذوا من مکا ن قریب (سبا:۵۱)

(اور کاش تو دیکھے جب وہ گھبرائیں گے پھر بھاگنے سے نہیں بچ سکیں گے اور نزدیک جگہ سے پکڑے جائیں گے)

یہاں کلام الٰہی سے فوت کے معنی بھاگ کر یا اور کسی طرح بچنے یا اپنی جان بچانے کے ہیں۔ پس آیت شریفہ

یا عیسی انّی متو فیك و را فعك الی

کے معنی یہ ہوئے:

فرمایا اللہ نے، اے عیسی تحقیق میں تجھ کو کسی طرح سے (تیرے دشمنوں سے) بچانے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں

پس جیسے قرآن شریف کی ابتدائی آیتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ کفار نے مکر کیا یعنی حضرت عیسی بن مریمؑ کے قتل کی تدبیر اور مشورہ کیا ایسا ہی اللہ تعالی نے جو خیر الما کرین ہے نے نیک تدبیر فرمائی کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کی دست برد سے بچا لیا اور سولی تک پہنچنے کی نوبت ہی نہ ہوئی جیسے دوسری آیات

و ما قتلوه و ما صلبوه ،

اور : و ما قتلوه بل رفعه الله اليه

سے صاف ظاہر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ توفی کے معنی حقیقتاً کسی چیز یا کسی شخص کو پورا پورا اخذ کرنا ہے نہ موت ۔ خداوند کریم کے حکم اور علم میں یہ بات پہلے ہی سے تھی کہ بعض گمراہ لوگ کبھی ایسے بھی پیدا ہو جائیں گے جو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت موت کا گمان کر کے کہیں گے کہ، ان کی روح آسمان پر اٹھائی گئی جسم نہیں اٹھایا گیا۔، وہ اپنے ایمان خراب کریں گے جیسے پہلے معتزلہ نے اور پھر سرسید احمد خان صاحب نے اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کی تقلید کی ۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالی نے لفظ توفی یا متوفی کا حضرت عیسی کو آسمان پر مع جسم و روح لے جانے کی بابت فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا تو لفظ موتی یا ممیت کا فرماتا جس کے معنی حقیقتاً بلا شبہ موت کے ہوتے اس کی تائید میں تفسیر کبیر کی الہامی عبارت مزید اطمینان کے لئے لکھی جاتی ہے و هو هذا

ان التوفی اخذ الشیء وافیاً و لما علم الله ان من الناس من یخطر ببا له ان الذیرفعه الله و روحه لا جسده ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیه الصلوة و السلام رفع بتمامه الی السماء بروحه و بجسده (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۳۷۔ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۸۱)۔

(تحقیق توفی کے معنی کسی چیز کو بکلیہ لے لینا ہے اور چونکہ خدا کے علم میں تھا کہ کسی زمانہ کے گمراہ کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ کی روح کو آسمان پر اٹھایا تھا جسم کو نہیں اٹھایا تھا اس لئے اللہ تعالی نے کلمہ (متوفيك) کا فرمایا تاکہ اس بات کو دلیل سے ثابت کرے کہ اللہ نے حضرت عیسی کو مع جسم اور روح کے بتمامہ آسمان پر اٹھایا تھا)

یہ ہیں خداوند کریم کے اعجازی احکام کہ پہلے ہی سے گمراہ لوگوں کے خطروں

اور وسوسوں کا جواب اپنے کلام پاک میں رکھ دیا تا کہ جس زمانہ میں یہ لوگ پیدا ہوں ان پر حجت ہو اور ایمان داروں کو تقویت حاصل ہو۔ یہ کرامت ہے حضرت فخر الدین رازی کی۔

توفی کے معنی جو خود قادیانی اور نور الدین نے لکھے ہیں

اب ہم مرزائیوں کے مزید اطمینان اور ایمان کے لئے جو ان کے قرآن (براہین احمدیہ) میں مرزا غلام احمد قادیانی نے متوفی کے خود معنی لکھے ہیں، لکھ دیتے ہیں تا کہ ان کا یہ دعوی کہ توفی کے معنی قرآن شریف میں موت اور نیند کے سوا اور کوئی نہیں۔ مردہ ہو جائے و ھو ھذا

مرزا قادیانی خود یہاں متوفی کے معنی

پوری نعمت دونگا،

لکھتے ہیں۔ اب بقول؛ مرزائیان وفرزند علی مرزائی و مرزا قادیانی یہ معنی خلاف قرآن کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فاضل بزرگ اور اسوقت خلیفہ مستقل متوفی کے معنی اپنی کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں اس طرح لکھتے ہیں:

اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیك و رافعك الی۔ جب اللہ نے فرمایا اے عیسی میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف (تصدیق براہین ص ۸)

ملاحظہ فرمائیے مرزا غلام احمد قادیانی خود اور ان کے خلیفہ نور الدین، متوفی کے معنی پوری نعمت دونگا اور لینے والا ہوں، لکھتے ہیں۔ حسب قول فرزند علی قادیانی نیند اور موت کے نہیں لکھتے۔

تو گویا آپ کا مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے خلیفہ حکیم نور الدین پر بھی ایمان نہیں اس لئے کہ وہ بھی قرآن کریم کے برخلاف معنی کرتے ہیں۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے خلیفہ قرآن کریم پر مسلمانی عقاید کے مطابق ایمان رکھتے تھے تو یہی معنی کرتے اور لکھتے تھے اور اسی وجہ سے (براہین احمدیہ ص ۴۹۸) میں حضرت عیسیؑ کا زندہ ہونا اور دوبارہ

دنیا میں تشریف لانا لکھتے ہیں، مگر اب اس پر ایمان نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ توفی کے معنی قرآن کریم میں صرف موت اور نیند کے نہیں بلکہ پورا پورا لینا یا دینا، پوری نعمت دینا لینے والا ہوں، کے بھی ہیں۔ اور دراصل حقیقی معنی کسی شئے کے پورا پورا لینے کے ہیں اور موت کے معنی ہرگز نہیں۔ فھو المراد

مرزا قادیانی کا چیلنج

قولہ: ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے، تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔

چنانچہ ہمارے ملک میں بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے ہیں؟ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اترا ہے۔

اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔

اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں، اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔

قول فرزند علی: اس چیلنج کا جواب نہ آج تک کسی نے دیا ہے اور نہ آئندہ کسی سے امید ہے یہ اتمام حجت کے لئے کافی ہے۔ (بلفظہ ص ۵۱)

قادیانی چیلنج کا جواب

اقول : و باللہ التوفیق : مرزا غلام احمد قادیانی کے اس چیلنج میں آٹھ باتیں ہیں جن کا جواب جداگانہ قولہ اور اقول کے لفظ کے ساتھ دیا جاتا ہے تاکہ مرزائیوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلنج یا تحدی اور تعلیٰ کی کیفیت پوری پوری معلوم ہو جائے اور خدا کسی کو ہدایت بخشے

قولہ : غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے ۔

اقول : چار طور سے جو قرآن شریف کی مخالفت کی وہ بیان نہیں کی۔ مخالفت مرزائی خود کرتے ہیں اور مسلمانوں پر الزام لگاتے ہیں۔

قولہ : اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے، تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں...

اقول : نہایت افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کو تو کئی آیات قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی السماء اور نزول من السماء کی ملیں اور مرزائیوں کو نہ ملیں ۔ یہ ان کی بدنصیبی کی بات ہے۔ وہ آیات جن سے تمام (بجز چند معتزلہ اور جہمیہ فرقہ کے) مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کا مع جسم عنصری آسمان پر لے جانا اور پھر قرب قیامت کے نزول فرمانا سمجھا ہے یعنی حضرت رسول کریم ﷺ سے لے کر صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اور علمائے ربانیین متقدمین و متاخرین و صوفیائے عظام اس عقیدہ پر ہیں وہ آیات حسب ذیل ہیں

و ما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه و كان الله عزيزاً حكيما (النساء:۱۵۷۔۱۵۸)

اور رافعك الى (آل عمران:۵۵)

و مطهّرك من الذين كفروا۔ (آل عمران:۵۵)

لن يستنكف المسيح ان يكون عبد لله و لا الملائكة المقربون (النساء:۱۷۲)

و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنك اذ جئتهم با لبینا ت (المائدہ:۱۰۰)
و انه لعلم للساعة فلا تمتر ن بها و اتبعو ن هذا صرا ط
مستقیم (الزخرف:٦١)
وان من اهل الکتا ب لا لیو منن به قبل مو ته (النساء:۱۵۹)
و یکلّم الناس فی المهد و کهلا و من الصا لحین (آل عمران:۴٦)
و کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلما تو فیتنی (ے رفعتنی)
کنت انت الر قیب علیهم و انت علی کل شیء شهید (مائدہ:۱۱۷)
و جعلنی مبا ر کاً اینما کنت (مریم:۳۱)

تلك عشرة کا مله ۔ یہ دس آ یات جن کو مسلمان پیش کر تے آ ئے ہیں اور پیش کر تے ہیں اور کر تے رہیں گے، لیکن مرزا قا دیانی کی طرف سے کتنے بڑے کذب کا استعمال ہے کہ مسلمان لوگ کوئی آ یت پیش نہیں کر سکتے ۔

مراد مرزا غلام احمد قا دیانی کی بغرض دھو کہ دہی یہ ہے کہ قر آن شر یف میں کوئی آ یت ہی نہیں لا حو ل و لا قوۃ ۔

انہیں مندرجہ بالا آ یات پر جب مرزا قا دیانی ایمان رکھتے تھے تو اپنی الہا می کتاب برا ہین احمد یہ میں لکھ دیا تھا کہ حضرت مسیح دو بارہ دنیا میں تشریف لا ئیں گے ۔ اب وہ ایمان مسلوب ہو گیا العیا ذ با لله

قو لہ: نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں ۔

اقول: مرزا قا دیانی کتنا بڑا غضب اور دن کے وقت آ فتاب کا انکار کر تے ہیں حالانکہ کثرت سے احا دیث بالعموم اور صحیحین اور صحاح ستہ کی بالخصوص دیکھ چکے ہیں مگر اب ایمان نہیں لا تے اول ہم مرزا قا دیانی ہی کی تحریرات اور عقاید کو پیش کر تے ہیں جن میں وہ احا دیث کے موجود ہو نے کا انکار نہیں کر سکے بلکہ اقبالی ہیں

قا دیانی مرزا جی کے وہ اقوال جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور صعود الی السماء اور نزول من السماء کے بارے میں احا دیث ہو نے کا اقرار ہے

(الف): اب ہم پہلے صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چا ہتے ہیں کہ بائیبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتا بوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری

کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسی اور یسوع بھی کہتے ہیں ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے انہیں کتابوں کے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں (توضیح مرام مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۱)

(ب): میرا یہ ہی دعوی نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے ہی پر ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں .. یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں ... بلکہ احادیث نبویہ کا بھی یہی منشاء ہے ...ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں (ازالہ اوہام ص ۱۹۹)

(ج): یہ عاجز (مرزا غلام احمد) مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے جس کی قرآن اور حدیث میں خبر دی گئی ہے کیونکہ براہین میں صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کر دیا گیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر وہ مسیح موعود ہے جس کی اللہ اور رسول نے پہلے سے خبر کر رکھی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۶۱)

(د)۔ بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہر جلال واقبال کے ساتھ ہی آوے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔ (ازالہ اوہام۔ص ۲۹۴)

ملاحظہ فرمایئے مرزا غلام احمد قادیانی خود چار جگہ پر اقبال کر چکے ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر تشریف لے گئے اور واپس پھر نزول فرمائیں گے۔ میں صرف روحانی اور مجازی طور پر مثیل مسیح ہوں اور میرے جیسے دس ہزار تک مسیح کا آجانا ممکن ہے۔ لیکن مسیح بن مریم کا بھی تشریف لانا جو قرآن اور احادیث میں ظاہری جلال اور اقبال سے ہے ممکن ہے۔ میں اس کا انکار نہیں کرتا۔

مگر افسوس یہاں پر مرزائی کہتے ہیں کہ مسلمان لوگ کوئی حدیث بھی اس بارے میں دکھلا نہیں سکتے۔

قولہ: صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا

اقول: مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال ہے کہ جس حدیث شریف میں نزول کے ساتھ آسمان کا لفظ نہ ہو، اس نزول سے نزول از آسمان نہیں سمجھا جاتا، مگر اس خیال کی تصدیق یا تائید قرآن شریف سے نہیں ہوتی۔ جیسے کہ ہم قرآن شریف اور احادیث شریف سے دکھلاتے ہیں کہ لفظ نزول سے مراد نزول من السماء ہی ہے۔

آیات قرآن جن میں لفظ نزول سے مراد نزول از آسمان مراد ہے

۱: شھر رمضان الّذی انزل فیه القرآن (البقرہ:۱۸۵)۔

(ماہ رمضان جس میں قرآن (آسمان سے) اتارا)

۲۔ لو لا انزل علیه ملك (الانعام:٦٧)۔

(پھر کیوں فرشتہ (آسمان سے) نازل نہ ہوا)

بلغ ما انزل الیك من ربك ۔(المائدۃ:٦٧)

(اے رسول جو تیرے پر اترا ہے (آسمان سے) لوگوں کو پہنچا دے)

۴۔ قولوا آمنا باللہ و ما انزل الینا (البقرۃ: ١٣٦)۔

(انہوں نے کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہمارے پر اترا)

۵۔ و انزل الفرقان (آل عمران:۳)۔اور قرآن اتارا (آسمان سے)

۶۔ انا انزلنا علیك الکتاب (الزمر: ٤١)۔

(بالتحقیق ہم نے تم پر کتاب (آسمان سے) نازل کی)

۷۔ فاذا انزلنا علیها الماء (حم سجدہ: ٣٩)۔

(پھر جب اتارا ہم نے (آسمان سے) اسپر پانی)

۸۔ لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل (الحشر۔ ٢١)

(اور اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے)

۹۔ انا انزلناہ قرآنا عربیاً (یوسف:)۔

(تحقیق ہم نے قرآن عربی زبان میں اتارا)

۱۰۔ نزل به الروح الامین (الشعراء : ۱۹۳)(جبریل کے ساتھ اسکو اتارا)

۱۱۔ ینزل الملائکة بالروح (النحل:)(اتارتا ہے فرشتے روح کے ساتھ)

۱۲۔ هو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا (الشوری:۲۸)

(وہی ہے جو نا امیدی کے بعد نزول باراں کرتا ہے)

قرآن شریف میں کثرت سے آیات موجود ہیں جن میں نزول کا لفظ ہے مگر آسمان کا لفظ انکے ساتھ نہیں لیکن مراد اور معنی نزول از آسمان کے ہی ہیں۔

اب چند احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں جن میں نزول کا لفظ تو ہے مگر آسمان کا لفظ نہیں مگر مراد اوران کے معنی نزول از آسمان کے ہی ہیں۔

احادیث جن میں لفظ نزول ہے اور اس سے نزول از آسمان مراد ہے

۱۔انزل القرآن بالتفخیم (مستدرک حاکم ۔قرأت النبی ج ۲ص ۲۵۲۔)

(قرآن شریف نہایت جلالت سے اتارا)

۲۔ انزل القرآن علی ثلاثة احرف ۔(کتاب التفسیر ج ۲ص ۲۷۳)

(قرآن شریف تین حرفوں پر اتارا)

۳۔ انزل القرآن فی ثلاثة امکنة مکه و المدینه و الشام ۔

(معجم الطبرانی الکبیر۔ج اص ۲۰۱)۔(قرآن مکہ مدینہ اور شام میں اترا)

۴۔ ینزل عیسی عند المنارة البیضاء شرقی دمشق (سنن ابی داؤد باب خروج الدجال ج ۲ص ۲۳۷)(عیسی شرقی دمشق کے سفید منارہ پر اتریں گے)

یمکث عیسی فی الارض بعد ما ینزل اربعین سنة (مسند طیالسی عبدالرحمٰن عن ابی ہریرہ ج اص ۳۳۱)(عیسی نزول کے بعد چالیس سال رہیں گے)

۶۔ نزل علی الجبریل بالبرنی من الجنة (ذخیرہ الحفاظ ج ۵ص ۳۴۷۷ طبع دار السلف ریاض)۔(میرے پر جبریل جنت سے میوے لے کر اترے)

۷۔ نزلت فاتحة الکتاب من کنز تحت العرش (سورہ فاتحہ عرش کے خزانہ سے نازل ہوئی)

پس اسی طرح احادیث صحیحہ صحیحین وصحاح ستہ وغیرھم کتب احادیث میں لفظ

نزول سے مراد نزول از آسمان ہی ہے۔ مثلاً

۱۔ والذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً (بخاری ج ا ص ۴۹۰ باب نزول عیسی بن مریم)

(حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلا شبہ ابن مریم تمہارے مین اتریں گے حکم اور عدل ہو کر)

۲۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم و اما مکم منکم (بخاری ج ا ص ۴۹۰ باب نزول عیسی)۔ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب کہ ابن مریم تمہارے میں اتریں گے اور اس وقت ایک امام تمہارے میں موجود ہو گا)

۳۔ قال ﷺ ینزل ابن مریم اماماً عادلاً و حکماً مقسطاً (مسند احمد ج ۲ ص ۴۸۲ حدیث نمبر ۱۰۱۶۶) (فرمایا حضرت ﷺ نے ابن مریم اترے گا عادل اور حکم اور منصف ہو کر)۔

۴۔ لیس بینی و بینہ نبی و انہ نازل (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۷ باب خروج الدجال) (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور عیسی کے بیچ میں کوئی نبی نہیں اور وہ اترنے والے ہیں)

۵۔ اذا نزل الی الارض (الزھر النضر فی حیاۃ الخضر ج ا ص ۴۲) (جب حضرت عیسی زمین پر اتریں گے)

توضیح: یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب مسلمانوں کا ایمان آیات اور احادیث سے مسلمہ اور متفقہ اجماعیہ طور پر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت کے زمین پر اتریں گے تو نزول کے ساتھ آسمان کے لفظ کے لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

پس یہ تمام عذرات کی تردید کے لئے ہم وہ احادیث صحیحہ بھی درج کرتے ہیں جن میں رفع اور نزول حضرت عیسی کے ساتھ لفظ السماء (آسمان) اور الارض (زمین) کا بھی موجود ہے خدا کرے مرزائی ایمان لے آئیں اور مرزا قادیانی کے چیلنج اور دعاوی کو جھوٹ اور کذب جان کر توبہ کریں و ھو ھذا

اول: عن ابن عباس ان رھطاً من الیھود سبوہ و امہ فدعا

علیھم فمسخھم اللہ تعا لی قردۃ و خنا زیر فا جتمعت الیھود علی قتلہ فا خبرہ اللہ با نہ یر فعہ الی السماء (تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۲۷۷ بحوالہ نسائی)

دوم ۔ عن ابی ھر یرہ انہ قا ل قا ل رسو ل اللہ کیف انتم اذ ا نزل ابن مر یم من السماء فیکم و اما مکم منکم

(حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا حالت ہوگی تمہاری جب ابن مریم تمہارے میں آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام بھی تم میں موجود ہوگا)

سوم : ابن عسا کر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فر ما یا فعند ذ لک ینز ل ا خی عیسی بن مر یم من السماء (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ نزول عیسی) ۔ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا : جب میرے بھائی عیسی ابن مریم آسمان سے اتریں گے)

چہارم : فا نہ لم یمت الی ا لآن بل رفعہ اللہ الی السماء (فتوحات مکیہ) (یعنی فی الواقع حضرت عیسیٰ اس وقت نہیں مرے بلکہ خدا نے ان کو آسمان پر اٹھالیا)

پنجم ۔ و مما یشھد لکو ن جمیع ا لا نبیاء نوا باً لہ ﷺ کو ن عیسی علیہ الصلوۃ و السلام اذا نز ل فی الا ر ض (حدیث طویل ۔ الیواقیت والجواہر ۔ ص ۱۸۴) (اس حدیث میں حضرت عیسیٰ کا زمین پر اترنا درج ہے)

(تمام انبیاء، حضور ﷺ کے نائب ہیں)

ششم : ا خر ج الطبرا نی و ابن عسا کر عن ابی ھر یرہ ان رسول اللہ قا ل ینز ل عیسی بن مر یم الی ا لا ر ض فیمکث فی الناس ار بعین سنۃ (درمنثور) ۔ (فرمایا آنحضرت ﷺ نے عیسی فرشتوں میں سے نکل کر زمین پر اتریں گے اور چالیس سال تک آدمیوں میں رہیں گے)

ہفتم ۔ ینزل عیسی عند المنارۃ البیضاء شر قی دمشق (سنن ابی داؤد ۔ ج ۲ ص ۲۳۷ ۔ باب خروج الدجال) ۔ (حضرت عیسی دمشق کے شرقی سفید منارہ پر اتریں گے)

ہشتم: عن الحسن البصری قال رسول اللہ للیهود ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیامة ۔ (حدیث طویل ۔ ابن کثیر در منثور)۔ (یعنی حضرت حسن بصری سے روایت ہت کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ عیسیٰ ابھی نہیں مرے ہیں اور واقعی قیامت سے پہلے وہ واپس آنے والے ہیں)

توضیح: اس حدیث میں لفظ راجع (واپس آنے والا) بتلا رہا ہے اور عام فہم محاورہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک جگہ سے چلا جائے اور پھر واپس اسی جگہ آ جائے تو وہاں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ مثلاً مرزا قادیانی دہلی سے واپس تشریف لائے ۔ یہاں قادیان محذوف ہے اور ذہن میں ہے کیونکہ قادیان سے گئے تھے قادیان میں آ گئے۔ یا یہ کہ مرزا قادیانی لاہور گئے مگر زندہ واپس نہ گئے ۔ مراد یہ کہ قادیان واپس نہ گئے۔ غرض یہ کہ جب تک کوئی کہیں نہ جائے تب تک واپسی کا لفظ نہیں بولا جاتا۔

نہم ۔ عن عبد اللہ بن عمر قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیزوج و یولد و یمکث خمساً و اربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری و عبر عنها بالقبر تقرب قبره بقبره فکانما فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفا ۔ مشکوٰۃ ص ۴۸ باب نزول عیسیٰ الفصل الثانی)

(حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے اولاد پیدا ہوگی اور ۴۵ سال زندہ رہیں گے پھر موت آ جائے گی پھر میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے ایسے قریب قریب قبر ہوگی کہ گویا ہم دونوں کی ایک ہی قبر ہے۔ پھر اٹھیں گے میں اور عیسیٰ ابن مریم مقبرہ سے درمیان میں قبر ابو بکر اور عمر کے)

دہم: اخرج البخاری فی تاریخه و الطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ و صاحبیه فیکون قبره رابعاً (درمنثور ۔ ج ۵ ص ۱۲۷)

(امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اخراج کیا ہے اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ دفن کئے جائیں گے عیسیٰ، محمد اور شیخین کے ساتھ اور ان کی قبر چوتھی ہوگی)

توضیح: لیجئے یہ نمبر بھی مرزا قادیانی کے دعوی کا ایسا مردود ہو گیا کہ احادیث

صیحہ مرفوعہ دیکھ کر دم زدن کی جرأت نہیں۔

قولہ: ۵۔ نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔

اقول: اگرچہ اس لفظ نزول کے معنی لغت میں مجازاً مسافر کے بھی ہیں اور نزیل مسافر کو بھی کہتے ہیں لیکن دراصل حقیقی نزول کے کسی بلند جگہ سے نیچے آنے کے ہیں اور آسمان سے زمین پر اترنے کے بھی۔ جیسے احادیث میں وارد ہے اور یہاں پر بحث احادیث کے لفظ نزول کی ہے۔ مثلاً

فلما نزل الوحی قال و یسئلو نك عن الروح اے تم نزوله لانه قد ذکر نزول الوحی قبل (دیکھو مجمع البحار)

قولہ۔ ۶۔ ہمارے ملک میں بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی واردشہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے ہیں، اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اترا ہے۔

اقول: ہمارے ملک کا محاورہ یہ بھی ہے کہ واردشہر کو ادب کے طور پر پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ یا آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یا آپ کہاں اقامت پذیر ہیں۔ یا آپ کہاں آرام فرماتے ہیں۔ وغیرہ

علاوہ اس کے یہ بھی محاورہ ہے کہ

جب میں اپنے مکان سے باہر نکلا، اسی وقت نزول باراں شروع ہوگیا، یا موسلا دھار بارش اتر آئی۔

جہاں ذکر الٰہی ہوتا ہے وہاں ملائکہ رحمت اترتے ہیں۔

ہماری ہدایت کے لئے خداوند کریم نے قرآن شریف کو اتارا ہے۔ اس جگہ ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ بارش رحمت فرشتے قرآن شریف آسمان پر سے اترے ہیں۔

اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ بارش زمین سے نکلی یا فرشتے اور رحمت زمین کے بیچ سے اترے ہیں۔

قولہ: ۷۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے کہ جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری

کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے
اقول : مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا پرلے درجے کا کذب ہے حالانکہ اس سے پہلے چند آیت اور احادیث صحیحہ رفع اور نزول لکھی جا چکی ہیں جن کی تائید خود رفع اور نزول حضرت عیسی کے مدت تک قائل رہے ہیں لیکن دو تین احادیث صحیحہ اور بھی لکھی جاتی ہیں جن پر تمام فرق اسلامیہ ایمان رکھتے ہیں سوائے معتزلہ جہمیہ کے۔ و ھو ھذا

۱۔ حدیث شریف :

ا خر ج سعید بن منصور و النسا ئی و ابن ابی حا تم و ابن مر دویه عن ابن عباس قا ل لما اراد الله ان یر فع عیسی الی السماء خر ج الی ا صحا به و فی البیت ا ثنی عشر ر جلاً من الحوا ریین فخر ج علیهم من عین البیت و رأسه تقبر ما ء فقال ان منکم من ینکر نی ا ثنی عشر مر ة بعد ان آ من بی ثم قا ل ایکم القی علیه شبهتی فیقتل مکا نی و یکو ن معی فی در جتی فقا م الشا ب من ا حد ثهم سناً فقا ل له اجلس ثم اعا د علیهم فقا ل شا ب فقا ل ذ لك فا لقی شبه عیسی و رفع عیسی من روز نة فی البیت الی السماء قا ل و جا ء الطلب من یهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم سلبو ه فکفر به بعضهم اثنتی عشرة مر ة بعد ان آ من به الی آ خر القسة قا ل ابن کثیر قا ل حد ثنا ا حمد بن سنا ن حد ثنا ابو معا و یه عن الا عمش عن منا هیل ابن عمرو عن سعید بن زید عن ابن عباس نذ کره و هذ ا لا سنا د صحیح

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ٤٠٩ ۔ سعید ببن منصور ، نسا ئی ابن ابی حا تم ابن مر د ویه)

روایت کی سعید بن منصور نسائی ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے کہا کہ جب اللہ تعالی نے آسمان پر عیسی کے اٹھا لینے کا ارادہ کیا آپ اپنے صحابہ کی طرف نکلے اور گھر میں بارہ حواری موجود تھے پس نکلے گھر میں سے اور ان کے سر سے پانی ٹپکتا تھا فرمایا بعض تم میں سے

بارہ مرتبہ میرا انکار کرے گا ایمان لانے کے بعد۔ پھر فرمایا تم میں کسی کی صورت میری جیسی ہو جائے تا کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور میرے ہمراہ درجہ میں ہو۔ ایک نوعمر نوجوان ان میں کھڑا ہوا حضرت عیسیٰؑ نے اس کو فرمایا تو بیٹھا رہ۔ مکرر یہ جملہ فرمایا وہی جواب اٹھا پس فرمایا تو ہی وہ شخص ہے یعنی لائق ہے پس وہ جوان حضرت عیسیٰؑ کی صورت بن گیا اور حضرت ایک روزن گھر کے سے آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے ابن عباسؓ نے کہا کہ یہود طلب کرنے آئے اور حضرت عیسی کے ہم شکل کو پایا اور اس کو قتل کیا اور پھر اس کو سولی پر چڑھایا اور بعض نے ان میں سے ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ انکار کیا کہا ابن کثیر نے حدیث بیان کی ہم سے احمد بن سنان نے ان سے حدیث بیان کی ابو معاویہ نے اعمش سے وہ مناہیل بن عمرو سے وہ سعید بن زید سے وہ ابن عباس سے۔ پس ذکر کیا اس کا اور یہ حدیث ابن عباس کی صحیح ہے ابن کثیر نے سچ کہا ہے کہ یہ سب راوی صحیح کے رجال ہیں)

حدیث شریف: یہ دوسری حدیث نہایت طویل فتوحات مکیہ میں حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ نے اور حضرت ابولیث سمرقندی نے تنبیہ الغافلین عربی کے صفحہ ۲۹۶ میں مرفوعاً حضرت ابن عمرؓ سے نقل کی ہے جو اس طرح پر شروع ہوتی ہے

مر فوعاً عن ابن عمر قال کتب عمر ابن الخطاب الی سعد بن و قاص و هو با لقا دسية ان و جد نضلة بن معا ويه الانصاری الی حلوا ن العراق (تنبیہ الغافلین۔ص ۲۹۶)

حدیث شریف کا پورا عام فہم ترجمہ اس طرح پر ہے:

فرمایا ابن عمر نے کہ میرے والد عمر بن خطاب نے سعد بن وقاص کی طرف لکھا کہ نضلہ انصاری کو حلوان عراق کی روانہ کرو تا کہ اس کے گرد و نواح میں غنیمت کا مال جمع کریں پس روانہ کیا سعد نے نضلہ انصاری کو جماعت مجاہدین کے ساتھ۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بہت مال غنیمت حاصل کیا اور ان سب کو لے کر واپس ہوئے آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا پس نضلہ نے گھبرا کر ان سب کو پہاڑ کے کنارہ ٹھہرایا اور خود کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کی۔ جب الله اکبر الله اکبر کہا تو پہاڑ کے اندر سے ایک مجیب نے جواب دیا کہ اے نضلہ تو نے خدا کی بڑی اور بہت بڑائی کی۔ پھر نضلہ نے اشهد ان لا اله الا الله کہا تو اسی مجیب نے جواب میں کہا کہ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اور جس وقت نضلہ نے اشهد ان محمد

رسول اللہ کہا تو اس شخص نے جواب دیا کہ یہ نام پاک اس ذات کا ہے جس کی بشارت ہم کو عیسی بن مریم نے دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اس نبی کی امت کے اخیر میں قیامت قائم ہو گی۔ پھر نضلہ نے حی علی الصلوۃ کہا تو مجیب نے کہ خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس نے ہمیشہ نماز ادا کی ۔ پھر نضلہ نے جب حی علی الفلاح کہا تو مجیب نے کہا کہ جس شخص نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس شخص نے نجات پائی پھر جب نضلہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو وہی پہلا جواب مجیب نے دیا

نضلہ نے لا الہ الا اللہ پر اذان ختم کی تو مجیب نے فرمایا کہ اے نضلہ تم نے اخلاص کو پورا کیا تمہارے بدن کو خداوند کریم نے آگ پر حرام کیا۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام نے کھڑے ہو کر دریافت کرنا شروع کیا کہ اے صاحب آپ کون ہیں؟ فرشتہ یا جن یا انسان؟ جیسے اپنی آواز ہم کو سنائی ہے اسی طرح اپنے آپ کو دکھلایئے ۔ اس واسطے کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور نایب رسول عمر ابن خطاب کی جماعت ہیں ۔ پس پہاڑ پھٹا اور ایک شخص باہر آیا جس کا سر مبارک بہت بڑا چکی کے برابر تھا اور سر داڑھی کے بال سفید تھے اور ان پر دو صوف کے پرانے کپڑے تھے انہوں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ ہم نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب میں کہا اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں ۔

فرمایا کہ زریب بن برثملا وصی عیسی بن مریم ہوں ۔ مجھ کو عیسی علیہ السلام نے اس پہاڑ پر ٹھہرایا ہے اور اپنے نزول من السماء تک میری درازی عمر کے لئے دعا فرمائی جب وہ اتریں گے تو خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور نصاری کے اختراع سے بیزار ہوں

پھر دریافت فرمایا کہ وہ نبی صادق ﷺ بالفعل کس حال میں ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے ۔ اس وقت بہت روئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے تمام داڑھی تر ہو گئی پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون تم میں خلیفہ ہوا؟ ہم نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر۔

پھر فرمایا کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ بھی انتقال فرما گئے ہیں ۔ پھر فرمایا ان کے بعد کون تم میں خلیفہ ہیں ۔ ہم نے کہا عمر۔

پھر فرمایا محمد ﷺ کی زیارت مجھے میسر نہیں ہوئی پس تم لوگ میرا اسلام عمر کو پہنچا دینا اور کہنا اے عمر عدل اور انصاف کت اس واسطے کہ قیامت قریب آ گئی ہے اور یہ واقعات جو میں تم سے بیان کرونگا ان سے عمر کو خبردار کرنا اور کہنا کہ اے عمر جس وقت یہ خصلتیں محمد ﷺ کی امت میں ظاہر

ہو جائیں تو کنارہ کشی کے سوا چارہ نہیں ۔یعنی جس وقت مرد مردوں سے بے پرواہ ہوں اور عورت عورتوں سے اور اپنے خلاف منصب کے ہوں گے ادنی نسب والے آپ کو اعلی کی طرف منسوب کریں اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور چھوٹے بڑوں کی عزت وتوقیر چھوڑ دیں اور امر بالمعروف اس طرح متروک ہو جائے کہ کوئی اس کے ساتھ مامور نہ کیا جائے اور نہی عن المنکر ایسے کرنے لگ جائیں کہ کسی کو ان میں سے نہ روکیں اور ان کے عالم علم کی تعلیم بغرض حصول دنیا کریں اور گرم بارش ہو اور بڑے بڑے منبر بنائیں قرآن مجید کو نقرئی ارطلائی کریں اور مسجدوں کی از حد زینت کریں اور رشوت کا بازار گرم کریں اور بڑے بڑے پختہ مکان بنائیں خواہشات کی اتباع کریں اور دین کو دنیا کے بدلے بیچیں اور خون ریزیاں کریں صلہ رحمی منقطع ہو جائے اور حکم فروخت کیا جائے بیاج کھایا جائے اور حکومت فخر ہو جائے اور دولت مندی عزت بن جائے ادنی شخص کی تعظیم اعلی کریں اور عورتیں زین پر سوا ہوں ۔ یہ باتیں کہہ کر ہم سے غائب ہو گئے

پس ان واقعات کو نضلہ نے سعد کی طرف لکھا اور سعد نے حضرت عمر کی طرف تحریر کیا پھر حضرت عمرؓ نے سعد کو لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر پہاڑ کے پاس اترو جس وقت ان سے ملو تو میرا سلام ان کو پہنچاؤ اس واسطے ک رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ عیسی کے بعض وصی عراق کے پہاڑوں میں اترے ہوئے ہیں

پس حضرت سعدؓ چار ہزار مہاجرین اور انصار کے ہمراہ اس پہاڑ کے قریب اترے ..اور چالیس روز تک ہر نماز کے وقت اذان کہتے رہے مگر ملاقات نہ ہوئی)۔

اسی حدیث کو حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ازالۃ الخفا میں بھی لکھا ہے۔ دونوں حدیثیں مرفوع ہیں اور حضرت نضلہ تین سو سوار کے ساتھ حصول غنیمت کے لئے پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے تھے جب ان صحابہ کرام کی ملاقات زریب بن برثملا سے ہوئی تو پھر بموجب حکم حضرت عمرؓ چار ہزار صحابہ کے ساتھ پھر اسی پہاڑ پر بغرض ملاقات زریب بن برثملا وصی حضرت عیسیٰؑ گئے ۔اور حدیث حضرت ابن عباسؓ قیاسی نہیں ہے بلکہ حضرت رسول اکرمﷺ سے سن کر فرمائی ہے اس صورت میں یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ابن عباس نے کئی بار قرآن شریف آنحضرتﷺ کو سنایا اور ہمیشہ آیت آیت پر استفسار عرض کرتے تھے اور بغیر تحقیق ہو جانے کے آگے نہیں

بڑھتے تھے۔(دیکھو مقدمہ تفسیر ابن کثیر)

دو مرتبہ حضرت جبریل کو بھی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے دیکھا اور حضورﷺ نے دعا تفسیر و حکمت کی ان کے حق میں فرمائی اور آپ کا خطاب حبر الامت تھا۔ علم تفسیر قرآن ان کے برابر کسی کو نہیں تھا اور آنحضرتﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔

پس یاد رہے کہ یہ امر اجتہادی نہیں بلکہ حضرت رسول کریمﷺ سے تحقیق شدہ ہے جس کو مولوی محمد احسن امروہی قادیانی اپنی کتاب مسک العارف کے صفحہ ۲۷ میں تسلیم کر چکے ہیں۔ گویا یہ دو حدیثیں مرفوع پیش کی جاتی ہیں تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا چیلنج بھی ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور چار ہزار تک صحابہ کرام کا اجماع بھی حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء اور نزول من السماء کی نسبت ثابت ہو جائے فھو المراد

حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع

اب ہم تمام مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق اس مسئلہ مذکور پر ظاہر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں کا عقیدہ اجماعیہ اتفاقیہ کیا ہے اور مرزائیوں کا عقیدہ کیا ہے اور وہ کس گروہ میں سے ہیں۔

ا۔ وہ مرفوع حدیث حضرت عمر بن الخطاب جس کو حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ کے باب ۳۶ میں اور حضرت ابو اللیث سمرقندی نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین کے صفحہ ۲۹۶ میں اور ازالۃ الخفا میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے، ثابت ہے کہ پہلے حضرت نضلہ نے مع تین سو صحابہ کے پہاڑ حلوان عراق پر حضرت زریب بن برثملا وصی حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کی اور جو گفتگو حضرت زریب بن برثملا نے حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر تشریف لے جانے اور واپس تشریف لانے کی فرمائی تھی اس کو قبول کیا، کسی ایک نے بھی انکار نہیں۔

پھر اس کی خبر امیر المومنین حضرت عمرؓ کو دی گئی انہوں نے اس بات کو تصدیق کر کے چار ہزار صحابہ کرام کو پھر اسی پہاڑ کی طرف زریب بن برثملا کی ملاقات کے لئے بھیجا، اور اپنا السلام علیکم کہلا بھیجا، اور ذرہ بھر بھی کوئی شبہ اور وہم نہ کیا۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ تین سو صحابہ نے حضرت زریب بن برثملا کو بچشم خود دیکھا اور ملاقات کر کے بات چیت کی اور ان کی گفتگو کو تسلیم کیا اور پھر حضرت عمرؓ نے چار ہزار صحابہ کو اس پہار پر بلا کسی شک وشبہ کے بھیجا۔ ان میں سے کسی ایک فرد نے بھی نہیں کہا کہ ہم حضرت رسول اکرم ﷺ سے سنتے رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور وہ قرب قیامت کے آسمان سے نزول نہیں فرمائیں گے، بلکہ بجائے ان کے کوئی شخص زمین پر پیدا ہوگا۔

پس یقیناً ثابت ہو گیا کہ چار ہزار تین سو صحابہ معہ حضرت خلیفۃ الرسول ﷺ اس عقیدہ پر تھے کہ حضرت عیسیٰؑ بجسدہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں تشرف لائیں گے۔ اور یہ ضرور ہے کہ یہ عقیدہ اجماعیہ تمام صحابہ کرام کا بموجب آیات قرآنی اور اشارات حضرت خاتم النبیین والمرسلین جناب حبیب رب العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے تھا، اور آنحضرت ﷺ جن پر نزول قرآن شریف بذریعہ وحی جبریل ہوا حکم خداوندی کے کامل واکمل واتم فہمید رکھنے والے تھے جو کچھ حکم خداوندی تھا اسی پر اجماع ہوا پس فارق اجماع کی رہائش جہنم ہے۔ اب تو مرزائیوں کو توبہ کرنی چاہیے۔

۲۔ فقہ اکبر میں ہے:

و خروج الدجال و یاجوج ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسی من السماء و سائر علامات یوم القیامة علی ما وردت الاخبار الصحیحة حق کائن (فقہ اکبر۔ص ۸۔۹) (یعنی علامات قیامت خروج دجال اور یاجوج ماجوج آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور آسمان پر سے حضرت عیسیٰ کا اترنا جو احادیث صحیحہ میں ہے وہ سچ ہے اور ہونے والا ہے)

اسی عقیدہ پر تمام مالکی اور شافعی اور حنبلی ہیں۔ اجماع ثابت ہے

۳۔

انه (اے عیسی) یحکم بشرع نبینا و وردت به الاحادیث و انفد علیه الاجماع یعنی حضرت عیسیٰ (جب آسمان سے اتریں گے) ہمارے نبی ﷺ کی شرع کے مطابق حکم کریں گے یہی احادیث میں ہے اور اسی پر اجماع قائم ہوا ہے۔ کتاب

الاعلام مصنفہ امام سیوطی

۴۔ قد تواترت الاحادیث بنزول عیسی جسماً ... و وردت بذلك الاحادیث المتواتره (فتح البیان۔ ج ۲ ص ۳۴۴)

۵۔ وانہ لاخلاف انہ ینزل فی آخرالزمان (فتوحات مکیہ۔ باب ۷۳)

(یعنی اس میں کسی کو خلاف نہیں کہ حضرت عیسی آخرزمانہ میں آسمان سے اتریں گے)

۶۔ و قال القاضی نزول عیسی و قتل الدجال حق صحیح عند اهل السنة للاحادیث الصحیحه و انکر بعض المعتزلة و الجهمیة (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۳ حاشیہ نووی) (یعنی حضرت عیسی کا آسمان سے اترنا اوران کا دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک حق ہے اور صحیح ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث صحیحہ وارد ہیں، بعض معتزلہ اور جہمیہ اس کے منکر ہیں)

۷۔ اگر کوئی سوال کرے کہ حضرت عیسی بن مریم کے آسمان پر سے اترنے کے بارے میں قرآن شریف میں کیا ہے، تو اس کو کہنا چاہیے کہ قرآن کی یہ آیت ہے

و ان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته اے حین ینزل و یجتمعون علیه و انکرت المعتزلة و الفلاسفة و الیهود و النصاری عروجه بجسده الی السماء۔ الخ (الیواقیت والجواہر۔ ص ۲۹۱)

یعنی کو اہل کتاب میں سے باقی نہ رہے گا کہ جو حضرت عیسی کے مرنے سے پہلے ایمان نہ لے آئے گا (اس بات پر کہ حضرت عیسی ضرور اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تھے) اسی پر اجماع ہو گیا البتہ معتزلہ فلاسفہ و یہود ونصاری نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ وہ یعنی حضرت عیسی مع جسم عنصری کے آسمان پر نہیں گئے)

۸۔ الحق انه رفع نجسده الی السماء و الایمان بذلك واجب قال الله تعالی بل رفعه الله الیه (الیواقیت والجواہر۔ ص ۳۹۱)

(یعنی یہ بالکل سچ ہے کہ حضرت عیسی مع جسم کے آسمان پر اٹھائے گئے اور اس بات پر ایمان لانا فرض و واجب ہے کیونکہ اللہ نے حضرت عیسی کے حق میں فرمایا ہے بل رفعه الله الیه اللہ نے حضرت عیسی کو اپنی طرف اٹھالیا)

انجیل برنباس سے حیات ونزول مسیح کا ثبوت

اب ہم مرزائیوں کی مزید تسلی کیلئے علاوہ اجماع مسلمانوں کے انجیل برنباس سے حضرت عیسیٰ کی حیات الی الآن اور ان کے آسمان پر سے نزول کا ثبوت دیتے ہیں (جن سے مسلمانوں کے مذہب کی تائید ہوتی ہے اور یہ انجیل برنباس وہ انجیل حضرت عیسیٰ کی ہے جس کی تصدیق مسٹر سیل جارج وغیرہ مترجمان قرآن و دیگر علمائے مسیح نے کی ہے اور مرزا صاحب نے اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں، کے صفحہ ۱۸۔۱۹ اور سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۲۳۹ سے ۲۴۳ تک کے میں مفصل طور پر تصدیق کی ہے اور اس کتاب اللہ پر ایمان رکھتے ہیں)۔

❁ تم لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ میں کیونکر ان شریروں کو برا سمجھتا ہوں جو میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد میری انجیل کے حق کو شیطان کے کام سے باطل کر دیں گے مگر میں خاتمہ دنیا سے پہلے واپس آؤنگا اور میرے ساتھ اخنوخ اور ایلیا ہوں گے اور ہم سب ان شریروں پر گواہی دیں گے جس کی آخرت پر لعنت کی گئی ہوگی (بلفظہ فصل ۵۲ ص ۸۲۔ انجیل برنباس)

❁ کاہن نے جواب میں کہا: کیا رسول اللہ کے بعد اور رسول بھی آئیں گے ؟ یسوع نے جواب دیا کہ اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے مگر جھوٹے نبیوں کی بڑی تعداد آئے گی اور یہی بات مجھے رنج دیتی ہے۔ (بلفظہ فصل ۹۷ ص ۱۴۵)

❁ ۱۵۔ اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین پر سے اٹھا لے گا اور بے وفا کی سورت بدل دے گا یہاں تک کہ اس کو ہر ایک یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں۔

۱۶۔ مگر جب مقدس محمد رسول اللہ ﷺ آئے گا وہ اس بدنامی کے دھبے کو مجھ سے دور کرے گا۔

۱۸۔ اور البتہ یہ اس لئے کرے گا کہ میں نے ...کی حقیقت کا اقرار کیا ہے۔

(بلفظہ فصل ۱۱۲ ص ۱۶۷)

❁ ۷ جس شخص نے اپنے بھائی کے واسطے کنواں کھودا وہ خود اس کے اندر گرے گا۔

۸ ۔مگر اللہ مجھ کو چھڑا لے گا ان کے ہاتھوں سے اور مجھے دنیا سے اٹھا لے گا (بلفظہٖ فصل ۱۳۹ ص ۲۰۷)

۵ ۔ میں یہ بات اس لئے نہیں کہتا کہ مجھ پر اسی وقت مر جانا لازم ہے۔

۶ ۔ بحالیکہ میں جانتا ہوں کہ میں دنیا کے ختم ہونے تک زندہ رکھا جاؤنگا (بلفظہٖ فصل ۱۴۰ ص ۲۰۸)

۱۴۔اے رب بخشش والے اور رحمت میں غنی! تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔

۱۵ ۔ اور نہ فقط مجھ کو بلکہ ان سبھوں کو بھی جنہوں کہ تو نے مجھے عطا فرمایا، مع ان سارے لوگوں کے جو آگے چل کر ان کی ہدایت کے واسطے ایمان لائیں گے (بلفظہٖ فصل ۲۱۲ ص ۲۹۴)

۱۔ اور جب سپاہی یہود ایک ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے جس میں یسوع تھا، یسوع نے ایک بھاری جماعت کا نزدیک آنا سنا۔

۲ ۔تب اسی لئے وہ ڈر کر گھر میں چلا گیا۔

۳ ۔اور گیارہ شاگرد سورہے تھے۔

۴ ۔ پس جب کہ اللہ نے اپنے بندہ پر خطرہ کو دیکھا اپنے سفیروں جبریل اور میکائیل اور رفائیل اور اوریل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں۔

۵ ۔تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکھن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔

۶ ۔ پس وہ اس کو اٹھا لے گئے اور اسے تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جو ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہینگے (بلفظہٖ فصل ۲۱۵ ص ۲۹۷)

۱۔ اور یہودا زور کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا جس سے یسوع کو اٹھا لیا گیا تھا۔

۲ ۔اور شاگرد سب سو رہے تھے تب اللہ نے ایک عجیب کام کیا۔

۴ ۔ پس یہودا بولی اور چہرہ میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا کہ وہی یسوع ہے۔(بلفظہٖ فصل ۲۱۶ ص ۲۹۷)۔

۞ قسم ہے اللہ کی جان کی یہ لکھنے والا اس سبب کو بھول گیا جو کہ یسوع نے اس سے کہا تھا ازیں قبیل کہ وہ دنیا سے اٹھا لیا جائے گا اور یہ کہ دوسرا شخص اس کے نام سے عذاب دیا جائے گا اور یہ کہ وہ دنیا کے خاتمہ ہونے کے قریب تک نہ مرے گا۔ (بلفظہ فصل ۲۱۷ ص ۲۹۹)

۞ میں سچ کہتا ہوں کہ یہودا کی آواز اس کا چہرہ اس صورت یسوع سے مشابہ ہونے میں اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ یسوع کے سب ہی شاگردوں اور ایمان لانے والوں نے اس کو یسوع ہی سمجھا۔ (بلفظہ فصل ۲۱۷ ص ۳۰۲)

۞ ۱۱۔ یسوع نے جواب میں کہا کہ اے برنباس! تو مجھ کو سچا مان کہ اللہ ہر خطاء خواہ وہ کتنی ہی ہلکی کیوں نہ ہو بڑی سزا دیا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی گناہ سے غضب ناک ہوتا ہے۔

۱۸۔ پس اسی لئے جب کہ میری اور میرے ان وفادار شاگردوں نے جو میرے ساتھ تھے، مجھ سے دنیاوی محبت کی، نیک کردار خدا نے اس محبت پر موجود رنج کے ساتھ سزا دینے کا ارادہ کیا تا کہ اس پر دوزخ کی آگ کے ساتھ سزا دہی نہ کی جائے۔

۱۹۔ پس جب کہ آدمیوں نے مجھ کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہا تھا، مگر یہ کہ میں خود دنیا میں بے گناہ تھا اس لئے اللہ نے ارادہ کیا کہ اس دنیا میں آدمی یہودا کی موت سے مجھ سے ٹھٹھا کریں یہ خیال کر کے وہ میں ہی ہوں جو کہ صلیب پر مرا ہوں تا کہ قیامت کے دن شیطان مجھ سے ٹھٹھہ نہ کریں۔

۳۰۔ اور یہ بدنامی اس وقت تک باقی رہے گی محمد رسول اللہ ﷺ جو کہ آتے ہی اس فریب کو ان لوگوں پر کھول دے گا جو کہ اللہ کی شریعت پر ایمان لائیں گے (بلفظہ فصل ۲۲۰ ص ۳۰۶)

توریت وزبور وانا جیل مروجہ سے حیات الی الآن برآسمان حضرت عیسیٰ کا ثبوت

۱۔ توریت: اے میرے بیٹے میری شریعت کو فراموش نہ کر تیرا دل میرے حکموں کو حفظ کرے کہ وے عمر کی درازی اور پیروی اور سلامتی تجھ کو بخشیں گے (بلفظہ امثال باب ۳ آ

یت ا۔۲۔ پیش گوئی)

My son, forget not my law; but let thine heart keep my commandments; for length of days, and long life, and peace, shall they add to thee. (The Proverbs, 3:1-2)

زبور: اس نے تجھ سے زندگی چاہی اور تو نے اس کو عمر کی درازی بد تک بخشی۔ (بلفظہ زبور۲۱ آیت۴)

He asked life of thee, and thou gavest it him, even length of days for ever and ever. (Psalm, 21:4)

زبور: اور اس لئے کہ اس نے مجھ سے دل لگایا میں اسے نجات دوں گا اور میں اسے اونچے پر بٹھاؤں گا کہ اس نے میرا نام پہچانا۔ وہ مجھے پکارے گا اور میں اسے جواب دونگا اس کے دکھ اٹھانے کے وقت میں اس کے ساتھ ہوں گا میں اسے چھڑاؤنگا اور اسے عزت دونگا میں اسے عمر کی درازی سے سیر کروں گا اور اپنی نجات اسے دکھاؤنگا۔ (بلفظہ زبور۹۱ آیت ۱۵۔۱۶)

He shall call upon me, and I will answer him: I will be with him in trouuble, I will deliver him, and honour him.

With long life will I satisfy him and shew him my salvation. (Psalm, 91:15-61)

توضیح: اس پیش گوئی کے مطابق خدا نے مسیح کو تکلیفوں سے چھڑایا اور عزت کے ساتھ اونچے آسمان پر بٹھایا اور عمر کی درازی سے سیر کیا اور آخر کو نجات ابدی دے گا۔

زبور: میں بہتوں کے بیچ اس کی حمد گاؤں گا کیونکہ وہ مسکین کے داہنے ہاتھ پر کھڑا ہے تا کہ اس کو ان سے جو اس کی جان پر فتوی دیتے ہیں رہائی دیں (بلفظہ زبور۱۰۹ آیت ۳۱)

For he shall stand at the right hand of the poor, to save him from that condemn his soul. (Psalam 109:31)

انجیل۔ اور وہ یہ کہے کہ ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے د

کھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے اور کہنے لگے اے جلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا (بلفظہ رسولوں کے اعمال باب اول آیت ۹۔۱۱)

And when he had spoken these things, while they beheld, he was taken up; and a cloud received him out of their sight.

And while they looked steadfastly to ward heaven as he went up, behold, two men stood by them in white apparel;

Which also said, ye men of Galilee, why stand ye gazing up into heaven? this same Jesus, which is taken up from you into heaven, shall so come in the manner as ye have seen him go into heaven. (The acts 1 :9-11)

انجیل: پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تاکہ خداوند کریم کے حضور سے تازگی بخش ایام آئیں اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی ضرور ہے کہ آسمان اسی لئے رہے اسی وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا، (بلفظہ اعمال باب ۳ آیت ۱۹۔۲۱)

Repent ye therefore, and be converted, that your sins may be blotted out, when the times of refreshings shall come from the presence of the Lord. (The Act, 3 : 19)

توریت اور انجیل سے حضرت عیسیٰ کا آسمان پر سے زمین پر اتارنے کا مطابق آیات واحادیث کے ثبوت

توریت: میں نے رات کی رؤیتوں کے وسیلے دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدم زاد کی مانند ۲۰۸۶ء۔ آسمان بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام (امام مہدی) تک پہنچا (بلفظہ دانیال باب ۷ آیت ۱۳)

I saw in the night visions, and, behold, one like the Son of man came

with the clouds of heaven, and came to the Ancient of days, and they brought him near before him. (Daniel 7 :13)

۲۔ انجیل متی: اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے خلوت میں آ کر اس کے پاس آ کے کہا کہ ہم سب کو یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور زمانہ کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے؟ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور ان کو گمراہ کریں گے۔

۲۳۔ اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اسے نہ ماننا کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آئیں گے۔

۲۶۔ پس اگر وہ تمہیں کہیں کہ مسیح بیابان میں ہے تو باہر نہ جاؤ۔ یا کہ دیکھو وہ کوٹھڑی میں ہے تو نہ مانیو کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندھ کر پچھّم تک چمکتی ہے ویسا ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ (بلفظہ انجیل متی باب ۲۴)

3.And as he sat upon the mount of olives, the disciples came unto him privately, saying, tell us, when shall these things be? and what shall be the sign of thy copming, and of the end of the world.

5. For many shall come in my name, saying, I am Christ; and shall deceive many.

11. And many false prophets shall rise, and shall deceive many.

23. Then if any man shall say unto you, Lo, here is Christ, or there; believe it not.

24.For there shall arise false Christs, and false prophets, and shall shew great signs and wonders; insomuch that, if it ever possible, they shall deceive the very elect.

26. Wherefore if they shall say unto you, Behold he is in the desert; go not forth; behold he is in the secret chamber; believe it not.

27. for as the lightening cometh out of the east, and shineth even unto the swest; so shall also the coming of the Son of man be. (Matthew 24).

۳۔ انجیل مرقس: کل مضمون مطابق انجیل متی کے ہے کہ جھوٹے مسیح پیدا ہوں گے اور آیت ۲۶، اس وقت ابن آدم کو بادلوں پر بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گے (بلفظہ باب ۱۳)

And then shall they see the Son of man coming in the clouds with great power and glory. (Mark 31 : 26)

انجیل لوقا: اور تب لوگ ابن آدم کو بدلی میں قدرت اور بڑے جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گے (بلفظہ باب۱۲ آیت ۲۷)

پس ان تمام کتب بائبل میں اور بھی کثرت سے حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر تشریف لے جانا اور بحکم خداوند کریم قرب قیامت تشریف واپس لانا درج ہے اور یہی قرآن شریف اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی توضیح مرام میں لکھا تھا کہ:

> بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں میں حضرت عیسیٰ کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ (دیکھو ص ۳)

الحمدللہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے چیلنج توڑنے کے لئے احادیث صحیحہ مرفوعہ متواترہ اجماعیہ نقل کر دی گئی ہیں۔ علاوہ اس کے انجیل برنباس وتورات وانا جیل مروجہ سے بھی مفصل طور پر ثابت کر دیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قریب قیامت کو زمین پر نزول فرمائیں گے اور پھر اپنے وقت پر ارتحال فرمائیں گے اور روضہ مطہرہ حضرت رسول اکرم ﷺ میں دفن ہوگے اس وقت تک قبر کے لئے جگہ موجود ہے احادیث واخبار سے بخوبی ثابت ہے۔

اب ہم خارق اجماع کی وعید بھی صرف قرآن شریف سے ہی نکال کر پیش کرتے ہیں تا کہ اس پر حجت نہ ہو اللہ فرماتا ہے:

> و من یشا قق الرسو ل من بعد ما تبن له الهدی و یتبع غیر سبیل المو منین نو له ما تو لی و نصله جهنم و سا ء ت مصیرا

(النساء ۱۱۵) جس شخص نے مخالفت کی رسول ﷺ کی بعد اس کے کہ ہدایت اس کو ظاہر ہو گئی اور چلا اس راہ پر جو مومنوں اور مسلمانوں کی نہیں ہے تو پھیر دیں ہم اس کو جدھر وہ پھرا ہے اور اس کو جہنم میں پہنچائیں گے اور وہ بری جگہ ہے

دیکھئے اس میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی مخالفت حضرت رسول اکرم ﷺ سے پوری پوری ثابت ہے اور تمام مسلمانوں کی راہ کی بھی سخت مخالفت ہے حتی کہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین آئمہ مجتہدین و محدثین اجمعین و علماء کرام و صوفیائے عظام اربعہ سلاسل علیھم الرحمة کلھم اجمعین کے طریق مستقیم سے بھی دور اور نفور ہیں پس اس وعید الٰہی و نصله جهنم و ساء ت مصیرا کے نیچے صاف صاف ہیں

اس پر خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے راقم کو ایک نکتہ بھی بطور الہام یا القاء سمجھایا ۔ وہ یہ کہ اس آیت شریفہ کے اعداد جملہ ۱۰۸۷ ہیں جن ان میں احمدی قادیانی کے اعداد جمل (جو اس وعید کے مستحق ہیں) ۲۳۹ جمع کئے جائیں تو پورے ۱۳۲۶ ہوتے ہیں جو مرزا صاحب کی سن وفات کی تاریخ ہے پس اس وعید کے پورے پورے مصداق مرزا قادیانی اور احمدی ہیں اللہ غنی کیسا اچھا نشان خدائی ہے

مرزائیو احمدیو قادیانیو اب بھی توبہ کا وقت ہے گمراہی اور ارتداد کو چھوڑ کر مسلمان بن جاؤ اللہ تعالی تمہارے حال پر رحم کرے ۔

قولہ: اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہو گا ۔ جس طرح چاہیں اپنی تسلی کر لیں ۔ انتھی کلام المرزا

اقول: احادیث مرفوعہ ہم نقل کر چکے ہیں ۔ لائے کون اپنے باپ کا بیٹا پکا فدائی مرزائی ہے جو مرزا قادیانی کے وعدے کو پورا کرے؟ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں بہتیری اس قسم کی شرطیں لگائیں لیکن ایک بھی پوری نہ کی اب میاں فرزند علی کو پوری کرنی چاہیے ورنہ ہم نے سمجھا ہوا ہے کہ جھوٹوں کے وعدے جھوٹے ہی ہوا کرتے ہیں اوفوا بالعقود حکم خداوندی کی تعمیل کرنا مسلمانوں کا کام ہے

مرزا قادیانی وعید مندرجہ بالا کے مطابق اپنی جگہ جا بسے اب شرط کا روپیہ کون دے؟ وعدہ ایفا کون کرے؟ کتابوں کو جلائے توبہ کون کرے؟ اس کی تسلی کون

کرے؟ مرزائیو اگر خدا کا خوف ہے اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کی عظمت دل میں رکھتے ہو تو اس کی تعمیل صدق سے کرو شرط کا روپیہ ہم نے تم کو معاف کیا باقی کتابیں تو جلا ڈالو۔ تو یہ تو آسان امر ہے اس کو ہی سچے دل سے کرو۔

قول فرزند علی۔ اس چیلنج کا جواب نہ آج تک کسی نے دیا ہے، اور نہ آئندہ کسی سے امید ہے۔ یہ اتمام حجت کے لئے کافی ہے

اقول:

ہر آن کرمے کہ در سنگ نہاں است
زمین و آسمان و او ھماں است

کسی نے ایک چاہ کے مینڈک سے پوچھا کہ بتلاؤ سمندر کتنا بڑا ہوتا ہے؟ مینڈک نے ایک دو پھدکیاں ادھر ادھر لگا کر کہا کہ اتنا بڑا ہوتا ہے، لیکن چاہ کے دائرہ کے برابر نہیں۔ چونکہ مینڈک نے سمندر کبھی دیکھا بھی نہ تھا اس لئے اس نے سمندر کو چاہ سے بڑا نہ سمجھا۔ یہی حالت فرزند علی اور دیگر مرزائیوں کی ہے

انہوں نے سوائے تحریرات و اشتہارات مرزا قادیانی کے اور کچھ نہیں دیکھا، اور نہ اس چاہ محدود بدائرہ سے باہر کی ہوا کھائی ہے، اس لئے ان کو مرزا قادیانی کی ہی تحریر سمندر سے بڑی نظر آئی۔ لو ہم ان کی وسعت نظری کی تشخیذ کے لئے بتاتے ہیں کہ کتنی دفعہ یہ چیلنج مرزائیہ بری طرح ٹوٹ کر ریزے ریزے ہو چکا ہے اور مرزا جی کے دم میں دم نہیں رہا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی کو معلوم تھا کہ ہمارے مرزائی چاہ کے مینڈک ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ باہر بھی کچھ دنیا آباد ہے، چلو بڑھانک دو، کس کو پتہ چلے گا کہ اس بحث حیات و ممات عیسی میں ہماری کرکری ہو چکی ہے۔ اسی پر میاں فرزند علی اور دیگر مرزائی بھی پھدکیاں لگانے لگ گئے۔ حسب ذیل کتب چیلنج کو توڑنے والی اور ناقص ادعاء مرزا جی تصنیف ہو چکی ہیں جن کی مرزائیوں کو مطلق خبر نہیں:

پہلی کتاب: شفاء للناس۔ تصنیف مولانا محمد عبد اللہ صاحب شاہ جہان پوری جو ۱۳۰۹ میں مطبع انصاری دہلی میں طبع ہوئی جس میں اعلام الناس مولفہ مولوی محمد احسن امروہی کی تردید بوجہ احسن ہو چکی ہے۔

دوسری کتاب۔ الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح۔ تصنیف مولا

نا مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی جس میں وہ مناظرہ درج ہے جو بمقام دہلی ۱۳۰۹ھ کو مرزا غلام احمد قادیانی سے ہوا اور مرزا قادیانی مناظرہ سے فرار ہوکر قادیان میں بے دم ہوکر پہنچ گیا اور تمام چیلنج خاک میں مل گئے۔

(بابو پیر بخش صاحب لاہوری نے، الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح ، کے بارے لکھا ہے:

یہ وہ مباحثہ ہے کہ مولوی محمد بشیر صاحب کا مرزا قادیانی سے ہوا اور مرزا قادیانی علم نحو سے جواب دینے سے عاجز آ کر علم نحو سے انکار کر کے کہ یہ خدائی علم نہیں مباحثہ چھوڑ کر بھاگے اور قادیان میں آ دم لیا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی نسبت حکیم نورالدین نے کہا کہ پس یہ کتاب حیات مسیح میں ایسی ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔ (مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی۔ پیر بخش۔ص ۸۷) (غلام رسول راجے کی مرزائی اور سکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور جون ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ جواب الجواب شامل کر کے جولائی ۱۹۲۲ء میں شائع کیا گیا۔

اور اپنی ۱۹۲۴ء کی تصنیف ،الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح، میں بابو پیر بخش صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

اب میں ذیل میں مولوی محمد بشیر صاحب کے وہ زبردست دلائل درست کرتا ہوں جو انہوں نے مباحثہ دہلی میں پیش کئے اور مرزا قادیانی سے کوئی ان کا جواب نہ بن آیا اس لئے مرزا جی مباحثہ نامکمل چھوڑ کر بھاگ گئے (ص ۱۲۔۱۳۔منقول از احتساب قادیانیت جلد ۱۲)

اور مولانا محمد عالم آسی نے ۱۹۳۱ء میں الکاویہ علی الغاویہ میں لکھا ہے:

اکتوبر ۱۸۹۱ میں مرزا قادیانی، دہلی گئے اور وہاں میاں مولوی نذیر حسین کو مخاطب کر کے اشتہار دیا (اشتہار بمقابل مولوی سید نذیر حسین دہلوی) کہ: چونکہ آپ نے مجھے ملحد کہا ہے اور خود احادیث نبویہ کے خلاف حیات مسیح کا قول ثابت کرتے ہو سخت افسوس ہے تمہارے طعن سے امام ابوحنیفہ بھی نہیں بچ سکے تو ہم کس طرح بچ سکتے تھے مولوی عبدالحق کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ گوشہ نشین ہیں ..اس لئے ان کو مخاطب نہیں کیا جاتا آپ حیات مسیح پر مناظرہ کریں تاکہ باہمی فیصلہ ہو جائے۔

اس اشتہار کے شائع ہونے پر میاں صاحب کے شاگرد جمع ہو گئے اس وقت مرزا قادیانی کوٹھی نواب لوہارو بلی ماراں میں مقیم تھے حاجی محمد احمد صاحب نے بھوپال سے مولوی محمد بشیر صاحب کو بلوا کر مناظرہ مقرر کیا مولوی صاحب نے حیات مسیح کا ثبوت اپنے ذمہ لیا۔ بحث کوٹھی لوہارو میں ہوئی اور فریقین کے دس دس آدمی منتخب کئے گئے جن میں مولوی عبدالمجید اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی شمولیت سے انکار کیا گیا۔مولوی صاحب نے پانچ دلائل حیات مسیح کے متعلق لکھ کر پیش کئے جس کا جواب نے کل دس بجے پر ٹال

دیا آخر دوسرے روز جواب دیا مگر جلسہ میں اسے پڑھ کر نہ سنایا اور چھ دن تک تین تین پرچے تیار ہو گئے چوتھا پرچہ شروع ہی تھا کہ مرزا قادیانی نے عذر کیا کہ میرے خسر بیمار ہیں بحث ادھوری چھوڑ کر دہلی سے مرزا قادیان کو روانہ ہو گئے جس میں مرزا قادیانی کو سخت شکست ہوئی اور مولوی صاحب نے اس بحث کے متعلق رسالہ الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح لکھ کر شائع کیا جسکا جواب مرزائیوں سے نہ بن پڑا (الکاویہ علی الغاویہ ج ۱ص ۶۴۔۶۵)

تیسری کتاب ۔ ایراد الحق الصریح بہ اثبات حیات المسیح ۔ تصنیف مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب پٹیالوی ۔ ۱۳۰۹ھ میں مطبع نظامی لدھیانہ میں طبع ہو کر شائع ہوئی ۔ یہ مناظرہ بھی مرزا قادیانی کا پٹیالہ میں اسی حیات ممات المسیح میں دہلی کے مناظرہ کے بعد ایک ہی ماہ میں ہوا ۔ لیکن مرزا قادیانی بہت بری طرح پہلوئے فرار اختیار کر کے چلے گئے ۔

چوتھی کتاب الہام الصحیح فی اثبات حیات المسیح ۔ عربی ۔ تصنیف حضرت مولانا غلام رسول فاضل امرتسری نقشبندی ۱۳۱۱ھ مطبع روز بازار امرتسر میں طبع ہو کر شائع ہوئی ۔ فاضل بزرگ نے مرزا قادیانی کے دعوی چیلنج کی ایسی خبر لی کہ قلعی کی طرح پگھل گئے ۔ اس کے اخیر پر اعلان دیا گیا کہ مرزا قادیانی یا کوئی اور مرزائی پہلے کسی استاد سے اس کتاب کو سبقاً پڑھیں ۔ اگر جواب دیں تو ایک ہزار روپیہ انعام کے طور پر دیا جائے گا ۔ اٹھارہ سال ہو گئے مگر افسوس نہ تو خود مرزا قادیانی اور نہ کسی اس کے حواری نے اب تک کوئی جواب دیا ۔

پانچویں کتاب ۔ شمس الہدایۃ فی اثبات حیاۃ المسیح ، تصنیف مولانا پیر مہر علی شاہ جو ۱۳۱۷ میں مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی ۔ اس کتاب پر محمد احسن امروہی مرزائی نے کچھ ہرزہ سرائی کی ، مگر پھر پیر صاحب نے ایک ایسی کتاب مبسوط لکھ دی جس کا نام :

چھٹی کتاب سیف چشتیائی یعنی حجۃ اللہ البالغہ علی شمس البازغہ ہے یہ کتاب مطبع مصطفائی لاہور میں ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوئی اور حضرت مصنف نے مفت تقسیم فرمائی ۔ مرزا قادیانی اور مرزائی دم بخود ہو کر رہ گئے ۔

..نہایت افسوس کی بات ہے کہ مرزا قادیانی کا ایک بوسیدہ چیلنج لا کر دکھلا دیا

اور یہ دھوکا دیا کہ کسی نے اس کا آج تک جواب نہیں دیا۔جھوٹ بھی ہوتو ایسا ہی ہو کہ کمال تک پہنچ جائے

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

لومیاں فرزندعلی! اور کمیٹی سے اس رسالہ (فرزندعلی) کو لکھنے والو، اب تم پر ایسی اتمام حجت ہوگئی ہے کہ تم قیامت تک بھی سرنہیں اٹھا سکو گے۔ نہ اب تک ان کتابوں کے جواب تم سے ہوئے ،اور نہ آئندہ ہوسکیں گے۔خواہ سارے مرزائی جمع ہو کر ناخنوں تہ زور لگائیں۔اور سینکڑوں کتابیں اس فرقہ مرتدہ کی تردید میں ہو چکی ہیں مگر کچھ نہیں

بے حیا باش ہرآنچہ خواہی کن

ہمارا ارادہ اس کے لکھنے کا صرف یہ ہے کہ آپ لوگوں کی سمجھ میں کسی طرح سے یہ آ جائے کہ فی الواقع تم لوگ اسلام سے پھر گئے ہو۔اور ہمارے مسلمان بھائی بھی سمجھ لیں کہ واقعہ آپ لوگ اسلام سے نکل گئے ہیں اور توبہ نصوصا سے پھر اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالی اپنا رحم فرمائے۔

ر بنالا تز غ قلو بنا بعد اذ هد يتنا و هب لنا من لد نك ر حمة انك انت الو ها ب

و صلى الله على خير خلقه محمد و آ له و ا صحا به و اتبا عه ا جمعين بر حمتك يا ار حم الرا حمين

شیرنواب خاں حنفی مجددی قصوری۔
فیروز پور یکم اپریل ۱۹۱۱ءمطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ۔

جمعیت خاطر

دو انسپکٹروں کا دو دلا مکاتبہ
خوان ارمغان

اس میں وہ خط و کتابت ہے جو درمیان قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ اور مولوی غلام رسول مرزائی انسپکٹر پولیس فیروز پور ہوئی درج ہے جس کا جواب مولوی غلام رسول صاحب باوجود سخت درسخت وعدوں کے نہیں دے سکے۔ بانتظار مدت مدید شائع کی گئی۔ مرزا صاحب قادیانی مدعی رسالت ونبوت وخدائی کے دعاوی پر نہایت تہذیب کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے منصف مزاج کے لئے نہایت عمدہ سبق ہے ہر سہ نام اس خط و کتابت کے تاریخی ہجری وعیسوی ہیں۔ صرف ایک کاپی اور ٹائٹل پیج سول اینڈ ملٹری نیوز پریس میں شائع ہوا۔

(چونکہ یہ خط و کتابت ۱۹۱۲ء تک کی ہے سوائے ایک آدھ آخری خط کے اس لئے اسے اپنے سلسلہ کتب میں شائع کیا جا رہا ہے۔ بہاء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قاضی فضل احمد کا پہلا مکتوب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از جانب خاکسار فضل احمد انسپکٹر لودیانہ

بخدمت مخلص مکرم حضرت میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس زادشوقہ

بعد از لوازم مسنون آنکہ۔

اگرچہ ملاقات جسمانی وقوع میں نہیں آئی لیکن بندہ میاں محمد بخش صاحب ہیڈ کنسٹیبل اول ضلع لائل پور سے جو آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں آپ کی تعریف سننے کا فخر رکھتا ہے (جب کہ میں لائل پور میں ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء میں تعینات تھا) نیز خاں صاحب منشی محمد بہرام خان صاحب پنشنر انسپکٹر لودیانہ سے آپ کی

تعریف سننے میں آتی رہتی ہے ایک مضمون بھی آپ کا مسماہ معیار صداقت انہیں سے مجھے ملا (یہ مضمون معیار صداقت مجھے خان صاحب نے بغرض مطالعہ اور جواب بھیجا تھا)

میں سب سے پہلے آپ کو دنیاوی عروج ترقی درجہ انسپکٹری کی مبارک باد دیتا ہوں۔ (انہیں دنوں میں آپ کی ترقی درجہ انسپکٹری پر ہوئی) بعد اسکے آپ کے مضمون کے مطالعہ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ سے دو تین باتیں دریافت کرنے کی تکلیف دہی کی جرأت کروں اور بوجہ تعریف اور اسلامی ہمدردی اور ہم عہدہ وصیغہ ہونے کے لحاظ سے امید کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر ان کے جوابات جلد ارسال فرمانے میں دریغ نہیں فرمائیں گے۔ آپ کے جواب موصول ہونے کے بعد آپ کے اشتہار یا مضمون پر مزید غور کرنے کی سعی کرونگا

سوال حسب ذیل ہیں:

اول: کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور ان کے منکر یا مکذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں۔

دوئم۔ کیا آپ مرزا صاحب کے کل الہامات کو قطعی یقینی اللہ تعالی کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔

سوئم: کیا آپ نے مرزا صاحب کی کل تصانیف یا تالیفات کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں۔

چہارم: آپ نے اپنی ذات اس مضمون (معیار صداقت کے) پہلے صفحے پر یعنی تمیم (ت م ی م) لکھی ہے اور معلوم ہے کہ آپ کی ذات تھئم (تھ ء ی م) ہے کیا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا؟ صحیح کیا ہے میں ہوں خاکسار اس تکلیف دہی سے معافی کا خواستگار۔

جواب کا منتظر۔ فضل احمد مقام لودیانہ۔

۷ ذی الحج ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۰۹ء

غلام رسول قادیانی کا خط نمبرا بذریعہ پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیپال پور۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۹ء

بزرگ وارم جناب مخدومی ومحترمی زادالطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ ملا مشکور فرمایا مضمون محولہ جواب لکھا ہوا میرا ضرور ہے مگر طبع میں نے نہیں کرایا تھا (کیا آپکی مرضی کے برخلاف طبع ہوا اور بے علمی میں ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا) بجواب سوالات التماس ہے کہ

ا۔ حضرت مرزا صاحب قادیانی کو میں محض کثرت مکالمہ الہیہ کے رنگ میں نبی بروزی مبشر اور منذر مانتا ہوں اور یقین کرتا ہوں۔ منکران کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔

۲۔ حضرت صاحب کے کل الہامات کو منجانب اللہ قطعی یقینی جانتا ہوں۔

۳۔ حضرت صاحب کی جملہ تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے خلاف بھی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور جو مجھے مل سکتی ہیں دیکھ چکا ہوں۔

۴۔ میری ذات دراصل تمیم ہے اور میرے پاس پورا نا شجرہ اور اب سے پیشتر کوئی پچاس برس پہلے کے جس قدر کاغذات خانگی وسرکاری وغیرہ پانچ چھ سو برس تک کے ہیں ان میں قوم تمیم بنی تمیم تحریر ہے لفظ تھہیم تمیم سے بگڑا ہوا ہے۔

میرے پاس اس وقت لفافہ اور کاغذ نہیں تھا اس واسطے کارڈ پر عرض عریضہ کی گستاخی معاف فرمائیں میں اسباب بند کر چکا ہوں ضلع فیروز پور واپس جا رہا ہوں موگا تعیناتی ہے انشاء اللہ یکم کو پہنچونگا وہاں ارشاد ہو۔

والسلام مع الاکرام۔ بندہ: غلام رسول

غلام رسول قادیانی کا خط نمبر ۲ ملفوفہ بجواب خط نمبر ۱

بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
دیپالپور ۲۴ دسمبر ۱۹۰۹ء
کناب مخدومی معظمی ومکرمی قاضی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کل نوازش نامہ کے جواب میں ایک مختصر سا کارڈ جلدی میں عرض کیا گیا تھا آج (دوسرے ہی روز پہلے پوسٹ کارڈ کے بعد یہ خط لکھا گیا) خیال آیا کہ شاید آپ براہ کرم کچھ تحریر فرمائیں گے اس واسطے اپنی پوزیشن کو بجواب سوال اول زیادہ واضح کر دینا ضروری جان کر پھر تکلیف دیتا ہوں (آپکی کون سی پوزیشن: دنیاوی یا دینی ۔ اس پوزیشن سے؟ مرزائیت مراد ہے (ہاں اب آپ کو ہوش آئی ہے اور پہلے پوسٹ کارڈ کے مخالف لکھنا شروع کیا) تا کہ جناب کو مزید سہولت ہو۔

سو عرض ہے کہ میں جناب مرزا صاحب کو مسیح (اب مسیح اور مہدی تحریر کر دیا اور پہلے نبی بروزی لکھا تھا) اور مہدی موعود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہیے تھا میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چلی ہے اور آقائی مولائی حضرت محمد مصطفٰی ﷺ خاتم النبیین ہیں قرآن کریم خاتم الکتب اور اسلام خاتم الادیان ہے کوئی نبی کوئی کتاب اور کوئی دین (ختم نبوت ہے کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا تو پھر مرزا جی نبی کیسے رنگ ونگ کا بہانہ کوئی نہیں جب ان کی نبوت و رسالت کا منکر کافر ہے تو نبی ہونے میں کیا شک رہا) نیا نہیں آ سکتا ۔ یہ تینوں سلسلے قیامت تک قائم ہیں (بیشک تینوں سلسلے قائم ہیں لیکن مرزائیوں کا اس پر ایمان نہیں) مرزا صاحب اسی نبوت کے بروز اسی کتاب اور اسی دین کے خادم ہیں نبوت محمدیہ ﷺ کی صداقت کا ظہور اور ثبوت اور مجدد ہیں ان معنوں میں کثرت مکالمہ الٰہیہ کے رنگ میں نبی ہیں اور مامور ہیں ۔ غرضیکہ ختم نبوت کے لحاظ سے جس رنگ میں مسیح اور مہدی کا آنا جناب کے نزدیک مقرر ہے اسی رنگ میں انہیں مانتا ہوں ۔

رہا ان کے منکر کے متعلق میرے ایمان کا سوال تو مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے اظہار کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جائے خود کفر نہیں سہیڑا تو میں اسے کافر نہیں کہہ سکتا اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو حال جناب اس کے منکر اور مکذب کا خیال فرمائے ہوئے ہیں پس میرا اسی پر قیاس فرما لیجئے۔

دوسرا سوال: الہام کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو من جانب اللہ یقین رکھتا ہوں اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد مانتا ہوں۔

تصنیفات تالیفات کے متعلق گذارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں بعض نہیں بھی پڑھیں مخالف کی بھی اکثر کتابیں بشمول آپکی کتاب کے پڑھ چکا ہوں اور زیادہ بھی مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے اودھر لے جانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔

قوم کے متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں بہت سی دستاویزات اور پرانے کاغذات میرے پاس موجود ہیں پیش بھی کرسکتا ہوں۔ زیادہ نیاز

التماس ہے کہ براہ کرم کچھ تحریر فرمائیں تو مرزا صاحب سے میرے تعلق کو محفوظ رکھئے نہایت ہی مشکور ہونگا اور فیصلہ شدہ مسائل یا جن پر پہلے بہت کچھ لے دے ہو چکی ہو میرے خیال میں ان پر گفتگو بے لطف ہوگی۔

جناب نے نوازش نامہ میں مجھے السلام علیکم سے بھی مخاطب کرنا جائز نہیں رکھا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلحاظ جنات کی نیت کے اس میں کوئی معصیت ہے تو میں اپنی طرف سے آپ کو معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ جناب کو معاف فرمائے۔ والسلام مع الاکرام۔

ہاں میں انشاء اللہ تعالیٰ کل کو یہاں سے روانہ ہوکر ۲۸ تک شہر مگھانہ ضلع جھنگ ۲۹ سے یکم تک خواجہ صاحب کے مکان پر لاہور اور موگا پہنچونگا جہاں چاہیں ارشاد فرمائیں۔ آپ کا: غلام رسول

خط نمبر ۲ مشتمل بر دس سوالات منجانب قاضی فضل احمد

بسم اللہ الر حمن الر حیم
و السلام علی رسو لہ الکر یم و آ لہ و اصحا بہ اجمعین۔
مخلصی مکرمی جناب میاں غلام رسول صاحب زادشوقہ

سلام مسنون ما وجب کے بعد گذارش ہے کہ پہلے آپ کا نوازش نامہ بصورت پوسٹ کارڈ اور بعداس کے آپ کا عنایت نامہ بہیئت خط بجواب نیاز نامہ موصول ہوا اور مشکور فرمایا جن کے مطالعہ سے کہ صلاحیت کی بو آتی ہے آپ جانتے ہیں کہ اگر ضد و اصرار وہٹ دھرمی درمیان میں نہ ہو اور احقاق حق اور راستی کی جستجو بہ نیک نیک بخاطر خالص لمرضات اللہ ہو تو خداوند کریم اس میں اصلاح کی برکت ڈال دیتا اور صراط مستقیم پر پہنچا دیتا ہے اللہ تبارک وتعالی ایسا ہی کرے۔ آمین

اب معافی کے بعد چند سوالات تمہیدی کی تکلیف دے کر ملتجی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے جلد مسرور فرمائیں۔

اول: الف: آپ کل تصانیف وتالیفات واشتہارات مرزا صاحب کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔ اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

ب:۔ اور ان کی کتابوں یا اشتہاروں یا لیکچروں کو جس کو الہامی جانتے ہیں ان کا درجہ قرآن شریف کے برابر ہے یا کم وبیش۔ اگر کم وبیش ہے تو کیوں۔

دوم: جن کتب تصانیف مرزا صاحب کو آپ الہامی نہیں مانتے ان کا مرتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر یا کچھ کم وبیش۔ اگر کم وبیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

سوم: جو آیات قرآن مجید کی مرزا صاحب کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اور مراد وہی ہیں جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں۔

چہارم۔ الف: اگر مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض واقع ہوا تو اذا تعارضا تساقطا ہو جائے گا یا نہیں۔ اور ان میں کس الہام کو صحیح سمجھا جائے گا۔ اول کو یا آخر کو۔ اور اس کی وجہ۔

ب: یا مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض کا وقوع آپ تسلیم نہیں کرتے ہیں۔
ج: کیا مرزا صاحب کے ایسے الہامات بھی ہیں کہ جن کے معنی اور مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں۔
د: جو الہامات مرزا صاحب کے بطور پیش گوئی ہیں وہ پورے ہو گئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے یا نہیں۔
پنجم: تصانیف و تالیفات و اشتہارات و لیکچر وغیرہ جو مریدین مرزا صاحب کے ہیں مثلاً حکیم نور الدین صاحب مولوی عبدالکریم مولوی محمد احسن امروہی، مرزا خدا بخش صاحب، محمد اسماعیل وغیرھم صاحبان کے ہیں وہ بھی قابل سند ہیں یا نہیں۔ درآن حالیکہ وہ تصانیف مرزا صاحب کے ملاحظہ میں آچکی ہوں اور مرزا صاحب نے ان کو پسند فرمالیا ہو۔
ششم: اگر تصانیف مرزا صاحب اور حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح (۱) میں تخالف ہو تو کس کی تحریر قابل سند سمجھی جاوے گی۔
ہفتم: مامور بھی نبی ہوتا ہے یا نہیں۔ اور مامور کا کیا کام ہے۔ مامور کا منکر اور مکذب مسلمان ہوتا ہے یا کافر۔
ہشتم: مبشر اور منذر بھی نبی اور رسول ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے۔ اگر فرق ہے تو کیا۔
نہم: بروز کے کیا معنی ہیں۔ بروزی نبی بھی بعینہ نبی ہوتا ہے یا نہیں۔
بروزی نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیاء سابقین میں ہے یا نہیں
دہم: الف۔ مسیح موعود کے منکر یا مکذب کو بھی آپ مسلمان جانتے ہیں یا نہیں (یہ جواب صحیح نہ ہوگا کہ جو کچھ آپ جانتے ہیں وہی میں جانتا ہوں)
ب: مرزا صاحب مثیل مسیح ہیں یا مسیح موعود، یا مسیح ابن مریم ہیں یا نہیں۔
ج: اور عیسیٰ یا مسیح یا یسوع ایک ہی ہیں یا جدا جدا۔
تلک عشرۃ کاملہ۔ جواب سے بہت جلد مشکور فرمائیں تخفیف تکلیف
و السلام علی من اتبع الھدی۔ مطابق ٦ جنوری ۱۹۱۰ء۔ فضل احمد

خط نمبر ۳ بجواب سوالات منجانب غلام رسول قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلہ علی رسولہ الکریم
۸ جنوری ۱۹۱۰ء۔ مکرم و معظم بندہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نوازش نامہ آج ہی کی ڈاک میں اسی وقت ملا۔ مشکور فرمایا۔ جزاک اللہ میں اور مجھ (میرا ایمان ہے کہ آپکی نیک نیت ہے واقعی یہ ایمان آپ کا صحیح ہے۔ منہ) میں صلاحیت کی بو، یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ میرا ایمان ہے کہ آپ کی نیت نیک ہے۔ بہر حال میں آپ کے واسطے دعا کرتا ہوں آپ میرے واسطے دعا فرماویں، میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہمدردی ہے۔

رہے سوالات کے جواب سو عرض ہے کہ نہ میں عالم نہ مولوی نہ ملاں ہوں بحث ان کا حصہ ہے ناخواندہ اور اجڈ پولیس کا سپاہی ہوں ہڈیاں گوشت پوست خون سب پولیس کا ہے اور وہ آپ کے متقی ذات والے استثنٰی کی پولیس نہیں، بلکہ وہ پولیس جو کہ بدنام ہے۔ یہ تو ہے میرا اتقاء محض تعمیل ارشاد میں کچھ ٹوٹا پھوٹا جواب الفاظ میں میرے ایمانیات کا مجھے آسکتا ہے عرض ہے۔

۱۔ الف۔ تصانیف و تالیفات اور اشتہارات وغیرہ میں سے جس عبارت کو مرزا صاحب نے الہام کہا ہے اسے الہام مانتا ہوں باقی کو انکی اپنی تصنیف یا جو کچھ وہ فی نفسہ ہو۔

ب۔ الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے کے الہام کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں ہاں دوسری صورت میں قرآن مجید قائم بالذات کتاب ہے اور قدیم العمل قانون شریعت اور مرزا صاحب کے الہامات مبشر اور منذرات ہیں اسی کتاب پاک کی تصدیق کے۔

۲۔ احادیث اور تصانیف مرزا صاحب کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے۔ توجیہ خود عیان ہے۔

۳۔ یہ ایک لمبی بات ہے مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں میرے ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ

تؤتی اکلها کل حین ہے میرا ایمان ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید کو ایسا سمجھا جو سمجھنے کا حق ہے اور اسے اللہ تعالی نے سمجھایا جو معنی قرآن مجید کے اس نے کئے ہیں وہ صحیح ہیں اور جن آیات قرآن کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں (اگر یہ صحیح ہے تو مرزا صاحب نے تو فی کے معنی: پوری نعمت دونگا، کئے ہیں اور اب موت کے معنی کئے جاتے ہیں صحیح معنوں کو چھوڑا جاتا ہے) جو مہبط بیان کرتا ہے

۴۔الف ۔ میرا ایمان ہے کہ کبھی الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔

الٰہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے قرآن مجید جیسے اتم اکمل بے مثل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں

فا عتبروا یا اولو الا بصار۔

ج ۔ ہاں میرا ایمان ہے ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا یہاں بھی وہی متشابہات اور محکمات کا اہتمام ہے۔

د ۔ پیش گوئیوں کی نسبت میرا ایمان ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی ۔ انشاء اللہ تعالی۔

۵ ۔ حکیم نورالدین صاحب، قبلہ مولوی عبدالکریم صاحب، فاضل امروہی مخدوم، مرزا خدا بخش صاحب، محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور با خدا بزرگ پہنچے مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک سند ہے۔

۶ ۔ میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں تخالف ناممکن ہے بفرض محال آپ کی خاطر مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہوگا۔

۷ ۔ ہاں مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے نبی کا منکر اس کا کافر ہے میری سمجھ میں کافر کے معنی ہی انکار کرنے والے کے ہیں۔

نوٹ ۔ میرے خیال میں اس مسئلہ پر میں پہلے عریضہ میں اپنے اعتقاد کی کافی روشنی ڈال چکا ہوں ۔

۶ ۔ ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پنساری ہو سکتا ہے ایک چانول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا اور ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ہر بشارت اور ہر انذار کا کوئی حق نبی یا رسول ہونے کا نہیں ہے۔

۹۔عین عین ہے اور بروز بروز۔ بروز عین تو تو بروز کیسا
ب۔ نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے ڈرتا ہوں۔
ج۔ ایلیاہ کا بروز ایک رنگ میں یحیٰ نبی ہوا۔
۱۰۔ اس کا جواب ذرا مشکل ہے مسلمان کو کافر کہنے میں تو ڈرتا ہوں مگر وہ آپ کفر سہیڑے تو مجبوری ہے۔ مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر کہونگا۔
ب۔ مرزا صاحب مسیح ابن مریم ہیں، مثیل مسیح ہیں، مسیح موعود ہیں، مہدی معہود ہیں، کرشن اوتار کلکی اوتار، بروز محمد ﷺ ہیں اور یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔
ج۔ عیسی علیہ السلام مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے یسوع میرا واقف نہیں۔
تلک عشرۃ کاملہ۔ جواب بواپسی ڈاک عرض ہے السلام علی من اتبع الھدی۔
کمترین: غلام رسول تمیم احمدی

خط نمبر ۳ منجانب قاضی فضل احمد: سوال و جواب پر بحث

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔
ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی ذلک لمن خشی ربہ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار
منشاء تحریر: ان ارید الا الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب
میں سچ کہتا ہوں کہ میرا ارادہ سوائے اصلاح باہمی کے اور کچھ نہیں اس کے لئے خداوند کریم کو ہی توفیق اور استطاعت ہے میں اسی پر بھروسہ اور رجوع کرتا ہوں۔
مکرمی و معظمی جناب مولوی غلام رسول صاحب
بعد ما وجب مسنون آنکہ۔ نوازش نامہ بجواب نیاز نامہ صادر ہوا شکر یہ ہے

جزا ك الله ۔حسب ارشاد آپ کے میں بھی اسی طرح آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم بطفیل حضرت رسول کریم ﷺ صراط مستقیم کی تفہیم عنایت فرمائے۔آمین ثم آمین۔

آپ کا فرمانا کہ میں عالم نہ مولوی نہ ملاں ہوں بحث ان کا حصہ ہے۔

جناب من! اگر یہ تحریر آپ کی کسر نفسی پر محمول نہیں تو مجھے افسوس سے کہنا ہوگا کہ آپ کی تحریر کی صداقت میں شبہ ہے کیونکہ آپ کی معیار صداقت (نوشتہ ومطبوعہ اگست ۱۹۰۹ء بدر پریس قادیان آپ کا معرفت منشی محمد بہرام خان پنشنر انسپکٹر رئیس لودہانہ جو میرے مہربان اسلامی اورسلسلہ نقش بندیہ کے بھائی ہیں ملا تھا جس کا ذکر میں نے اپنے خط میں جو مولوی غلام رسول انسپکٹر کو لکھا تھا موجود ہے ان کے فرمانے اور ارشاد کے مطابق خط وکتابت عمل میں آئی انہوں نے اپنی نیک دلی اور محض اصلاح باہمی کی غرض سے فرمایا تھا، ہوئی خدا نیک اثر پیدا کرے۔آمین) کے پہلے ہی صفحہ پر آپ کا نام مولوی غلام رسول، لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر آپ کا انکار غیر صحیح اور بے سود ہے اگر آپ کہیں کہ دوسرے نے لکھ دیا جو اس کی ناواقفیت ہے مگر ایسا ہونا آپ کی رضامندی کے سوا ذرا مشکل ہے۔

خیر اب میں جناب کے نوازش نامجات اور معیار صداقت کو سامنے رکھ کر عرض کرتا ہوں اور چاہتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ میں بہت ہی اختصار کے ساتھ عرض کرنگا، اورحتی الوسع مرزا صاحب کی تحریرات ہی پیش کرونگا، یاخلیفۃ المسیح یا دیگر آپ کے مسلمہ عالم کی تحریات۔

میں نہایت خوش ہونگا کہ آپ ان پر غور سے توجہ فرمائیں گے اور حسب تحریر آپ کے حتی الامکان پرانی بحثوں کی طرف نہیں جاؤنگا۔ان شاء الله تعالی

اس وقت تک تو آپ کا خیال ہے کہ میں حق پر ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اوراس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے ایک ہی حق پر ہوگا۔ میں تو اسی حق پر ہوں جس پر تمام مسلمان حضرت رسول اکرم ﷺ سے لے کر اب تک چلے آئے ہیں اورآپ بھی ہمارے میں سے نکل کر ایک جدید عقائد کی طرف راجع ہوئے ہیں میرا حق پر ہونا مسلمہ کافہ اسلام ہے آپ کا حق پر ہونا مشتبہ اور مظنون ہے تاہم ہر شخص کل حزب بما لدیھم فرحون کے مصداق ہے۔ لیجئے میں عرض کرتا ہوں۔

سوال اول مندرجہ عریضہ اول:

کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کران پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اور ان کے منکر یا مکذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ

ا۔ حضرت مرزا صاحب کو قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی مبشر اور منذر مانتا ہوں ماموریقین کرتا ہوں منکران کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں

جواب بذریعہ خط ثانی

میں جناب مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی موعود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہیے تھا میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی نبی کوئی دین نیا نہیں آ سکتا۔ مرزا صاحب اس نبوت کے بروز ہیں اور مجدد ہیں ان معنوں میں کثرت مکالمہ الہیہ کے رنگ میں مسیح ہیں اور مہدی ہیں۔ ہاں ان کے منکر کے متعلق میرے ایمان کا سوال سو وہ مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے اظہار کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جاوے خود کفر نہیں سہیڑا، میں اس کو کافر نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہوسکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو خیال جناب اس کے منکر اور مکذب کا فرمائے ہوئے ہیں، پس میرا ایمان اسی پر قیاس فرما لیجئے۔

تیسرے خط کا دسواں جواب متعلقہ

اس کا جواب ذرا مشکل ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے میں ڈرتا ہوں مگر وہ آپ کفر سہیڑے تو مجبوری ہے مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر کہوں گا۔

ب۔ مرزا صاحب ابن مریم ہیں، مثیل مسیح ہیں، مسیح موعود ہیں، مہدی مسعود ہیں، کرشن اوتار ہیں، کلکی اوتار ہیں، بروز محمد ﷺ ہیں۔ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

اقول باللہ التوفیق۔ جناب من! مجھے آپ معاف فرمائیں گے اگر میں پہلے ہی کہہ دوں کہ آپ نے کتب تصانیف مرزا صاحب کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں فرمایا۔ اگر آپ کی تحریر صحیح مان لوں کہ آپ نے تصانیف مرزا صاحب کو پڑھا ہے، تو میں یہ

ضرور کہونگا کہ آپ نے خوب غور سے بالا ستیعاب نہیں پڑھا، جیسے کہ ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالی۔ ایک ہی سوال میں کیسے پیچ و ہیچ کئے ہیں۔ پہلے تو آپ نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب کو میں نبی بروزی اور مبشر اور منذر جانتا ہوں۔ اور اس کے منکر مسلمان کو مسلمان جانتا ہوں۔

پھر دوسرے خط میں لکھ دیا کہ میں مرزا صاحب کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں ان کے منکر کا حال جو آپ خیال فرماتے ہیں میری طرف سے بھی وہی خیال فرما لیجئے۔ یعنی جیسے مسلمان لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسی قیامت کو آسمان سے نزول فرمائیں گے اس کا انکار کرنا کفر ہے اسی طرح مرزا صاحب بھی وہی مسیح ہیں ان کا انکار بھی کفر ہے۔

لیکن تیسرے خط کے جواب میں آپ نے لکھ دیا کہ میں مسلمان کو کافر کہنے سے ڈرتا ہوں مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہوں گا۔

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کو پورا نبی خیال نہیں فرماتے اور نہ ہی مسیح موعود تصور فرماتے ہیں، ورنہ فوراً کہہ دیتے کہ مرزا صاحب کا منکر کافر ہے جیسے کہ میں مرزا صاحب اور ان کے علماء مسلمہ کے اقوال دکھلاؤنگا کہ جن میں صاف درج ہے کہ مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں ان کا منکر کافر ہے۔

یہ جو کچھ آپ نے مرزا صاحب کو مسیح ابن مریم، مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی مسعود، کرشن اوتار کلکی اوتار وغیرہ تسلیم کیا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں یا تو مرزا صاحب کی تحریرات کتب یا الہام ہیں جس کی وجہ سے آپ ایسا ایمان رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے آپ مرزا صاحب کے ان دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن میں متعجب ہوں کہ جن دعووں کو مرزا صاحب خود مشتبہ اور ظنی تصور کر کے انکار کر چکے ہوں اور ان پر ایمان لانے کی تاکید نہ کی ہو، تو پھر آپ نے ان کو نظر انداز کیوں کر دیا۔

دو باتیں ہیں۔ یا تو آپ نے ان ستاویزوں کو ملاحظہ نہیں فرمایا، یا یہ کہ دانستہ اغماض کیا ہے۔

میں ان مقامات کو آپ کے رو برو پیش کرتا ہوں۔ آپ ذرہ غور فرمائیں۔

۱۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح ابن مریم ہیں۔ لیکن مرزا صاحب یوں فرماتے ہیں:

میں نے یہ دعوی ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص میرے پر یہ الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔(ازالہ اوہام طبع ثانی ص ۹۳)

فرمایئے مرزا صاحب آپ کے حق میں کیا فرما رہے ہیں۔

۲۔آپ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب مثیل مسیح ہیں۔

لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں:

میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے میرا یہ بھی دعوی نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار مثیل مسیح آ جائیں۔ یہی احادیث نبویہ سے نکلتا ہے۔(ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۹۹)

۳۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔

مرزا صاحب یوں فرماتے ہیں:

الف: اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔(ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۹۰)

ب: یہ عاجز (مرزا قادیانی) مجازی اور روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی قرآن مجید اور حدیث میں خبر دی گئی ہے کیونکہ براہین میں صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کر دیا گیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے جس کی اللہ اور رسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے۔ ہاں اس بات سے اس وقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شائد پیش گوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ پیدا ہو۔

(ازالہ اوہام طبع ثانی ص ۱۳۱)

ج: اس بیان کے رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آ سکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا۔(ازالہ اوہام۔طبع ثانی۔ص ۹۸)

د: اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہوا ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آوے گا بلکہ مین مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو (ازالہ اوہام۔طبع اول ص۲۹۴۔۲۹۵)

۴۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب، مہدی مسعود ہیں۔

لیکن مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

الف۔ لا مهدی الا عیسی ابن مریم یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے (ازالہ اوہام۔طبع ثانی ص۲۸۴)

ب۔ محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔ (ازالہ اوہام۔طبع اول ص۴۵۷)

ج۔ امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے جب مسیح ابن مریم آوے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔ (ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۵۱۸)

آپ براہ مہربانی غور فرماویں مرزا صاحب جن باتوں کا انکار فرماتے ہیں آپ ان پر اصرار سے اقرار کر رہے ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

۵۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کرشن اوتار کالکی اوتار، بروز محمد ﷺ۔ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی نے کرشن اوتار کا الہام سیالکوٹ والے لیکچر میں کیا۔

کلکی اوتار ہونے کا کوئی دیکھا نہیں گیا۔

بروز محمد ﷺ ہونے کا ایک اشتہار میں ضرور دعوی کیا ہے لیکن کسی آیت یا حدیث یا اجماع امت یا کسی قول صوفیائے کرام سے آپ نے اس دعوی کی تصدیق پیش نہیں کی۔ نرا الہام مرزا صاحب ماننے کے قابل نہیں۔

در آں حالیکہ مرزا صاحب کے الہامات میں شیطانی نزول کو بھی دخل ہو جیسے الزامات مرزا صاحب پر مختصراً عرض ہوگا۔

ویدوں اور کرشن اوتار کی بابت مرزا صاحب سرمہ چشم آریہ اور شحنہ حق میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں آپ دیکھ سکتے ہیں میں اس کو طول دینا نہیں چاہتا۔ نیز مہا بھات کو دیکھ سکتے ہیں جو ہندوؤں کی نہایت معتبر تاریخ ہے اس میں کرشن اوتار کے حالات مفصل تحریر ہیں۔ مرزا صاحب اپنے شحنہ حق میں یوں لکھتے ہیں:

تمہارا پرمیشر ایک دقیق جسم ہے جو دوسری روحوں کی طرح زمین پر گرتا اور ترکاریوں کی طرح کھایا جاتا ہے تب ہی تو کبھی وہ رام چندر بنا کبھی کرشن اور کبھی مچھ اور ایک مرتبہ تو خوک یعنی سور۔ (ص ۶۹)

جس کرشن کی بابت پہلے ان لفظوں میں بطریق وید اور پرمیشر اور کرشن کے لکھا جا چکا ہے اب اسی کے اوتار ہونے کا دعوی بذریعہ الہام کیا جاتا ہے۔

جن ویدوں کو پہلے بہت بری طرح کاک بھاشا اور افترا پردازی کا مجموعہ لکھا تھا، پیغام صلح میں انہیں ویدوں کو کلام الہی مان لیا۔

پیغام صلح میں جو مرزا صاحب کی آخری تحریر بیان کی جاتی ہے اس میں بھی نہایت شبہ ہے وہ ان کی تحریر نہیں ہے بلکہ خواجہ کمال الدین صاحب کی۔ اس کے وجوہ بھی عرض کرونگا۔ انشاء اللہ تعالی۔

کلکی اوتار کی بابت جہاں تک مجھے علم ہے مرزا صاحب نے کہیں کچھ نہیں لکھا یہ بات خود آپ نے اختراع کر لی ہے۔

بروز محمد ﷺ کی بابت جو آپ نے لکھا ہے اسی واسطے میں نے اپنے عریضہ کے سوال نہم میں لکھا تھا کہ بروز کے کیا معنی ہیں۔ مگر اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں لغت سے نیز قرآن شریف سے بروز کے معنی پیش کرتا ہوں اس پر غور فرمائیں کہ مرزا صاحب بروز محمد ﷺ کس طرح ہو سکتے ہیں۔

بروز زبان عرب میں ظاہر ہونا اور باہر نکلنا ہے اور فارسی زبان میں بروز کپڑے کے سنجاف کو کہتے ہیں۔ بہر حال آپ کا اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لفظ بروز زبان عرب سے مراد ہے تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے کہ حضرت محمد ﷺ، مرزا صاحب قادیانی بن کر ظاہر ہو گئے ہیں اور ان کے روح اور جسم دونوں یا صرف روح مرزا صاحب ہیں۔ یہ محض غلط ہے قرآن شریف کی آیات سے اس غلطی کی تائید ہوتی

ہے اللہ تعالی فرماتا ہے:

۱۔ و بر زوا لله الوا حد القهار۔ (ابراہیم:۴۸)

۲ ۔ و بر زوا لله جميعا (ابرا هيم : ۲۱)

۳۔ يو مهم با رزو ن لايخفى على الله منهم شيء (غا فر:۱٦)

٤۔ و لمّا بر زوا لجا لو ت (البقرة:۲۵۰)

٥ ۔ فا ذا بر زوا من عند ك (النساء : ۸۱)

٦ ۔ قل لو كنتم فى بيو تك لبر ز الذين كتب عليهم القتل الى مضا جعهم (آل عمرا ن : ١٥٤)

ان تمام چھ آیات کے معنی میں کلمہ بروز کا استعمال خداوند کریم نے قبروں سے مردوں کے نکلنے یا گھروں کے اندر سے یا کسی اوٹ میں سے باہر اور ظاہر ہو کر نکل آنے میں کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں جو جسم چھپ گیا ہو، یا گھر کے اندر، یا کسی اوٹ میں ہو گیا ہو، وہی جسم آشکارا ہو کے سامنے آجائے۔ پس بروز محمدی کے یہ معنی ہوئے کہ خود حضرت رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ اپنے مرقد مقدس اور آرام گاہ پاک سے اٹھ بیٹھیں گے۔ جس پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ واقع نفخ سور کے بعد ہوگا اور مدینہ شریف میں۔

نہایت افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو جس اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) مطبوعہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی اور رسول ہونے کا بڑے زور سے دعوی ہے اسی میں بروز کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے صفحہ ٦ میں اس طرح درفشانی فرماتے ہیں جس کی کسی آیت یا حدیث سے تصدیق نہیں۔ و هو هذا۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرتؐ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں۔ بلفظہ

یہ مسئلہ تناسخ کی تائید ہے جس کی پہلے تردید کر چکے ہوئے ہیں البتہ مرزا صاحب نے بروز کے معنی نبی اور اوتار کے کئے ہیں وہ یہ ہے

ان کا پرمیشر انسانی جسم میں اوتار ہو کر آیا کرتا تھا جیسے رام چندر، کرشن جی۔ بلرام۔ نرسنگھ اوتار وغیرہ

تو اس سے بھی تناسخ کے مسئلہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

حلول خداوند کریم جسم انسانی میں جائز رکھا گیا ہے جو اسلام کے بالکل مخالف ہے۔ یہ اس واسطے مرزا صاحب نے کرشن اوتار ہونے کا الہام سے دعوی کیا ہے اور کرشن جی نے اپنی گیتا میں اس حلول اور تناسخ کو اس طرح پر لکھا ہے

سری بگوانو واچ ہے ارجن میرے اور تیرے بہت جنم تبیت بھئے ہین اور ابناشی ہوں ار بھ بھوتاں پرانیاں کا آتما ہوں۔ ازامشیرار پربھ ہوں تو ایسا ہوں جیسا کہا ہے اور اپنے مایا کے اولیے ہو کر جنم لیتا ہوں مایا کا اولہا کیا ہے جیسے کوئی راجہ راج کا بھیکھ اوتار کر کوئی اور بھیکھ کرے۔ الخ (بلفظہ پوتھی سری بگوت گیتا مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور ۱۸۸۸ء ص ۲۰)

یہی گیتا ہے جس کی نسبت مرزا صاحب کا الہام ہے:

کرشن رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔

(بلفظہ لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۴)

اسی گیتا کی عبارت اوپر درج کی گئی ہے جو مسئلہ تناسخ میں کامل ہے۔ الہام کے مطابق اسی گیتا میں مرزا صاحب کی مہما (تعریف) لکھی ہوئی ہے۔ اب آپ اس گیتا کو ہاتھ میں لے کر پڑھیں جس سے صاف واضح ہو جائے گا کہ کرشن جی خود خدا ہیں۔ ہمیشہ جنم کے ذریعہ سے انسانی جسم میں حلول کرتے آئے ہیں۔ ویسے ہی کرشن جی پرمیشر مرزا صاحب میں حلول کر کے آئے تھے مگر افسوس کسی ہندو نے قبول نہ کیا۔ قبول تو کیا بلکہ سخت درجہ کا انکار کر کے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ مرنے کے بعد پیغام صلح بھی ہندوؤں کے لئے خواجہ کمال الدین وکیل نے ہندو لوگوں کے روبرو پیش کیا مگر انہوں نے اس کو بلا پڑھنے کے ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا۔

اس کے بعد مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی اور وہ اپنے وقت کا اوتار یا نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی

زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے وقت کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

(لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۳۔۳۴)۔

اس کے خلاف دیکھو مرزا صاحب قادیانی کا شحنہ حق صفحہ ۶۹۔

نہایت افسوس کی بات ہے کبھی تو کرشن جی اور ویدوں اور پرمیشر کی توہین کرتے ہیں اور پھر وہی کرشن بھی بنتے ہیں۔

میں آپ کے خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین) کی تحریر جو بروز کے بارہ میں ہے پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

مرزا جی اس صدی کے مجدد ہیں اور مجدد اپنے زمانہ کا مہدی اور اپنے زمانہ کے شدت مرض میں مبتلا مریضوں کا مسیح ہوا کرتا ہے۔ اور یہ امر بالکل تمثیلی ہے جیسے مرزا جی اپنی الہامی رباعی میں ارقام فرما چکے ہیں:

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بنا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی لقب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنادیا

(ازالہ اوہام۔ طبع ثانی ص ۴۸۳)

اس تحریر سے پایا گیا کہ مرزا جی کو صرف تمثیلی طور پر مسیح کہتے ہیں جیسے حکیم کو حاذق اور مسیح بول دیتے ہیں۔ اسی خلیفۃ المسیح میاں نورالدین بھیروی نے ایک شخص نیم مرزائی محمد عثمان کے سوالات کے جوابات میں حکیم فضل الدین کی طرف سے بروز کی اصلیت و حقیقت لکھوا کر بھیجی وہ اس طرح پر ہے:

پانچواں آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکھو اس کے ٹائیٹل پر لکھا ہوگا۔ من تصنیف بقراط زمان۔ سقراط دوران۔ افلاطون اوان۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ بھی بہتوں کا بروز ہے یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت معلوم نہیں ورنہ آپ کو اس قدر گراں نہ گذرتا بروزی نام ایک شخص کا

خطاب یا لقب ہوتا ہے جو اس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص پہلوان بھی ہے سخی بھی ہے تو اس کو شیر بھی کہیں گے اور حاتم بھی۔ اگر آپ ناموں پر غور کریں تو دو دو تین تین بزرگوں کے نام ایک ایک نام میں پائیں گے جیسے آپ کا نام آپ کے والدین نے بطور تفاؤل رکھا اس میں دو نام جمع کئے ہیں۔ یا جیسے مرزا صاحب کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاری وکسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فساد اندرونی مہدی اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالی نے رکھ دیا ہے۔

(بلفظہ الحکم مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۹ کالم ۳)

یہ اصلیت بروز کی مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ نورالدین حکیم و فضل الدین وغیرہ نے بیان کی ہے۔ باوجود اختلاف مابین زمان ماضی وحال و مستقبل آپ کے غور کے قابل ہے۔ اور ایسے بروزی نبی روزہ مرہ ہوتے رہتے ہیں یا سینکڑوں موجود ہیں جن کے اقرار اور انکار پر کوئی خوبی یا گرفت نہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے تمثیل ہوئے ہیں مثلاً مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی جنھوں نے سب سے پہلے تردید نصاری پر قلم اٹھایا اور ہجرت کرنے پر مجبوری ہوئی۔ علاوہ ان کے بہت سے علماء نے اس وقت بھی اس کام کو کیا ہے۔ ان کو کسی نے بروزی نبی یا مبشر یا منذر نہیں مانا رفع فسادات اندرونی کی بھی خوب کہی مرزا صاحب کی ہستی سے فسادات کا دروازہ ایسا کھلا کہ اے روز بھی امن نہ ہوا اور بغاوت بڑھ گئی مہدی کا لقب بھی ان کے لئے موزوں نہیں اہل ہنود کو ہدایت کرنا مرزا صاحب کا بھی اظہر من الشّمس ہے صرف کرشن جی مہاراج کا الہام پا کر خاموش ہو رہے حتی کہ ایک ہندو کو بھی مسلمان بنانے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ ان کے سامنے عبدالغفور مسلمان کو ہندو آریہ بنا کر اپنی ہدایت رسانی اور مہدی لقب پر مہر لگا دی میں امید کرتا ہوں کہ آپ ذرا تامل اور غور سے اگر توجہ فرماویں گے تو آپ کو حقیقت کھل جائے گی۔ معاف فرماویں عریضہ مجبوراً طویل ہوتا جاتا ہے۔

۶۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

مولوی صاحب آپ کی یہ بھی زبردستی ہے حضرت عیسی، مہدی، خلیفۃ اللہ،

امام آخرالزمان، کرشن اوتار، کلکی اوتار، سیدنا ومولانا محمد ﷺ، مرزا صاحب غلام احمد، ایک ہی شخص کے نام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی ذی عقل اس بات کو نہیں مان سکتا اور سب کے صفات بھی ایک نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حضرت عیسی بے باپ پیدا ہوئے۔ باقی سب کے والد تھے۔ حضرت مسیح بے نکاح بے اولاد تھے، باقی سب نکاح دار بااولاد تھے۔ حضرت مسیح اور رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ قرآن شریف میں ہے، باقی کا کوئی ذکر نہیں۔

راجہ کرشن نے اپنے ماموں کنس کو بے گناہ قتل کیا اور خدائی کا دعوی کیا۔ مرزا صاحب قادیانی پر بھی کسی آریہ کے قتل کا شبہ ہو کر خانہ تلاشی ہوئی۔

حضرت عیسی ابن مریمؑ کی ہدایت ہے کہ اگر کوئی گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال بھی اس کی طرف کر دی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے باوجود سخت درسخت کفار کی اذیت کے زبان سے بھی برا نہ فرمایا۔ مرزا صاحب قادیانی ہیں کہ فوراً غصہ میں آ کر ہزارہا لعنتیں اور گالیاں نکالتے ہیں اور عدالتوں میں حاضر کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے کسی کے حق میں بددعا اور لعنت نہیں کی لیکن مرزا صاحب نے تمام مخالفین کو سخت فحش گالیاں دیں اور لعنتوں کے طومار ایک سے لے کر ہزار تک لعنتیں گن گن کر ادا کیں۔

حضرت مسیح اور حضرت رسول کریم ﷺ نے دنیا کو ملعون سمجھ کر ترک کر دیا تھا یہاں تک کہ ایک وقت کے کھانے کے لئے سامان یا رسد جمع نہ کی۔ کوئی مکان عالی شان نہ بنوایا۔ عورتوں کے لئے زیور کا خیال نہ فرمایا۔

مرزا صاحب ہیں کہ دنیا میں ایسے محو کہ سوائے روپیہ جمع کرنے کے کوئی ذکر ہی نہیں۔ مکانات بنوائے گئے۔ ہزارہا روپیہ کا زیور بیوی کے لئے تیار کروایا گیا۔ یہاں تک کہ مرنے سے دو چار دن پیشتر لاہور میں تین ہزار کا زیور تیار ہوا تھا۔ مگر یار لوگوں کے حوالے، مریدوں کو چندہ نہ دینے کی سزا یہ کہ نام رجسٹر بیعت سے خارج کیا جائے گا۔

پھر افسوس ہے آپ کہتے ہیں کہ سب کے اوصاف ایک ہی ہیں، یا سب کا موصوف ایک شخص قادیانی مرزا جی ہیں۔

آپ ہی مہربانی کر کے فرما دیجئے۔ ہاں پیغمبران علیہم السلام کے

اوصاف اور اخلاق ایک ہو سکتے ہیں، لیکن قادیانی مرزا جی کے اوصاف میں سے ایک بھی مطابق نہیں۔ اگر شمار کروں عریضہ طویل ہو جائے گا خود ہی غور اور ملاحظہ فرمالیجئے کہ جن امور کا آپ اقرار کرتے ہیں مرزا صاحب ان کا سخت انکار کرتے ہیں۔ بلکہ مفتری اور کم فہم کذاب وغیرہ الفاظ اقرار کرنے والے کے حق میں فرماتے ہیں۔ شاید آپ کوئی تاویل کریں مگر منصف مزاج کے خیال میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

۷۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام، مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے، یسوع میرا واقف نہیں۔

اس جگہ میں پھر یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ نے دانستہ انکار کیا ہے کہ یسوع میرا واقف نہیں۔

کیا آپ نے رسالہ انجام آتھم نہیں دیکھا جس میں مرزا صاحب نے یسوع علیہ السلام کو پانی پی پی کر فحش گالیاں دیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد:

> چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، تین دادیاں نانیاں آپ کی زناکار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ وغیرہ۔

(دیکھو ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۳ سے ۷ تک)

فرمائیے یہی وہ یسوع علیہ السلام ہیں جن کی بابت قادیانی مرزا صاحب درفشانی فرماتے ہیں یا کوئی اور۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ افسوس انہیں باتوں پر آپ فرماتے ہیں کہ:

> مخالفین کی تحریروں اور مخالفین کی کتابیں اور مضامین میرے او دھر لے جانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔

لازم یہ تھا کہ مخالفت کی کتب اور مضامین پر غور کیا جاتا، نہ کہ ضد میں آ کر الٹی کاروائی کی جاتی۔

فرمائیے اب بھی آپ یسوع علیہ السلام سے واقف ہوئے ہیں یا نہیں۔

اچھا مزید واقفیت کے لئے مرزا صاحب کی الہامی کتابوں کو پیش کرتا ہوں:

الف ۔ دہم ۔ بائیبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسی اور یسوع بھی کہتے ہیں ۔ (توضیح مرام ۔ص ۳)

ب ۔ حضرت عیسی علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں ۔ (راز حقیقت ۔ص ۱۹)

فرمایئے مولوی (غلام رسول) صاحب ! یہ کتنا بڑا اندھیر ہے اور دن کے وقت سورج کا انکار ہے ۔ باوجود اس کے کہ مرزا صاحب قادیانی کی الہامی کتابوں میں درج ہے کہ یسوع علیہ السلام ، عیسی علیہ السلام ایک ہی ہیں ، بلکہ جیزس بھی وہی ہیں ، پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں ہے ۔

اسی وجہ سے میں نے سوال کیا تھا کہ آپ نے مرزا صاحب کی کل تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں ۔ تو اس کے جواب میں آپ نے پوسٹ کارڈ میں فرمایا:

حضرت صاحب کی تقریباً جملہ تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا ہے ۔

اور خط میں یہ جواب دیا:

تصانیف و تالیفات کے متعلق گذارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں بعض نہیں بھی پڑھی ۔ مخالفت کی بھی اکثر بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں ۔

اب فرمایئے ایسا فرمانا آپ کا صحیح ہے؟ ہرگز نہیں ۔

اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ آپ نے میری کتاب کو بھی نہیں پڑھا ۔ جیسے اکثر مرزائی صاحبان مخالفین کی کتابوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں ۔ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ آپ نے میری کتاب کو پڑھ چکنا بھی خلاف واقع تحریر کیا ہے کیونکہ اگر آپ نے میری کتاب کو بھی مطالعہ فرمایا ہوتا تو آپ ہرگز نہ کہتے کہ یسوع میرا واقف نہیں ہے کیونکہ میری کتاب تقریباً یسوع علیہ السلام کے نام اور تذکرے سے پر ہے ۔ چنانچہ صفحہ ۶۶ سے ۷۲ تک خاص یسوع علیہ کے نام کی بحث مفصل ہے ، پھر صفحہ ۱۰۵ پر ذکر ہے ۔ پھر مجھے نہایت افسوس ہوگا کہ میں یہ کہوں آپ نے صریح کذب کا عمداً استعمال کیا کہ یسوع میرا واقف نہیں ۔

یہاں قابل غور اور توجہ یہ بات ہے کہ یہ یسوع علیہ السلام وہی ہیں جن کو مرزا صاحب نے فحش گالیاں دی ہیں اور یہ بہانہ کیا ہے کہ قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی باعث سے آپ بھی لکھ دیا کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ جن کو مرزا صاحب قادیانی اپنی الہامی کتابوں میں حضرت مسیح اور عیسیٰ علیہ السلام لکھ چکے ہیں۔ پھر کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر کے ثبوت بنانے میں ایسی مجبوری ہوئی کہ یوز آسف اور جیزس کو یسوع، عیسیٰ علیہ السلام لکھ دیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ ہم یسوع علیہ السلام کو کیسی گندی گالیاں دے چکے ہیں اور ان کا بھی قرآن میں کوئی ذکر نہیں حالانکہ یوز آصف ایک جدا گانہ شخص ہیں جن کی سوانح عمری مطبوعہ حیدرآباد وغیرہ موجود ہیں۔

فرمایئے باوجود ایسے یقینی اور قطعی علم کے یسوع علیہ السلام کو فحش گالیاں یعنی ماں بہن دادیاں نانیاں کی گالیاں دینا بقاء ایمان واسلام ہے؟۔

پیغمبری و نبوت بروز محمد ﷺ وغیرہ آپ کے ایمان کے نزدیک قرآن شریف واحادیث سے ثابت ہے؟

دراصل ایمان، الایمان بین الخوف و الرجاء ہے خداوند کریم ہر ایک مسلمان کو نصیب کرے آمین ان فی ذلك لعبرة لمن یخشی

ہاں میں نے عرض کیا تھا کہ مرزا صاحب کے نبی یا رسول ہونے کی بابت پھر عرض کرونگا۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی مبشر منذر مانتا ہوں مامور یقین کرتا ہوں۔ منکر ان کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔ بروزی نبی کی بابت عرض کر چکا ہوں کہ قرآنی آیات کے حوالہ سے ایسا خیال کرنا ہی غلط ہے یہ کسی جگہ اور کسی حدیث میں نہیں آیا کہ کثرت مکالمہ مزعومہ سے کوئی آدمی نبی بروزی بن جاتا ہے اگر کوئی ایسا ہوا ہے تو آپ پیش کریں۔ ہاں مبشر اور منذر نبی اور رسول ہی ہوتے ہیں لیکن بروزی نہیں اور مبشر منذر کا منکر بلاشک کافر ہے۔

اس میں تو آپ نے اجتماع الضدین کر دیا ہے کہ بروزی نبی بھی ہیں اور مبشر اور منذر بھی ہیں لیکن ان کا منکر کافر نہیں۔ جب آپ مبشر اور منذر مرزا صاحب کو مانتے ہیں تو پھر مرزا صاحب نبی اور رسول کیوں نہیں۔ صرف بروزی نبی کیوں ہیں۔ قرآن

شریف میں جا بجا مبشر اور منذر رسول علیہ السلام ہی کیلئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے جیسے:

۱۔ فبعث اللہ النبیین مبشر ین و منذ رین ۔(بقرہ)۔

(پس بھیجا اللہ نے انبیاء کو مبشر اور منذر بنا کر)

۲۔رسلاً مبشر ین و منذ رین ۔(نساء)۔

(رسولوں کو مبشرین و منذرین بنا کر بھیجا)

۳۔و ما نر سل المر سلین ا لا مبشرین و منز رین (کہف)۔

(ہر رسول مبشر اور منذر ہی ہوتا ہے)

۴۔و ما ار سلنا ك ا لا مبشراً و نذ یرا ۔(بنی اسرائیل)

(ترجمہ۔ہم نے آپ کو مبشر اور منذر کر کے ہی بھیجا ہے)

پس قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہوا کہ مبشر اور منذر رسل علیھم السلام ہی ہوتے ہیں ۔سواء ان کے اور کوئی مبشر اور منذر نہیں ہوسکتا۔اندریں صورت مبشر اور منذر کا منکر فی الواقع کافر ہے۔لیکن تعجب ہے کہ آپ مبشر اور منذر بھی مانتے اور منکر ان کا پھر بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔

آگے چلئے: آپ خود مرزا صاحب قادیانی کو اپنی معیار صداقت میں نبی اور رسول مان چکے ہیں۔

انبیاء سابق علیھم الصلوۃ و السلام کے دعاوے اور ثبوت دعاوی کے نشانات کو ایک طرف اور لوگوں کے انکار اور استہزاء کے حالات دوسری طرف سنا کرتے تھے تو ان لوگوں پر تعجب آتا تھا اور دل میں سوسو ابال اٹھتا تھا کہ یا الہی وہ کس قسم کے مزاجوں اور دماغوں کے انسان تھے جو ایسے عظیم الشان راست بازوں کے دعاوی کا اور ایسی ایسی آیات بینات سے اعراض کرتے تھے اور جب قرآن کریم میں آیات

۱۔یا حسرۃ علی العبا د ما یأ تیھم من رسو ل ا لا کا نوا به یستھز ؤن۔

۲۔ کذ لك ما اتی الذین من قبلھم من رسو ل ا لا قا لوا سا حر او مجنو ن۔

۳۔ما یأ تیھم من نبی ا لا کا نوا به یستهز ؤن۔

(بلفظہ معیار صداقت۔ص۲)

اس تحریر اور آ یات با لا کے لکھنے سے آ پ کی مراد یہ ہے کہ قا دیانی مرزا صاحب رسول ہیں اور نبی ہیں۔ان پر لوگ استہزا ء کر تے ہیں اسی طرح پہلے نبی اور رسولوں کے ساتھ کیا کر تے تھے اور ان کو سا حر اور مجنون کہتے تھے اور ان کے حکم سے اعراض کر تے تھے اسی طرح سے مرزا صا حب قا دیانی کو بھی کہا گیا۔

پھر دوسری جگہ آ پ نے لکھا ہے کہ:

اس زمانہ میں وبائیں، مصیبتیں، قحط، طاعون، بخار، زلازل، سیلاب، آ تش زدگیاں، ریلوے حادثات وغیرہ مرزا صاحب کے انکار کے سبب دنیا میں ہیں کیونکہ وہ نبی اور رسول ہیں کیونکہ اللہ تعالی فر ما تا ہے:

و ما ار سلنا فی قر یة من نبی ا لا اخذ نا ا هلها با لبا ساء

ما کنا معذ بین حتی نبعث رسو لا

و ما کا ن ر بك مهلك القری حتی نبعث فی امها رسو لا

(القصص:۵۹)۔(صفحہ۵۔معیار صداقت)

ان تمام تحریری باتوں سے آ پ کی مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں جن کے نہ ماننے کی وجہ سے ایسے مصائب نازل ہوئے ہیں۔

تیسری جگہ آ پ نے لکھا ہے:

اور بہتیرے بدقسمت ہوتے جو ما مور کے خلاف

و ما منع الناس ان یو منوا اذ جا ء هم الهدی الا ان قا لوا ابعث الله بشراً رسو لاً (الاسراء:۹٤)

یہاں آ پ کی مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب رسول ہیں اور بدقسمت لوگ ان پر ایمان نہیں لاتے۔

پس تمام آ پ کی معیار صداقت میں مرزا صاحب کو نبی اور رسول بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے اور ان پر ایمان لانے کی تاکید اور وعید تحریر فرمائی ہے اور آ یات کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں درج فرمایا ہے۔پھر آ پ کہتے ہیں کہ میں

ان کو بروزی نبی مانتا ہوں اور جو مسلمان ان کا منکر یا مکذب ہے اس کو مسلمان ہی جانتا ہوں۔ اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب رسول اور نبی نہیں بلکہ میں ان کو مسیح موعود جانتا ہوں۔ یہ کیا تماشہ کی بات ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں قادیانی مرزا صاحب کو نبی بروزی (جس کا قرآن اور احادیث میں کوئی ذکر نہیں) مانتے ہیں اور اپنے مضمون معیار صداقت میں بڑے زور سے رسول اور نبی تحریر فرماتے ہیں۔ اور ان کے نہ ماننے والوں کے حق میں وہ آیات دلیل میں پیش کرتے ہیں جو کفار اور منکران انبیاء و رسل کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ ان اجتماع الضدین کو کوئی ذی عقل تو تسلیم نہیں کرسکتا۔ آپ ہی براہ مہربانی اس کا حل فرماویں۔

قادیانی دعوی نبوت ورسالت

اب میں مرزا صاحب قادیانی کی ان چند دستاویزات کو پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے دعوی نبوت و رسالت کرکے اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

۱۔ ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے انبیاء کے مرتبے سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوا ہے۔ (براہین احمدیہ۔ ص ۵۴۶ حاشیہ)

۲۔ میں محدث ہوں اور محدث بھی نبی ہوتا ہے اس کے الہام میں شیطانی دخل نہیں ہوتا بعینہ انبیاء کی طرح مامر ہوتا ہے اور انکار کرنے والا مستوجب سزا ہوتا ہے۔ (توضیح مرام۔ ص ۱۸)

۳۔ میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ یہ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم)

۴۔ جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے (انجام آتھم۔ ص ۷۸)

۵۔ نبیوں کے چاند (مرزا قادیانی) (انجام آتھم ص ۵۸،۶۰)

۶۔ جو مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ خدا کو قبول کرتا ہے (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۵۸،۶۰)

۷۔الہام قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔(اے مرسل من اللہ) (بلفظہ اشتہار معیار الاخیار ص۲۔۳)

۸۔ الف ۔ بہر حال خدا تعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ۔(مرزا کا خط بنام عبدالحکیم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء۔ بدر ۹ مارچ۔۱۹۱۱ء صفحہ اول کالم ۳)۔

الہام : جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(معیار الاخیار۔ص ۸۔حقیقۃ الوحی۔ص۱۶۳۔۱۶۵)

۹۔ یاد رکھو جیسا کہ مجھے خدا نے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکذب یا مکفر یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔(اربعین نمبر۳ ص ۲۸ حاشیہ)

۶۱۹۱۔۱۰۔ فا تقوا اللہ ایھا الفتیا ن ۔ الخ ۔(اے جوانو خدا سے ڈرو اور مجھے پہچانو اور میری اطاعت کرو گناہوں کی موت مت مرو)۔(خطبہ الہامیہ ص ۳۵۔۳۶)

۱۱۔ و انّ انکاری .. الخ ۔میرا انکار حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے مجھ سے کفر کیا اور جنہوں نے حسد چھوڑ دیا اور مجھ پر ایمان لے آئے ان کے لئے برکتیں ہیں۔(خطبہ الہامیہ۔ص۱۱۳)

۱۲۔ لعنت اللہ علی من تخلف منا و ابی ۔ترجمہ خدا کی لعنت اس شخص پر جو میری مخالفت کرتا ہے یا میرا انکار کرتا ہے۔(تحریر مرزا بنام پیر مہر علی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء)

۱۳۔اس وقت بھی خدا کا رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ پس سوچو اور ایمان لاؤ تا کہ نجات پاؤ۔(اشتہار النداء من وحی السماء۔ ۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

۱۴۔مرزا صاحب نے مولوی عبدالکریم کی قبر پر سنگ مزار پر یہ شعر لکھوایا

مسیحا کو جو مانے اس کو وہ مومن سمجھتا تھا
مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اس کے کافر تھا

(بلفظ الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء۔ بدر ۶ مارچ ۱۹۰۶ء)

۱۵۔ الہام: قطع دا بر القو م الذین لا یو منو ن (بدر نمبر ۳ ج ۲۔ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء) جو قوم میرے پر ایمان نہیں لاتی اس کی جڑ کاٹی گئی

۱۶۔ بہر حال جب کہ خدا تعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ (مرزا کا خط مندرجہ ذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۲۳ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

مریدین مرزا کی تحریرات تائید دعوی نبوت میں

۱۔

اسم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند
آن غلام احمد است و میرزائے قادیان
گر کسے آرد شکے در شان او کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گمان

(بلفظ الحکم ۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء ص ۳)

۲۔ مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ میں امام برحق ہوں جو مجھ امام برحق کو نہ مانے گا وہ جاہلیت کی موت (کافر ہو کر) مرے گا۔ (الحکم ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء، حکیم نورالدین کا خط)

۳۔ آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالی کا رسول (مرزا قادیانی) اس کی طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے ہاں جو اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا گرے گا۔ (الحکم ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء ص ۶۔ ۷)

۴۔

ندا یہ فلک سے آتی ہے سن لو اے لوگو
کہ لاؤ تم اس پہ ایماں خدا کا ہے منشور
نہ مانا جس نے اسے اپنا پیشوا و امام
گیا وہ دونوں جہاں سے مرا بکفر کفور

حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر۔

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء ص ۵)

۵۔ آپ (مرزا) مسیح موعود مامور من اللہ ہیں انکار کرنے والا خارج از امت ہے۔

(نقشہ الہامات سید امیر علی شاہ ملہم الحکم ۳ مارچ ۱۹۰۰ء ص ۶)

۶۔ جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی کی تھی اس کو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی نبی اللہ ہیں نبی کا مکذب کافر ہوتا ہے۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۱۱)

۷۔ ملک مولا بخش صاحب رئیس گورانی کا سوال کہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود نہ ماننے والا کو کافر ماننا چاہیے ... تمہید کے بعد میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے مخالفین کافر ہیں یا نہیں ...خدا تعالی کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے ...حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالی کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے اس کا حشر کیا ہوگا (یعنی کافر دوزخی ہے) (بدر ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء ص ۷۔۸)

لیجئے میاں (غلام رسول) صاحب! بہت چاہا کہ اختصار کروں۔ لاچار اختصار کرتے کرتے اپنے قلم کو روکتے ہوئے بھی اس قدر لکھا گیا۔ اس کو کافی سے بھی زیادہ سمجھ کر بس کرتا ہوں۔

عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے آپ کو رسول، نبی برحق، لکھتے ہیں اور الہامات بڑے زور سے درج کرتے ہیں اور اپنے منکر مکذب متردد وغیرہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانہ فرماتے ہیں۔ اور اسی طرح تمام مرزائی احمدی بڑے زور سے ہم مسلمانوں کو کافر اور دوزخی اپنی تحریرات میں قرار دیتے ہیں اور حکم خداوند کریم کا جو قرآن میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے اس کا انکار صریح کیا گیا ہے اگر چہ آپ نے کچھ مہربانی کر کے (برخلاف مرزا صاحب اور تمام حوارئین) ہم کو کافر اور جہنمی نہیں فرمایا لیکن مرزا صاحب و دیگر مرزائیان نے اپنے الہامات و دستاویزات میں ہم سب مسلمانان عرب وعجم کو جو مرزا صاحب کے ادعا کا انکار کرتے ہیں یا تکذیب کرتے ہیں یا صرف متردد ہیں، بڑے زور سے کافر، مرتد،

جہنمی، خارج از امت، اسلام سے خارج، لعنتی اور جاہلیت کی موت مرنے والے وغیرہ لکھ دیا ہے۔ امید ہے آپ اس پر غور فرماویں گے۔

یہ وہی باتیں ہیں جنہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کو پھر اسلام میں داخل کیا جو بہت بڑا حامی مرزا صاحب کا تھا۔

یہاں پر نہایت تعجب اور پر تعجب آپ کی توجہ کے قابل یہ بات ہے کہ پہلے تو مرزا صاحب ابن مریم مسیح موعود مہدی مسعود وغیرہ القابات حاصل کرنے سے سخت زور سے انکار کر کے کہتے تھے کہ میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے یا روحانی مسیح ہونے کا دعوی ہے۔ مسیح موعود یا مہدی ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ جو شخص ایسے کہے وہ مفتری اور کذاب کم فہم شخص ہے۔ یا یہ کہ خود ہی مسیح ابن مریم مسیح موعود مہدی مسعود نبی رسول سب کچھ بن کر اپنے منکروں، مکذبوں، متر ددوں کو کافر لعنتی جہنمی وغیرہ فرما دیا۔ ان باتوں کی فلاسفی آپ ہی سمجھیں۔ خواہ خلل دماغ تصور فرمائیں یا دروغ گورا حافظہ نباشد کہیں۔ ہاں خالصاً للہ اگر اپنے دل سے تعصب کو دور کر کے غور فرمائیں گے تو آپ کو یہ راز منکشف ہو جائے گا۔

خدا کے لئے یہ نہ تحریر فرمائیں کہ مخالف تحریروں نے ہی مجھے ادھر جانے کی تحریک کی تھی۔ میں اپنے سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے خداوند کریم علیم بذات الصدور ہے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وماتوفیقی الا باللہ

دوسرا سوال

کیا آپ مرزا صاحب کے کل الہامات کو قطعی اور یقینی اللہ تعالی کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ:

حضرت صاحب کے کل الہامات کو من جانب اللہ قطعی اور یقینی جانتا ہوں

جواب بذریعہ خط۔

دوسرے سوال کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو من جانب اللہ یقین

رکھتا ہوں اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد مانتا ہوں۔

اقول: اس سوال کے جواب میں آپ نے ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ جو الہامات مرزا صاحب کو ہوئے تھے وہ منجانب اللہ قطعی اور یقینی تھے اور ان پر ایمان لانا ایسا ہی ہے جیسے قرآن شریف پر۔ لیکن مسلمان لوگ اس کے خلاف ہیں کیونکہ ان کے نزدیک قرآن شریف لاریب کلام الٰہی ہے اور وہ قطعی اور یقینی ہے اور وہ عین الیقین کے درجہ پر ہے جس کی معیار اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں اس طرح فرمائی ہے

و لو کان من عند غیر الله لو جدوا فیه اختلافاً کثیرا۔(نساء)

دوم جونشانات یا معجزات اور پیش گوئیاں حضرت رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ سے قرآن شریف میں مسلمانوں کو پہنچے ہیں ان کا انکار کافر اور ظالم لوگ کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و ما یجحد بآیاتنا الا الظالمون۔

اسی معیار پر مرزا صاحب قادیانی کے الہامات کو رکھ کر دیکھنا چاہیے۔ اگر ان میں اختلافات نہیں ہیں اور وہ سچے بھی ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے کچھ ہدایت اور رشد بھی پایا گیا ہے تو خدا کی طرف سے یا خدا کی طرف منسوب ہوسکتے ہیں یا ہوسکیں گے۔ اگر ایسا نہیں تو بس شیطانی نزول سمجھا جائے گا۔ کیونکہ قرآن شریف میں موجود ہے کہ شیطانی نزول بھی اپنے دوستوں پر ہوا کرتا ہے اور اکثر مفتری اور اثیم لوگوں پر نزول شیطانی ہوتا رہتا ہے۔ اس بارہ میں مرزا صاحب کا اپنا اقرار جو اکمل آف گولیکی نے ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء کو شائع کیا وہ اس طرح ہے: وھو ہذا

ازاں بعد میں نے عرض کیا کہ ایک نوجوان احمدی یہ الہامات سناتا ہے رؤیا میں خلقت نے مجھے سجدہ کیا۔ بہشت کی سیر کی۔ اور الہام ہوا

انا النذیر المبین۔

فرمایا کہ یہ بڑے ابتلاء کا مقام ہے۔

میرا مذہب یہ ہے کہ جب تک درخشان نشان اس کے ساتھ بار بار نہ لگائے جاویں تب تک الہام کا نام لینا بھی سخت گناہ اور حرام ہے پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ قرآن مجید اور میرے الہامات کے خلاف تو نہیں۔ اگر ہے تو یقیناً خدا کا نہیں بلکہ شیطانی القاء ہے

اصل میں ایسے تمام لوگوں کی نسبت میرا تجربہ ہے کہ انجام کار ہلاک ہوتے ہیں۔

اب میں مرزا صاحب قادیانی کے دو چار الہامات کو بطور نمونہ آپ کی غور کے لئے پیش کرتا ہوں:

اول: سب سے پہلے ۱۸۶۴ء میں مرزا صاحب کو الہام ہوا۔ رؤیا صادقہ کتاب براہین احمدیہ کی بابت ہوا کہ

یہ کتاب حضرت رسول اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھ میں ایک میوہ بن گئی اور قاش قاش کیا گیا تو اس میں سے بہت شہد نکلا یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ مرفق تک بھر گئے میں نے دریافت پر کہا کہ اس کتاب کا نام قطبی ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۲۴۸ حاشیہ نمبرا ازمرزا۔ اس وجہ اور الہام کے یقینی ہونے پر دس ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا کہ جو شخص اس کتاب کا جواب دے یا غلط ثابت کرے تو اس کو یہ انعام دیا جاوے گا۔

پھر اس کتاب براہین احمدیہ کی بابت لکھا کہ:

تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے اسلام کی حقانیت ثابت کی گئی ہے اور اسی وجہ سے انعامی اشتہار انگریزی واردو میں دیا گیا ہے۔ اور یوں لکھا ہے:

یہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر۔ (بلفظہ براہین احمدیہ۔)

اس الہام مندرجہ بالا میں جو کتاب دکھلائی گئی اگرچہ اس کا نام قطبی تھا اور برخلاف اس کے براہین احمدیہ رکھ دیا۔ وہ کتاب تین سو جزء کی ضخامت اور تین سو مضبوط اور قوی عقلیہ دلائل اور اس میں ایک اشتہار چار فصل ایک خاتمہ درج ہے۔

اب آپ براہین احمدیہ الہامی کو اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جاوے گا کہ اس میں صرف ایک اشتہار، ایک مقدمہ، ایک فصل، ایک باب نامکمل موجود ہیں۔ لیکن تین فصلیں اور ایک خاتمہ ندارد ہیں۔ اور ایک باب تھوڑا سا بلا الہام ہی لکھ دیا ہے۔ نہ تو تین سو مضبوط عقلیہ دلائل ہیں، اور نہ تین سو جزء کی کتاب

ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آپ ہی غور فرماویں یہ الہام خدا کی طرف سے تھا۔ میں کہتا ہوں اور ہر شخص غیر متعصب یہی کہے گا کہ خدا کی طرف سے نہیں۔ آگے چلئے

دوئم۔ مرزا صاحب کی الہامی کتاب میں الہام ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی .. الآیه

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آوے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا۔ (براہین احمدیہ۔ ص ۴۹۸۔۴۹۹)

دوسرا الہام:

عسی ربکم ان یرحم علیکم۔ الآیة

حضرت مسیح نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ص ۵۰۵؟)

اس کے بعد باوجود ایسی تحدی الہام قطعی اور یقینی کے انہیں الہاموں کے ساتھ حضرت مسیح کی وفات بیان کر کے خود مسیح بن بیٹھے دیکھو تمام کتب مولفہ مرزا صاحب و دیگر تمام مرزائی احمدیان کہ مسیح علیہ السلام مر چکے۔ اب وہ نہیں آئیں گے۔ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔

اب فرمایئے مرزا صاحب کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل گیا ہے۔ دین اسلام کا غلبہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مرزا صاحب نے کر دیا ہے۔ کسی کج اور ناراست کا نام ونشان بھی دنیا پر نہیں رہا۔ تمام گمراہان کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ نہایت جلال اور جلالیت کو مرزا صاحب کام میں لے آئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حاشا وکلا۔ تناقضات الہام پر غور فرمایئے۔ کیا خدائی الہامات ایسے ہی ہونے چاہییں۔ آگے چلئے

سوئم۔ مرزا صاحب کو ۱۸۸۶ء میں الہام ہوا کہ

تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ لڑکا کیا ہوگا وہ مظہر الحق و العلی کان اللہ نزل من السماء وہ لڑکا مظہر حق ہوگا گویا خود اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نزول کیا ہے۔ بادشاہان اس کے کپڑوں سے برکت پائیں گے وغیرہ

لیکن افسوس اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ جب لوگوں نے اعتراض کیا تو فوراً کہہ دیا کہ میں نے کب کہا تھا کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اور اشتہارات دیئے گئے کہ وہ لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ عقیقہ وغیرہ کی رسم بڑی تعلیٰ اور تحدی سے ادا کی گئی۔ لیکن افسوس کہ وہ لڑکا صرف ۱۶ ماہ کی عمر پاکر ملک بقا کو روانہ ہوگیا۔ اور اب تک وہ لڑکا پیدا نہ ہوا حتی کہ مرزا صاحب بھی سدھار گئے۔

دوبارہ پھر الہام ہوا کہ:

میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔

لیکن افسوس خلاف الہام لڑکی پیدا ہوئی

سہ بارہ الہام ہوا کہ:

میرے گھر میں شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء ص ۵)

مگر افسوس پھر خلاف اس کے:

۲۴ جون ۱۹۰۴ء کی رات کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ (مرزا قادیانی)... مشکوئے معلیٰ میں دختر نیک اختر پیدا ہوئیں۔ (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۴ء ص ۷)

چہار بارہ الہام ہوا کہ:

میرے گھر میں عالم کباب لڑکا پیدا ہوگا جس کے پیدا ہونے پر تمام دنیا کباب ہو جاوے گی۔

مگر افسوس اس کے خلاف پھر لڑکی پیدا ہوئی۔

اس کے بعد پنج بارہ الہام ہوا کہ:

پانچواں لڑکا پیدا ہوگا۔

مگر افسوس پھر بھی اس کے خلاف لڑکی ہی پیدا ہوئی (دیکھو مواہب الرحمٰن)

شش بارہ پھر الہام ہوا کہ:

مبارک احمد فوت شدہ کی جگہ ایک اور لڑکا پیدا ہو گا

(دیکھو اشتہار مرزا قادیانی۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اس اشتہار کے چھ ماہ بعد ہی سفر کر گئے اور آئندہ تمام ایسے الہاموں کا خاتمہ کر کے اپنے خدائی الہاموں پر مہر لگا گئے۔

مولوی صاحب! ذرہ مہربانی فرما کر ان الہامات پر غور فرما کر کہیے کہ خدائی الہامات ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ لیجئے آگے چلئے

چہارم: ۱۸۹۰ء میں مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے ساتھ ان کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اس الہامی اشتہار کے دیکھنے سے مرزا احمد بیگ کو رنج ہوا۔ اور اس نے انکار کر کے لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد کے ساتھ بمقام پٹی ضلع لاہور کر دیا۔

ناراضگی میں طلاق اور عاق کی نوبت پہنچی (مرزا قادیانی نے اپنی بہو اور بیٹے کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ دیکھو حضرت کے اصل خطوط مندرجہ کلمہ فضل رحمانی)۔

پھر مرزا صاحب قادیانی کو الہام ہوا کہ اڑھائی سال میں مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد سلطان محمد دونوں مر جائیں گے۔ اور پھر بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آوے گی۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو آسمان پر قرار پا چکی ہیں جو زمین پر سچی ہو کر رہیں گی زمین و آسمان ٹل جائیں مگر یہ الہام نہیں ٹلے گا۔

اس کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے اس الہام کے پورا ہونے پر بہت تعلّی سے یہ لکھا:

> یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزء (مرزا سلطان محمد کا مرنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ اے احمقو! یہ انسانی افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں ٹلتی نہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۵۴)

فرمایئے! یہ خدائی الہام ہیں؟ ہرگز نہیں۔

مرزا صاحب کا نکاح محمدی دختر مرزا احمد بیگ سے ہو گیا؟ یا اب بھی کچھ

امید ہے؟ مرزا صاحب کے الہام کے مطابق جو قطعی اور یقینی ہے بد سے بد تر کون ہوا احمق اور خبیث مفتری کون ہوا۔ آپ خود ہی غور فرمائیں۔ اور لیجئے آگے چلئے

اس کے بعد الہام ہوا:

ایک صاحب قبر (اخبار الحکم ۱۷۔۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۱۵ کالم اول) کے فرمانے سے پچانوے سال کی عمر ہوئی لیکن برخلاف (مرزا جی کو پچانوے سال کے علاوہ پانچ سال کی عمر اپنی مولوی مردان علی ساکن حیدر آباد دکن نے کاٹ کر مرزا جی کو دے دی تھی اس حساب سے سو سال کی عمر ہونی چاہیے۔ ازالہ اوہام طبع ثانی ص ۴۷۷) ہر دو الہاموں کے مرزا صاحب صرف سڑسٹھ سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہو گئے۔ فرمائیے یہ الہام خدائی ہیں۔ آگے چلئے

ششم: مرزا صاحب کا الہام:

مجھ کو دکھلایا گیا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں ہماری قبر ہوگی، (دیکھو ازالہ اوہام طبع ثانی ص ۲۳۶)

پھر الہام ہوا کہ:

ہم مدینے میں مریں گے یا مکہ میں (دیکھو اخبار بدر ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء)

آسمانی کہیے منکوحہ کا شوہر کون ہے
مر گیا جو دل میں یہ اندوہ لے کر کون ہے
کون احمق اور خبیث و مفتری جھوٹا ہے کون
اپنے ہی اقرار سے اب بد سے بد تر کون ہے
کب ہوا اسّی کا سن اور کب ہوا پچانوے
مر گیا سڑسٹھ ہی میں جو بے خبر پھر کون ہے
نہ تو مکے میں مرا اور نہ مدینے میں گرا
جو مرا لاہور میں کذاب منکر کون ہے

اس کے بعد تیسری دفعہ الہام ہوا کہ:

تین جگہ پر مجھ کو میری قبر کا نشان دیا گیا لیکن کسی جگہ کا نام نہیں لکھا۔

(دیکھو مرزا صاحب کی الوصیۃ)

فرمائیے یہ الہامات خدائی ہیں۔ اور ان الہامات کے مطابق مرزا صاحب

قادیانی کی قبر کہاں ہوئی۔ آپ کا اختیار ہے کہ ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھیں۔ آگے چلئے

ہفتم: مرزا صاحب کی ایک بڑی تعلیٰ اور تحدی کے ذریعہ سے یوں ہے

حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے یہ بھی لکھا ہے کہ

اگر آپ کے (مخالفین) اس قدر دعا کریں کہ زبانوں پر زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدہ میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور اکثر گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جاوے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جاوے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں جو شخص میرے پر بد دعا کرے گا وہ بد دعا اسی پر پڑے گی۔ (اخبار بدر ۹ مارچ ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم ۳)۔

مولوی صاحب خدا کے لئے غور فرمائیے۔ مرزا صاحب کی دعائیں کہاں ہیں۔ اپنی عمر کے الہام کیا ہوئے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہو گیا کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے نہیں آئے تھے۔ آگے چلئے

ہشتم۔ مرزا صاحب کا الہام ہے کہ:

میں نے کشفی طور پر ایک لاکھ فوج کی درخواست کی کہ مجھے ایک لاکھ فوج دی جاوے۔ حکم ہوا کہ ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیئے جائیں گے (دیکھو ازالہ اوہام۔ حاشیہ ص ۹۷۔۹۸ طبع اول)

اب اس الہام کے برخلاف مرزا صاحب مرزائیوں نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت چار لاکھ ہے دیکھو پیغام صلح آخری تحریر مرزا صاحب وخواجہ کمال الدین پلیڈر۔ جب پانچ ہزار سپاہی الہام کی رو سے منظور ہوئے تو اب چار لاکھ کیسے۔ پہلے درخواست ہی ایک لاکھ کی تھی جواب الہام کے خلاف چار لاکھ کی جمعیت بیان کی جاتی ہے آپ یا تو الہام کو سچا کہیں یا دوسری تحریرات کو۔ آگے چلئے

نہم: مرزا صاحب کا آخری الہام جو نہایت ضروری اور تاکیدی جو بذریعہ اشتہار تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء اپنے انتقال سے چھ ماہ پیشتر بڑے زور سے اپنے مخالفین ڈاکٹر عبدالحکیم خان ومولوی ثناء اللہ وغیرہ کے برخلاف شائع کیا اور جس میں اپنی جماعت کو

نہایت تاکید کی ہے کہ اس اشتہار کو میری جماعت اپنی نظر گاہ میں چسپاں کرے اور تمام اپنے بچوں اور عورتوں کو اس سے آگاہ کرے کہ وہ جانی دشمن جڑ سے کاٹے جائیں گے اور ان کا نام ونشان نہ رہے گا وہ الہام اس طرح پر ہے۔

الف: خدا نے کہا کہ میں تیری عمر بڑھا دونگا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں ان سب کو جھوٹا کرونگا تیری عمر بڑھا دوں گا (اس سے پہلے دو الہام حسب ذیل ہیں۔

ا۔ الہام ہوا رب زد نی عمری و فی عمر زو جی زیادة خارق العا دة ۔..

۲۔ انا نر ینك بعض الذی نعد ھم نز ید عمر ك ہم تجھے بعض وہ امور دکھلا دیں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔ بدر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۳) اور دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبروے اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔

ب۔ اسی اشتہار میں الہام ہے کہ مبارک احمد میرا لڑکا جو فوت ہو یا ہے اس کی جگہ دوسرا لڑکا نعم البدل دیا جائے گا تا کہ دشمن یہ نہ کہے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا اور یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ وہ زندہ ہے

ج۔ پھر اسی اشتہار میں تیسرا الہام ہے کہ اس ملک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے اور دوسرے ممالک میں بھی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی وہ لوگوں کو دیوانوں کی طرح کردے گی اس سال میں یا آئندہ سال

اب آپ غور فرمائیں کہ یہ الہامات مندرجہ اشتہار تبصرہ جو سخت تاکیدی ہیں یا صحیح ہوئے یا غلط۔

مرزا صاحب کے دشمن مرے یا خود مرزا صاحب۔

مرزا صاحب کی عمر خدا نے بڑھا دی یا گھٹا دی۔

اصحاب فیل کی طرح کون نابود ہو گیا۔

مبارک احمد کی جگہ کون سا لڑکا پیدا ہوا (نوبت ہی نہ آئی) آئندہ بھی کوئی امید نہ رہی۔

اس ملک یا دیگر ممالک میں کون سی طاعون ایسی پڑی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ بلکہ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد بہت ہی کم ہوگئی اور وہ آتش اور کیڑا ہی نہیں رہا وہ سال بھی گذر گیا یعنی ۱۹۰۷ء اور دو سال اور بھی گذر گئے یعنی ۱۹۰۸ء و ۱۹۰۹ء۔ مگر

طاعون ندارد۔ یہ ہیں خدا کے الہامات اور امداد غیبی۔

لیجئے آگے چلئے

دہم: بہت سے الہامات مرزا صاحب کے زبان انگریزی عبرانی وغیرہ میں ہیں جن کو مرزا صاحب خود نہیں جانتے یہ بات حکم خداوندی قرآن شریف و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه کے برخلاف ہے کرشن جی مہاراج کے اوتار مرزا صاحب بذریعہ الہام بنے ہیں لیکن زبان سنسکرت میں آج تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ اس کا باعث بھی آپ فرماویں گے۔ اچھا آگے چلئے

یازدہم۔ مرزا صاحب کا الہام براہین احمدیہ میں:

ربنا عاج یعنی ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) (بلفظہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵۔۵۵۶)

فرمایئے! یہ بین الہام ہے اور تمام کلام الٰہی کے مخالف۔ یعنی قرآن شریف میں الحمد لله رب العالمین۔ ربنا الله۔ الله ربنا و ربکم ان الله ربی و ربکم۔ ان الله هو ربی و ربکم۔

غرضیکہ تمام قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کو رب فرمایا اور اللہ ہی تبارک وتعالیٰ سب کا رب ہے لیکن مرزا صاحب کا الہام صریح ہے کہ

ہمارا رب عاجی ہے۔

پھر اس پر تعجب یہ ہے کہ اس رب عاجی کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب کا انتقال بھی ہوگیا مگر اپنے رب کا پتہ نہیں لگا (ایک الہام ایلی آود، بھی بقول خود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے۔ براہین ج ۴ ص ۱۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳) اتنا بڑا الہام وہ بھی خلاف قرآن شریف اور مشتبہ رہا۔

یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے بلکہ ان کے رب عاجی کی طرف سے جس کی بحث بسط کے ساتھ میری کتاب میں درج ہے اندریں حالات ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں مرزا صاحب قادیانی کا ایک الہام بھی صحیح نہیں ہوا۔ آگے آیئے

دوازدہم: مرزا صاحب کا الہام کہ مولوی محمد حسین بٹالوی میرے پر ایمان لے آویں

گے ۔ (اعجاز احمدی ۔ص ۵۱)

مگر مولوی (محمد حسین) صاحب ویسے کے ویسے ہیں ۔آ گے چلئے

سیز دہم ۔مرزا صاحب کا الہام مولوی محمد حسین کی نسبت الکلب یموت علی الکلب کہ کلب کے اعداد ۵۲ ہوتے ہیں ۔

مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب ۵۲ سال کی عمر پا کر فوت ہو جائیں گے ۔ حالانکہ وہ اس وقت تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں زندہ موجود ہیں ۔

فرمایئے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے ۔ لیجئے آ گے چلئے

چہاردہم : مرزا صاحب کا الہام لك خطاب العزت تم کو عزت کا خطاب دیا جاوے گا ۔ یہ الہام اس وقت ہوا تھا جب کہ مرزا صاحب نے تحفہ قیصریہ لکھ کر بحضور ملکہ وکٹوریہ شہنشاہ ہند بھیجا تھا ۔اور خیال تھا کہ وہاں سے کوئی خطاب ملے گا مگر افسوس کوئی خطاب نہ ملا نہ مسیحائی نہ کرشنی ۔ آ گے چلئے

پانزدہم : مرزا صاحب کا الہام شاتان تذبحان ۔دو بکریاں ذبح کی جاویں گی ۔ پہلے کہا کہ یہ الہام مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت ہے ۔ یہ ہر دو شریر بکریاں ذبح کی جاویں گی لیکن جب یہ الہام ان پر صادق نہ آیا تو عبدالرحمٰن اور عبداللطیف دو کابلیوں پر کہ یہ دو غریب بکریاں کابل میں ذبح ہوئیں اس لئے کہ انہوں نے مرزائی اعتقاد کو تسلیم کر لیا تھا ۔ دیکھو ضمیمہ انجام آتھم اور تذکرۃ الشہادتین ۔فرمایئے یہ خدائی الہام ہیں ۔اچھا آ گے چلئے

شانز دہم : ایک اور الہام مرزا صاحب کا جو واقع کے بالکل خلاف ہے مرزا صاحب ازالہ اوہام میں بطور لطیفہ کے لکھتے ہیں

لطیفہ : چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المأتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا ۔اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں یہ عاجز بھی داخل ہے ،تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا ۔ پہلے یہی تاریخ ہم نے مقرر کر رکھی ۔اور وہ یہ نام

ہے غلام احمد قادیانی ۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں ۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے (یعنی الہام ہوا ہے۔فضل احمد) کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں ۔

(بلفظہ ازالہ اوہام ۔ص ۱۸۶ طبع اول ص ۹۰ طبع دوم)

مولوی (غلام رسول) صاحب ! ذرا خیال فرمایئے کہ یہ الہام کیسی تحدی کا ہے کہ تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ۔ اور یہ الہام میرے مسیح ہونے پر دلیل ہے کیا مرزا صاحب نے تمام دنیا کو دیکھ لیا تھا یا نہیں ۔ بلکہ الہام کو قطعی اور یقینی جان کر اور اعداد کے پورا ہونے پر یہ الہام شائع کر دیا۔ آپ نے میری کتاب کلمہ فضل رحمانی کو نہیں دیکھا اس میں میں نے اس بحث کو لکھ کر بتلایا ہے کہ یہ کوئی دلیل نہیں کہ تیرہ سو کسی نام کے اعداد پورا ہونے سے مسیح موعود بن جاوے۔ تاہم میں نے اس میں لکھا تھا کہ ایک قادیان گاؤں لودہانہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وہاں بھی ایک شخص غلام احمد گوجر موجود ہے وہ بھی غلام احمد قادیانی ہے۔ اس صورت میں یہ غلط ہے کہ تمام دنیا میں بجز مرزا صاحب کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔لیکن علاوہ اس کے خاص ضلع گورداسپور میں ہی دو گاؤں قادیان اور بھی علاوہ گاؤں قادیان زاد بوم مرزا صاحب کے آباد ہیں ۔ ایک تھانہ گورداسپور متصل قصبہ دورانگلہ اور دوسرا قادیان تھانہ ڈیرہ نانک میں۔ دریافت سے پایا گیا کہ ایک شخص غلام احمد ذات قریشی جو زیادہ مستحق امامت ہے قادیان متصل دورانگلہ تھانہ گورداسپور اس وقت بھی موجود ہے ۔ اور مرزا صاحب کا ہم عمر۔ نہایت افسوس کی بات ہے مرزا صاحب نے اپنے الہامی دعوی پر تحدی کے ساتھ لکھ دیا تھا کہ تمام دنیا میں بجز مرزا صاحب کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے کوئی شبہ نہیں کہ جو کسی گاؤں میں رہتا ہے وہ ضرور غلام احمد قادیانی ہی ہوگا ۔ فرمایئے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے، جو واقعات سے بھی غلط ہے ۔ ہرگز نہیں

خاکسار راقم مرزا صاحب قادیانی کے الہام بالا پر غور کرتا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب آیت هل انبئكم على من تنزل الشياطين ۔ تنزل على كل افاك اثيم ۔ يلقون السمع و اكثرهم كاذبون پر پہنچا اور القاء الٰہی سے

غور کرنا شروع کی تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ آیات مرزا صاحب کے متعلق ہیں ۔تب میں نے مرزا صاحب کی براہین احمدیہ کو نکال کر دیکھا تو ان آیات کو اس کے صفحہ ۲۲۲، ۲۴۰ میں لکھا ہوا پایا۔ان آیات کا ترجمہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ مرزا صاحب کا ہی ترجمہ کیا ہوا آپ کے مزید اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں جو انہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۲ میں کیا ہے۔وھو ہذا

کیا میں تم کو یہ خبر دوں کہ جنات (شیاطین) کن لوگوں پر اترا کرتے ہیں جنات (شیاطین) انہیں پر اترا کرتے ہیں جو دروغ گو اور معصیت کار اور اکثر ان کی پیش گوئیاں جھوٹی ہوتی ہیں ۔بلفظہ

(خدا عالم الغیب کے علم میں تھا کہ ایک زمانہ میں ایک شخص غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوگا اور دعوی نبوت ورسالت وکرشن ومسیح کا کرے گا جب کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ دنیا پر تشریف لا چکے ہوں اس پر شیطانی نزول والہام ہوں گے وہ اپنے نام مسمی : غلام احمد قادیانی، کے اعداد تیرہ سو پورے کر کے یہ دعوی کرے گا کہ وہی مسیح موعود ہے اور تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے اس کو شیطانی الہام ہوں گے۔

تب ایک شخص ملازم پولیس اس کا ہم وطن بھی ہوگا۔اللہ تعالی اس کو یہ جتلائے گا کہ انیسویں پارے کی آیات ذیل یعنی هل انبئکم ..کو پڑھ کر جن میں شیطانی نزول کا ذکر ہے اور آیت تنز ل علی کل افا ك ا ثیم، میں غلام احمد قادیانی کے پورے تیرہ سو اعداد موجود ہیں اور پہلی آیت میں تمہارے نام فضل احمد حازم ملازم پولیس کے بارہ سو پینتالیس عدد نکلیں گے۔سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ فضل احمد)

پھر اسی وقت جب کہ میں غور کر رہا تھا یہ القاء ہوا کہ آیت شریف مندرجہ بالا تنز ل علی کل افا ك ا ثیم کے اعداد نکال کہ یہ اعداد مطابق دعوی مرزا صاحب کے ملیں گے ۔اس پر مجھے خوشی ہوئی اور قلم لے کر اعداد جمل آیت شریف کے نکالنے شروع کئے ۔اللہ اکبر! جناب من حکم الہی سے اس آیت شریف کے اعداد پورے تیرہ سو برآمد ہوئے ۔اس وقت اپنی طبیعت کی خوشی کا اندازہ میں نہیں کرسکتا تھا۔پس میری زبان سے الحمد لله علی ا حسا نه الحمد لله علی ا حسا نه بڑے زور سے نکل رہا تھا۔تب میں نے فوراً اپنی یادداشت میں لکھ لیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ اس آیت

شریف میں مرزا صاحب کے دعوی کے مطابق تیرہ سو کے اعداد پورے ہوں گے۔اب میں ان آیات کا ترجمہ لفظی کر کے ظاہر کرتا ہوں کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ترجمہ: آیات بالا میں اللہ تعالی فرماتا ہے (رسول اکرم ﷺ اوران کی امت مخاطب ہے) کیا میں تم کو یہ بات بتلا دوں کہ کن لوگوں پر شیاطین اترا کرتے ہیں؟ پھر خود ہی اللہ تعالی فرماتا ہے شیاطین کا نزول بڑے جھوٹے مفتریوں اور گنہ گاروں پر ہوتا ہے۔ شیاطین (آسمان سے کچھ کچھ لاکر) ان کے کانوں میں ڈالا کرتے ہیں جن میں سے ان کی پیش گوئیاں یا الہام اکثر جھوٹے ہوا کرتے ہیں۔

مولوی (غلام رسول) صاحب! مجھے معاف فرمایئے کہ یہ آیات مرزا صاحب قادیانی پر بعینہ منطبق ہوتی ہیں۔اس لئے کہ خاص ان کی الہامی کتاب میں براہین احمدیہ میں بھی درج ہیں مگر یہ پتہ ان کو نہ ہوا کہ یہ آیات کس پر صادق آئیں گی۔

بہر حال ان کا الہام خدا تعالی کی قدرت انہیں پر عائد ہوا۔اسی لئے ان کے الہامات سے ایک بھی صحیح نہیں ہوا۔اور پھر الہام کہ غلام احمد قادیانی جس کے پورے تیرہ سو عدد ہوتے ہیں میرے مسیح موعود ہونے کی الہامی دلیل ہے حتی کہ اس وقت تک کوئی غلام احمد قادیانی دنیا میں موجود نہیں ہے پھر آیت شریف تنزل علی کل افاك اثیم (شیطانی الہام پر بڑے جھوٹے مفتری گنہ گار پر ہوا کرتا ہے) کے یہی تیرہ سو عدد پورے ہونے سے واضح ہو گیا کہ مرزا صاحب کے مسلمہ اور مقبولہ اعداد اسی آیت شریف سے برآمد ہوئے جنہوں نے واقعات اور آیات قرآنی اعداد جمل سے مرزا صاحب قادیانی کے الہامات کا شیطانی نزول ہونے پر مہر لگا دی۔

براہ مہربانی غور کریں اور بہت سے الہامات اسی قسم کے ہیں طوالت منظور نہیں۔آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ جب انہیں کے ضلع میں علاوہ اپنے گاؤں کے دو گاؤں قادیان اور بھی آباد ہیں، مرزا صاحب نے دریافت بھی نہ کرلیا جس سے یہ الہام واقعات سے آفتاب کی طرح غلط ثابت ہو گیا۔

اسی طرح مرزا صاحب خلاف واقع باتیں بھی لکھ دیا کرتے ہیں جیسے اپنی کتاب راز حقیقت میں جہاں جہاں حضرت عیسی کی فرضی اور تاویلی قبر بیان کرتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں:

پھر موقعہ پر پہنچنے سے ایک دلیل معلوم ہوئی جیسا کہ نقشہ منسلکہ میں ظاہر ہے اس نبی کی مزار جنوباً شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پر ہیں۔ یہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے۔ (بلفظہ راز حقیقت۔ص ۱۷)

اس جگہ مرزا صاحب قادیانی نے حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہونے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ ان کا مزار جنوباً شمالاً ہے جس طرح مسلمان لوگ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اسی طرح اہل کتاب بھی اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں یعنی سر شمال کو اور پیر جنوب کو حالانکہ یہ بات محض غلط اور واقعات کے خلاف ہے کیونکہ اہل کتاب مسلمانوں کی طرح ہرگز دفن نہیں کرتے وہ اپنے مردوں کا سر غرب کو اور پیر شرق کو کرتے ہیں۔ بارہا بچشم خود دیکھا ہے اور اکثر اہل کتاب کو اپنے روبرو دفن کیا ہے۔

اہل کتاب کے قبرستان میں اکثر پنجاب میں اس وقت موجود ہیں دیکھ سکتے ہیں بلکہ قادیان کے قریب بٹالہ میں اور گورداسپور میں قبرستان عیسائیاں موجود ہیں۔ مرزا صاحب اگر وہاں آتے جاتے ہی دیکھ لیتے یا کسی عیسائی سے پوچھ ہی لیتے تو خلاف واقعہ تحریر نہ کرتے۔ افسوس۔

دوم: سب سے آخر تصنیف مرزا صاحب کی دو یوم قبل از انتقال، پیغام صلح، جس کو خواجہ کمال الدین نے بعد میں جمع کر کے متفرق نوٹ ہا کو کتاب کی شکل میں طبع کرایا۔ اس میں اس طرح پر لکھتے ہیں؛

بابا نانک صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر دعوی الہام کا کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی جنم ساکھی میں لکھتے ہیں۔ (بلفظہ پیغام صلح۔ ص ۱۱ طبع اول)۔

لیجئے! یہ بالکل غلط ہے۔ بابا نانک صاحب نے نہ تو کبھی گرنتھ صاحب کو لکھا ،اور نہ کسی جنم ساکھی کو لکھا۔ کیونکہ بابا نانک سمت ۱۵۹۶ بکرمی میں فوت ہو گئے۔ ان کے بعد پانچویں بادشاہی گورو ارجن داس صاحب جب سمت ۱۶۳۸ بکرمی میں گدی پر بیٹھے اس کے بہت عرصہ بعد سمت ۱۶۵۰ بکرمی آدگرنتھ کو انہوں نے لکھا۔ گویا پچاس یا پچپن سال کے بعد گرنتھ صاحب لکھا گیا اور جنم ساکھیاں تو اور بہت عرصہ بعد لکھی گئیں

۔نہایت افسوس کی بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے بالکل خلاف واقعہ خلاف تاریخ لکھ دیا کہ بابا نانک صاحب نے گرنتھ اور جنم ساکھی میں لکھا۔ میرا خیال ہے شاید خواجہ کمال الدین نے ایسا لکھا ہوگا کیونکہ پیغام صلح مرزا صاحب قادیانی کے انتقال کے ایک ماہ بعد لکھا گیا اس کی بھی کوئی تصدیق نہیں کہ پیغام صلح مرزا صاحب کا لکھا ہوا ہے ۔مگر افسوس خواجہ صاحب نے بھی اس پر غور نہ کیا وزیرے چنیں شہریارے چناں

مولوی (غلام رسول) صاحب! اگر میں ایسے ایسے اختلافات اور الہامات اور پیشین گوئیاں مرزا صاحب کی جمع کروں تو ایک کتاب جدا گانہ چاہیے آپ ایسے ہی الہامات کو قطعی اور یقینی من جانب اللہ مثل قرآن شریف جانتے ہیں اگر یہی صورت ہے تو اللہ حافظ۔

میں نے آپ کے غور کے لئے چند الہامات لکھ دیئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے اور ایسے الہامات کو من جانب اللہ قطعی یقینی مثل قرآن شریف فرمانے کی جرأت نہ فرماویں گے۔

اب میں وہ چند الہامات بھی لکھ دیتا ہوں جو مرزا صاحب قادیانی کو قرآن شریف اور احادیث شریف کے مخالف ہوئے ہیں۔

اول: تمام قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالی تمام جہان کا رب ہے اور اللہ تعالی ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ قبر میں بھی یہی سوال ہوگا من ربك۔ خدا کے فضل سے مسلمان جواب دے گا کہ الله ربی۔

لیکن مرزا صاحب کا الہام ہے: ربنا عاج۔

دوم: الف۔ قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے مگر مرزا صاحب کا الہام: قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً

ب۔ حدیث شریف لا نبی بعدی

مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں میں نبی ہوں، رسول ہوں، میرا منکر کافر ہے۔

سوم: قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو کہا گیا:

فسبح بحمدك و استغفره

مگر مرزا صاحب قادیانی کا الہام ہے کہ خدا میری حمد کرتا ہے:

يحمدك الله من عرشه ۔ يحمدك الله و يمشي اليك خدا تیری عرش پر سے تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے (انجام آتھم۔ ص ۵۵)۔
تیرا ظہور خدا کا ظہور ہے

دوسرا الہام: اعمل ما شئت قد غفرت لك جو چاہے کر تجھے بخش دیا ہوا ہے (براہین احمدیہ)

اور الہام انت مني و انا منك۔
مرزا صاحب کا فرمانا ہے کہ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں

چہارم: قرآن شریف میں اوفوا بالعقود اے لوگو اپنے وعدے پورے کرو۔ مگر مرزا صاحب کا الہام ہے کہ ہم اپنے وعدہ کے مطابق براہین احمدیہ کو پورا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ مباہلہ کے لئے وعدے کئے میدان مباہلہ میں حاضر نہ ہوئے منارہ کا چندہ وصول کر کے بھی ناکام، نصیبین کا چندہ بھی ہضم، وعدہ پورا نہ کیا۔ سراج منیر کا وعدہ، اربعین کا وعدہ۔ وغیرہ سینکڑوں وعدے گاؤ خورد ہو گئے۔

پنجم: قرآن شریف میں کفار کے ساتھ مباہلہ کا ذکر تھا پہلے ازالہ اوہام میں اسی پر عمل درآمد تھا۔ لیکن بعد اس کے مسلمانوں کے ساتھ مباہلہ کرنے کا الہام بڑے زور وشور اور تحدی اور لعنتوں کے ساتھ ہوا۔

مولوی (غلام رسول) صاحب قرآن شریف کے ایک امر کی بھی مخالفت کرنا کفر اور ارتداد ہے چہ جائے کہ کثرت سے ہوں جن کا جمع کرنا موجب طوالت ہے۔ آپ کے غور کے لئے یہی بس ہے۔ تاہم پانچ تک عرض کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ آپ کی طبیعت میں خداوند کریم نیک اور رشد کی صورت پیدا کرے میرا کام صرف اس بات کو دکھلانا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات خلاف قرآن کریم کے ہیں۔

تیسرے خط کے سوالات اور جوابات

قاضی فضل احمد کہتے ہیں کہ پہلے میں اپنا سوال دہراؤں گا۔ پھر مولوی غلام رسول قادیانی انسپکٹر پولیس کا جواب لکھوں گا، اور بعد ازاں اپنا جواب الجواب تحریر کروں گا۔

سوال اول:

الف۔ آپ کل تصانیف وتالیفات واشتہارات مرزا صاحب کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

ب۔ اور ان کتابوں یا اشتہاروں اور لیکچروں کو جن کو آپ الہامی مانتے ہیں ان کا درجہ قرآن شریف کے برابر یا اگر کم وبیش ہے تو کیوں؟

جواب۔

الف: تصانیف وتالیفات واشتہارات وغیرہ میں سے جس عبارت کو مرزا صاحب نے الہام کہا ہے اسے الہام مانتا ہوں باقی کو ان کی اپنی تصنیف یا جو کچھ فی نفسہ ہو۔

ب: الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں ہاں دوسری صورت میں قرآن شریف قائم بالذات کتاب ہے اور قائم العمل شریعت اور مرزا صاحب کے الہامات مبشرات اور منذرات ہیں اس کتاب پاک کی تصدیق کے۔

اقول باللہ التوفیق۔

اول سوال یہ تھا کہ جن جن تصانیف مرزا صاحب کو آپ الہامی مانتے ہیں ان کے نام تحریر فرماویں۔ مگر آپ نے اس سوال کا جواب ہی نہیں دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ آپ کو علم نہیں کہ کونسی کتاب مرزا صاحب کی الہامی ہے اور کون کون غیر الہامی۔ اور یہ بھی آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جس عبارت کو الہام کہا ہے اس کو الہامی مانتا ہوں اور باقی کو ان کی اپنی تصنیف۔

لیکن کیا آپ کو مرزا صاحب کے الہامات

۱۔ و ان روح اللہ ینطق فی نفسی خدا کی روح میرے میں باتیں کرتی ہے۔ (انجام آتھم ص ۱۷۶)

۲۔ و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (براہین احمدیہ و اربعین نمبر۳ ص ۳۶)

معلوم نہیں ہیں۔ ان الہامات کی رو سے کل کلام مرزا صاحب کی وحی کے ذریعہ سے ہے اور الہامی، کیونکہ مرزا صاحب وحی کے بغیر کچھ نہیں کہتے۔ پھر آپ کا گول مول

جواب دینا صحیح نہیں۔

ب۔ الہام کا درجہ آپ قرآن شریف کے برابر مانتے ہیں جو مرزا صاحب کو الہامات ہوئے وہ بعینہ قرآن شریف کے برابر ہیں۔ گویا قرآنی وحی جس کے ذریعہ سے قرآن شریف کا نزول ہوا، مرزا صاحب کے الہام کے برابر ہے حالانکہ مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ میں اس طرح پر لکھتے ہیں:

اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے باخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔

(بلفظہ ص ۲۱۵ حاشیہ نمبر ۱۱)

فرمایئے مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ وحی رسالت منقطع ہے، صرف الہام باقی ہے۔ جب وحی رسالت جس کے ذریعہ سے قرآن کا نزول ہوا تھا، وہ منقطع ہوگئی اور صرف الہام رہ گیا، تو پھر مرزا صاحب قادیانی کا الہام قرآن شریف کی وحی کی طرح کیونکر ہوا۔ آپ غور فرماویں۔

دوسری صورت میں آپ قرآن شریف کو قائم بالذات اور قائم العمل شریعت مانتے ہیں اور مرزا صاحب کے الہامات مبشرات ومنذرات ہیں اس کتاب پاک کی تصدیق کے، تو گویا مرزا صاحب قادیانی کے الہامات قائم بالذات نہیں ہیں پھر بھی قرآن شریف کے برابر نہ ہوئے۔

یہ تو میں اوپر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی کے الہامات قرآن کریم کی نعوذ باللہ منہا تکذیب میں وارد ہیں نہ کہ تصدیق میں جیسے کہ رسالت اور نبوت کا دعوی نمبر اول سے پنجم تک بطور نمونہ عرض کر چکا ہوں امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے

سوال دوم:

جن کتب تصانیف مرزا صاحب کو آپ الہامی نہیں مانتے ان کا رتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر ہے یا کچھ کم وبیش۔ اگر کم وبیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے

جواب۔ احادیث اور تصانیف مرزا صاحب کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے توجیہ خود عیاں ہے۔

اقول: جب مرزا صاحب الہام و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہے تو پھر آپ کے ایمان میں احمد اور غلام احمد کا تفاوت کیوں ہے غلام اور آقا کی کلام میں زمین اور آسمان کا فرق ہے پھر رسالت اور نبوت بلکہ خدائی (مرزا کا الہام: قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں براہین ص۵۲۳ ۔ انت منی و انا منك الہام ہے) کا دعوی کیسے ہے۔

سوال سوم:

جو آیات قرآن شریف کی مرزا صاحب کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اور مراد وہی ہیں جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں۔

جواب: یہ ایک لمبی بات ہے مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا ہے ۔بولیوں کا خالق اللہ تعالی ہے ۔قرآن مجید کسی خاص وقت اوور خاص حال کا پابند نہیں میرے ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔

میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ تؤتی اکلھا کل حین ہے۔ میرا ایمان ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق ہے اور اسے اللہ نے جو سمجھا یا جو معنی قرآن شریف کے اس نے کئے وہ صحیح ہیں اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو مہبط بیان کرتا ہے۔

اقول: یہ صحیح ہے کہ خدا بولیوں کا خالق ہے اس سے کسی کو انکار نہیں یہ خوب کہا کہ قرآن خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں اگر یہی صورت ہے تو پھر حضرت رسول اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی بھی کوئی پابندی نہیں۔ آنحضرت ﷺ پر اب ایمان لانے کی بھی پابندی نہیں۔ یہ اس وقت اور حال پر تھی جب حضرت ﷺ دنیا میں بقید حیات موجود تھے۔ حج اور عمرہ کی بھی کوئی خاص وقت اور حال کی پابندی نہیں ۔جب چاہا کرلیا، یا نہ کرلیا۔ اور سینکڑوں پابندیاں قرآن کی دور ہوگئیں ۔اور آپ کے ایمان کے مطابق شان نزول قرآنی بھی کوئی چیز نہیں۔ مہربانی کر کے اس کی دلیل میں کوئی سند پیش کریں جس نے آپ کو ایسا لکھنے کی جرأت دی۔

اور یہ کلمہ طیبہ جو قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے اس سے مراد ایمان داروں کے اعمال صالح ہیں کہ جس کا پھل یا میوہ قیامت تک کھانے میں آتا ہے یہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاکر پھر تؤتی اکلھا پر عمل کرے نہ یہ کہ ہر وقت قرآن میں تاویلات رکیکہ کر کے اپنے مطلب کو خلاف تمام جمہور اسلام اہل سنت و جماعت پیش کرے۔

آپ غور کریں ایسی باتیں کوئی مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرا ایمان ہے جو مرزا صاحب نے قرآن مجید کو سمجھا ہے وہی حق ہے کیونکہ ان کو خدا تعالی نے سمجھایا ہے جو معنی قرآن کے مرزا صاحب نے کئے ہیں وہی صحیح ہیں لیکن اس کے لئے کوئی دلیل قرآن وحدیث سے بیان نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی ترجمہ کل قرآن کا مرزا صاحب نے نہیں کیا اور نہ کوئی تفسیر لکھی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ ہاں بعض بعض آیات حیات وممات حضرت مسیح کا مطلب اپنے ادعا کے مطابق ترجمہ یا تفسیر کی ہیں وہ بھی آپس میں متضاد۔ یہ دعوی اس وقت ہوتا کہ مرزا صاحب نے کوئی ترجمہ قرآن شریف کا مکمل کیا ہوتا یا کوئی تفسیر قرآن کی لکھی ہوتی تب دوسرے تراجم اور تفاسیر اسلامی کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا

اب میں مرزا صاحب کی قرآن فہمی جس کو ان کے خدا نے سمجھایا ہے دو چار مقام بطور نمونہ کے نکال کر دکھلاتا ہوں آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے

اول: مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں آیت یا عیسی انی متوفیك و رافعك الی کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں:

میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ (براہین احمدیہ۔ ص ۵۱۹)

اسی طرح مرزا صاحب کے فاضل بزرگ اور اب خود خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین اس آیت کے معنی اس طرح پر کرتے ہیں:

جب اللہ تعالی نے فرمایا اے عیسی میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔ بلفظہ تصدیق براہین احمدیہ ص ۸ (پہلے آپ حیات عیسی کے قائل تھے لکھتے ہیں: حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔ براہین ص ۳۶۱ حاشیہ در حاشیہ)

لیجئے اس وقت جب کہ مرزا صاحب کو اسلام سے تعلق تھا اور الہام کے ذریعہ سے قرآن کی آیت کا ترجمہ فرمایا اور خلیفۃ المسیح نے بھی ایسا ہی ترجمہ کیا اور مرزا صاحب کی الہامی کتاب کی تکذیب کی تصدیق اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق کی پھر اس کے بعد دونوں صاحب پلٹ گئے اور تمام کتب اور تحریرات میں میں یہ ترجمہ کر دیا: اے عیسی میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔

اب فرمایئے کون سے معنی اور ترجمہ صحیح سمجھا جائے آیا الہامی کتاب میں کا ترجمہ یا جو اپنی رائے سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ یا اس الہام کے مطابق کہ مجھ کو خدا نے خبر دے دی ہے کہ حضرت عیسی مر چکے دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اس صورت میں الہام ہی دو متضاد ہو گئے۔ براہین احمدیہ الہامی کتاب کی مخالفت بھی ساتھ ہی ہے اور قرآن فہمی بھی مرزا صاحب کی ہویدا ہے۔

دوم۔ الہام هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (ص ۲۳۹، ۴۹۸)۔ مرزا صاحب نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے:

> یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آوے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا۔ (براہین احمدیہ۔ ص ۴۹۸۔۴۹۹)

پھر اس کے بعد ازالہ اوہام انجام آتھم وغیرھما تصانیف الہامی و غیر الہامی میں مرزا صاحب نے اس آیت کو اپنے حق میں منضبط فرمایا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے اور اب دوبارہ تشریف نہیں لاویں گے اس آیت شریف کا مورد میں ہوں ایک ہی آیت دو الہاموں میں متضاد فرمادی اور قرآن فہمی بھی ظاہر کر دی حالانکہ آیت بالا بموجب عقیدہ اہل اسلام حضرت رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم میں نازل ہوئی اور تمام ادیان پر غالب ہوئے اور انہیں پر پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اب اپنے ایمان کو حاضر کر کے غور فرمائیں

سوم: قرآن شریف میں ہے

سبحا ن الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرا م الی المسجد ا لا قصی الذی با ر کنا حو لہ لنر یہ من آ یا تنا انہ ھو السمیع البصیر ۔(الاسراء:۱) پاک ذات ہے (اللہ) جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات ادب والی مسجد سے پر لی مسجد تک جس میں ہم نے بر کتیں اور خو بیاں رکھی ہیں تا کہ دکھلا ویں اس کو اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا)

اس آ یت پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو جسما نی معراج ہوا مکہ سے بیت المقدس جو ملک شام میں ہے حضرت جبریل حضرت ﷺ کو لے گئے اور وہاں سے ساتوں آ سمانوں اور ۔۔ جہاں جہاں خداوند کریم کا حکم ہوا سیر فر مائی لیکن مرزا صاحب قادیانی کو اس کا انکار ہے ۔گو یا اس آ یت کا بھی انکار قر آن فہمی کی وجہ سے ہوا۔

چہارم: قر آن شریف کی فہمید مرزا صاحب قادیانی کو یہ ہوئی کہ قر آ ن میں گندی گالیاں بھری ہیں ۔نعوذ باللہ (دیکھو ازالہ اوہام کے صفحات ۲۵،۲۶،۲۷)

پنجم: مرزا صاحب قادیانیکی قر آن فہمی اور قر آن دانی یہ کہ قر آن شریف میں یہ الہام درج ہے

انا انز لناہ قریباً من القا دیا ن (دیکھو براہین احمدیہ ص ۴۹۸۔اور مفصل حال ازالہ اوہام کے ص ۷۶۔۷۷ طبع اول)

تعجب اس پر یہ ہے کہ جب اس الہام کو مرزا صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا اس وقت کوئی کشفی حالت میں مرزا غلام قادر کو قر آن شریف پڑھتے دیکھنا بیان نہ فر مایا اور نہ یہ ذکر کیا کہ قر آن شریف میں یہ آیت لکھی ہوئی موجود تھی ۔لیکن ازالہ اوہام کو لکھتے ہوئے یہ سارا قصہ درج فر ما دیا کہ قر آن شریف میں مکہ، مدینہ، قادیان تینوں شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے۔

اب فر مائیے یہ قر آن فہمی اور قر آن دانی مرزا صاحب قادیانی کی ہے یا قر آن شریف پر زیادتی اور تحریف ہے یہ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قر آن شریف میں کمی بیشی کا اعتقاد رکھنا انا لہ لحا فظو ن آیت قر آنی کے خلاف کفر ہے اس بارہ میں میں مرزا

صاحب کا ہی پہلا اعتقاد آپ کے اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ وھو ہذا

اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج ملحد اور کافر ہے۔

صاحب آپ ہی اس پر غور فرمائیں کہ قرآن فہمی اور قرآن دانی یہی ہے۔ مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے قرآن شریف کو ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق نہیں تھا اور نہ یہ فہمید قرآنی خدا کی طرف سے ہوسکتی ہے۔

سوال چہارم:

الف۔ اگر مرزا صاحب قادیانی کے الہامات میں تعارض واقع ہو تو اذا تعارضا تساقطا ہو جائے گا یا نہیں اور ان میں سے کس الہام کو صحیح سمجھا جاوے گا اول کو یا آخر کو اور اس کی وجہ۔ یا مرزا صاحب قادیانی کے الہامات میں آپ تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے۔

ب۔ کیا مرزا صاحب قادیانی کے ایسے الہامات بھی ہیں جن کے معنی یا مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں۔

د۔ جو الہامات مرزا صاحب کو بطور پیش گوئی ہوئے وہ پورے ہو گئے ہیں یا نہیں اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے یا نہیں

جواب۔ الف۔ میرا ایمان ہے کہ سچے الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الٰہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے قرآن مجید جیسے اکمل بے مثل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

ب۔ اوپر عرض ہو چکا ہے

ج، ہاں میرا ایمان ہے کہ ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا

یہاں بھی وہی متشابہات اور محکمات کا مقدمہ ہے

د۔ پیش گوئیاں کے متعلق میرا ایمان ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی انشاء اللہ تعالی

اقول: الف۔ بے شک سچے الہامات میں تعارض نہیں ہونا چاہیے مگر سوال تو یہ تھا کہ مرزا صاحب کے الہامات میں تعارض ہے یا نہیں۔ اس کا جواب آپ نے نہیں دیا جو تعارضات مختصراً میں اوپر دکھلا چکا ہوں فی الواقع سچے نہیں ہیں یہاں کسی کی آنکھوں کا قصور نہیں بلکہ ملہم یا ملہم کا قصور ہے۔

الف۔ مثلاً مرزا صاحب کا الہام تھا کہ میری عمر اسّی (۸۰) سال کی ہے۔

پھر الہام ہوا کہ اسیّ سال یا اس سے کم وبیش۔

پھر الہام ہوا کہ اب میری عمر ۹۵ سال کی ہوگئی ہے۔

پھر الہام ہوا کہ میری اجل قریب آ گئی ہے۔

پھر الہام خدائی ہوا کہ تیری عمر بڑھا دونگا اور تیرے دشمن تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود ہو جائیں گے۔

ب۔ پہلے الہام ہوا کہ حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لاویں گے۔

پھر الہام ہوا کہ عیسی فوت ہو چکے ہیں اب دنیا میں تشریف نہیں لاویں گے۔

علی ہذا القیاس بہت سے تعارضات ہیں۔ آپ غور فرماویں اس میں کسی کی نظر کا قصور ہے یا کہ واقعی ملہم یا ملہم کا۔

قرآن شریف میں تعارضات مرزائی احمدی صاحبان کو نظر آتے ہوں گے جو اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔

ب۔ سوال یہ تھا کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کے الہامات میں تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے مگر اس کا جواب صرف یہ دیا کہ، اوپر عرض کر چکا ہے۔ خیر صحیح اور صاف جواب مطابق سوال کے نہ دینا آپ کے اختیار میں ہے۔

ج۔ ہاں یہ آپ کا ایمان ہے کہ بعض الہامات کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا آپ فرما سکتے ہیں کہ الہام اول ربنا عاج (ہمارا رب عاجی ہے) اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے،

اس کا مطلب کب کھلے گا اور کیا معنی کھلیں گے۔ ملہم صاحب تو فوت ہو گئے۔ ۲۵۔۳۰ سال تک مطلب اور معنی معلوم نہ ہوئے۔ اب تو کوئی صورت اس الہام کے مطلب اور معنی معلوم ہونے کی نہیں رہی۔ الہام بھی ایسا کہ خاص خدا تعالی کی نسبت وہ بھی مشتبہ رہا (دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۵۶)

دوسرا الہام:

هو شعنا نعسا ۔ یہ دو فقرے شاید عبرانی ہیں۔ ان کے معنی اب تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔

پھر انگریزی الہام ہوا۔ اس کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے۔

(براہین احمدیہ۔ ص ۵۵۶)

فرمایئے ان الہاموں کے معنی اور مطلب کب کھلیں گے جب کہ مرزا صاحب ہی نہیں رہے۔ سنت اللہ یہ نہیں ہے کہ ملہم پر الہاموں کے معنی نہ کھلے ہوں۔

اس پر آپ نے متشابہات اور محکمات کا ذکر بھی فرمایا ہے اس کی بحث آپ تفاسیر معتبرات میں زیر آیت هو الذی انزل علیك الكتاب منه آيات محكمات هن ام الكتاب و اخر متشابهات میں دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جن آیات کے معنوں میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو وہ محکمات میں سے ہے مثلاً الله ربي و ربكم اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔

اسی طرح مرزا صاحب کا الہام ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے)۔

یہ الہام متشابہ نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح پہلے الہام ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ قرب قیامت کو دوبارہ دنیا پر تشریف لاکر دین اسلام کو تمام آفاق اور اقطار میں پھیلا دیں گے محکمات سے ہے۔

پھر یہ الہام کہ عیسیٰؑ مر چکے ہیں اب دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لاویں گے۔

یہ الہام بھی محکمات میں سے ہے۔

الہامات وحی متشابہات یہ ہیں۔ مثلاً خداوند کے ہاتھ پاؤں صورت شکل الرحمن علی العرش استوی یا حروف مقطعات ہیں۔ مرزا صاحب کے الہامات محکمات

سے ہیں ۔خواہ خود ان کو ان کا پتہ ملے یا مطلب اور معلوم معلوم ہوں یا نہ ہوں ۔
پس آپ کا یہ ایمان کہ بعض الہاموں کا مطلب پھر کسی وقت کھلے گا ہرگز صحیح نہیں براہ مہربانی غور فرمائیں فاعتبروا یا اولی الابصار
د ۔پیش گوئیوں کی نسبت آپ کا ایمان یہ ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں اور بعض جو پوری نہیں ہوئیں وہ آئندہ پوری ہوں گی ۔
لیکن میرا ایمان ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی ایک بھی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور آئندہ کوئی پیش گوئی پوری نہ ہوگی ۔خواہ تفصیل وار فیصلہ کرلیں یا بطور نمونہ مشتے از خروار دیکھ لیں ۔جو پیش گوئی مرزا صاحب نے کی یا تو وہ برعکس ظاہر ہوئی یا محض غلط ثابت ہوئی ۔ مثلاً
الف : سب سے پہلے فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کی پیش گوئی ۱۸۸۶ء میں کی ۔اس فرزند الہامی کی تعریف یہ کہ

مظہر الحق و العلی کان اللہ نزل من السماء ۔یعنی وہ لڑکا مظہر حق اور عالی رتبہ ہوگا گویا خود خدا آسمان سے نازل ہوا ہے اس کے کپڑوں سے باشاہان برکت پاویں گے وغیرہ وغیرہ

اس کے برعکس لڑکی پیدا ہوئی لیکن اب تک وہ لڑکا الہامی پیدا نہیں ہوا مرزا صاحب بھی چل بسے اور اب آئندہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوسکتی اور نہ ہوگی ۔
دوسری پیش گوئی محمدی بیگم کے ساتھ بڑی تحدی کے ساتھ اپنا نکاح الہام سے ہونا ظاہر کیا حتی کہ آسمان پر اس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہوا ہے ۔جب والدین محمدی بیگم نے نکاح کے دینے سے انکار کیا تو بہت سے خطوط تہذیب کے خلاف ان کو لکھے (یہ خطوط میری کتاب میں چھپے ہوئے ہیں ۔قاجی فضل احمد) اور نوبت طلاق و عاق کی پہنچی ۔
جب انہوں نے نکاح دوسری جگہ کر دیا تو پھر الہام ہوا کہ محمدی بیگم کا باپ اور اس کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مر جائیں گے اور وہ بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آوے گی لیکن افسوس ۱۸۸۸ء کا الہام اب تک ظہور میں نہ آیا ۔
اور جب کسی نے اعتراض کر کے الہاموں کو غلط ثابت کیا تو مرزا صاحب قادیانی اور دیگر مرزائیوں نے کہہ دیا کہ الہام کی ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے، دوسری بھی ٹوٹ جائے

گی۔یعنی مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم تو مر چکا ہے،اب اس کا خاوند مرزا سلطان محمد بھی مرجاوے گا۔مسلمانوں یہودیوں کا یہ اعتراض قبل از وقت ہے۔جب تک محمدی بیگم نہ مرجائے یا میں نہ مرجاؤں،تب تک یہ اعتراض عائد نہیں ہوسکتا۔

فرمایئے !ایسی تاویل کا کیا علاج ۔مرزا صاحب قادیانی تو اپنے مقدر کی جگہ پہنچ گئے۔ اب اعتراض ہوتو کس طرح اور کس پر۔مرزائی احمدی صاحبان ایسے ہیں کہ وہ یہی کہے جاتے ہیں کہ جو پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں وہ آئندہ کو پوری ہوں گی ۔ براہ مہربانی ذرہ غور فرمایئے کہ یہ پیشگوئی آئندہ کس طرح پوری ہوگی۔

تیسری پیش گوئیَ مرزا صاحب کا الہام

ترد الیک انوار الشباب سیا تی علیك زمن الشبا ب الخ تیرے پر جوانی کا زمانہ لایا جائے گا اور تیری بیوی کو بھی جوان بنایا جائے گا۔(اخبار بدر۲۴مئی ۱۹۰۶ء)

فرمایئے پیش گوئی کب پوری ہوگی ؟ اللہ تعالی اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔دیکھو قرآن شریف میں اللہ تعالی فرماتا ہے

فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذو النتقا م ، (سورہ مریم)۔(پس ہرگز گمان مت کرو کہ اللہ خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدہ کو اپنے پیغمبرو ں سے تحقیق اللہ غالب ہے بدلا لینے والا)۔

لیکن مرزا کی یہ تمام پیش گوئیاں ایسی ہیں جو خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہوسکتیں کیونکہ اللہ کا حکم اور وعدہ ہرگز نہیں ٹلتا۔اگر ایسا ہوتو پھر خدا اور اس کے الہاموں سے بالکل اعتبار اٹھ جائے ایسا گمان بھی دل میں نہ لانا چاہیے۔

چوتھی پیش گوئی : ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی و دیگر مخالفین تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور ہلاک ہوجائیں گے۔

فرمایئے یہ پیش گوئی کب پوری ہوگی

پانچویں پیش گوئی۔الہام : تیری عمر بڑھادونگا

چھٹی پیش گوئی ۔الہام ؛ مولوی محمد حسین توبہ کر کے میری طرف رجوع کرے گا

ساتویں پیش گوئی الہام۔ غلام حلیم لڑکا بمنزلہ مبارک احمد فوت شدہ کے پیدا ہوگا۔

آٹھویں پیش گوئی: الہام ۔یحیٰ لڑکے کی بشارت جو زندہ رہے گا۔
نویں پیش گوئی ۔ الہام ۔شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہوگا۔
دسویں پیش گوئی ۔ الہام ۔ عالم کباب لڑکا پیدا ہوگا اس وقت تمام عالم کباب ہو جائے گا۔
گیارھویں پیش گوئی ۔ الہام ۔خواتین مبارکہ سے تیرا نکاح ہوگا ان سے تیری نسل بہت ہوگی ۔
بارھویں پیشگوئی ۔ الہام ۔ تیرے مخالف رسوا ہونگے تیری تمام دعائیں قبول ہوں گی ۔
تیرھویں پیشگوئی ۔ الہام ۔اس سال ۱۹۰۷ء یا اگلے سال ۱۹۰۸ء میں طاعون بہت ہوگا
چودھویں پیش گوئی ۔ الہام ۔ ملا محمد بخش محمد حسین ، تبّتی ذلیل ہو کر مریں گے تین سال میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ تک ۔
پندرھویں پیش گوئی ۔ پانچویں فرزند کے پیدا ہونے کی مندرجہ مواہب الرحمٰن ۔
اور سینکڑوں ایسی پیش گوئیاں ہیں جن کے پورے ہونے کی کوئی امید نہیں ۔
آپ غور فرما کر ایمان سے کہیے یہ پیش گوئیاں کب پوری ہوں گی ۔لڑکوں کا پیدا ہونا تو قطعی جاتا رہا۔خواتین سے نکاح بھی موقوف ہو گیا ۔عمر بجائے بڑھنے کے گھٹ گئی۔ جوانی کی خواہش جاتی رہی ۔اپنی بیوی کی جوانی بھی ندارد۔ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہ خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔اور قادیانی مرزا جی خود اپنی پیش گوئی کے مصداق میں نیچے آ گئے۔

سوال پنجم:

تصانیف وتالیفات واشتہار ولیکچر وغیرہ جو مریدین مرزا صاحب کے ہیں مثلاً حکیم نور الدین صاحب مولوی عبد الکریم مولوی محمد احسن امروہی مرزا خدا بخش محمد اسماعیل وغیرھم صاحبان کے ہیں وہ بھی قابل سند ہیں یا نہیں درآں حالیکہ وہ تصانیف مرزا صاحب کے ملاحظہ میں آ چکی ہوں اور مرزا صاحب نے پسند فرما لیا ہو۔
جواب: حکیم نورالدین صاحب قبلہ،مولوی عبدالکریم صاحب ، فاضل امروہی صاحب مخدوم ، مرزا خدا بخش اور محمد اسماعیل کو بڑے پایہ کے انسان اور با خدا بزرگ سچے

مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک قابل سند ہے۔

اقول: حکیم نور الدین صاحب نے مرزا صاحب کو محض تمثیلی طور پر مسیح کہا ہے جیسے حکمیوں کو سقراط اور بقراط لقبوں سے لکھ دیتے ہیں مسیح موعود اور مسیح ابن مریم نہیں مانا جو مرزا صاحب کا دعوی ہے مرزا صاحب نے حضرت مسیح ابن مریم کو کئی جگہ بے باپ ہونا مانا ہے اور کئی جگہ یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے جیسے ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں (ص ۳۰۴۔ ازالہ اوہام طبع اول)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھی (کشتی نوح۔ حاشیہ ص ۱۶)

لیجئے یہاں مرزا صاحب قادیانی کے فرمانے کے مطابق یسوع بھی ہیں اور مسیح بھی ہیں جن کی بابت فرمایا ہے: یسوع میرا واقف نہیں۔

آپ کسی آیت اور حدیث شریف سے ثابت کریں گے کہ حضرت عیسی بے باپ پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ یوسف نجار ان کے باپ تھے۔ ہر گز نہیں

حکیم نور الدین صاحب بھی پہلے حضرت عیسی کو بے باپ پیدا ہونا مانتے رہے اب ان کا ایمان بھی اس بات پر قائم نہیں رہا وہ اپنے رسالہ نور الدین میں لکھتے ہیں:

نہ قرآن شریف میں نہ حدیث میں نہ صحابہ، نہ صوفیا کرام کے اقوال میں یہ حکم ہے کہ مسیح کو بے باپ مان کر ایمان لاؤ۔

پھر لکھتے ہیں کہ

میں خود مدت تک بایں کہ اسلام میرا ایمان اور جان ہے اس بات کو مانتا رہا ہوں (یعنی مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے) گو اب میں اس بات کا قائل نہیں رہا۔

(رسالہ نور الدین۔ ص ۱۵۸۔۱۵۹)

لو مولوی (غلام رسول) صاحب! مرزا صاحب قادیانی اور حکیم نور الدین صاحب کا اسلام کہ قرآن شریف میں یہ کہیں حکم نہیں کہ مسیح کو بے باپ پیدا ہوا مانو کیونکہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کو ابن مریم لکھا ہے نہ ابن یوسف نجار۔ حضرت مریم کا جبریل

فرشتہ کو جواب دینا کہ مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جب کہ کسی بشر نے کسی طرح مجھے چھوا تک نہیں ۔ اور پھر فرشتے کے دم کرنے سے حضرت مریم حاملہ ہوگئیں اور اسی وقت حضرت عیسی ایک یا دو ساعت کے اندر پیدا ہو گئے ۔

کیا ان آیات پر ایمان لانا مسلمانوں کا کام نہیں ہے یا یہ کہ جس بات پر حکم ہی ہو کہ اس پر ایمان لاؤ تب اس پر ایمان لانا چاہیے باقی پر نہیں ۔

کیا سب سے پہلے الم ذلك الكتا ب لا ريب فيه کے مطابق کل قرآن شریف من اولی والآخر پر ایمان لانا حکیم صاحب کے لئے ضروری نہیں ہر آیت شریف

الذى فر ض عليك القر آ ن

اور آیت شریف

يا ايها الذ ين آ منوا آمنوا با لله و رسو له و الكتا ب الذى نزل على رسو له یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب (قرآن) پر جو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ پر نازل فرمائی ،

کیا حکیم صاحب کو ان آیات پر ایمان لانے کا حکم نہیں مگر زبردستی کسی کی طبیعت میں ہو تو وہ کیا سمجھتا ہے کیا عجیب منطق ہے ۔

پھر حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں بھی کہیں یہ حکم نہیں کہ حضرت مسیح کو بے باپ پیدا ہونے پر ایمان لاؤ یہ بھی عمداً اغماض حکیم صاحب کا ہے یا بے علمی کا موجب ۔ دیکھو حضرت رسول اکرم ﷺ اس طرح پر فرماتے ہیں

عن عبادة بن الصا مت قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ من شهد ان لا اله ا لا الله و حده لا شر يك له و ان محمداً عبده و رسوله و ان عيسى عبد الله و رسو له و ابن امته و كلمته القا ها الى مر يم و رو ح منه و الجنة و النار حق اد خله الله الجنة على ما كا ن من العمل۔ متفق عليه ۔

(حضرت عبادہ بن صامت سے ہے کہا فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جو گواہی دے اس بات کی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اللہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس بات کی بھی گواہی

دے کہ حضرت عیسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی لونڈی کے بیٹے ہیں کلمہ کن سے (بے باپ) پیدا ہوئے جو مریم کی طرف ڈالا گیا تھا خدا کی طرف سے روح ہے اور اس بات پر بھی ایمان لاوے کہ بہشت اور دوزخ حق ہیں داخل کرے گا اللہ (اس شخص کو جو ایسا ایمان لا کر شہادت دے گا) بہشت میں خواہ عمل اچھا کرتا ہو یا برا)۔

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ یہ حکیم صاحب کی کیسی زبردستی اور دین اسلام سے لاپرواہی ہے فرماتے ہیں کہ کسی حدیث میں مسیح کو بے باپ ماننے اور ایمان لانے کا حکم نہیں ہے۔ اس سے قرآن اور حدیث دونوں کا انکار کر دیا۔ لیکن پہلے ایمان ان کا اس پر تھا۔ لیکن اب ان کا ایمان مسیح کے بے باپ پیدا ہونے پر نہیں رہا۔۔ یہ اعتقاد بعینہ آیت قولهم علی مریم بهتانا عظیماً کے ہے۔

ہاں یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح کا بے باپ پیدا ہونا قرآن شریف نص صریح اور حدیث صحیح اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہے اس بارہ میں مرزا صاحب قادیانی کی ہی اپنی تحریر آپ کے اطمینان کے لئے پیش کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں:

جو شخص ذرہ برابر بھی شریعت محمد یہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (انجام آتھم۔ ص۱۴۴ ترجمہ)

سوال ششم:

اگر تصانیف مرزا صاحب و حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح (بقول مرزائیاں) میں تخالف ہو تو کس کی تحریر قابل سند سمجھی جائے گی

جواب ۔ میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں تخالف ناممکن بفرض محال آپ کی خاطر مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہو گا

اقول: آپ کے جواب کی طرز یہ ظاہر کر رہی ہے کہ مسیح اور خلیفۃ المسیح دونوں معمولی آدمی ہیں جن کے نام پر کوئی کلمہ تعظیمی آپ کے ایمان اور اعتقاد کے مطابق نہیں ہونا

چاہیے میں اگر حضرت مسیح بن مریم کا نام لوں تو ضرور ہے کہ علیہ السلام کہوں ۔ انہیں باتوں سے میں اخذ کرتا ہوں کہ آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود تصور نہیں فرماتے جیسے کہ مرزا صاحب کا خود دعوی ہے اور تمام مرزائی احمدی مانتے ہیں آپ نے کہیں بھی کوئی کلمہ تعظیمی سواء لفظ صاحب کے اور کچھ نہیں لکھا ۔ مرزا صاحب کے دعاوی نبوت و رسالت والوہیت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ مرزا صاحب کو تمثیلی اور فرضی طور پر حکیموں کے سقراط و بقراط کے لقبوں کی طرح مسیح الزمان مانتے ہیں ایسے کئی ایک نام اس وقت مسیح الزمان موجود ہیں ۔

علاوہ ازیں حکیم صاحب لکھتے ہیں:

> ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم نہیں کیا (اس میں کوئی شک نہیں کہ وحی الٰہی یا وحی رسالت ہمیشہ کے لئے بند ہو چکی ۔ فضل احمد) اسلامیوں میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس فیض ربانی سے فیض یاب ہوئے ۔ دیکھو حالات شیخ عبدالقادر جیلانی، و شیخ محی الدین ابن عربی ،شیخ معین الدین چشتی ، بابا شیخ فرید شکر گنج، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی، عبداللہ غزنوی وغیرہ وغیرہ اولیاء ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالی ۔(بلفظہ تصدیق براہین احمدیہ تصنیف حکیم نورالدین)

دیکھئے آپ کے خلیفۃ المسیح اپنی کتاب میں ان بزرگان مندرجہ بالا کے نام لکھ کر مرزا صاحب کو ان کے مساوات میں شمار کر رہے ہیں لیکن مرزا صاحب خود و دیگر مرزائی صاحبان پیغمبری اور نبوت و رسالت میں واقعی ایمان لاکر علیہ الصلوات و السلام وغیرہ کلمات تعظیمی سے لکھ رہے ہیں لیکن خود خلیفہ صاحب نے کوئی کلمہ تعظیمی حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالی علیھم اجمعین کے اسماء مبارکہ پر نہیں لکھا بلکہ صرف ان کے معمولی طور پر نام لکھ کر وغیرہ وغیرہ لکھ دیا۔ اس سے حکیم نورالدین صاحب ان بزرگان علیھم الرحمہ کو جن کے نام لکھے ہیں اولیاء کرام میں شمار کرتے ہیں اور ویسا ہی مرزا صاحب کو بھی مانتے ہیں اور خداوند کریم کا مکالمہ اور مخاطبہ ان سے قبول کرتے ہیں اس پر میں بہت خوش ہونگا کہ آپ ان بزرگان مقبولہ و مسلمہ آپ کے خلیفۃ المسیح کے ان کے

اقوال وافعال سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب کے دعوی کی تصدیق فرمائیں گے ورنہ میں تیار ہوں کہ ان بزرگان اولیاء عظام کے اقوال اور افعال سے مرزا صاحب کے تمام دعووں کی تکذیب دکھلاؤں جو آپ پسند فرمائیں وہی کر لی جائے

سوال ہفتم:

ماموربھی نبی ہوتا ہے یانہیں اور مامور کا کیا کام ہے مامور کا منکراور مکذب مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟

جواب: مامور نبی ہوتو نبی ہوتا ہے نبی کا منکراس کا کافر ہوگا میری سمجھ میں کافر کے معنی ہی انکار کرنے والے کے ہیں۔

اقول: یہ جواب آپ کا خوب ہے کہ اگر مامور نبی ہوتو نبی ہوتا ہےتو اس سے ثابت ہوا کہ مامور اگر نبی نہ ہوتو نبی نہیں ہوتا یعنی مامور نبی بھی ہوتا ہے اور مامور نبی نہیں بھی ہوتا۔سوال کا صاف جواب آپ نے نہیں دیا۔پھرآپ فرماتے ہیں کہ نبی کا منکراس کا کافر ہوگا یعنی جوشخص کسی نبی کا منکر ہوگا وہ اس نبی کا کافر ہوگا خدائی یا شرعی کافرنہیں جس کسی کا کوئی منکر ہواسی کا وہ کافر ہوگا مثلاً اگرکوئی شخص آپ کا منکر ہےتو آپ کا ہی کافر ہےشرعی کافرنہیں یہ بھی آپ کی نئی منطق ہے

دوسرا حصہ سوال کا یہ تھا(مرزا جی ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

طالب حق کے لئے میں ایک یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کوتوڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرتﷺ کی جلالت وعظمت اورشان دنیا پرظاہرکروں جس سے اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اورعلت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جومسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اوراگر کچھ نہ ہوا اور مرگیا تو پھر گواہ رہیں کہ جھوٹا ہوں والسلام غلام احمد اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء رسالہ نمبر ۸، انجمن تائیدالاسلام لاہور) کہ مامور کا کیا کام ہے یعنی دنیا میں اس کے متعلق کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔لیکن افسوس آپ نے اس کا جواب ہی نہیں دیا اورعمداً آپ نے اس کا اغماض کیا نبی علیہ السلام کا منکرضرور کافرشرعی ہے یہ آپ کا

خیال کہ ہر منکر کو کافر سمجھ لیا جائے صحیح نہیں بلکہ شرعی کافر وہی ہے جو الوہیت اور ختم رسالت یا رسالت اور نبوت عامہ یا ضروریات ارکان اسلام کا منکر ہو کافر ہے۔

اس سوال کا مطلب یہی تھا کہ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہو کر آنے کی کیا ضرورت تھی اور ان کا کیا کام ہونا چاہیے تھا اسلامکو ان سے کیا فائدہ مترتب تھا اور جو کام ان کے سپرد تھا اس کو انہوں نے پورا کیا یا نہیں کیونکہ مسلمانوں کے عقاید میں حضرت مسیح کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کی غرض کتب احادیث اور سیر اور تفاسیر میں مفصل درج ہے جس کا ذکر مرزا صاحب کی الہامی کتاب براہین احمدیہ کے ص ۴۹۸ وغیرہ میں بھی درج ہے پھر ایک جگہ پر مرزا صاحب مسیح موعود کے تین کام اس طرح پر درج فرماتے ہیں انہیں پر غور فرمالیجئے۔و ھو ھذا

اول: مسیح کے دم سے کافر مریں گے یعنی دلائل بینہ اور براہین قاطعہ کی رو سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

دوسرا کام مسیح کا یہ ہے کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بے جا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھے

تیسرا کام مسیح کا یہ ہے کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے سو یہ تینوں کام اس عاجز کے سپرد ہیں (بلفظہ ازالہ اوہام۔طبع ثانی۔ص ۳۰)

(۔نوٹ یہ تینوں کام کسی آیت یا حدیث یا اسلامی کتاب سے صریح ثابت نہیں)

اب آپ غور فرمائیں کہ امر اول پر کون سی قومیں یا کافر مرزا صاحب کے دلائل بینہ سے ہلاک ہوئے ہیں یا کوئی احمدی مرزائی ہوا ہے مرزا صاحب اگر یہ کہتے کہ کافر لوگ میرے دم سے مسلمان ہوں گے لیکن بجائے اس کے، ہلاک ہوں گے، لکھ دیا

دوسرا کام مرزا صاحب کی تعلیم جو غلطیوں سے اسلام کو پاک کرے گی برعکس اس کے یہ ہوا کہ مرزا صاحب کی تعلیم نے مسلمانوں کو سخت غلطیوں میں ڈال دیا۔

تیسرا کام مرزا صاحب کا بہت اچھی طرح سے پورا ہوا۔ایمانی نور دنیا کی تمام قوموں یہود نصرانی زردشتی مجوسی آتش پرست ہندو آریہ سنیاسی برہمو بوفھ سکھ جینی وغیرہ کے دلوں میں خوب ڈال دیا۔اگر یہی نور ہے جس کا ظہور ہے تو بس خیر صلا

ان دنیا کی قوموں میں سے ایک شخص کو بھی آپ پیش کریں جس کے دل میں مرزا صاحب نے ایمانی نور بخشا ہو۔ ہاں ان کے زمانہ میں کئی ایک مسلمانوں کے دلوں سے نور ایمانی نکل تو ضرور گیا ہے۔ یہ دعوی (پنجاب میں بے حد عیسائیت کی ترقی مردم شماری ۱۹۱ء، ۳۷۶۹۵۔ مردم شماری ۱۹۱۱ء ۱۶۳۰۹۴۔ دس سال میں بیشی ۱۳۵۳۹۹۔ دیکھوا خبارت سراج الاخبار جہلم ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء ص ۷ کالم اول) اور یہ ہر سہ امور آپ ہی غور کر کے فرمائیں کہ مرزا صاحب نے پورے کر دیئے ہیں۔

علاوہ اس کے مرزا صاحب مسیح علیہ السلام کے کام اپنی نہایت معتبر کتاب الہامی بمنزلہ قرآن شریف (نعوذ باللہ) میں اس طرح پر تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ الہام: هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸۔۴۹۹)

۲۔ وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالی مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خش و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی سے نیست و نابود کر دے گا (براہین احمدیہ ص ۵۰۵)

اللہ اکبر! مولوی (غلام رسول انسپکٹر) صاحب فرمایئے جو حضرت مسیح دنیا میں آکر سرانجام فرمائیں گے مرزا صاحب قادیانی کے ازالہ اوہام اور براہین احمدیہ کا مقابلہ آپ ہی اپنے دل میں فیصلہ کر لیویں کہ ان میں سے کون غلط ہے اور کون صحیح۔ اور کس بات یا تحریر پر آپ کو ایمان لانا چاہیے۔ اور اس ایمان کے وجوہ کا بھی خود ہی فیصلہ کر لیویں یا کسی حق جو احمدی کو بھی شامل کر لیویں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر کیا تو یہ کہ اسلام میں تفرقہ ڈال کر مسلمانوں سے جدا ایک گروہ قائم کر لیا غیر اسلامیوں پر ایک ذرہ بھر بھی مسیحا جی کا اثر نہ ہوا۔ فاعتبر و تدبر

سوال ہشتم:

مبشر اور منذر بھی نبی ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے اگر فرق ہے تو کیا؟

جواب: ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پنسار ی ہو سکتا ہے ایک چاول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا ہر بشارت اور پر انذار کا کوئی حق نبی اور رسول ہونے کا نہیں ہے۔

اقول: مولوی صاحب! یہ جواب آپ کا سوال کے مطابق نہیں اس سوال کا جواب صرف یہ تھا کہ مبشر اور منذر نبی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ ایک نسخہ جاننا ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنا پانی کا ایک قطرہ ایک چاول وغیرہ تو سوال کا کوئی جواب نہیں۔ ہاں آپ کے جواب کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ایک دو بشارتیں یا انذار اگر کسی کو ہوں تو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور جس کو کثرت سے ہوں وہ نبی اور رسول ہونے کا حق دار ہے علت غائی یہ کہ مرزا صاحب کثرت سے بشارتیں اور انذار ظاہر کرتے ہیں اس لئے وہ نبی اور رسول ہیں لیکن میں مفصل اور نہایت صفائی کے ساتھ سوال و جواب نمبر اول میں عرض کر چکا ہوں اور قرآن شریف کی آیات سے ثابت کر چکا ہوں کہ مبشر اور منذر نبی اور رسول علیہ السلام ہی ہوتے ہیں اور کسی ایرے غیرے کا حق نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مبشر اور منزر کے الفاظ سے منسوب کرے۔

سوال نہم:

بروز کے کیا معنی ہیں بروزی نبی بھی بعینہ ہوتا ہے یا نہیں اس کا منکر اور مکذب بھی مسلمان ہوتا ہے یا نہیں بروزی نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیاء سابقین میں ہے یا نہیں۔

جواب، عین عین ہے اور بروز بروز۔ بروز عین ہو تو بروز کیا۔

ب۔ نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے ڈرتا ہوں

ج، ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحیٰ نبی ہوا ہے

اقول: مولوی صاحب! یہ جواب بھی میرے سوال کے مطابق نہیں ہے میں نے صرف لفظ بروز کے معنی دریافت کئے تھے آپ نے اس کا جواب دیا کہ: عین عین ہے بروز بروز ہے۔ یہ تو کوئی معنی بروز کے نہیں ہیں مفصل حالات اس کے میں عرض کر چکا ہوں خواہ آپ دانستہ اغماض فرمائیں۔

ج۔ جو آپ نے ایلیا کا بروز ایک رنگ میں حضرت یحیٰ ہوئے ہیں لکھا ہے، یہ بھی عجیب ہے۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں ایلیا نام کسی نبی علیہ السلام کا نہیں آیا ہے۔ البتہ حضرت الیاس کا تذکرہ ہے۔ آپ براہ مہربانی ثبوت اس بات کا کسی آیت یا حدیث یا کسی دینی کتاب سے ارشاد فرمائیے کہ ایلیا حضرت یحیٰ کے بروز تھے۔ سوائے کسی شرعی ثبوت کے ایسی باتیں کرنا اسلامی اصول کے برخلاف ہے۔

لیجئے خدا کے فضل سے سوالات مندرجہ عریضہ خود اور جوابات مندرجہ نوازش نامہ جناب کو ختم کر چکا۔

سوال و جواب نمبر دہم کے متعلق سوال و جواب اول میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔

معیار صداقت پر تبصرہ

اب میں آپ کے اشتہار معیار صداقت کی نسبت مختصراً عرض کرتا ہوں۔ صرف دو باتیں پیش کرونگا اور اصل معیار صداقت قرآن شریف سے آپ کی ہی پیش کردہ آیت سے جو آپ نے اپنی معیار صداقت کے ٹائیٹل پیج کی پیشانی پر نصف قوس میں لکھی ہے اسی سے صداقت اسلام بلکہ صداقت مقلدین بالخصوص حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے مقلدین مومنین صالحین کی اظہر من الشّمس ثابت ہوگی کچھ جواب پہلے رسالت کے بارے میں آ چکا ہے اس میں سے چند فقرات کا اقتباس کر کے جواب لکھتا ہوں اور پھر وہ آیت شریف ان فی ھذا لبلا غا لقوم عا بدین۔ کی پیش گوئی عرض کرونگا۔ آپ یوں فرماتے ہیں:

> ہمارا ایمان اور آپ خوب جانتے ہیں کہ خدا ہمارا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔

خاتم النبیین ہمارا نبی ہے (ﷺ)۔اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے سوا کوئی نبی نبوت اور نیا نبی نہیں آ سکتا ہے۔ (ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پورانے نبی ضرور تشریف لائیں گے۔منہ)

کتاب ہماری قرآن ہے، اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آ سکتی۔

دین ہمارا اسلام ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی دین نہیں آ سکتا

شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔

قبلہ ہمارا وہی ہے۔

ایمان یا توحید بالملائکۃ بالکتاب بالرسالت بالقیامت بالقدر خیر وشر وہی ہے۔

کلمہ وہی ہے۔ حج وہی ہے۔ زکوۃ وہی ہے۔نماز وہی ہے۔روزہ وہی ہے۔

اوامر وہی ہیں۔نواہی وہی ہیں۔وہی حلال ہیں۔وہی حرام ہیں۔

اہل قرآن ہم بھی ہیں، مگر اسوہ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں۔

اہل حدیث ہم ہیں، مگر فقہ آئمہ اولیاء اکابر مذہب کے دشمن خشک نہیں۔

اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیا کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔

(معیار صداقت ص ۶۔۷)

مولوی (غلام رسول) صاحب! معاف رکھئے گا یہ باتیں صرف کہنے کی ہیں عمل کرنے کی نہیں۔ بلکہ عمل ان کے برخلاف ہے:

لم تقولون ما لا تفعلون ،

اور: ان تقولوا ما لا تفعلون ۔ (سورہ صف)۔

حکم خداوندی کی پرواہ نہیں۔ لیجئے میں مختصراً آپ کی ان عقائد مندرجہ کی بابت نمبروار عرض کرتا ہوں اور ان پر خدا کے لئے غور فرماتے جائیں۔

ا۔ ہمارا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا۔

لیکن مرزا صاحب کا الہام اپنے خدا کی نسبت یہ ہے جو قرآنی خدا کے مغائر ہے

ر بّنا عا ج ، (براہین احمدیہ۔ص ۵۵۶)

(اب معلوم ہوا کہ عاج اس بت کا نام ہے جو مندر سومناتھ واقع جونا گڈھ ملک گجرات میں ہے جس کو سلطان محمود غزنوی نے ویران کیا تھا۔ اور شیخ سعدی نے اپنی بوستان کے باب ہشتم میں اس عاج کا ذکر لکھا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ مرزا جی کا رب یہی عاج بت ہے جس کی طرف سے شیاطین کرتے رہے نعوذ با لله منها)

۲۔ خاتم النبیین ہمارا نبی ہے۔

بے شک مرزا صاحب آپ کے خاتم النبیین ہیں کیونکہ ان کے الہامات قطعی اور یقینی بمثل قرآن شریف ہیں ان کا منکر کافر جہنمی ہے۔

۳۔ کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن مرزا قادیانی کہتے ہیں نبوت ختم نہیں ہوئی۔ دیکھو توضیح مرام ، مرزا صاحب تو نئے نبی ضرور آ گئے۔

۴۔ کتاب ہماری قرآن ہے۔

نہیں۔ بلکہ آپ کا قرآن براہین احمدیہ ہے۔ مرزا صاحب کا الہام ہے کہ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں۔

دوسرا آپ کے قرآن میں آیت انا انز لنا ہ قریباً من القا دیا ن درج ہے۔ مسلمانوں کے قرآن میں ایسا نہیں ہے۔

۵۔ دین ہمارا اسلام ہے۔

الہام و ما ینطق عن الھوی ۔ (براہین احمدیہ)، یہ بھی غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو اپنے سے جدا کر دیا ہے اور اپنی جماعت کو نصاری اور مسلمانوں سے جدا ایک تیسرا گروہ قرار دیا ہے اور اپنے مریدوں کو جماعت اسلام سے جدا کر لیا ہے (دیکھو لیکچر بمقام لاہور ۱۹۰۴ء ص ۵۳۔ ۵۴)

۶۔ شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

یہ بھی غلط ہے۔ نماز پنجگانہ مرزا صاحب کا جماعت سے نہ پڑھنا،

نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر کو سر درد کی وجہ سے ملا کر پڑھ لینا، حکم خداوندی ان الصلوۃ کا نت علی المو منین کتا باً مو قوتاً کے برخلاف،

رمضان شریف کے روزے بھی اختلاج قلب اور سفر کا بہانہ کر کے نہ رکھنا،
اپنی مولفہ کتب کو قبل از تصنیف فروخت کرنا اور قیمت وصول کر لینا،
اراضی رہن کا منافع حلال جان کر کھانا،
مال حرام کو اپنے لئے قبول کرنا،
وعدہ ایفا نہ کرنا،
نماز کے بعد دعا نہ مانگنا،
ہر کسی کو گالیاں دینا،
حضرت عیسی پر الزام شراب پینے کا لگانا، یعنی انبیاء کو معصوم نہ جاننا،
تصویریں بنوا کر فروخت کروانا،
مریدوں کا تصاویر مرزا صاحب کو بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھنا اور اس کی زیارت کرنا،
اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کو ادا نہ کرنا،
مسلمانوں کو کافر کہنا،
بلاقصور اپنے بیٹوں کو عاق کرنا،
اپنی بیوی کو طلاق دینا اور اس کے جنازہ پر بھی نہ جانا،
اپنے بیٹے کو اپنی عورت کے طلاق دینے پر مجبور کرنا وغیرہ وغیرہ۔

یہ مختصر سی شریعت مرزا صاحب کی ہے۔ کیا اب بھی آپ کا ایمان ہے کہ شریعت میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی ہوئی ہے یا نہیں۔

۶۔ قبلہ ہمارا وہی ہے۔

برائے نام، جس سے کچھ فائدہ نہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے لیس البر ان تو لوا و جو هکم قبل المشرق و المغرب کو پڑھئے۔

بموجب الہام مرزا صاحب و من دخله کان آمنا قادیان کعبہ اور قبلہ مرزائیاں ہے اسی واسطے مرزائی احمدی نے حج فرض کو ادائے نہ کیا

۸۔ ایمان بالتوحید۔

نہیں، دیکھو مرزا صاحب کے الہامات انت منی و انا منك ظهورك ظهوری

وغیرہ۔مرزا جی صاحب خدائی میں شریک ہیں۔ بلکہ ان کا خدا ان میں سے پیدا ہوا ہے نعوذ باللہ۔

۹۔ایمان بالملائکہ۔نہیں، بلکہ فرشتے کوئی چیز نہیں سیارات اپنا کام کرتے ہیں۔

۱۰۔ایمان بالکتب۔نمبر۴ میں آ چکا۔

۱۱۔ایمان بالرسالت،نہیں بلکہ مرزا صاحب کا اپنا الہام

قل یا ایھاالناس انی رسو ل اللہ الیکم جمیعاً۔اے غلام احمد لوگوں سے کہہ دے کہ میں تم سب کے واسطے اللہ کی طرف سے رسول ہوں

۱۲۔ایمان بالقیامت بالقدر خیر وشر وہی ہے

یہ بھی غلط ہے۔مرزا صاحب کا فرضی ایمان اس طرح پر ہے

آمنت با للہ و ملا ئکتہ و کتبہ و رسلہ و البعث بعد المو ت ،(بلفظہ مرزا کا اشتہار ۲۔اکتوبر ۱۸۹۱ مقام دہلی)

اگر چہ مرزا صاحب کا اپنا ایمان اپنے الہامات کے خلاف ہے تاہم اس میں قیامت اور تقدیر اور خیر وشر پر کوئی ایمان نہیں۔

۱۳۔کلمہ وہی ہے

ہاں، یہ کلمہ بہت سے خاکروب اور آریہ ہندو وغیرہ لوگ بھی پڑھ لیتے ہیں مگر فائدہ؟

۱۴۔حج وہی ہے۔

مسلمانوں کا حج فریضہ کعبۃ الشریف میں ہوتا ہے اور مرزا صاحب اور ان کے مریدین کا حج قادیان میں۔

فرمایئے مرزا صاحب نے حج فرض کو ادا کیا۔یا کسی مرزائی احمدی نے کبھی حج کو ادا کیا ۔ہرگز نہیں۔پھر حج وہی ،کیا ہوا۔

مرزا صاحب اور اکثر مرزائی مسلمہ متمول مالک نصاب با استطاعت ہیں مگر حج کا کسی نے نام تک نہیں لیا قبلہ اور کعبہ اللہ الشریف کی طرف رخ تک نہیں کیا۔

شاید آپ یہ کہیں کہ مرزا صاحب کو حج کرنے کے واسطے امن نہیں تھا،خوف تھا اس لئے انہوں نے حج نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں یہ محض غلط اور دھوکا ہے جب مرزا صاحب کا الہام یقینی و اللہ یعصمك

من الناس موجود ہے۔اور یہ بھی تعلّی اور تحدی ہے کہ مجھ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ پھر حج کرنے میں کون سا امر مانع ہوا۔

یا یہ کہ الہام پر ایمان نہیں، یقین نہیں یا مسیحائی کا کوئی اثر نہیں ۔ چاہیے یہ تھا کہ کعبۃ اللہ شریف میں حج کے لئے جاتے اور وہاں اپنا دعوی پیش کر کے علماء حرمین شریفین کو اپنی مسیحائی کی تاثیر سے مغلوب کر کے اپنے متواتر قطعی الہام کتب اللہ الا غلبن انا و رسلی سے غالب آ کر دعوی کو منوا لیتے۔ پھر کیا تھا کل جہان مرزا صاحب کو مان لیتا اور فتاوی کفر بھی صاف ہو جاتے۔مگر افسوس فرق صرف سچے اور جھوٹے کا ہے۔فتدبر

۱۵۔زکوۃ وہی ہے۔

کون سی زکوۃ ؟ آپ شہادت دے سکتے ہیں کہ کبھی مرزا صاحب نے زکوۃ ادا کی جب کہ لاکھوں روپئہ اور زیوران کے پاس تھے یا کسی مرزائی نے زکوۃ مستحقین کو ادا کی ۔ ہر گز نہیں ۔

۱۶۔نماز وہی ہے۔

اس کا جواب نمبر ۶ میں دیا گیا ہے مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ سفر میں نمازوں کو جمع کر لیا کرتا ہوں اور اور مسجدوں میں جانا کراہت جانتا ہوں (دیکھو الہامی کتاب فتح اسلام کا ص ۴۰۔۴۱)

۱۷۔روزہ وہی ہے۔

روزہ بھی نہیں، کیونکہ مرزا صاحب اختلاج قلب اور سفر کا بہانہ کر کے روزہ نہیں رکھتے تھے اور نہ بعد سفر اور آرام کے اعادہ کرتے تھے۔سفر ریلوے دہلی لودہانہ امرتسر کا حال یاد ہوگا مقیم مرزائیوں نے بھی روزے توڑ ڈالے تھے۔

۱۸۔اوامر وہی ہیں۔

اس کی بابت نمبر ۶ میں عرض کیا گیا ہے۔

۱۹۔اہل قرآن ہم بھی ہیں۔،

ہاں ایسے اہل قرآن ہیں (حاشیہ: ہم نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں نور الحق حصہ اول ص ۵۔اس سے معلوم ہوا کہ حج اور زکوۃ ادا نہیں کرتے قرآن میں حکم ہے قل من رب السماوات و الارض قل للہ (رعد) کہدے کون آسمانوں اور زمین کا رب ہے کہدے اللہ تعالی ہے۔لیکن الہام مرزا صاحب کا اس

کے خلاف ر بنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ ایسے اہل قرآن آپ ہی ہیں)
کہ حضرت عیسیٰؑ ، یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ قرآن شریف میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔ قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔ قرآن مجید میں قادیان کا نام بھی اعزاز کے ساتھ لکھا ہے۔ آپ کے قرآن میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے معراج اور خاتم النبیین ہونے کا انکار۔ یا کوئی ذکر تک نہیں۔ وغیرہ

۲۰۔ اسوہ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں اہل حدیث ہم ہیں۔

ہاں ایسے اہل حدیث کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مطلب کے موافق ہوئی خواہ وہ موضوع ہی کیوں نہ ہو اس کو مان لیا جیسے حدیث موضوع لا مھدی ا لا عیسی ابن مریم اور جہاں کوئی حدیث خواہ صحیح بخاری میں ہی کیوں نہ ہو اپنے خلاف ہو اس سے انکار کر دیا۔ مثلاً حسب تحریر مرزا صاحب حدیث شریف

لعنت اللہ علی الیھود و النصاری اتخذوا قبو ر النبیاء ھم مساجدا ۔یعنی یہود اور نصاری پر لعنت جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا ہے ۔(صحیح بخاری۔ص ۳۳۹)

بلاد شام میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسی کی ہی قبر ہے۔ (بلفظہ ملخصاً مرزا کی ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص ۱۶۴)

لیجئے غور فرمایئے اہل حدیث اور اسوہ حسنہ کے مقر ایسے ہی ہونے چاہییں۔ صرف دو ہی حدیثیں بطور نمونہ حاضر ہیں جہاں چاہا مان لیا جہاں چاہا انکار کر دیا۔

ایسی بہت سی احادیث ہیں جن کا انکار کیا گیا ہے ۔ یا تو یہ تھا کہ اس حدیث سے جس کو مرزا صاحب بوجہ صحیح بخاری اصح الکتب میں درج ہونے کے بڑے زور سے حضرت عیسی کی وفات اور ان کی قبر کو بلاد شام میں ثابت کیا تھا لیکن اب کوئی اور حدیث پیش نہیں کی صرف حکیم نورالدین کے کہنے سے یوز آصف کی قبر کو حضرت عیسی کی قبر کشمیر میں ثابت کر دی ۔ اور خود ہی حدیث صحیح سے انکار کر دیا حکیم نورالدین کی کلام کو ناسخ صحیح حدیث حضرت ﷺ قرار دے دیا افسوس مرزا صاحب کی اختلاف بیانی پر۔

۲۱۔ فقہ آئمہ، اولیاء، واکابر مذہب کے دشمن خشک نہیں ہیں۔

ہاں دشمن خشک بے شک نہیں ہیں، لیکن دشمن تر ضرور ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی جب کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے برابر ہیں بلکہ ان سے افضل (نعوذ باللہ) تو آئمہ فقہ کس حساب میں ہیں۔

اگر آپ یہ فرمائیں کہ مرزا صاحب پر یہ زیادتی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو افضل کہیں نہیں کہا۔، میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب تو حضرت ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں لیکن اپنی بڑائی میں کہتے ہیں کہ میں نے قضا و قدر کی مسلوں پر خداوند کریم سے دستخط کروالئے۔ اس وقت خداوند تعالی نے اپنے قلم کو چھڑکا۔ اس کی چھینٹیں میرے کپڑوں پر پڑیں۔ بلکہ عبداللہ سنوری میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کی ٹوپی پر بھی چھینٹیں پڑیں۔ کپڑے موجود ہیں (دیکھو: سرمہ چشم آریہ)

فرمایئے سیاہی کی چھینٹیں مرزا صاحب کے کپڑوں پر پڑیں اور اسی خدا مجسم قلم مجسم سے۔ جب ایسا ہوا تو مرزا صاحب اس خدا کے پاس موجود تھے اور کوٹھے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سیاہی کی چھینٹوں کو کسی نئے پرانے فلسفہ نے خشک نہ کیا اور مرزا صاحب قادیانی، خدا کے پاس ایسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے صاحب ڈپٹی کمشنر کا مسل خوان۔

لیکن حضرت رسول اکرم ﷺ کو ایسا رتبہ اور عزت کہاں کہ خدا کے پاس بیٹھ کر قضا و قدر کی مسلوں پر دستخط کروائیں لا حول ولا قوۃ۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قضا و قدر لکھی جا چکی اس کی وہ سیاہی خشک ہوگئی۔ اب نئی قضا و قدر مرزا صاحب نے شروع کردی۔ یہ فضیلت کی تحریر ہے۔

دوم: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ بہت باتیں ایسی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ ہوئیں اور وہ مجھ کو معلوم ہوگئیں۔ دیکھو ازالہ اوہام۔

یہ دعوی بھی کیا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی فتح سیفی ہے۔ میری فتح روحانی ہے۔ اور روحانی فتح سیفی سے زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ میں جلال بھی تھا، میرے اندر جمال ہی جمال ہے۔ اپنا تفوق۔

سوم۔ خدا تعالی عرش پر مرزا صاحب قادیانی کی تعریف کرتا ہے (انجام آتھم)

اور بہت ایسی باتیں ہیں جس سے اپنی فضیلت حضرت رسول اکرم ﷺ پر ثابت کرتے

ہیں۔

۲۲۔اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیاءکرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔

غلط ہے ۔مرزا صاحب اگر اہل باطن ہوتے تو اپنے مرنے کے وقت اپنا دارالامان قادیان دولت خانہ خود کو چھوڑ کر دشمنوں کے گھر لاہور میں نہ جاتے۔

اگر اہل باطن ہوتے تو زوجہ آسمانی کے بارہ میں ایسے ایسے الہامات کر کے سر پر ندامت نہ لے جاتے اور اپنے حقیقی رشتہ داروں سے قطع رحم نہ کرتے۔

اگر اہل باطن ہوتے تو حضرت عیسیٰؑ کا پہلے جسم عنصری کے ساتھ پر جانا اور اب تک زندہ رہنا اور قرب قیامت کو دنیا پر دوبارہ آنا نہ لکھتے۔ پھر اس کے خلاف ان کو وفات یافتہ قرار دے کر پہلے ان کی قبر بلاد شام اور گلیل میں لکھ کر پھر کشمیر میں تحریر نہ فرماتے۔

صوفیا کرام کا بھی کوئی احترام نہیں، جب کہ مرزا صاحب کسی بزرگ سے بیعت نہیں تھے اور نہ کسی سلسلہ صوفیا میں منسلک تھے تو پھر احترام کیسا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا نئے احمدی مرزائی اکمل آف گولیکی کا مضمون برخلاف صوفیاء خاندان نقشبندی:

نقش بندیوں پر حجت،

کے نام سے اخبار الحکم میں شائع کیا تھا۔

پس مولوی (غلام رسول) صاحب! یہ سب باتیں ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ آپ اگر یک سوئی سے غور فرمائیں گے تو آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا صاحب نہ نبی تھے، نہ رسول، نہ بروزی نبی، نہ مسیح موعود، نہ مہدی مسعود، نہ کلکی اوتار، نہ کرشن اوتار۔ کچھ بھی نہ تھے، نہ ان کی خو، نہ خصلت، نہ تمثیلی، نہ اصلی۔

البتہ روپئہ پیسہ کے خواہاں۔ اسی لئے تین ماہ برابر الحکم میں اشتہار جاری ہوتا جارہا کہ اگر تین ماہ تک کوئی شخص میرا مرید قادیان میں چندہ نہ بھیجے گا تو اس کا نام بیعت سے خارج کر دیا جائے گا۔

آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مریدین کی بیعت صرف چندہ کی شرط پر تھی اور مرزا صاحب کو ایسا اشتہار دینا چاہیے تھا۔ خدائی سلسلہ کے لئے ایسے اشتہار جاری کرنے چاہییں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے مرزا صاحب نے ۱۹۰۶ء میں اپنے مرنے سے ایک سال ساڑھے سات ماہ اول ہی اپنی جماعت کو

بڑے افسوس کے ساتھ کافر اور منافق فرما دیا آپ کی تسلی کے لئے ان کی اصل تحریر انجام آتھم اخبار الحکم نقل کرتا ہوں

اپنی جماعت کی موجودہ حالت:

میں دیکھتا ہوں اب تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی جب ہم کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو تھوڑے ہیں جو اس کو شرح صدر سے منظور کر لیں آنحضرت ﷺ کے تو وہ ایسے فدائی تھے اور جان نثار تھے کہ جانیں دے دیں۔ اب اگر اتنا ہی کہا جائے کہ سو دو سو کوس پر جاؤ اور وہاں دو چار برس تک بیٹھے رہو پھر گننے سننے لگ جاویں زبان سے تو کہنے کو نہیں دیتے کہ آپ جو کر دیں ہم کو منظور ہے لیکن جب کہا جائے تو پھر ناراضگی کا موجب ہوتے ہیں۔ نفاق ہوتا ہے میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالی منافقوں کی نسبت فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔ یقیناً یاد رکھو منافق کافر سے بھی بدتر ہے اس لئے کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی وہ چھپاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جماعت میں وہ اطاعت ہوتی جو ہونی چاہیے تھی تو اب تک یہ جماعت بہت کچھ ترقی کر لیتی

۔ (بلفظ الحکم نمبر ا جلد ۱۰ ص ۳۔۴ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء)

لیجئے یہاں پر مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی تعریف بھی اچھی طرح فرما دی۔ منافقوں کا فروں سے بدتر فرما دیا اور یہ بھی فرما دیا کہ اطاعت نہیں کرتے حکم نہیں مانتے اس وجہ سے کچھ ترقی بھی نہ ہوئی۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو مال چندہ وغیرہ ادا نہیں کرتے اس کی نظر اسی اخبار میں اسی جگہ یوں فرماتے ہیں

اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابو بکرؓ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت ﷺ کے پاس لے آئے۔

براہ مہربانی مرزا صاحب کی تحریر اور منشاء پر غور فرمائیں۔ یہی کہ سب مرید اپنے گھروں سے سارا کا سارا مال مرزا صاحب کے پاس حاضر کر دیں اور مرزا صاحب جہاں چاہیں خرچ کریں۔

پھر حضرت ﷺ: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، کی شان، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا علو مرتبہ کی نسبت کا مقابلہ، مرزا صاحب اپنے ساتھ کرتے ہیں۔ صرف لفاظی۔

اب میں وہ آیت شریفہ ان فی ھذا لبلا غاً لقوم عا بد ین جو آپ نے اپنی معیار صداقت کی پیشانی پر عبرتاً لکھی ہے، پیش کرتا ہوں جس کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ بعد میں عرض کرونگا۔ جو آپ کے نہایت ہی قابل غور اور توجہ ہے۔

اس پیش گوئی الٰہی پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے سے آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ اسلام کی صداقت حضرت رسول اکرم ﷺ کی رفاقت وصداقت صحابہ کرام کی صداقت و اطاعت حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے مذہب کی صداقت اور ان کے مقلدین اور پیروؤں کی صداقت اسی پیشین گوئی و دیگر آیات مشمولہ میں خداوند کریم نے فرمائی ہے اور قوم عابدین میں شمار کرنا خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے:

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

آپ کے لئے پوری آیات شریفہ کو لکھ کر پیش کرتا ہوں پھر ان کے معنی اور تفسیر کرونگا پھر انشاء اللہ اگر کوئی اور بات نہ آگئی تو عریضہ کو ختم کرونگا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

و لقد کتبنا فی الز بور من بعد الذ کر ان الا ر ض یر ثھا عبادی الصا لحو ن ، ان فی ھذا لبلا غاً لقوم عا بد ین و ما ارسلناك ا لا ر حمة للعا لمین ۔ (سورہ انبیاء)۔ (ترجمہ: اور تحقیق ہم نے زبور (لوح محفوظ) میں ذکر اور نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ تحقیق اس میں قول عبادت کرنے والی کو البتہ مطلب پہنچا دینا ہے۔ یہ اس لئے کہ (اے محمد) ہم نے آپ کو تمام عالموں کی رحمت کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے)

تمام تفاسیر اسلامی میں ا لار ض کے معنوں سے دو مطلب لئے ہیں۔ ایک تو ارض بہشت کی زمین سے مراد ہے۔ دوسرا لار ض سے ارض بیت المقدس ہے جو اس وقت اہل کتاب کا کعبہ ہے، مراد ہے۔ بہشت کی زمین کا وارث ہر ایک مسلمان تابعداران پیغمبران ہوسکتا ہے لیکن زمین بیت المقدس کا وارث یا مالک یا خلیفہ ہونا کلام الٰہی کی پیشین گوئی کے مطابق اول ذکر مراد سے مرجح ہے۔ تفاسیر جامع البیان فتح المنان وغیرھما میں درج ہے کہ سعید بن جبیر ومجاہد وکلبی ومقاتل وابن زید فرماتے

ہیں کہ اس آیت شریفہ میں زبور سے وہ کتابیں مراد ہیں (توراۃ زبور انجیل قرآن) جو دنیا میں انبیاء پر نازل ہوئیں۔ اور ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے جہاں سے یہ کتابیں رسل کے پاس بذریعہ وحی الٰہی پہنچیں۔ اور ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس اور ملک شام مراد ہیں (مرزا صاحب نے بھی اپنی براہین میں ایسا لکھا ہے و ہو ھذا: خدا نے کہا تھا کہ میں ارض شام کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کو اس زمین کا وارث کرونگا۔ دیکھو اب تک مسلمان ہی اس ... کے وارث ہیں۔ براہین احمدیہ)

پس خلاصہ یہ ہے کہ لوح محفوظ اور تمام کتب الٰہی میں خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرما دیا ہے کہ ملک شام اور بیت المقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ اگر آپ کو میرے ترجمہ اور معنی یا مراد میں کوئی شک ہو تو آپ کتب تفاسیر دیکھ سکتے ہیں لیکن علاوہ اس کے میں مرزا صاحب کا ہی ترجمہ جو انہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں فرمایا ہے لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ کو شک نہ رہے اور مزید اطمینان ہو جائے۔ و هو هذا

و لقد کتبنا فی الز بور من بعد الذ کر ان ا لار ض یر ثها عبادی الصا لحو ن۔ (ترجمہ): ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کے وارث ہوں گے یعنی ارض شام کے (زبور ۳۷) (براہین احمدیہ۔ ص ۲۳۷)

لیجئے مرزا صاحب نے یہاں کتاب زبور باب ۳۷ کا بھی حوالہ دے دیا ہے کہ اس کے مطابق ملک شام کے وارث اور مالک نیک بندے ہوں گے اس پیشین گوئی کے مطابق ہوں گے میرا دعوی کہ توراۃ زبور انجیل کتب الہامی میں قرآن کریم کے مطابق یہ پیش گوئی موجود ہے اگر میں سب عبارات مذکورات لکھوں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے لیکن تاہم ایک ایک عبارت ہر ایک کتاب کی لکھ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں

توراۃ کتاب پیدائش باب ۱۷۔

۱۔ تب ابرام منہ کے بل گرا اور خدا اس سے ہم کلام ہوا بولا کہ دیکھ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابرام نہ کہلایا جائے گا بلکہ تیرا نام ابرہام ہوگا کیونکہ میں نے تجھ کو بہت قو

موں کا باپ ٹھہرایا ہے۔ میں تجھے بہت برومند کرتا ہوں اور قومیں تجھ سے پیدا ہوں گی اور بادشاہ تجھ سے نکلیں گے اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت و پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان (۲) (بیت المقدس ملک شام) تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے مِلک ہو۔ پھر خدا نے ابرہام سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جاوے۔ (پیدائش ۱۷: آیت ۱ تا ۱۱)

And when Abraham was ninety years old and nine, the Lord appeared to Abraham, and said unto him, I am the Almighty God; walk before me, and be thou perfect.

And I will make my covenant between me and thee, and will multiply thee exceedingly.

And Abraham fell on his face: and God talked with him, saying,

As for me, behold, my covenamt is with thee, and thou shall be a father of many nations.

Neither shall thy name any more be called Abraham, but thy name shall be Abraham; for a father of many nations have I made thee.

And I will make thee exceeding fruitful, and I will make nations of thee, and kings shall come out of thee.and I will establish my covenant between me and thee and thy seed after thee in their generations for an ever lasting covenant, to be a God unto thee, and to thy seed after thee.

And I will give unto thee, and to thy seed after thee, the land wherein

thou art a stranger, all the land of Cannan, for an everlasting possession; and I will be their God.

And God said unto Abraham, Thou shalt keep my covenant therefore, thou, and thy see after thee in their generations.

This is my covenant, which ye shall keep, between me and you and thy seed after thee; Every man child among you shall be circumcised.

And ye shall circumcise the flrsh of your forskin; and it shall be a token of covenant betwix me and you. (Genesis 17 : 1-11)

۲۔یسعیاہ نبی کی کتاب (توریت۔ باب۵۲۔آیت۱)

جاگ جاگ اے صیہون بیت المقدس اپنی شوکت پہن لے اے یروشلم مقدس (بیت المقدس) شہر اپنا سجیلا لباس اوڑھ لے کیونکہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا

Awake, awake; put on thy strength, O Zion; put on thy beautiful garments, O Jerusalem, the holy city; for henceforth there shall no more come into thee the uncircumcised and the unclean. (Isaiah 52:1)

زبور باب ۳۷ آیات ۹،۱۰،۱۱،۲۳،۲۹

۳۸۔ بدکار کاٹ ڈالے جائیں گے لیکن وے جو خداوند کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لیں گے ایک تھوڑی مدت ہے کہ شریر نہ ہوگا۔تو غور کر کے اس کا مکان ڈھونڈھے گا اور وہ نہ ہوگا لیکن وے جو حلیم (رحماء بینهم کے مصداق) ہیں زمین کے وارث ہوں گے جن پر ان کی برکت ہے زمین کے وارث ہوں گے اور بہت سی راحت پا کر خوش دل ہوں گے۔صادق زمین کے وارث ہوں گے اور ابد تک اس پر بسیں گے۔

9-For evaders shall be cut off: but those that wait upon the Lord, they shall inherit the earth.

10-For yet a little while, and the wicked shall not be: yea, thou shalt diligently consider his plce, and it shall not be.

11-But the meek shall inherit the earth; and shall delight themselves in the abundance of peace.

23-the steps of the good man are ordered by the Lord; and he delighteth in his way.

29.The righteous shall inherit the land, and dwell therein for ever.

38-But the transgressors shall be destroyed together: the end of the wicked shall be cut off.

But the salvation of the righteous is of the lord: he is their strength in the time of trouble.

And the Lord shall help them, and deliver them; he shall deliver them from the wicked, and save them because they trust in him. (Psalm 37:9,10,11,23,29,38-40)

انجیل متی باب ۵ آیت ۵

۴۔مبارک وے جو حلیم ہیں کیونکہ وے زمین کے وارث ہوں گے۔

Blessed are meek; for they shall inherit the earth. (Matthew 5:5)

نوٹ راقم۔اور بہت سی عبارات کتب اہل کتاب کے موجود ہیں،طوالت کی وجہ سے درج نہیں کی گئیں ۔ان تمام احکامات پیشین گوئیاں کتب سابقہ وقرآن شریف سے صاف ثابت ہے کہ بیت المقدس اور ملک شام کے مالک اور وارث خدا کے نیک اور صالح بندے ہوں گے اور ابدتک اس پر بسیں گے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پیشین گوئی الٰہی کے مطابق بیت المقدس اور ملک شام کے مالک اور وارث کب سے کون لوگ ہیں ۔ان کا طریق کیا ہے اور مذہب کیا ہے اور پہلے لوگوں کا کیا تھا۔اور اس پیشینگوئی کی صداقت کس طرح پر ہے۔

تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمرؓ کے زمانہ میں ملک شام بالخصوص بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا تھا۔اس وقت ایک شخص ارطیون نامی ہرقل بادشاہ کی طرف سے بیت المقدس یا یروشلم کا عامل تھا۔محاصرین میں حضرت عمرو بن عاص،حضرت ابو

عبیدہ، حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت خالد بن ولید تھے۔عرصہ تک جب بیت المقدس فتح نہ ہوا،تب ارطیون نے پیغام بھیجا کہ تم لوگ ناحق کوشش کر رہے ہو، جس شخص کے ہاتھ پر بیت المقدس کا فتح ہونا ہماری کتابوں میں لکھا ہے اس کا حلیہ تم لوگوں میں سے کسی سے نہیں ملتا۔

اس وقت امیرالمومنین عمرؓ کو خبر دی گئی کہ وہ مدینہ سے اکیلے معہ غلام شتر سرخ پر سوار ہو کر بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے۔تب ارطیون عامل نے بلا حیل و حجت حلیہ سے شناخت کر کے دروازے شہر کے کھول دیئے بآواز بلند کہا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جایئے۔اکالید شہر حوالہ کر دیں تب آیت شریف

یا قو م ا دخلوا ا لار ض المقدسة التی کتب الله لك ( )یعنی اے قوم (صالحین) بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ جس کی وراثت خداوند تعالی نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے)

کی پوری تصدیق ہوئی اور اسی آیت شریفہ کی تصدیق کتاب تورات میں حضرت عمر کی فتح کی بابت ہوئی۔چنانچہ یسیعاہ باب ۲۶،آیت ۱،۲ میں اس طرح لکھا ہے:

تم دروازے کھولو تا کہ راست باز قوم جس نے صداقت کو حفظ کر رکھا ہے اندر آوے (بیان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ تورات میں حلیہ مفصل حضرت عمر کا لکھا ہوا تھا اور بعد میں تحریف کی گئی۔)

In that day shall this song be sung in the land of Judah; we have a strong city; salvation will God appoint for walls and bulwards.open ye the gates, that the righteous nation which keepeth the truth may enter in. (Isaiah 26:1-2)

....

مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں میں فرق متمیز

بہت طول طویل بحثوں کا نہایت مختصراً خلاصہ عام فہم،صرف دو امور اس طرح پر ہیں

اول: مرزا صاحب نے دعوی نبوت اور رسالت کا کیا جو قرآن شریف سے مخالف ہے اور اس دعوی کے منکر کو کافر بے ایمان لعنتی جہنمی خارج از اسلام وغیرہ لکھا ہے اور اس

دعویٰ کو مرزائیوں نے قبول کرلیا ہے اور ویسے ہی انہوں نے بھی مسلمانوں کو لکھا۔

دوم ۔توہینات انبیاء۔ یہ دونوں امر اصولاً اور نصاً قطعاً خلاف اسلام ہیں اور ادلہ اربعہ (قرآن حدیث اجماع امت قیاس مجتہدین)، سے ثابت ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر اور مرتد ہے جس پر فتاوی عرب وعجم بھی شاہد ہیں۔ دعاوی نبوت تو مختصراً عرض ہو چکے ہیں لیکن توہینات انبیاء میں نے نمبروار اپنی کتاب (کلمہ فضل رحمانی) میں مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل کی ہیں۔اس کے علاوہ اور بہت سی ہیں مگر میں صرف دو ایک ہی یہاں پر آپ کی توجہ اور غور کے لئے لکھتا ہوں۔ لکھنے سے پہلے خدا سے ڈرتے ہوئے نقل کفر کفر نباشد لکھ دیتا ہوں تا کہ خداوند کریم اس نقل کرنے پر بھی اخذ نہ کرے اور معاف فرمائے۔آمین

دیکھئے مرزا صاحب قادیانی حسب ذیل فرماتے ہیں:

ا۔مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے اب قریب برسات آتی ہے باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔(بلفظہ جنگ مقدس ص ۷۔۲۲مئی سے ۵ جون۱۸۹۳ء تک)

فرمایئے اس میں حضرت مسیح کی پیدائش برساتی کیڑوں مکوڑوں کے برابر ہے۔ یہ ان کی کس قدر توہین ہے۔اور خلاف قرآن فرماتے ہیں:

میری نگاہ میں حضرت مسیح کا بے باپ پیدا ہونا کچھ عجوبہ بات نہیں ہے۔

اس میں نہ مرزا صاحب کو خدا کا خوف ہوا نہ کلام الٰہی پر ایمان رہا۔اللہ فرماتا ہے:

و لنجعله آ یة للناس و ر حمة منا ۔

یعنی ہم نے حضرت مسیح کی پیدائش بلا باپ کو لوگوں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے اور ہماری طرف سے رحمت ہے

اور پھر دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے:

و جعلنا ها و ابنها آ یة للعا لمین ۔

یعنی ہم نے حضرت مریم اور عیسیٰ کو تمام عالموں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے۔

اور پھر تیسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

و جعلنا ابن مریم و امه آیة۔

اور بنایا ہم نے حضرت عیسیٰ اوران کی ماں مریم کوایک معجزہ اور عجوبہ نشان

آپ خدا کیلئے غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تو حضرت عیسیٰ کی پیدائش بلا باپ کو ایک معجزہ اور عجیب نشان فرمارہا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہمیشہ کیلئے یہ ایک نہایت عجوبہ بات ہے لیکن افسوس! مرزا صاحب کی بے باکی کو ملاحظہ فرمایئے وہ لکھتے ہیں:

مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے، یہ ایسا ہی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے بے ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔

گویا مرزا صاحب کی ایسی اعلیٰ نگاہ ہے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کریم بھی نعوذ باللہ کوئی عجوبہ بات نہیں یہ سخت توہین قرآن کریم اور حضرت آدم وحوا اور حضرت عیسیٰ کی ہے جو کفر اور ارتداد سے بھی بڑھ کر ہے۔ العیاذ باللہ

۲۔ مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی آپ نے سوچا ہوگا۔ (بلفظہ ص ۱۲ رسالہ نور القرآن۔ ۹۵۔ ۱۸۹۶ء)

۳۔ یسوع شریر مکار موٹی عقل والا (اللہ کے حکم سے جب جبریل حضرت مریم کے پاس شکل انسانی آئے تو فرمایا قال انما انا رسول ربك لا هب لك غلاما زکیاً یعنی میں تیرے خدا کی طرف سے آیا ہوں تا کہ تجھے ایک لڑکا پاک اور صاف تیز عقل والا ذہین بخشوں۔، مرزا صاحب قادیانی اس کو موٹی عقل والا فرماتے ہیں۔ قرآن فہمی خوب) بدزبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا، علمی اور عملی قوی میں کچا چور شیطان (لیکن قرآن میں حضرت عیسیٰ کا قول اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے و لم یجعلنی جباراً شقیاً و السلام علیّ یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیاً یعنی اللہ نے مجھے سرکش نافرمان پیدا نہیں کیا اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا تھا اور جس دن مرونگا اور جس دن پھر زندہ کیا جاؤنگا) کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے ان کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنچنیوں سے میلان اور صحبت جدی مناسبت سے تھا۔ (بلفظہ ملخصاً۔ ص ۳ تا ۷ ضمیمہ انجام آتھم۔ العیاذ باللہ)

۴۔ یوروپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے

دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(عیسائی) اس شخص (عیسی) کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ میں نیک نہیں، اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ملوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگاوے اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ (بلفظہ انجام آتھم ص ۳۸)۔ لا حول ولا قوۃ العیاذ باللہ)

شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پورانی عادت کی وجہ سے۔(بلفظہ مرزا جی کی کتاب تقویۃ الایمان کا حاشیہ ص ۶۵)۔الٰہی توبہ

میں کہتا ہوں کہ اے خداوند کریم میں پناہ مانگتا ہوں شیطان رجیم سے بچا مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو ایسی توہینات اور سبّ وشتم انبیاءؑ سے۔مرزا صاحب نے غضب پر غضب کر دیا ہے۔

دیکھئے اور غور فرمایئے مرزا صاحب کی ایمان داری، نبوت اور رسالت پر کہ کس قسم کی فحش گالیاں حضرت عیسی کو دی ہیں۔اور قرآن مجید کو نعوذ باللہ پس پشت ڈال کر بالکل اعراض کر دیا ہے اللہ نے جو قرآن میں فرمایا ہے اس پر غور فرمایئے وہ یوں ہے

الف۔جب حضرت مریم کو معجزہ کے طور پر حضرت عیسی بے باپ پیدا ہو گئے اور وہ ان کو اٹھا کر اپنے گھر کو تشریف لائیں تو لوگ یوں بولے

قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً۔ یا اخت ھارون ما کان ابوك امرء سوء و ما کانت امك بغیا۔(یعنی وہ لوگ مریم کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اے مریم تحقیق لائی ہے تو ایک عجیب چیز اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی)۔(یعنی حضرت عیسی کی نانی)۔

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی نانی کی طہارت اس وقت منکروں کافروں یہودیوں نے بھی تصدیق کی تھی۔یہ بات صریح ثابت ہے کہ حضرت عیسی کی کوئی دادی نہ تھی، جب کوئی والد ہی نہیں تھا تو کوئی دادی نہیں ہوسکتی۔

قرآن کریم تو حضرت عیسیؑ کی نانی کی تعریف فرما رہا ہے اور یہاں تک کہ کفار یہود بھی معترف ہیں لیکن افسوس مرزا صاحب قادیانی ان لوگوں سے بھی دس ہاتھ اوپر چلے گئے اور قرآن مجید کی کچھ پرواہ نہ کی۔ افسوس

ب۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت مریم کی نسبت فرماتا ہے:

اذ قالت الملا ئکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاك و طهرك و اصطفاك علی نساء العالمین (یعنی جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے تجھ کو برگزیدہ کیا اور پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو تمام جہان کی عورتوں پر)

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی بھی کیسی بزرگی اور طہارت ظاہر فرمائی ہے لیکن افسوس مرزا صاحب کی نظر اور نگاہ میں کچھ نہیں۔

ج۔ پھر خداوند کریم فرماتا ہے:

عیسی بن مریم و جیها فی الدنیا و الآخرة و من المقربین ۔(یعنی حضرت عیسی دنیا اور آخرت دونوں میں نہایت عزت اور آبرو والا ہے اور ان میں سے ہیں جو خدا کے نزدیک عالی رتبہ اور عزت اور بزرگی اور تقرب الٰہی رکھتے ہیں)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذ ایدتك بروح القدس۔ روح القدس سے مدد دیا جاتا تھا۔

لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

وہ شریر تھا، مکار تھا، موٹی عقل والا تھا، بدزبان تھا، غصہ ور تھا، گالیاں دینے والا تھا، جھوٹا تھا، چور تھا، سولی پر چڑھایا گیا تھا

نعوذ باللہ منها من هذه التوهینات و الخرافات۔

کیا قرآن شریف کے مطابق و جیهاً فی الدنیا و الاخرة کی یہی تعریف ہے جو مرزا صاحب قادیانی نے کی ہے۔

د۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و انی سمیتها مریم و انی اعیذها بك و ذریتها من الشیطان الرجیم۔(ترجمہ: اور کہا (والدہ مریم نے) تحقیق میں نے نام رکھا اس کا مریم اور تحقیق میں پناہ میں دیتی ہوں اس کو تیری جناب میں اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے)۔

اور پھر فرمایا:

فتقبلها ر بها بقبو ل حسن ۔(پھر قبول کرلیا اس دعا کو حسنہ کو رب کو اچھی قبو لیت کے ساتھ)۔

یعنی اس دعا کو اللہ تعالی نے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کرلیا۔ مریم اور اس کی اولاد حضرت عیسیٰؑ کو تمام وساوس اور شرارت شیطان سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ لیکن مرزا صاحب قادیانی ہیں کہ قرآن مجید سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ، شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا، اور شیطان کا ملہم تھا۔ العیا ذ باللہ ۔آپ غور فرمائیں ہ۔ اب میں ایک حدیث شریف بھی جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے، درج کرتا ہوں تا کہ آپ معلوم کرلیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے مرزا صاحب قادیانی کیسے سچے عامل ہیں۔ حدیث:

عن ابو هر یره عن النبی ﷺ قا ل ما من مو لود یو لد ا لا و الشیطا ن یمسه حین فیستهل صا ر خاً من مسّ الشیطا ن ایا ه ا لا مر یم و ابنها ثم یقو ل ابو هر یره اقرؤا ان شئتم ....

و انی اعیذ ها بك و ذریتها من الشیطا ن الر جیم

(یعنی حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی لڑکا یا لڑکی ایسا پیدا نہیں ہوتا جس کو وقت پیدائش شیطان مسّ نہ کرتا ہو لیکن حضرت مریم اور حضرت عیسی اس سے بری ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ پڑھو اس آیت شریف کو اگر تم اس بات کی تصدیق چاہتے ہو انی ا عیذ ها بك .. ا لآ یه پناہ میں دیتی ہوں مریم اور اس کی اولاد کو وساوس شیطانی سے)

پس قرآن و حدیث سے متفقاً ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مسّ اور وسوسہ شیطانی سے بحکم الٰہی بری اور پاک ہیں مگر مرزا صاحب قادیانی نہایت دلیری سے فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا اور وہ شیطان کا ملہم تھا۔ لا حو ل و لا قوة

پھر مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ عیسی شراب پیا کرتے تھے ان کی پرانی عادت تھی لا حو ل و لا قوة ۔کیا عصمت انبیاء یہی ہے؟ کہ پیغمبران بلکہ رسول اولوالعزم

خدا کے حرام کو حلال کریں اور اس کا استعمال کریں۔

آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے یہ الزام کس آیت اور حدیث سے حضرت عیسیٰؑ پر لگایا ہے۔ شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطانی عمل ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان (المائدۃ:۹۰)(یعنی شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطان کے کاموں میں سے ہیں)

اور جب قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ شیطانی عملوں اور وساوس سے خدا کی پناہ میں ہیں اور شیطان نے ان کو مسّ ہی نہیں کیا، تو پھر یہ الزام حضرت عیسیٰؑ پر لگانا اور کفر اور ارتداد کے درجہ کا امام بننا ہے۔ العیاذ باللہ۔

تمام کتب عقاید مسلمہ اہل اسلام میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ انبیاء معصوم ہیں جیسے فقہ اکبر میں ہے:

و الانبیاء کلھم معصومون عن الصغائر و الکبائر و الکفر و القبائح (یعنی تمام انبیاء تمام صغائر و کبائر گناہ اور کفر اور برائیوں سے معصوم ہیں)

ہاں! شاید آپ کا خیال ہو کہ حضرت عیسیٰؑ کتاب الہامی انجیل کے پابند تھے، شاید اس میں شراب کا پینا اور جوا کھیلنا جائز ہو۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ کسی الہامی کتاب میں ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ حضرت عیسیٰؑ توریت موسیٰ کے پابند تھے۔ انجیل شریعت کی کتاب نہیں ہے۔ بہر حال حضرت عیسیٰؑ توریت کے احکام کے پابند تھے۔ توریت کے مطالعہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ شراب کی اس میں بالکل ممانعت ہے جیسے تورات گنتی باب ۶ آیت ۳ میں ہے

الف: تو چاہیے کہ وہ مئے سے اور نشے کی چیزوں سے پرہیز کرے اور مئے کا یا شراب کا کوئی سرکہ نہ پیوے اور انگور کا سرکہ ہرگز نہ پیئے۔

He shall separate himself from wine and strong drink, and shall drink no vinegar of wine, or vinegar of strong drink, neither shall he drink any liquor of grapes, nor eat moist grapes, or dried. (Numbers 6 : 3)

ب ۔سواب خبر دار رہ اور مئے یا نشے کی کوئی چیز نہ پی جیو وہ کوئی ایسی چیز تاک (انگور) سے پیدا ہوتی ہے نہ کھائے اور مئے یا کوئی نشہ نہ پیئے ۔قاضیون باب ۱۳ آیت ۴۔۱۴

Now therefore, beware, I pray thee, and drink not wine nor strong drink, and eat not any unclean things. (Judges 13:4)

She may not of any thing that cometh of the wine, neither let her drink wine or strong drink, nor eat any unclean thing: all that I commanded her let her observe. (Judges 13:14)

لیجئے توریت سے بھی ظاہر ہے کہ عوام الناس کو یہی حکم ہے کہ شراب کوئی نہ پیئے ۔ حضرت عیسیٰ تو اولوالعزم رسول ہیں جن کی شان اور قرب الٰہی میں اعلیٰ اور ارفع ہیں مرزا صاحب قادیانی کا ان پر عداوتاً بہتان اور افتراء ہے۔

التماس۔مولوی صاحب مکرم! اب میں اپنے عریضہ کو ختم کر کے نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ اس عریضہ میں لکھا ہے خالصاً لمرضات اللہ لکھا ہے جہاں تک ہوسکا میں نے ادب کو نہایت ملحوظ رکھا ہے کوئی لفظ یا جملہ ایسا نہیں لکھا کہ جس میں کوئی رنج دہ امر ہو۔لیکن تاہم اگر آپ کے خیال میں کہیں ایسا نہ ہوا ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے نیز بوجہ عدیم الفرصتی تحریر عریضہ میں کسی قدر توقف ہوا ہے خواستگار معافی ہوں۔

بعض جگہ مرزا صاحب کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔وہ عمداً ایسا کیا گیا ہے تا کہ آپ کے مطالعہ کتب مولفہ مرزا صاحب کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے ۔ ہاں کسی اندراج کے انکار پر حوالہ کتاب مع صفحہ وسطر عرض کر دیا جائے گا۔

ایک یہ بھی عرض ہے کہ اس عریضہ کے پہنچنے پر آپ غور فرما کر اگر کچھ لکھنا چاہیں تو اس کی اطلاع نیاز مند کو بھی ہونی چاہیے، تا کہ اس تحریر کا انتظار کیا جائے۔اور آپ کی تحریر کے بعد اگر آپ چاہیں تو مجھے اطلاع بخشیں تا کہ اس کو طبع کروا دیا جائے اور عوام بھی کچھ استفادہ حاصل کریں جہاں تک ہو سکے تعجیل فرماویں۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں اے خداوند کریم یا مقلب القلوب تو ہی ہدایت کرنے والا ہے۔ ہر ایک کی ہدایت تیرے ہاتھ میں ہے۔تو ہی علیم بذات الصدور

دلوں کے حالات جاننے والا ہے۔ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ساری باتیں ہیں۔تو ہی نیتوں کا مالک ہے۔تو ہی سیدھے راستہ پر چلانے والا ہے۔جس نیت سے میں نے یہ عریضہ اپنے دوست کی خدمت میں لکھا ہے وہ محض خیر خواہی سے ہے، بہ طفیل حضرت رسول اکرم ﷺ اس میں نیک اثر پیدا کر۔

ر بنا لا تز غ قلو بنا بعد اذ هد يتنا و هب لنا من لد نك ر حمة انك انت الو ها ب آ مين آ مين يا رب العا لمين صلى الله عليه و آ له و اصحا به ا جمعين بر حمتك يا ار حم الرا حمين۔

یکم جمادی الاول ۱۳۲۸ھ۔ راقم۔فضل احمد از لودیانہ

ضمیمہ عریضہ: دین الحق پر تبصرہ

باسمہ سبحانہ۔ جب میں اپنے مضمون کو ختم کر چکا اس کے بعد ایک رسالہ دین الحق یا ہمارا مذہب مولفہ قاسم علی اڈیٹر الحق دہلی مرزائی احمدی کا دیکھنے میں آیا (جو انہوں نے اپنے خلیفۃ المسیح امیر المرزائیین واحمدیین حکیم نور الدین کے نام پر ڈیڈیکیٹ کیا ہے) (گو ان کی منظوری کی کوئی علامت اس پر نہیں ہے)۔افضل المطابع دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اللہ! اللہ! دنیا کس دھوکہ اور فریب کی رہ گئی ہے۔کس کس پیرایہ میں بندگان خدا کو دھوکا دیا جاتا ہے۔دنیاوی کاروبار کا تو کیا حساب، دینی معاملات میں ایسے ایسے کارنمایاں دکھلائے جاتے ہیں جس سے شیطان بھی اپنی جماعت میں نہایت حیران اور پریشان ہے۔

اس رسالہ میں مولف نے ایسی کھیل کھیلی ہے کہ ناواقفوں کے لئے جنہوں نے مرزائی مشن کی سیر نہیں کی، جنہوں نے ان کے ہاتھوں کے کرتب نہیں دیکھے، ان کے الو بنانے میں ایک ذرہ بھر بھی کسر نہیں رکھی۔مثال کے طور پر میاں ابو یوسف محمد الدین صاحب خوش نویس (جو کسی زمانہ میں دہلی میں میرے دوست تھے) کو دیکھ لیجئے کہ رسالہ کے لکھتے لکھتے ہی بلا دیکھنے کسی دیگر کتاب یا تصدیق کے خوش نویسی کے ساتھ خوش اعتقادی میں آکر جھٹ مرزائی مشن پر ایمان لے آئے (ماہ دسمبر ۱۹۱۱ء؟ میں اپنے دوست منشی

محمد الدین صاحب خوش نویس دہلی کو... میں خط لکھا ان کا جواب جو آیا وہ حسب ذیل ہے۔الحمد للہ علی احسانہ کہ میرے دوست کو خدا نے اس دھوکے سے بچایا۔ از کوچہ چلاں مسجد کالی خان ..دریا گنج دہلی ۔ بخدمت محسن ومخدوم بندہ قاضی مولوی فضل احمد صاحب انسپکٹر پولیس لدھیانہ زادعنایتہٗ ۔ خدمت والا آنکہ۔ مدت کے بعد آپ کا عنایت نامہ سامی کیا آیا گویا مردے کو جلانے کے لئے مسیحا پہنچا۔ چونکہ آپ نے ارقام فرمایا ہے خدا کے فضل سے اور آپ کی دعا سے اس سے بیزار ہوں آپ نے دین الحق کی تقریر کو بنظر امتحان ملاحظہ نہیں فرمایا مجھ کو مرزا صاحب کے دعویٰ سے انکار ہے۔ جب انکار ہے تو اتباع کہاں رہا۔ خدا نہ کرے کہ میرے معتقدات قدیمہ میں فرق آئے کوئی چیز میرے معتقدات پر اثر نہیں کرسکتی آپ مطمئن رہیں۔ کمترین محمد الدین از دہلی کوچہ چیلاں فیض بازار دریا گنج ۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء) اور اسلام سے جدا ہو گئے کیونکہ مولف صاحب کا کید اس رسالہ میں ایسا ہے گویا زہر ہلاہل کی طرح اثر کرنے والا ہے بالخصوص ناواقفوں کے لئے ۔اے خداوند کریم تو ایسے ایسے دھوکہ بازوں کا منتقم حقیقی ہے ،انشاء اللہ تعالیٰ تو اپنا کام کر کے ہی رہے گا۔ ایسے درخت کی ایسے شاخوں سے ایسے ایسے پھل پیدا ہونا غیر ممکن نہیں۔مولف صاحب کی وہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی مولوی سے کہا کہ تم لوگ ہمیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہو، لیکن خدا تعالیٰ تو قرآن شریف میں کہتا ہے لا تقربوا الصلوة کہ نماز مت پڑھو (العیاذ باللہ)۔ مولوی صاحب نے کہا میاں !اس کے آگے و انتم سکاری بھی تو پڑھو۔اس نے کہا تمام قرآن شریف پر تمہارے باپ نے بھی عمل نہ کیا ہوگا ہم سے کیسے ہوسکتا ہے۔

اعنی ۔مولف صاحب نے اس رسالہ میں وہ پرانی عبارات مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل کی ہیں یا کسی نئی کتاب سے کوئی ایسی عبارت نقل کر دی ہے جو کسی قدر اسلام کے عقاید کے مطابق تھی ۔لیکن وہ تمام عبارات اور عقاید مرزا صاحب کے ترک کر دیئے ہیں جو ان کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔مولف صاحب نے مرزا صاحب کے انتقال کے بعد عوام ناواقفین کے جتلانے کی کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب پر جو فتاویٰ عرب وعجم کے کفر اور ارتداد کے لگے ہوئے ہیں صحیح نہیں ہیں۔

مولف صاحب نے اول تو اس رسالہ میں مسلمانوں کو بد تہذیبی سے گالیاں دی ہیں۔ اور پانچ قسم کے مسلمانوں کے گروہ مقرر کر کے ان کو یہودی صفت علماء، سراسر نابکار یہود یانہ روش بے حیائی کی کوشش کرنے والے صوفیاء زمانہ کے مغرور وہ

کسی مرض کی دوا ہی نہیں وغیرہ نے مرزا صاحب پر اعتراضات کیئے ہیں۔ پھر مولف صاحب لکھتے ہیں:

میرے محترم بزرگ احمدی اصحاب اس حصہ کو پڑھ کر خوب یاد کرلیں اور جب کوئی بہتان و افتراء اپنے پیارے امام مسیح (مرزا غلام احمد قادیانی) کے مذہب وعقائد کے متعلق کسی نااہل، سے سنیں تو فوراً یہ رسالہ پیش کر کے اس کا دم بند کر دیں .... میں نے اس کام کے لئے تمام تصانیف شریفہ وتقاریر لطیفہ حضرت اقدس کو اول سے آخر تک پڑھا تب جاکر میں اس ناچیز خدمت کو انجام دینے پر آمادہ ہوا۔ (بلفظہ ص ۱۵۲)۔

پھر اخیر کے اول صفحہ پر؛ احمدی احباب سے اپیل۔، کے عنوان سے لکھا:

میں آپ صاحبان سے اپیل کرتا ہوں آپ بجالانے کی پوری کوشش فرماویں وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کا ایک ایک نسخہ ہر ایک احمدی اپنے پاس رکھے جو کہ وقت ضرورت ایک سخت سے سخت دشمن کے لئے کاری حربہ کا کام دے گا۔(بلفظہ)

میں آپ کو چند باتیں بطور نمونہ مختصراً دکھلانا چاہتا ہوں جس سے مولف صاحب کا دھوکا اور عمداً ان عبارات کو جو مرزا صاحب کی تصانیف میں موجود ہیں درج نہ کرنے سے ظاہر ہوگا۔ اور یہ کاری حربہ جو دشمنوں کے لئے تیار کیا ہے مرزا صاحب کے ہی الہاموں اور پیش گوئیوں کی طرح انہیں پر اولٹ کر کام تمام کر دے گا۔ اگر میں چاہوں تو ایک ایک تحریر کے خلاف مرزا صاحب کی ہی تصانیف سے پیش کر دوں، لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ پہلے ہی عریضہ طویل ہو گیا ہے، اور پھر یہ رسالہ پیش ہو گیا۔ اگرچہ بہت سی تحریرات اس رسالہ کے خلاف میرے عریضہ میں آچکی ہیں لیکن اس رسالہ کی حقیقت بھی عرض کر دیتا ہوں اور دندان فیل کے اندرونی و بیرونی کی مثال ہی ظاہر ہو جائے گی۔ لیجئے دیکھئے

مضمون مندرجہ رسالہ دین حق عقاید قادیانی۔

۱۔ (الہام) ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے

لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے با اخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔

عبارات مرزا صاحب جو خلاف رسالہ دین الحق ہیں۔

ا۔ اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوۃ مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔

(توضیح مرام۔ص ۱۸۔۱۹)

ب ۔ میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعوی کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔(انجام آتھم ص ۵۰)

ج ۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ خدا کی وحی اور الہام ہرگز اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا۔(پیغام صلح۔ص ۱۳)

۲۔

الف ۔ وید نے اگر آریوں کے دلوں پر اثر ڈالا ہے وہ صرف گالیاں اور دشنام دہی ہے۔تمام مقدسوں کو فریبی کہنا، سب پاک نبیوں کا نام مکار رکھنا، دنیا بھر کے بزرگوں کو بجز اپنے تین چار وید کے اور دغا باز اور ٹھگ قرار دینا، ان ہی لوگوں کا کام ہے۔ان کے منہ سے بجز بدظنیوں کے کبھی کچھ معارف الٰہی کے نکات بھی نکلے ہیں۔کیا بجز گندی باتوں اور نابکار خیالات یا تحقیر اور توہین اور ٹھٹھے اور ہنسی اور پر شرارت اور بدبودار لفظوں کے کبھی کوئی دقیق بھید معرفت الٰہی کا بھی ان کی زبان سے سنا گیا ہے۔ان برتنوں میں کبھی کوئی صفا دلی کا قطرہ بھی مترشح ہوا ہے، یا انہوں نے باطنی پاکیزگی میں کچھ ترقی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔سو جو کچھ وید کا اثر ہے سوظاہر ہے، حاجت بیان نہیں (بلفظہ ص ۱۴ وید کی تعلیم مشرکانہ ہے ص ۴)

ب ۔کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت پھیلی ہوئی ہے، یا وہ دنیا کس پردہ زمین پر بستی ہے کہ جہاں رگ وید اور یجر اور سام اور اتھرون نے

توحید الٰہی کا نقارہ بجا رکھا ہے۔ جو کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے، وہ تو یہی آتش پرستی، شمس پرستی، بشن پرستی، وغیرہ انواع واقسام کی مخلوق پرستیاں ہیں جس کے لکھنے سے کراہت آتی ہے۔
(بلفظہ براہین احمدیہ۔ص ۱۲۳)

ج۔ وید علوم الٰہی اور راستی سے بے نصیب ہیں اس سے وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتے (شحنۂ حق۔ص ۳۴)

د۔ ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ ویدوں میں بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت بیان نہیں۔ (شحنۂ حق۔ص ۳۵)

ہ۔ اب اس روشنی کے زمانہ میں وید کو خدا کا کلام بنانا چاہتے ہیں ...کوئی کتاب بغیر خدا کی نشانیوں کے خدا تعالیٰ کا کلام کب بن سکتی ہے (شحنۂ حق۔ ص ۳۷)

نمبر۲ کا جواب۔خلاف از تحریرات مرزا:

الف: میں وید کو اس بات سے منزہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ ہستی پر ایسی تعلیم شائع کی ہو کہ جو نہ صرف خلاف عقل ہو بلکہ پرمیشر کی پاک ذات پر بخل اور پکش کا داغ لگاتی ہو۔ (بلفظہ پیغام صلح ص ۱۵)

ب۔ اسی بنا پر ہم وید کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں (بلفظہ ص ۲۳ پیغام صلح)

ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑ ہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے پس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہ بھی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزار ہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسی کلام کو دی جاوے جو کسی مفتری کا کلام ہو پھر جب کہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں (بلفظہ پیغام صلح ص ۶۵)

اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ

دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کو تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے (بلفظہ پیغام صلح ص ۲۵۔۲۶)

۳۔

الف : اب یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبو ن اللہ فا تبعو نی یحببکم اللہ یعنی ان کو کہدے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (دین الحق۔ص ۸۲)

ب۔اول ان کنتم تحبو ن اللہ فاتبعو نی ۔ترجمہ۔اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو محمد ﷺ کی اتباع کرو۔(بلفظہ ص ۱۲۸ دین الحق)

نمبر۳ کا جواب۔

اب مرزا صاحب قادیانی اس کے برخلاف اس الہام کو اپنے پر نازل ہونا فرماتے ہیں۔کہتے ہیں مجھ کو الہام ہوا ہے:

قل ان کنتم تحبو ن اللہ فا تبعو نی یحببکم اللہ ان کو کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو، تا خدا بھی تم سے محبت رکھے (بلفظہ دیکھو مرزا کا اربعین نمبر۲ ص ۵،۱۴،۳۲، اور اربعین نمبر۳ کا صفحہ ۲۳، اور ۲۵، اور انجام آتھم ص ۵۲)

دیگر اکثر کتابوں میں مرزا صاحب قادیانی نے اس الہام سے اپنی رسالت اور نبوت کو تقویت دی ہے۔

نمبر۴۔

حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا..ایک ذرہ بھر کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسینؓ کی تحقیر کی جائے جو شخص حسینؓ یا کسی کی جو آئمہ مطہرین میں ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔(بلفظہ دین الحق ص ۸۸۔۸۹)

نمبر چار کا خلاف:

اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے (بلفظہ دافع البلاء ص ۱۳)

آپ غور کریں کہ یہاں سید الشہداء امام حسین کی کیسی تحقیر کی گئی ہے اور اپنے تئیں ان سے افضل ٹھہرایا اور اپنے ہی قول سے شقاوت اور بے ایمانی میں آ گئے اور اپنے ایمان کو ضائع کر لیا

نمبر ۵۔

ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو امام (مرزا قادیانی) کی محبت میں فنا شدہ ہیں، آپ (مرزا قادیانی) کی خدمت میں عرض کیا کیوں نہ ہم آپ کو مدارج شیخین (حضرت ابوبکر وحضرت عمر فاروق) سے افضل سمجھا کریں، اور رسول کریم ﷺ کے قریب مانیں۔

اللہ اللہ! اس بات کو سن کر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کا رنگ اڑ گیا۔ آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب اور بے تابی مستولی ہو گئی...

آپ نے چھ گھنٹہ تقریر فرمائی...

جناب شیخین کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہیں سکتا (بلفظہ دین الحق۔ ص ۸۷)

جواب ۵۔ اور مرزا صاحب خود فرماتے ہیں:

لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اس نور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخر الزمان چاہیے تھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے (بلفظہ اشتہار معیار الاخیار ص ۱۱)

نوٹ از راقم: آپ براہ مہربانی مقابلہ کرتے جائیں یا یہ تھا کہ شیخین کی جزئی

فضیلت کو کوئی شخص قیامت تک نہیں پا سکتا یا یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک ابوبکر کا تو کیا درجہ ہے وہ تو بعض انبیاء سے افضل ہیں: ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

نمبر ۶۔

الف: ہم گواہی دیتے ہیں وہ خاتم الانبیاء ﷺ اور تمام رسولوں سے افضل اور گنہ گاروں کے شفیع ہیں۔

ب۔ روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ (بلفظہ دین الحق۔ص ۱۱۵)

جواب نمبر ۶۔ اور مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح (مرزا قادیانی) کے اور کوئی شفیع نہین، باستثناء آنحضرت ﷺ کے اے عیسائی مشربو اب ربنا المسیح مت کہو دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء۔ص ۱۳،۲۰)

علاوہ اس کے میاں قاسم علی نے دیگر کتابوں کی عبارتیں بھی نقل کی ہیں لیکن افسوس ان کتابوں کی عبارتوں کو عمداً بغرض دھوکا دہی نقل نہیں کیا جس میں مرزا صاحب کی عبارتوں میں اختلاف پڑتا تھا، یا جس سے ان کی نسبت دروغ گوئی کا الزام آتا تھا۔ یا عبارتوں اور الہاموں پیش گوئیوں کے متضاد ہونے میں باسمجھ لوگوں کی نظروں میں بے اعتباری یا کساد بازاری ہوتی تھی، اور یہ گمان کرنے کی گنجائش نہیں کہ اتنا سمجھ لیا جاوے کہ میاں صاحب سے کچھ نظر انداز ہو گیا ہوگا۔ یا اس کتاب یا تحریر اور تقریر مرزا صاحب کو آپ نے دیکھا نہ ہوگا کیونکہ انہوں نے بڑے زور سے یہ لکھا ہے کہ:

میں نے ابتدائی تحریر براہین احمدیہ سے اخیر تحریر پیغام صلح تک اچھی طرح غور سے پڑھ کر مرزا صاحب کے عقاید کو لکھا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو عقاید مرزا صاحب کے دیگر کتب سے دکھلائے نہیں گئے اس کی کوئی خاص وجہ ہے جو دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ مثلاً جہاں انہوں نے براہین احمدیہ میں سے ان کے کچھ عقاید ابتدائی لکھے تھے اس جگہ انہوں نے مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کیوں نقل نہیں کیا جو صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۴ وغیرہ میں لکھا ہے کہ

حضرت مسیح دو بارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے اور دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیلا ویں گے۔

یہ الہام مرزا صاحب کا الہامی کتاب میں ہے کوئی چون و چرا اس میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب مرزا صاحب کا عقیدہ اس کے بر خلاف ہے یہی وجہ ہے آپ نے اس کو نقل نہیں کیا پھر جہاں جہاں مرزا صاحب نے بڑے زور سے دعوی نبوت اور رسالت کر کے مسلمانوں کو جو ان کی نبوت کے منکر یا مکفر یا مکذب اور متردد ہیں جہنمی لعنتی اور کافر لکھا ہے اس کو کیوں نقل نہیں کیا جہاں جہاں پیغمبران اور بالخصوص حضرت عیسی کی سخت توہین کر کے فحش ماں بہن دادی نانیوں کی گالیاں دی ہیں اور حضرت شیخین امیر المومنین صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق و حضرت سید الشہداء کی سخت تحقیر اور توہین کی ہے اس کو کیوں نقل نہیں کیا۔

سب سے آخر عظیم الشان مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی جو ۵ نومبر ۱۹۰۷ کو چھ ماہ قبل از انتقال خود ایک بڑے لمبے چوڑے اشتہار بنام تبصرہ شائع کی تھی اور اس کی پیشانی پر لکھا تھا کہ ہماری جماعت یادداشت کے لئے اس اشتہار کو اپنے گھر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں۔

جس میں علاوہ اس کے اور بہت سی لفاظی تحدی کے تین پیش گوئیاں بڑی تعلّی سے خدا پر افتراء کر کے کی ہیں

اول: انا نبشرك بغلام حلیم ینزل منزل المبارك ۔ یعنی ہم تم کو ایک حلیم لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد ہوگا (جو فوت ہو گیا ہوا ہے) تاکہ دشمن خوش نہ ہو بلکہ یہ سمجھے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا تھا وہ زندہ ہے

دوم: الہام جو دشمن کہتا ہے کہ تیری عمر صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ مہینے تک رہ گئی ہے میں ان سب کو جھوٹا کرونگا اور تیری عمر بڑھا دونگا اور تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی نابود اور تباہ ہو جائے گا خدا کا وعدہ ہے کہ ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا آج منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے وہ جڑ سے کاٹے جاویں گے ان کا نام و نشان نہیں رہے گا انی مع

الله فی کل حال میں ہر وقت خدا کے ساتھ ہوں۔

سوم : الہامی پیش گوئی یہ ہے کہ اس ملک اور دوسرے مما لک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی اس سال (۱۹۰۷ء) یا آئندہ سال (۱۹۰۸ء) میں ظاہر ہوگی اس دن تمام لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر رہنے والے ہین بچاؤنگا اس دن تیرا گھر نوح کی کشتی ہوگا اور طاعون کبھی دور نہیں ہوگی۔ خدا نے ایک طرف طاعون اورکئی عذاب بھیجے دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا (مرزا جی کو) بھیجا۔

(قادیانی اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

فرمایئے ان ہر سہ پیش گوئیوں میں سے کون سی پیش گوئی پوری ہوئی۔ نہ تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عمر بڑھی بلکہ گھٹ گئی۔ چھ ماہ بعد معہ اپنے خدا کے راہی ملک بقا ہوئے۔

دشمنان ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب، مولوی محمد حسین صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب، حضرت سید جماعت علی شاہ، پیر مہر علی شاہ، ملا محمد بخش صاحب دیگر تمام علماء مندرجہ رسالہ انجام آتھم وغیرھم مخالفین اسی طرح خدا کے فضل وکرم سے صحیح وسلامت خورسند ان وفرحان موجود ہیں لیکن مرزا صاحب کی جڑ کٹ گئی۔ اصحاب فیل کی طرح نابود وتباہ ہو گئے۔ مرزا صاحب کے خدا کا وعدہ بھی گاؤ خورد ہو گیا انی مع الله .. الخ۔ جھوٹ ہوا۔

مبارک احمد کی جگہ کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا (چھ ماہ کے اندر کیسے پیدا ہوسکتا تھا) آئندہ کے لئے امید ہی منقطع ہوگئی۔

کوئی طاعون بھی ایسی آج تک اس ملک یا کسی دیگر ملک میں نہیں ہوئی جس کی نظیر پہلے کبھی نہ دیکھی گئی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طاعون مرزا صاحب کے ساتھ آئی تھی انہیں کے ساتھ چلی گئی۔ اپنا الہام بیان کیا تھا و ما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ اے مرزا ہم نے تم کو تمام جہانوں کی رحمت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس الہام کے شان نزول میں ایسے رحمت والے ثابت ہوئے کہ باقبا خود طاعون ہی اپنے ساتھ ہی لائے تھے اور ساتھ ہی لے گئے جیسے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے ۱۸۹۶ء

میں بمقام بمبئی طاعون پھوٹی جب کہ مرزا صاحب نے علماء اسلام کو نام بنام گالیاں دیں اور حضرت یسوع مسیح کو نہایت گندی گالیاں دیں۔ پھر جب یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت ۱۸۹۷ء تھا ضلع جالندھر کے ملک پنجاب میں طاعون پھوٹ نکلی اور روز بروز بڑھتی گئی۔ جیسے جیسے مرزا صاحب دعوی نبوت اور رسالت میں بڑھتے گئے ایسے ہی طاعون بھی زوروں پر ہوتی گئی حتی کہ باوجود اپنے الہام قطعی اور یقینی انه آوی القریة (قادیان میں طاعون نہیں ہوگی) کے مرزا صاحب کے گاؤں قادیان میں بھی جا کودی۔ اور اس پر بھی بس نہ کی مرزا صاحب کے گھر کی چاردیواری کے اندر کشتی نوح میں جا سوار ہوئی۔ اڈیٹروں اور گھر کے نوکروں کشتی کے اندر ہی جا دبوچا پھر سیالکوٹ میں ۱۹۰۴ء میں علماء اسلام نے سخت مقابلہ کیا اور وہاں بہت ذلت ہوئی پھر مقابلہ اور مباہلہ کیلئے دو دفعہ مولوی غلام دستگیر مرحوم اور پیر مہر علی شاہ نے طلب کیا باوجود اقراری تحریروں کے مباہلہ میں حاضر نہ ہوئے جب عین مرنے کے دنوں میں مرزا صاحب لاہور تشریف لے گئے تو وہاں بھی علماء اسلام روزمرہ مرزا صاحب کی فرودگاہ کے محاذ جمع ہو کر بحث کے لئے بلاتے رہے مگر اندر سے باہر نہیں نکلے تاوقتیکہ موت نے جبراً نہ نکالا۔ اسی طرح جیسے جیسے مرزا صاحب کو کمزوری ہوتی گئی طاعون کے کیڑے کا آتشی مادہ بھی کمزور اور دور ہوتا گیا۔ اس تبصرہ میں الہام کرنا ہی تھا کہ ان کی تکذیب کیلئے طاعون نے بھی اپنا منہ بند کرلیا۔ پھر جب سے مرزا صاحب اس دنیا سے تشریف لیگئے طاعون نے بھی اپنا بورے بندھنا باندھ لیا۔ اب اگر کہیں طاعونی موت یکا دکا ہو بھی جاتی ہے تو وہ صرف مرزا صاحب کے خلیفہ یا ان کے سرگرم ممبروں میں جو اثر مرزا صاحب کی مسیحیت کا باقی ہے وہی بقیہ طاعون میں بھی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ مرزائی احمدی صاحبان اگر اس عقیدہ سے توبہ کریں تو یقیناً یہ بقیہ بھی فوراً دور ہو جائے۔ اگر اعتبار نہیں آتا ہے تو یہ عمل کر کے دیکھ لیں انشاء اللہ تعالی یہ بقیہ طاعون بھی مرزا صاحب کے ہی پاس پہنچ جائے گی۔ آزمائش کر کے دیکھ لیں غرضیکہ ہندی مثل مرزا مر گیا سارنگی ٹوٹ گئی۔ صاف ہے لیکن میرا مطلب اس اشتہار کے لکھنے کا یہ ہے کہ میاں قاسم علی نے اس اشتہار کو اپنے رسالہ دین الحق میں کیوں نقل نہیں کیا۔ اس کے سوا اور جو جو پیش گوئیاں (گویا کلھم) جھوٹی ثابت ہوئیں ان کو کیوں نقل نہ کیا

۔مرزا صاحب کے عقاید ذیل کو اپنے رسالہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔
۱۔ ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) (براہین احمدیہ)
۲۔قرآن شریف میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (براہین احمدیہ)
۳۔قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔ (ازالہ اوہام)
۴۔حضرت عیسی بن یوسف نجار مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ (ازالہ اوہام)
۵۔قرآن میں جو معجزات بیان کئے جاتے ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔ (ازالہ اوہام)
۶۔فرشتے سیارات ہیں اور کچھ نہیں۔ (توضیح مرام)
۷۔حضرت جبرائیل کبھی زمین پر نہیں آئے۔ (توضیح المرام)
۸۔انبیاء بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ (ازالہ اوہام)
۹۔معجزات حضرت سلیمان و مسیح محض شعبدہ بازی تھے۔ (ازالہ اوہام)
۱۰۔حضرت محمد ﷺ کی وحی بھی غلط نکلی۔ (ازالہ اوہام)
۱۱۔قرآن میں آیت انا انز لناہ قیبا من القا دیا ن درج ہے۔ (ازالہ اوہام)
۱۲۔قادیان کے حق میں آیت ومن د خلہ کان آ منا نازل ہوئی۔ (ازالہ اوہام)
۱۳۔قیامت کوئی چیز نہیں تقدیر کوئی شئے نہیں۔ (ازالہ اوہام)
۱۴۔حضرت مہدی خلیفہ آخرالزمان نہیں آویں گے۔ (ازالہ اوہام)
۱۵۔دجال انگریز پادری لوگ ہیں اور کوئی نہیں۔ (ازالہ اوہام)
۱۶۔دجال کی سواری کا گدھا یہی ریل ہے اور کوئی گدھا نہیں
۱۷۔یاجوج ماجوج روس اور انگریز ہیں۔ (عجیب بات ہے کہ دجال بھی انگریز اور پادری ہیں اور یاجوج بھی انگریز۔ یعنی دجال بھی انگریز اور ماجوج بھی انگریز۔ حافظہ ندارد۔ فضل احمد) (ازالہ اوہام)
۱۸۔دابۃ الارض علماء اسلام ہیں اور کچھ نہیں۔ (ازالہ اوہام)
۱۹۔دخان علامت قیامت کوئی نہیں۔ (ازالہ اوہام)
۲۰۔قیامت سے پہلے آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔ (ازالہ اوہام)
۲۱۔عذاب قبر کوئی چیز نہیں۔ (ازالہ اوہام)
۲۲۔دوزخ اور بہشت نہیں ہیں۔ (جلسہ مذاہب)
۲۳۔روح صرف نطفہ ہے اور کوئی روح نہیں۔ (جلسہ مذاہب)

۲۴۔ تناسخ صحیح ہے۔ (دیکھو ست بچن۔ جنگ مقدس مرزا صاحب کا)

مولوی (غلام رسول) صاحب! آپ میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں کہ یہ عقاید مندرجہ بالا مرزا صاحب کے عقاید ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں اور بالضرور ہیں تو کیوں ان کو اپنے رسالہ دین الحق میں درج نہیں کیا۔

اور سنئے: مرزا صاحب قادیانی اپنے تمام مخالفین مولوی صاحبان کو گالیاں دینا جیسے وہ اپنی زبان اور جلی قلم سے تحریر فرماتے ہیں:

> اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔
>
> (بلفظہ مرزا صاحب کا انجام آتھم ص ۲۱)

پھر نام بنام علماء اسلام کو گالیاں دیں۔ محمد حسین بطالوی، شریر رسل بابا امرتسری۔ اصغر علی شیخ دجال ضال بطال۔ نذیر حسین دہلوی، عبدالحق دہلوی، عبداللہ ٹونکی۔ احمد علی سہارن پوری، سلطان علی جے پوری۔ محمد حسن امروہی۔ ان سب کا اخیر اندھا شیطان دیو گمراہ ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔ وہ بدبخت امروہی کی طرح ملعونوں میں سے ہے۔ (دیکھو انجام آتھم)

و من المعترضين المذكورين شيخ ضال بطالوی و جارغوی يقال له محمد حسين و قد سبق الكل فی الكذب و المين و انه ابی و استكبر و اشاع الكبر و اظهر حتی قيل انه امام المتكبرين و رئيس المعتدين و رأس الغاوين، هو الذی كفرنی قبل ان يكفر الآخرون۔

و یکے از اعتراض کنندگا شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست او را محمد حسین مہ گویند، و از ہمہ در دروغ و ناراستی سبقت بردہ است و او انکار کرد و تکبر نمود و تکبر را شائع کردہ و ظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبران است و رئیس تجاوز کنندگان، سرگمراہان است، او ہماں است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت

((قادیانی خزائن۔ جلد ۱۱۔ انجام آتھم۔ ص ۲۴۱))

فرمایئے اس کو دین الحق مرزائیہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔ قرآن شریف میں اور خود مرزا صاحب قادیانی کا الہام ہے کہ قولوا للناس حسناً اور کثرت سے

احادیث ہیں جن میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لعنت مشرکین پر بھی مت کہو۔ اور گالیاں دینا اسلام میں نہیں ہے۔

مرزا صاحب نے قرآن شریف اور احادیث شریف کو تو بالکل چھوڑ ہی دیا ہے (اللہ فرماتا ہے و قل لعبادی یقو لوا التی ھی ا حسن۔ خدا کے بندوں سے اچھی تہذیب سے بات کیا کرو۔ ادع الی سبیل ر بك بالحكمة و الموعظة الحسنة خدا کی طرف ملانا نہایت حکمت و نرمی اور اچھی بات سے ہوتا ہے مگر مرزا صاحب جب غصہ میں آجاتے ہیں تو قرآن و حدیث کو بھی بھول جاتے ہیں۔ فضل احمد) اپنا الہام ہی الہام ہے اس پر بھی موقع بموقع حسب منشاء خود عمل درآمد ہے اور سینکڑوں باتیں ایسی ہیں کہ جس سے مرزا صاحب کے عقاید اور اعمال ظاہر ہوتے ہیں ان کو میاں قاسم علی نے نقل نہیں کیا۔ آپ مہربانی کر کے تدبر فرمائیں۔

اس کے آگے میاں قاسم علی دین الحق میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخالفین، مرزا صاحب پر جو اعتراضات کرتے ہیں وہ بیس ہیں۔ اعتراضات حسب ذیل ہیں:

(نوٹ: میاں قاسم نے جو اعتراضات بیس نمبر تک درج کئے ہیں وہ سب زمانہ حال کے صیغہ سے درج کئے ہیں حالانکہ صاحب کو اس صیغہ سے لکھتے ہیں جو وفات یافتہ اشخاص کے حق میں لکھا جاتا ہے لیکن اعتراضات میں مرزا کو بحالت حیات لکھتے ہیں اور یہ بدیہہ غلط ہے ماضی و حال کی بھی شناخت نہیں)

(قاضی فضل احمد) میں ان اعتراضات کو لفظ بلفظ لکھتا ہوں اور اس کے ساتھ طرف جوابات بھی لکھ دیتا ہوں تاکہ ان اعتراضات کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے۔

نمبر ا۔ مرزا صاحب نبوت و رسالت مستقلہ کے مدعی ہیں۔

جواب: بے شک ضرور مدعی ہیں۔ نبوت و رسالت مستقل و غیر مستقل کی تقسیم خانہ ساز ہے۔ کسی اصول کی کتاب میں یہ تقسیم نہیں ہے۔ لیکن آپ کی تقسیم کے ہی مطابق مرزا صاحب نبوت اور رسالت مستقلہ و غیر مستقلہ دونوں کے مدعی ہیں، جن کی بابت جواب عریضہ میں عرض کر چکا ہوں۔ مرزا صاحب کا صاف دعوی ہے کہ میں نبی بھی ہوں، اور رسول بھی ہوں اور تمام جہان کے لئے۔ اور بعض انبیاء سے افضل ہوں۔ میرا منکر کافر لعنتی جہنمی ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نبوت اور رسالت نہیں۔

۲۔ مرزا صاحب ختم نبوت کے منکر ہیں۔

(۱۔مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ آیت خاتم النبیین کی صاف ہے اور اس میں الف لام ثابت کر رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نہ امتی نہ غیر امتی ۔ نہ ظلی نہ بروزی نہ کوئی اور بلکہ تمام نبوتوں فرضی مزعومی انسانی کا خاتمہ ہے اور اب دعوی کرنے والا اور دعوی نبوت کو تسلیم کرنے والے سب کے سب کافر مرتد ہیں۔فضل احمد)

جواب: بے شک اس میں کوئی بھی شک نہیں جب خود مرزا صاحب نبوت اور رسالت کے دعویدار ہیں تو منکر ختم نبوت ہونے میں کون سی کسر ہے۔ بلکہ اسی رسالہ میں لکھتے ہیں کہ امتی نبی ہوسکتا ہے (ص۷۳)۔

پھر یوں لکھتے ہیں:

> ہمارا اعتقاد ... کہ آپ (حضرت خاتم الانبیا ﷺ) کے بعد کوئی پیغمبر نہیں لیکن وہ شخص جو آپ کا امتی ہو۔ (بلفظہ ص ۷۵)

فرمایئے جب کوئی امتی بھی پیغمبر یا نبی، آنحضرت ﷺ کے بعد ہوسکتا ہے جس سے مراد خود مرزا صاحب ہے تو منکر ختم نبوت علی الاعلان ہوئے ۔(مرزا صاحب کو خود قول اور فعل میں اختلاف ہے۔اول لکھ چکے کہ نبی اور وحی نبوت بند ہوچکی ہے۔ص ۳۹ صحیفہ محبوبیہ پر درج ہے)

۳۔مرزا صاحب بجائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نیا کلمہ سکھاتے ہیں۔

جواب: یہ اعتراض کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔اگر زبانی کسی مسلمان نے اس خیال سے کہہ دیا ہو کہ مرزا صاحب قادیانی دعوی نبوت اور رسالت کرتے ہیں اور اپنا الہام انّی رسول اللہ الیکم جمیعاً ظاہر کرکے اپنے منکروں کو کافر کہتے ہیں، اس لئے انہوں نے اپنا الگ کلمہ لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ بنا لیا ہو، تو عجب نہیں۔ میاں قاسم علی اس کے ذمہ دار ہیں جس نے کہا ہے اس کا نام بتلا دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون آدمی ہے۔

۴۔مرزا صاحب اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔

جواب: یہ صحیح ہے۔ دیکھو مرزا صاحب کے الہامات:

انت من ماء نا ۔تم میرے پانی سے ہو۔

انت بمنزلة اولادی تو میری اولاد کی طرح ہے۔

انت منی و انا منك ۔تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں

مرزا صاحب کے خدا کا الہام ہے یعنی مرزا صاحب ان کے خدا سے ہیں اور ان کا خدا مرزا صاحب میں سے ہیں کبھی وہ باپ اور وہ بیٹا، اور کبھی وہ بیٹا اور وہ باپ لا حول و لا قوۃ

ایسے الہامات مرزا صاحب کے لئے ہی خاص ہیں۔

ایسے الہامات پہلے کسی پیغمبر یا رسول کو ہوئے ہیں؟

یا حضرت ﷺ کو بھی خدا نے ایسا فرمایا ہے۔

۵۔مرزا صاحب خود خدا بنتے ہیں۔

جواب۔ یہ بھی صحیح ہے جیسے نمبر ۴ میں آ گیا ہے نیز مرزا صاحب کا الہام ہے کہ:

قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

(دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۲۲)

۶۔مرزا صاحب قرآن شریف کی تحریف کرتے ہیں۔

جواب: یہ بھی صحیح ہے۔مرزا صاحب کہتے ہیں کہ

انا انزلنا ہ قر یباً من القا دیا ن ۔قرآن شریف میں ہے

اور قرآن میں مکہ مدینہ اور قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ درج ہے۔

یہ ان کا الہام ہے ان کے خدا کی طرف سے کتابوں میں بڑے زور سے درج ہے۔

معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا قرآن شریف میں نہیں ہے۔

۷۔مرزا صاحب احادیث اور تفاسیر کا انکار کرتے ہیں۔

جواب: بے شک جہاں کہیں اپنے عقاید کے مخالف حدیث شریف یا قرآن شریف کی تفسیر ہوئی فوراً انکار کر دے کرتے ہیں۔مثلاً

جن احادیث اور تفاسیر میں حضرت عیسیٰ کا آسمان پر اسی جسم عنصری کے ساتھ اٹھایا جانا

اور اس وقت زندہ ہونا

اور قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمانا

دجال کو قتل کرنا

معجزات قرآنی حضرت عیسی کا مردوں کا زندہ کرنا،
حضرت ابراہیم کا چار جانوروں کو ذبح کر کے پہاڑوں پر بحکم الٰہی ڈالنا اور پھر بلانے سے زندہ ہو کر حاضر ہو جانا،
حضرت ابراہیم کا مردوں کے زندہ ہو جانے سے اطمینان قلبی حاصل کرنا،
سلیمان کے معجزات
اور موسیٰ کے عصا کا سانپ بن جانا،
ایک مردہ کو بیل کے گوشت لگانے سے زندہ ہو جانا وغیرہ وغیرہ درج ہے،
سب احادیث اور قرآنی تفاسیر کا بڑے زور سے انکار کرتے ہیں۔

۸۔ مرزا صاحب معجزات قیامت دوزخ جنت عذاب قبر ملائکہ معراج وغیرہ کو نہیں مانتے۔

جواب۔ واقعی مرزا صاحب ان سب کا انکار کرتے ہیں۔ دیکھو ضمیمہ عریضہ ہذا۔
معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا انکار تو اسی رسالہ دین الحق کے صفحہ ۱۰۲ میں موجود ہے ۔ایسا نسیان!

۹۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے برابر بلکہ افضل قرار دیتے ہیں۔

جواب۔ یہ بھی صحیح ہے دیکھو اسی خط میں سابقاً بیان ہو چکا ہے۔

۱۰۔ مرزا صاحب انبیاء کی عموماً اور مسیح ابن مریم کی توہین کرتے ہیں۔

جواب: بے شک ضرور مرزا صاحب ایسا کرتے ہیں۔

۱۱۔ مرزا صاحب علماء امت وصوفیاء ملت کی تحقیر کرتے ہیں سلف صالحین کو برا کہتے ہیں

جواب۔ واقعی یہ بھی صحیح ہے دیکھو اسی ضمیمہ میں سابقاً بیان ہو چکا ہے۔

۱۲۔ مرزا صاحب جھوٹے الہام بنا بنا کر ان کو وحی من جانب اللہ فرماتے ہیں۔

جواب: بالکل صحیح ہے دیکھو یہ بھی سابقاً بیان ہو چکا ہے۔

۱۳۔ مرزا صاحب جھوٹی پیش گوئیاں کرتے ہیں جو ایک بھی سچی اور پوری نہیں ہوئی

جواب: بلاشبہ ضرور جھوٹی پیشین گوئیاں کرتے رہے جو ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔

۱۴۔ مرزا صاحب مسیح ابن مریم کو مثل دیگر انبیاء کے وفات یافتہ مانتے ہیں۔

جواب۔ ضرور ایسا ہی ہے پہلے تو حضرت مسیح اور حضرت ادریس کو آسمان پر زندہ مانتے

تھے، لیکن اب ازالہ اوہام کے لکھنے کے وقت اعتقاد بدل گیا۔ کہیں سید احمد خان کی تحریر دیکھ لی اور ان کی تقلید کر کے پہلے اعتقاد سے خود مسیح بننے کی غرض سے جملہ اہل اسلام سے الگ اعتقاد بدل لیا۔

۱۵۔ مرزا صاحب عیسیٰؑ کو اسی جسم بشری خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے اور تا ایں دم بلا خورد نوش زندہ رہنے اور الآن کما کان کے مصداق کی واپسی از آسمان کے منکر ہیں۔

جواب۔ بے شک تمام اہل اسلام کے خلاف مرزا صاحب منکر ہیں اس میں کیا شبہ ہے پہلے اقراری تھے، اب انکاری ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ جب تم اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں اقراری تھے تو اب کیوں انکاری ہوتے ہو

۱۶۔ مرزا صاحب نہ نماز روزہ کے پابند، نہ حج زکوۃ پر کار بند، جھوٹے حیلے ان سے بچنے کے لئے تراشتے ہیں۔

جواب۔ یہ بھی عین صحیح ہے کیا آپ ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کبھی زکوۃ دی، یا کبھی حج فریضہ اپنے خواب یا الہام میں بھی ادا کیا۔ ہرگز نہیں۔

۱۷۔ مرزا صاحب عربی نہیں جانتے قرآن و حدیث کو نہیں مانتے خدا کو نہیں پہچانتے۔

جواب: عربی کا جاننا نہ جاننا کوئی خوبی اور بزرگی کی بات نہیں۔ علم وہی ہے جو ہدایت اور رشد کا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن و حدیث کو جو مرزا صاحب کے مخالف ہے اس کو نہیں مانتے خدا کو پہچاننا بہت دور ہے درانحالیکہ مرزا صاحب کا اپنا الہام ربنا عاج (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) یہ خدا کی شناخت ہے۔ عاج کے معنی لغت کی کتابوں میں ہاتھی دانت گوبر راہزن وغیرہ کے ہیں۔

۱۸۔ مرزا صاحب قادیانی مشک و زعفران کھاتے، پلاؤ قورمہ اڑاتے، اور اعلی لباس زیب تن فرماتے ہیں۔

جواب: اس میں کسی کو کیوں شبہ ہونا چاہیے مشک و زعفران مرزا صاحب کی ادویات میں استعمال ہوتا تھا اور ہمیشہ جے پور جودھپور سے مٹکے کے مٹکے کیوڑا آیا کرتا تھا۔ اسی پر منشی الٰہی بخش ملہم لاہوری کو الہام ہوا تھا ھو مسرف کذاب۔

لباس بھی ان کا عمدہ ہوا کرتا تھا دیکھنے والے شہادت دے سکتے ہیں جب گورداسپور کی

عدالت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

۱۹۔مرزا صاحب ایک دکاندار ہیں محض دنیا کمانے اور روپیہ جمع کرنے لوگوں کو لوٹنے کیلئے یہ ڈھنگ بنایا ہے۔

جواب: اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کہ مرزا صاحب ایک دکاندار تھے (اب نہیں ہیں کیونکہ مرچکے ہیں) تیس ہزار روپیہ منارہ بنانے کے لئے جمع ہوا وہ کہاں ہے۔

پانچ ہزار روپیہ کمیشن نصیبین کے لئے دیا گیا وہ کہاں ہے؟

براہین احمدیہ کیلئے روپیہ جمع ہوا، وہ کہاں ہے؟ جس کی واپسی کے تقاضے بھی ہوئے۔

سراج منیر کا چندہ کہاں خرچ ہوا،

سیٹھ عبدالرحمٰن نے کئی ہزار روپیہ دیا وہ کیا ہوا۔

منشی رستم علی بیس روپیہ ماہوار دیتے رہے وہ کہاں گئے۔

حیدرآباد کی جماعت نے دس دس ہزار روپیہ دیا، وہ کہاں ہیں۔

جو تمام مرزائی احمدیوں سے حسب استطاعت ماہوار چندہ لیا جاتا ہے وہ کہاں ہے۔

بہشتی مقبرہ کے لئے چندہ اور جائدادیں رجسٹری ہوئیں وہ کہاں ہیں؟

جماعت سیالکوٹ کا جمع شدہ چندہ کہاں ہے۔

سینکڑوں ہزاروں چندے کہاں گئے حتی کہ تین ماہ تک اخبار الحکم میں اشتہار چھپتا رہا کہ اگر اس تین ماہ کے عرصہ تک کوئی مرید چندہ نہیں دے گا تو اس کا نام بیعت کے رجسٹر سے خارج کر دیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب نے سوا روپیہ کمانے کے اور کوئی کام اسلام کا نہیں کیا۔اگر کوئی فنا شدہ مرزائی یہ کہے کہ مرزا صاحب نے عیسائیوں اور آریوں اور مسلمانوں کے برخلاف بہت سی کتابیں لکھی تھیں، یہ بڑا کام اسلام کا تھا۔، میں کہتا ہوں ایسی بہت کتابیں علماء اسلام نے لکھی ہیں جن کی خوشہ چینی مرزا صاحب نے بھی کی۔ جیسے مولانا رحمۃ اللہ مہاجر مکی کی کتابیں۔ان کے برابر کوئی کیا لکھے گا۔پھر مرزا صاحب کی کتابیں لکھنا بھی روپیہ ہی کمانے کی خاطر تھا جو دو آنہ کی کتاب کی قیمت کا ایک روپیہ وصول کیا گیا۔ یہ تو فرمایئے کہ کوئی کتاب مرزا صاحب نے للہ بھی لوگوں میں تقسیم کی۔ ہرگز نہیں۔اب آپ غور فرمالیں یہ صحیح ہے یا غلط

۲۰۔مرزا صاحب ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیش گوئی حدیث شریف میں ہے(معاذ اللہ) ایک دجال ہیں بلکہ دجال اکبر ہیں وغیرہ وغیرہ

جواب ۔ بے شک واقعی ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیش گوئی حدیث شریف میں ہے ایک حدیث شریف کا جملہ یز عم انه رسو ل الله اور دوسری حدیث شریف کا جملہ یز عم انه نبی صاف فرمارہے ہیں کہ مرزا صاحب ان تیس دجالوں میں سے ایک ہیں کیونکہ ان سب دجالوں کا دعوی اور زعم یہ ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں یا میں نبی اللہ ہوں ۔ ہاں مرزا صاحب دیگر دجالوں سے کسی قدر بڑے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور نبی بھی ہوں اور میرا منکر کافر لعنتی دوزخی جہنمی ہے ۔لیکن ان تیس دجالوں میں یہ بات ہوگی کہ کوئی کہے گا کہ میں رسول اللہ ہوں اور کوئی کہے گا کہ میں نبی ہوں اور مرزا صاحب دونوں عہدوں کے دعویداری کا زعم کرتے ہیں اب میں ان احادیث شریف کو پورے طور پر حرف بحرف لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ غور فرمائیں کہ احادیث شریف کی پیش گوئی مرزا صاحب کے حالات کے عین موافق اور مطابق ہے یا نہیں ۔ دیکھیں ان احادیث کا آپ اقرار کرتے ہیں یا انکار

پہلی حدیث شریف ۔

عن ابی هر یره قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ لا تقوم السا عة حتی یبعث کذا بو ن د جا لو ن قریب من ثلا ثین کلهم یز عم انه رسو ل الله ۔(ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ اٹھیں کذابوں دجالوں سے قریب تیس شخصوں کے ہر ایک ان میں سے دعوی کرے گا کہ میں رسول اللہ ہوں ۔ جامع ترمذی)

دوسری حدیث شریف کا ترجمہ یوں ہے:

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ملحق ہو جاویں گے کئی قبیلے میری امت کے مشرکوں سے اور یہاں تک کہ پوجیں اوثان کو اور قریب ہے کہ ہوں گے میری امت میں تیس جھوٹے شخص کلهم یز عم انه نبی ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے (اور فرمایا) انا خا تم النبیین لا نبی بعدی میں خاتم النبیین ہوں میرے

بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(یہ ہر دو احادیث ابی داؤد کی جلد دوم کے ص ۲۳۴، ۲۳۸ میں بھی درج ہیں۔ فضل احمد)

ان ہر دو احادیث سے کذابوں اور دجالوں کا آنا جو تیس کے قریب ہوں گے پیش گوئی میں صاف درج ہے اور مرزا صاحب بعینہ ان میں سے ایک تھے۔ دجال اکبر نہیں کیونکہ ہمارے مسلمانوں کے عقاید میں جب وہ زمین پر کفر اور فساد پھیلائے گا تب حضرت عیسی بن مریم آسمان پر سے نازل ہوں گے ان سے پہلے پہلے انتیس دجال کذاب نبوت اور رسالت کے دعویدار پیدا ہو چکیں گے۔ اس وقت تک ۲۷۔۲۸ جھوٹے دجال پیدا ہو چکے ہیں جن کی تفصیل کتب اسلام میں درج ہے۔ دجال اکبر کا حلیہ کتابوں میں درج ہے کہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا گویا انگور کا دانہ پھولا ہوا ہے اس کی پیشانی پر لفظ کفر (ک ف ر) لکھا ہوا ہوگا وہ مدینہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا۔ حضرت عیسی اس کو موضع لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔ انتہی۔

مفصل حالات کتب احادیث اور سیر میں ہیں۔

پھر میاں قاسم علی صاحب اعتراضات لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں وھو ہذا

ان اعتراضات کا مجمل لیکن مکمل جواب تو صرف یہ ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔"

اس عبارت کے لکھنے سے میاں قاسم علی کی مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب پر یہ اعتراضات مسلمانوں نے جھوٹے لگائے ہیں۔ اس لئے ان جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے میں کہتا ہوں کہ ضرور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اعتراضات جھوٹے ہیں یا سچے۔ میں دکھا چکا ہوں کہ یہ اعتراضات سب صحیح ہیں۔ بلکہ علاوہ ان بیس کے اور سینکڑوں اعتراضات درج ہیں جو سچے ہیں۔

مولوی (غلام رسول) صاحب! براہ مہربانی ذرا میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرمائیں کہ جو اعتراضات آپ نے خود لکھے ہیں کیا یہ سب جھوٹ ہیں؟

حضرت عیسی کی وفات کا اعتراض جھوٹ ہے۔

کیا حضرت عیسی کا آسمان پر زندہ ہونے کا انکار جھوٹ ہے؟

نہیں۔ لیکن بات اس میں یہ ہے کہ لعنت کا تمغہ اور سرٹیفیکیٹ جو اس قوم کو عطا ہوا ہے

اور مرزا صاحب کی سنت ہے ان پر اس کا ادا کرنا واجبات میں سے ہے ورنہ مسلمان کی شان نہیں کہ وہ کسی مشرک کو بھی اپنی زبان سے لعنت کہے۔ یہ ہمارے سیدنا ومولانا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہی سنت موکدہ ہے۔ آپ کو کون رد کر سکتا ہے جو جی چاہے۔ نہیں؟...خداوند کریم ہادی مطلق ہے

بالآخر میں بڑے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ یہ رسالہ آپ کا دین الحق یا ہمارا مذہب محض دھوکا ہے لیکن ناواقفوں کے لئے۔ مجھے امید ہے کہ میرے دوست مولوی غلام رسول انسپکٹر پولیس جن کو ایسے ایسے دھوکوں کی پڑتال اور جانچ کا اچھا ملکہ حاصل ہوگا اور ہونا چاہیے اس رسالہ کی تہ کو پہنچ جائیں گے اور جو میں نے مختصراً بطور ضمیمہ عریضہ عرض کیا ہے اس کے ساتھ اس کا مقابلہ بلاتعصب فرمائیں گے۔ اور پھر اس خاکسار کو اپنی رائے مبارک سے معزز فرمائیں گے طالب حق کے لئے کافی سے زیادہ عرض کیا گیا ہے و السلام علی من اتبع الهدی۔

۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ خاکسار فضل احمد انسپکٹر پولیس از لودیانہ

(یادداشت: آج یہ خط ۲۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو بذریعہ رجسٹری میاں غلام رسول انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروزپور کے پاس بھیجا گیا۔ فضل احمد)

خط نمبر ۴ منجانب غلام رسول قادیانی ۲۳ جولائی ۱۹۱۰ء

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

جناب مکرم بندہ۔ خط بذریعہ رجسٹری جناب کا پہنچ گیا ہے بہرحال مشکور ہوں میں نے پڑھ بھی لیا ہے اور غور سے پڑھا ہے مجھے آپ کے مزاج اور اس انہماک اور خاص غرض کا پہلے علم نہ تھا ورنہ دونوں عریضے ذرہ تفصیل سے لکھتا۔ یہ خط بھی: عدو شود سبب خیر، کے ذیل میں میرے ازیاد اطمینان کا موجب ہو رہا ہے اور اس وجہ سے بھی مشکور ہی ہوں بہرحال...اب جواب عرض کر دے گا مگر چونکہ نہایت عدیم الفرصت ہوں کہ ہیڈ کوارٹر پر قیام کا موقع بھی نہیں؟ ملتا اس واسطے مہلت درکار ہے۔

خط نمبر ۵ منجانب غلام رسول قادیانی ۱۶۔فروری ۱۹۱۱ء

میرے مکرم و معظم قاضی صاحب۔ السلام من اتبع الھدی۔

اللہ تعالی کا خاص فضل ہوا اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے مکاتبہ کے جواب عرض کرنے میں مہلت اور توفیق بخشی میرے مکرم کئی روز ہوئے جواب بعون اللہ تعالی مکمل ہو چکا ہوا ہے اور میں نے اپنے عزیز غلام مرتضی خان کو صاف اور خوش خط نقل کرنے کے واسطے دیا ہے وہ کرتے ہیں تو انشاء اللہ تعالی ارسال خدمت عالی ہوگا۔ اللہ تعالی اسے مفید بنائے اور اس میں اثر اور برکت ڈالے آمین ثم آمین نیاز مند غلام رسول

خط نمبر ۴ منجانب فضل احمد۔ ۱۹ جون ۱۹۱۱ء

باسمہ سبحانہ۔ جناب مکرم مولوی غلام رسول انسپکٹر پولیس فیروز پور

تسلیم ماوجب آنکہ مزاج شریف

ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں جواب نوازش نامہ آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا جس کو قریباً ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے مگر افسوس اب تک آپ نے جواب الجواب حسب وعدہ خود ارسال نہیں فرمایا ایک پوسٹ کارڈ آپ کا موصول ہوا تھا جس میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جواب لکھا جا چکا ہے صاف کرنے کے بعد ارسال ہوگا مگر اس پوسٹ کارڈ کو پہنچے عرصہ تقریباً چار ماہ ہو گئے ہیں اب تک آپ نے جوابات ارسال نہیں فرمائے نہایت انتظار کے بعد یہ عریضہ خدمت شریف میں بھیجتا ہوں براہ مہربانی جوابات روانہ فرما کر مشکور فرماویں تا کہ ان پر غور کر کے اسے؟ جوابات تحریر کر کے کل خط و کتابت کو طبع کروایا جائے جیسے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں بصورت دیگر نیاز مند کو اجازت بخشی جائے تا کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی کو مطبع میں طبع کرنے بھیجا جاوے میں نہایت ہی مشکور ہونگا کہ آپ مجھے جواب سے بہت جلد

مشکور فرماویں گے خداوند تعالی صراط مستقیم عطا فرماوے

ہاں آپ نے ۴ مئی ۱۹۱۱ء کا اخبار بدر ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جس میں ہم سب مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا ہے حتی کہ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو سچا جان کر اوران کے دعوی پر ایمان بھی رکھتا ہو لیکن اگر بیعت نہ کی ہو تو وہ بھی کافر ہے یہ تحریر آپ کے عقاید کے بالکل خلاف ہے براہ مہربانی اس پر نہایت توجہ سے غور فرماویں خداوند کریم اپنا رحم کرے۔ آمین۔

آپ کا دوست : نیاز مند فضل احمد

۱۱ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۹ جون ۱۹۱۱ء

خط نمبر ۶ منجانب غلام رسول قادیانی۔ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء

مکرمی ومخلصی السلام علی من اتبع الھدی نوازش نامہ پہنچا مشکور فرمایا۔ میں خود شرمندہ ہوں (شرمندہ ہونے کی بات ضرور ہے) کہ اب تک آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں بھیجا نہیں جا سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ پہلے اکتوبر تک میں ایک گونہ کشمکش (اس خط کی ہی ایسی تاثیر ہے پہلے کشمکش میں ڈالا۔ پھر وقت نکالنے میں مشکل پڑی۔ پھر جس عزیز کو نقل کرنے کے لئے دیا گیا وہ بے چارے بیمار ہو گئے۔ خدا خیر کرے کہ اس کا جواب میرے پاس پہنچ سکے۔ فضل احمد) میں رہا کہ جواب لکھوں یا نہ۔ آخر بر چند وجوہ جن میں سے ایک وہ وعدہ بھی تھا جو آپ سے کر چکا تھا۔ بڑی مشکل سے وقت نکال کر نومبر اور دسمبر میں لکھا اور بفضلہٖ تعالی مکمل ہوا۔ مگر پھر نقل کے واسطے چونکہ وہ طویل ہو گیا تھا وقت نہ مل سکا تو اپنے برادر زادہ غلام مرتضی خان کو جو اسی ضلع میں بند و بست میں ہیں نقل کے واسطے دیا۔ مگر وہ بیمار ہو گئے اور عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد پھر ان کی ڈیوٹی کچھ ایسے کاموں پر رہی، وہ نقل کا وقت بھی نہ نکال سکے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اب تک نقل نہیں ہوا ہے۔ آج میں نے پھر تاکیدی خط لکھا ہے کہ ویسے ہی میرے پاس واپس کر دیں تو آہستہ آہستہ جوں جوں وقت ملا میں خود ہی

نقل کی کوشش کرونگا۔طبع کرانے کے واسطے آپ کا اختیار ہے مگر جب تک اسے دیکھ نہ لیں طبع کیا کرائیں گے۔ ہمئی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہوا ہے میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ راقم بندہ غلام رسول تمیم۔

خط نمبر ۵۔منجانب فضل احمد ۸ جولائی ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہ۔مکرم بندہ جناب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور بعد مراسم ما وجب آنکہ۔

عرصہ ہوا آپ کے وعدہ کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا مگر افسوس اب تک دو سال ہوئے جناب نے جواب عریضہ ارسال نہ فرمایا۔معلوم نہیں کیا موجب ہوا۔آپ کے پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء کے اخیر فقرہ کا جواب تیار رکھا ہے (یہ جواب انشاء اللہ تعالی بصورت حصہ دوم اس خط کے سمجھا جائے گا) اس انتظار میں کہ آپ کے جواب کا جواب بھی اس کے ساتھ عرض کیا جاوے۔مگر تعجب ہے کہ آپ نے وعدہ موثق کو فرامش کر دیا مخلصی منشی محمد حسین خان سب انسپکٹر جلال آباد کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جواب خط نہیں بھیجا جاوے گا۔ یہ بات سن کر مجھے اور بھی زیادہ افسوس ہوا کہ یا تو وہ شوراشوری یا یہ بےنمکی۔ وہ کل وعدے بھی جو مجھ سے آپ نے فرمائے تھے دور ہو گئے اور خداوندکریم کے احکام اوفوا بالعقود (مائدہ)

اور بعہدی اوفوا (نحل)، و اوفوا بعهد (اسرائیل)

کو بھی پس پشت ڈال دیا نعوذ باللہ۔

اس پر مجھے خیال ہوا کہ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھیج کر منشی محمد حسین خان کے کلام کی تصدیق کروں اس لئے متکلف خدمت سامی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے مشکور فرمائیں کہ خان صاحب نے جو فرمایا وہ صحیح ہے اگر صحیح ہے تو نیاز مند کو بھی اس کے موجبات سے مطلع فرمائیں اور اگر یہ صحیح نہیں تو جواب عریضہ ارسال فرما کر مسرور فرمائیں تا کہ اس کا جواب

الجواب فوراً خدمت شریف میں بھیجا جاوے اور نیز جواب نوازش نامہ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء ارسال خدمت ہو تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کس قدر نئی بات آپ کے عقیدہ کے برخلاف اخبار الحکم بعد میں؟، رسالہ تشحیذ الاذہان سے لکھی گئی ہیں اور علاوہ اس کے آپ کی قوم بنی تمیم کی کسی قدر تاریخ بھی لکھی گئی ہے میں حلفیہ عرض کرتا ہوں میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے و ما ارید الا الاصلاح و ما توفیقی الا باللہ۔ اگر حسب قول منشی محمد حسین خان واقعی آپ جواب دینا نہیں چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے اجازت بخشیں کہ جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ مطبع میں بھیج دیا جاوے تا کہ پبلک کو میری اور آپ کی گفتگو کا موازنہ ہو سکے زیادہ و السلام علی من اتبع الھدی۔

آپ کا خیر خواہ نیاز مند: فضل احمد عفاء اللہ عنہ

۲۲ رجب ۱۳۳۰ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۱۲ء

خط نمبر ۷۔ منجانب غلام رسول قادیانی۔ ۱۵ جولائی ۱۹۱۲ء

مکرمی قاضی صاحب۔ السلام علیکم

خط آپ کا مجھے جھنگ میں ملا جہاں پر میں رخصت پر تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس قدر انتظار کی تکلیف ہوئی معافی مانگتا ہوں جواب تو اسی سرما میں لکھا جا چکا تھا مگر میں چند در چند بواعث سے اس کی تکمیل اور ترسیل کے بارہ میں متذبذب رہا۔ وعدہ بھی کر چکا تھا تاہم چند امور مانع رہے۔ در اصل اللہ تعالی کو یہی منظور تھا۔ مکرمی محمد حسین خان صاحب کا ارشاد بجا ہے واقعی میرا یہی خیال تھا مگر آپ کے خط آنے پر پھر ایک گونہ تحریک ہوگئی ہے اور صاف کرنا شروع کیا گیا ہے اللہ تعالی کو منظور ہوا اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو تکمیل پر ارسال خدمت ہوگا۔ اس کے فضل اور استعانت پر بھروسہ ہے۔ ۲۱ جون کا میرا کوئی کارڈ اور اس کے اخیر کا فقرہ بخدا مجھے تو یاد بھی نہیں کہ کیا تھا میں ایک عاجز عاصی بشر ہوں اگر اور کچھ مہربانی فرمائی ہے تو وہ بھی بھیج دیویں تا کہ مجھے وہ باتیں تسلیم نہ ہوں تو ان پر ساتھ ہی

عرض کر دوں ۔ میری ذات یا میری قوم کی بابت کچھ معرض بحث میں لانا ذاتیات میں نہ شامل و۔ اور اس میں اصلاح بھی کیا ہوگی میں ایک عاجز (ہر انسان بشر ہے جاہل یا عالم ہونا اور بات ہے ۔ اگر یہ صورت تھی تو پھر جواب لکھنے کا ارادہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ فضل احمد) جاہل گم نام آدمی ہوں مین تو اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ آپ میری کم لیاقتی اور بے علمی نشر کرنا چاہتے ہیں خیر بہتر ہے کہ جو کچھ اور لکھا ہے وہ بھی ارسال فرمائیں ۔

بندہ: غلام رسول

خط نمبر ۶ منجانب فضل احمد ۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہ ۔ لودیانہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۲ ۔

مکرم بندہ مولوی صاحب زادشوقہ وعلیکم السلام

آپ کا نوازش نامہ بجواب نیاز نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔

الحمد للہ اب مجھے امید ہوتی ہے کہ آپ ضرور جواب ارسال فرمائیں گے۔ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے نوازش نامہ کے اخیر فقرہ کے جواب میں جو تحریر کیا گیا ہے وہ اس صورت میں بھیجنے کے لئے تیار تھا کہ آپ جواب ارسال نہیں فرمائیں گے اب چونکہ عزم بالجزم کر لیا ہے اس لئے تحریر شدہ خیالات اس کے جواب الجواب کے ساتھ ارسال خدمت شریف کرونگا۔ آپ کا فرمانا کہ آپ میری ذات کی بابت تحریر کرنا کہیں ذاتیات میں شامل ہو جائے ۔ سو واللہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ ذاتیات پر حملہ کیا جاوے جس سے کسی قسم کا رنج بڑھے ایسے خیالات نہایت ذلت کی درجہ پر ہیں انشاء اللہ عرض وہی ہوگا جس میں خیر ہو اور اصلاح ہو اس کے سوا لکھنا ضلالت ہے بخدا میرا ارادہ ابتداء سے ہی یہ ہے میری اور آپ کی سمجھ میں وہ بات آ جاوے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا موجب ہو آپ فرماتے ہیں کہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے پوسٹ کارڈ کا اخیر فقرہ یاد نہیں ہے کہ کیا تھا۔ افسوس ہے کہ دین کے معاملہ میں ایسی فراموشی ۔ سنئے میں نے اپنے عریضہ ۴؟ جون ۱۹۱۲ء میں

عرض کیا تھا کہ آپ نے اخبار بدر ۴ مئی ۱۹۱۱ء کا ملاحظہ فرمایا ہوگا جو آپ کے عقیدہ کے برخلاف ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے ۲۱؟ جون ۱۹۱۲ء (اس پوسٹ کارڈ کے جواب میں ایک مفصل عرض کیا گیا ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ آپ نے کس بے اعتنائی سے کہہ دیا کہ میں نے اس اخبار کو دیکھ لیا ہے اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ یہ دوسرا حصہ اس خط کا ہوگا۔ فضل احمد) کو پوسٹ کارڈ ارسال فرمایا کہ ۴ مئی کا بدر دیکھ لیا ہوا ہے۔ میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔

و السلام علی من اتبع الھدی۔ نیازمند: فضل احمد

خط نمبر ۸ منجانب غلام رسول قادیانی۔ یکم اگست ۱۹۱۲ء

مکرم و معظم جناب قاضی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں موگا سے تبدیل ہو کر یہاں آ گیا ہوں آج صبح کو پہنچ کر چارج لیا ہے۔ جناب کا کارڈ ملا مشکور فرمایا۔ میں نے مسودہ مذکور ایک عزیز کو نقل کو دیا ہے میرے پاس اس وقت نہ تھا وہ منٹگمری لے گئے ہیں جس وقت وہاں سے پہنچا ارسال خدمت کرونگا انشاء اللہ تعالی و السلام مع الاکرام۔

حضرت قبلہ خان صاحب (محمد بہرام خان پنشنر انسپکٹر لودیانہ) سے ملاقات ہو تو سلام نیاز پہنچا دیں۔ احقر: غلام رسول

خط نمبر ۷ منجانب فضل احمد ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء

مکرم و معظم مولوی صاحب۔

بعد مراسم ماوجب آنکہ مزاج شریف۔

یکم اگست ۱۹۱۲ء کا نوازش نامہ آپ کا پہنچ کر باعث تسلی ہوا تھا کہ جناب جواب عریضہ ضرور ارسال فرمائیں گے جس سے آج تک (پانچ ماہ) منتظر رکھا۔ مگر اب میں مایوسانہ حالت میں آپ کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ میرے عریضہ کا جواب آپ دراصل بھیجنا نہیں چاہتے ہیں بہت سے وعدے فرمائے مگر افسوس پورے نہ ہوئے۔ اب یہ آخری عریضہ خدمت عالی میں بھیج کر ملتمس ہوں کہ اگر جناب ایک ہفتہ تک جواب عریضہ ارسال فرماویں

گے تو بہتر ورنہ نیاز مند کو یہ حق ہوگا کہ میری طرف سے جس قدر لکھا جا چکا ہوا ہے اس کے طبع کرانے کا خود کو مجاز سمجھوں۔

اور اگر ایک ہفتہ تک آپ کی طرف سے جواب عریضہ کا پہنچ جائے گا تو پھر میں اس کا جواب الجواب عرض کرونگا مگر میں مایوس ہو چکا ہوں کہ آپ جواب عریضہ ہرگز ارسال نہیں فرماویں گے کیونکہ عرصہ ڈھائی سال کا گذر چکا ہے آپ نے توجہ نہیں فرمائی پس اب میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے آخری جواب سے مشکور فرماویں گے اور اجازت بخشیں گے کہ میں اس عریضہ کو طبع کے لئے مطبع میں بھیج دوں میرا اور آپ کا معاملہ خدا کے سامنے ہے اور میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے اور کچھ نہیں

المنتظر: نیازمند فضل احمد

خط نمبر ۹ منجانب غلام رسول قادیانی ۳ جنوری ۱۹۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

سرگودھا ۳۔ جنوری ۱۹۱۳ء

مکرم معظم جناب قاضی صاحب السلام علی من اتبع الھدی۔

کارڈ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔

میں شائد پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ طویل خط کے جواب کے متعلق پہلے پہل تو ایسا خیال تھا کہ جواب میں عرض نہ کروں کیونکہ آپ کی طرف سے نوبت قسم تک پہنچی ہوئی نظر آئی تھی مگر پھر چند در چند وجوہ سے بخوف معصیت آمادہ ہوا۔ اور اسی اکتوبر کے اخیر میں اللہ تعالی کے فضل کے بھروسہ پر جواب لکھنا شروع کر دیا اور اسی دسمبر میں باوجود عدیم الفرصتی کے اللہ تعالی فضل اور احسان سے مکمل ہوگیا تھا میں نے ہر چند اختصار کی کوشش کی تاہم جوابہت سا ضخیم صورت کی کتاب بن گیا۔ اب اسے صاف کرنے کی ضرورت تھی جس کے واسطے میرے پاس وقت نہ تھا اور میں طبعًا بھی اپنے لکھے ہوئے کو نقل کرنے سے تکلیف گریزی کرنے والا ہوں۔ اس واسطے مسودہ پہلے ایک عزیز کو دیا کہ نقل کر دیں جو عرصہ تک ان کے پاس رہا

مگران کو بھی وقت نہ ملا صرف چند صفحے ہوئے تھے کہ ان سے واپس لینا پڑا۔ پھر شائد جولائی گذشتہ میں ایک اور عزیز نے امید ظاہر کی کہ وہ نقل کر سکیں گے چنانچہ ان کو دیا گیا۔ اگست میں میں ادھر تبدیل ہو آیا اور شاید مجھ سے پہلے ہی منٹگمری تبدیل ہو گئے تھے مجھے اب تک انتظار رہا کہ نقل مکمل کر کے ارسال کریں گے مگر کسی وجہ سے ان سے بھی نہ ہو سکا اور آج پانچ چھ روز ہوئے ہیں کہ مسودہ جوں کا توں معافی کے خط کے ساتھ میرے پاس واپس آ گیا۔ اب اس کی نقل میرے واسطے آسان کام نہیں کہ میرے پاس وقت نہیں ایک اور عزیز سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ نقل کر دے گا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ میرے نام کو مطبع میں نہ لے جاویں اور اب بھی یہی عرض ہے کہ میری پوزیشن اور کم علمی اس قابل نہیں ہے میری اصلاح مطلوب ہے تو آپ اپنا فرض ادا کر چکے اور کچھ فرمانا ہو تو وہ بھی فرمالیں اور چاہیں تو جواب کا انتظار کریں ورنہ اختیار ہے۔ غلام رسول

یادداشت: مولوی صاحب کا یہ آخری خط ہے اس کو بھی اس وقت سوا سال کا عرصہ گذر گیا مگر جواب نہ پہنچا حالانکہ آپ کے پوسٹ کارڈ نمبر ۵ مورخہ ۱۶؟ فروری ۱۹۱۱ء سے واضح ہوتا ہے کہ جواب خط تیار ہو گیا ہے اور عزیزم غلام مرتضی خان کو نقل کے واسطے دیا گیا ہے اور نقل ہونے پر بھیجا جاوے گا۔ اس کو بھی سوا تین سال مقتضی ہو گئے مگر افسوس اب تک نہ نقل ہو سکا اور نہ میرے پاس پہنچا ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ دراصل کوئی جواب لکھا بھی گیا یا نہیں۔ اگر لکھا گیا تھا تو نقل ہونا دو چار... ہفتہ کا کام تھا جب کہ سوا تین سال گذر گئے۔ میرا خیال ہے کہ اول تو کوئی جواب لکھا نہیں گیا اور اگر بالفرض کچھ اناپ شناپ لکھا بھی ہو تو کمیٹی نے اس کو پاس نہیں کیا اور نہ اس قابل سمجھا کہ وہ جواب کی حیثیت میں بھیجا جاوے پس اس آخری پوسٹ کارڈ سے ان کا عجز ثابت ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کئی عزیزوں کو نقل کے واسطے دیا گیا مگر کوئی بھی کر نہ سکا۔ غرض یہ ہے کہ کوئی جواب نہیں اسی واسطے انہوں نے لکھ دیا خواہ جواب کا انتظار کریں، ورنہ اختیار ہے۔ مگر میں اپنے اس خیال کا ثبوت رکھتا ہوں کہ مولوی صاحب کے جواب کو قادیانی کمیٹی نے پسند نہیں کیا اس لئے عدم میں اپنے دوست منشی محمد حسین

خان سب انسپکٹر جلال آباد ضلع فیروز پور کا خط نقل کرتا ہوں جو مولوی صاحب کے ضلع میں تعینات ہیں و ہو ھذا

۲۲ دسمبر ۱۹۱۱ء اللہ معکم اینما کنتم

جناب مخدومی زاد عنایۃً السلام علیکم۔

پوسٹ کارڈ ملا یاد آوری کا شکریہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میاں صاحب کا جواب قادیان کی جنرل کمیٹی نے پسند نہیں کیا اس واسطے آپ کے پاس نہیں پہنچا ترمیم تنسیخ ہو رہی ہے اگر مکمل ہو گیا تو بھیج دیں گے اور پھر گو یا یہ تمام جماعت کا جواب ہوگا۔ فقط۔

محمد حسین خان لودھی سب انسپکٹر تھانہ جلال آباد

(خان صاحب نے اس سے بہت پہلے فرمایا تھا کہ میں نے آپ کا خط دیکھا تھا اور اسی وقت میں نے میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر کو کہہ دیا تھا کہ اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکو گے۔ یہ میری پیش گوئی سمجھو۔ پس خان صاحب کی یہ پیش گوئی پوری ثابت ہوگئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس قدر انتظار یعنی سوا تین سال کے بعد مطبع میں بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ذریعہ ہدایت منکرین بنائے آمین ثم آمین۔ خاکسار فضل احمد ۱۱ مئی ۱۹۱۴ء مقام لودیانہ

نوٹ: ماہ اگست ۱۹۱۴ء کو سفر حج و زیارت پیش آیا الحمد للہ و المنتہ۔ ماہ جنوری ۱۹۱۵ء کو واپس آیا۔ اس کے بعد انتظار جواب ہوا۔ اس کے بعد غالباً مئی یا جون ۱۹۱۵ء کو یہ خط و کتابت کاتب کے حوالہ ہوئی اور مطبع میں انتظام طبع کیا گیا۔ اس کا دوسرا حصہ بھی تیار ہے وہ بھی انشاء اللہ مطبع میں دیا جاوے گا خدا کرے مرزائیوں کو صراط مستقیم حاصل ہو۔ فقیر نیاز مند فضل احمد۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)۔

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاء الدین